اقبال اور قرآن

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان



ادارہ ثقافت اسلامیہ
کلب روڈ ○ لاہور

اِقبال اور قرآن

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ایم اے ، ایل ایل بی ، پی ایچ ڈی ، ڈی لٹ
سابق صدر شعبۂ اردو ، سندھ یونیورسٹی



نیشنل کمیٹی برائے صد سالہ تقریبات ولادت علامہ محمد اقبالؒ

اِدارہ ثقافتِ اِسلامیہ

کلب روڈ ○ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : دسمبر ۱۹۷۷

تعداد : ۱۱۰۰

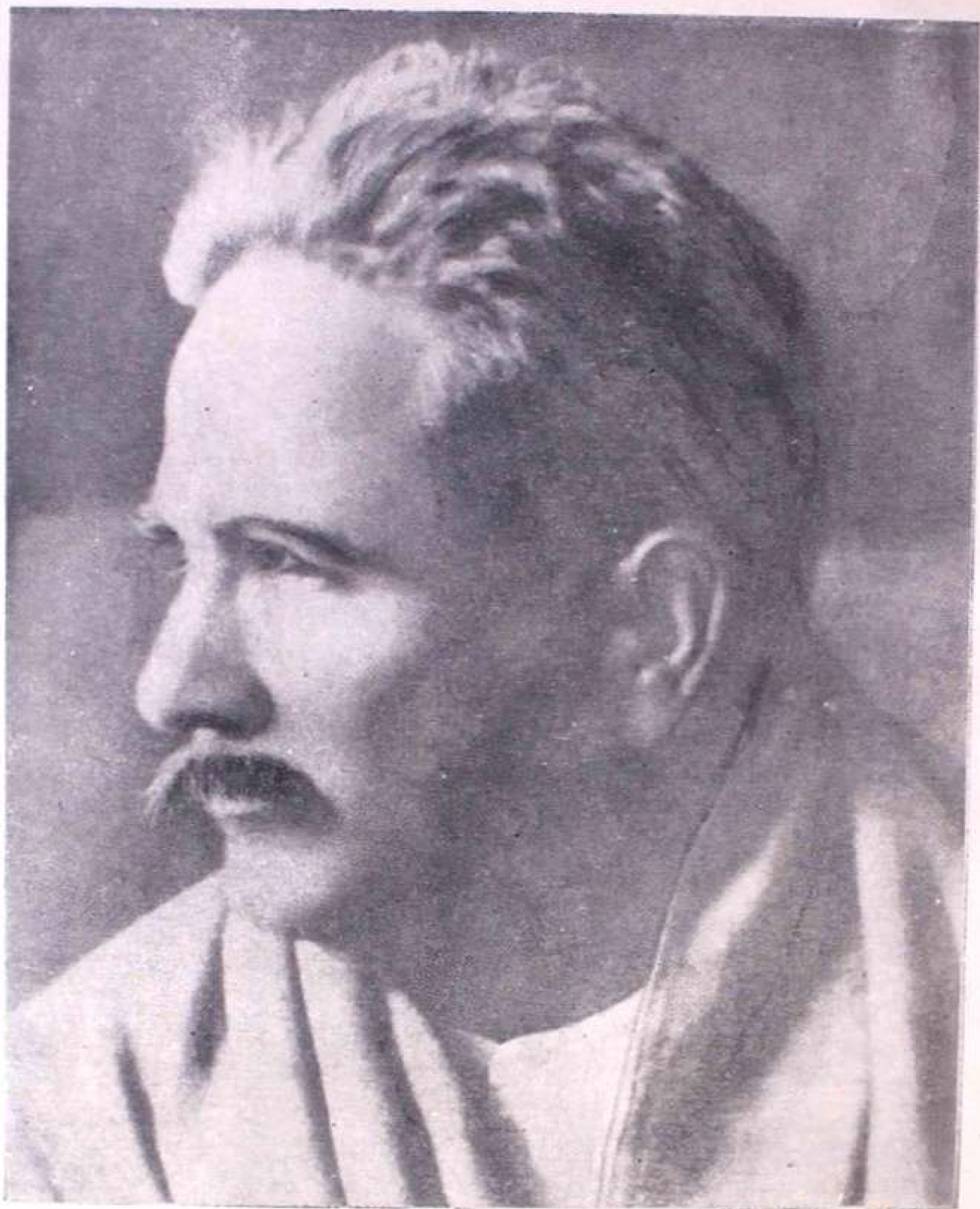
ناشر : محمد اشرف ڈار
معتمد ، ادارۂ ثقافت اسلامیہ ، لاہور

طابع : محمد زرین خاں

مطبع : زرین آرٹ پریس ، ۶۱ - ریلوے روڈ ، لاہور

تقسیم کنندگان

اقبال اکادمی پاکستان
۹۰ - بی/۲ ، گلبرگ نمبر ۳ ، لاہور



علامہ محمد اقبالؒ

(۱۸۷۷—۱۹۳۸)

آبروے ما ز نامِ مصطفیٰؐ است
(صلی اللہ علیہ وسلم)

آنؐ کے نام پر

جن کے صدقے میں

یہ کائنات پیدا کی گئی

اقبالؒ کو ایسا دل حاصل ہوا

اور

راقم الحروف کو ایسی سعادت نصیب ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولِ سدید

بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۳۶ میں راقم الحروف علی گڑھ سے فارغ ہو کر چند ماہ کے بعد ناگ پور یونیورسٹی کے ایک کالج میں اردو کا استاد مقرر ہوا اور قریب تین سال کے بعد اس یونیورسٹی میں صدر شعبۂ اردو بھی بنا دیا گیا۔

طالب علمی کے زمانے میں محترم حمید جالندھری (جو بعد میں دارالمعلمین کابل میں پروفیسر بھی رہ چکے ہیں اور میرے لیے حقیقی بھائی سے کم نہیں) میرے ہم سبق تھے۔ اُن کی وجہ سے مجھے علامہ اقبال سے شغف پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ جب میں ناگ پور یونیورسٹی میں صدر شعبۂ اردو بنایا گیا تو میں نے میٹرک سے لے کر ایم اے تک ہر کلاس میں علامہ اقبال کے کلام کو داخلِ نصاب کرا دیا اور یہی سعادت مجھے شروع میں کراچی میں اور بعد میں سندھ یونیورسٹی میں بھی حاصل رہی۔ اب عمر کی آخری منزل میں اللہ پاک کے خصوصی انعام کی وجہ سے مجھے قرآن سے متعلق یہ کام عنایت ہوا جو میں نے بحمد اللہ چند ماہ میں مکمل کر لیا۔ کاش یہ کام اُس کی بارگاہ میں منظور و مقبول ہو کر میرے لیے ذریعۂ مغفرت بن جائے!

میرے کام کی تقسیم یہ ہے کہ ''تبصرۃ و ذکریٰ'' کے ذیل میں قرآن سے متعلق علامہ اقبال کے خیالات، نظریات اور واقعات درج کر دیے

گئے ہیں اور ''لکل عبدِ منیب'' کے تحت اُن کے ہر مجموعۂ کلام کے قرآنی مضامین کو حتی الامکان جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ؒ، مولانا اشرف علی تھانوی ؒ اور مولانا احمد رضا خان ؒ سے لیا گیا ہے اور بعض مقامات پر خود بھی کر دیا ہے۔

آخر میں معذرت خواہ ہوں کہ متعدد مقامات پر ''ہم مضمون'' اشعار کی ''ہم مضمون'' آیات کو دہرانا پڑا ہے۔ بہت سی آیات ایسی بھی ہیں جن کی ''ہم مضمون'' احادیث بھی مل سکتی تھیں لیکن اُن کو مجبوراً چھوڑنا پڑا کیونکہ میرا موضوع صرف قرآن تک محدود تھا۔

۲۹ نومبر ۱۹۷۶ احقر غلام مصطفیٰ

اس کتاب میں شیخ غلام علی لاہور کے مطبوعہ ''کلیاتِ اقبال فارسی'' (۱۹۷۵) اور ''کلیاتِ اقبال اُردو'' (۱۹۷۳) کے صفحات درج ہیں۔

مندرجات

(۱)

تبصرة و ذکری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن سے شغف

علامہ اقبال ایک مکتوب (مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء) میں لکھتے ہیں :

''شخصی عنصر سے مراد وہ اشعار ہیں جن میں مصنف کے ذاتی حالات و اکتسابِ فیض کا اشارہ یا ذکر ہے ۔ میں نے یہ لفظ خود ہی وضع کیا تھا ۔ اُردو زبان میں مروج نہیں ہے ۔ انگریزی میں اس مطلب کو اصطلاح Personal element سے واضح کرتے ہیں ۔''[1]

علامہ اقبال کے اس قول کی روشنی میں ''رموزِ بے خودی'' کے یہ اشعار (بحضورِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیے :

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی — جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی
اے زمین از بارگاہت ارجمند — آسمان از بوسۂ بامت بلند
شش جہت روشن ز تابِ روے تو — ترک و تاجیک و عرب ہندوے تو
از تو بالا پایۂ این کائنات — فقرِ تو سرمایۂ این کائنات
در جہان شمعِ حیات افروختی — بندگان را خواجگی آموختی

* * *

تا مرا افتاد بر رویت نظر — از اب و ام گشتۂ محبوب تر
عشق در من آتشے افروخت است — فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

۱- رسالہ ''صحیفہ'' لاہور ، بابت اکتوبر ۱۹۷۳ ، ص ۱۳۷ -

نالۂ مانندِ نَے ساماںِ من | آں چراغِ خانۂ ویرانِ من
از غمِ پنہاں نگفتن مشکل است | بادہ در مینا نہفتن مشکل است

اس کے بعد آج کے مسلمانوں کی حالت بیان کی ہے۔ پھر کہتے ہیں :

داستانے گفتم از یارانِ نجد | نکہتے آوردم از بستانِ نجد
محفل از شمعِ نوا افروختم | قوم را رمزِ حیات آموختم

• • •

گر دلم آئینۂ بے جوہر است | ور بحرفم غیرِ قرآں مضمر است
اے فروغت صبحِ اعصار و دہور | چشمِ تو بینندۂ ما فی الصدور
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن | ایں خیاباں را ز خارم پاک کن
تنگ کن رختِ حیات اندر برم | اہلِ ملت را نگہدار از شرم
سبز کشتِ نابسامانم مکن | بہرہ گیر از ابرِ نیسانم مکن
خشک گرداں بادہ در انگورِ من | زہر ریز اندر مۓ کافورِ من
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا | بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا
گر دُرِ اسرارِ قرآں سفتہ ام | با مسلماناں اگر حق گفتہ ام
اے کہ از احسانِ تو ناکس کس است | یک دعایت مزدِ گفتارم بس است
عرض کن پیشِ خدائے عز و جل | عشقِ من گردد ہم آغوشِ عمل

آخر کے اشعار میں کس قدر خلوص ہے کہ اگر میں قرآن کے علاوہ کچھ اور کہوں تو مجھے ختم کر دیا جائے اور قوم کو میرے شر سے محفوظ رکھا جائے، نیز مجھے قیامت میں رسوا کیا جائے اور اپنی پابوسی سے بھی محروم کر دیا جائے۔[۲] اللہ اللہ! کس قدر اخلاص ہے کہ اہل اللہ کے یہاں

۲۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے علامہ اقبال کے عشق کی تفصیل کے لیے الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ چند اشعار یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں :

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ ست | آبروے ما ز نامِ مصطفیٰ ست
قوتِ قلب و جگر گردد نبی | از خدا محبوب تر گردد نبی
چوں بنامِ مصطفیٰ خوانم درود | از خجالت آب می گردد وجود

بھی اس نوعیت کا اخلاص کم یاب ہے!

پھر اپنے پدر بزرگوار کے احسان کو یاد کرتے ہیں کہ اُن کے ذریعے مجھے آپ کا نام معلوم ہوا اور اسی وقت سے ایک آرزو پیدا ہوئی:

از پدر تا نامِ تو آموختم آتشِ این آرزو افروختم

• • •

سالہا بودم گرفتارِ شکے از دماغِ خشکِ من لاینفکے

• • •

زندگی را از عمل ساماں نبود پس مرا ایں آرزو شایاں نبود
شرم از اظہار او آید مرا شفقتِ تو جرأت افزاید مرا
ہست شانِ رحمتت گیتی نواز آرزو دارم کہ میرم در حجاز

ان اشعار میں اقبال اپنی ''گرفتاریِ شک'' (فلسفہ دانی) کا ذکر بھی کرتے ہیں اور دوسرے حالات بھی بیان کرتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ امتیازی شان یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سراپا ادب بن کر حجاز میں مرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ یہی اُن کی اصل آرزو ہے اور یہی اُن کی حیاتِ جاودانی کا راز ہے۔

عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن مجید ہی سے علامہ اقبال کے شخصی عناصر (Personal elements) کی تعمیر ہوئی ہے اور اس اجمال کی تفصیل اُن اقوال و احوال میں پیش کی جاتی ہے جو مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، لیکن شروع میں قرآن سے متعلق علامہ کے تاثرات بھی ملاحظہ فرما لیجیے:

در جہانِ ذکر و فکرِ انس و جاں تو صلاتِ صبح، تو بانگِ اذاں
''مکاتیب اقبال'' (۱/۳۳۹) بھی دیکھیں۔ رسالہ ''اسلامی تعلیم'' (لاہور، مارچ تا جون ۱۹۷۴ء) کے ص ۶ میں ایک غیر مطبوعہ نعت شائع ہوئی ہے جس کا مطلع یہ ہے:

اے کہ بر دلہا رموزِ عشق آساں کردہ ای
سینہ ہا را از تجلی یوسفستاں کردہ ای

گر تو می خواہی مسلماں زیستن | نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن[۳]

* * *

نقش قرآں تا دریں عالم نشست | نقشہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است | ایں کتابے نیست چیزے دیگر است!
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود | جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود
مثلِ حق پنہاں و ہم پیداست ایں | زندہ و پایندہ و گویاست ایں
اندرو تقدیر ہائے غرب و شرق | سرعتِ اندیشہ پیدا کن چو برق
با مسلماں گفت ، جاں بر کف بنہ | ہرچہ از حاجت فزوں داری بدہ[۴]

* * *

ز قرآں پیشِ خود آئینہ آویز | دگرگوں گشتۂ ! از خویش بگریز
ترازوے بنہ کردارِ خود را | قیامت ہای پیشیں را بر انگیز[۵]

اس قرآن کی بدولت ایک مسلمان کی شان کیا ہو سکتی ہے!

دو گیتی را صلا از قرأتِ اوست | مسلماں لایموت از رکعتِ اوست
نداند کشتۂ ایں عصرِ بے سوز | قیامت ہا کہ در قدقامتِ اوست[۶]

اب وہ اقوال و احوال پیش کیے جاتے ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے علامہ اقبال کی ابتدائی زندگی کے دو واقعے اس طرح بیان کیے ہیں:

''سفرِ کابل کی واپسی میں قندہار کا ریگستانی میدان طے ہو چکا تھا اور سندھ و بلوچستان کے پہاڑوں پر ہماری موٹریں دوڑ رہی تھیں۔ شام کا وقت تھا۔ ہم دونوں ایک ہی موٹر میں بیٹھے تھے۔ روحانیات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اربابِ دل کا تذکرہ تھا کہ موصوف نے بڑے تاثر کے ساتھ اپنی زندگی کے دو واقعے بیان کیے۔ میرے خیال میں یہ دونوں واقعے اُن کی زندگی کے سارے کارناموں کی اصل بنیاد تھے۔

''فرمایا ، جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اُٹھ کر روزانہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ والد مرحوم اپنے اوراد و وظائف سے فرصت پا کر آتے اور مجھ کو دیکھ کر گزر جاتے۔ ایک دن صبح کو وہ میرے

۳- ''رموزِ بے خودی''۔
۴- ''جاوید نامہ''۔
۵- ''ارمغانِ حجاز''۔
۶- ایضاً۔

پاس سے گزرے تو مسکرا کر فرمایا ، کہ کبھی فرصت ملی تو میں تم کو ایک بات بتاؤں گا ۔ میں نے دو چار دفعہ بتانے کا تقاضا کیا تو فرمایا ، جب امتحان دے لو گے ، تب ۔ جب امتحان دے چکا اور لاہور سے گھر آیا تو فرمایا ، جب پاس ہو جاؤ گے ۔ جب پاس ہو گیا اور پوچھا ، تو فرمایا ، بتاؤں گا ۔ ایک دن صبح کو حسبِ دستور قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو وہ میرے پاس آ گئے اور فرمایا ، بیٹا ، کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم ہی پر اُتر رہا ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہے ۔ ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ اُن کا یہ فقرہ میرے دل میں اُتر گیا اور اُس کی لذت دل میں اب تک محسوس کرتا ہوں ۔ یہ تھا وہ تخم جو اقبال کے دل میں بویا گیا اور جس کی تناور شاخیں پہنائے عالم میں اُن کے موزوں نالوں کی شکل میں پھیلی ہیں ۔

''دوسرا واقعہ یہ ہے کہ باپ نے ایک دن بیٹے سے کہا کہ میں نے تمہارے پڑھانے میں جو محنت کی ہے ، تم سے اُس کا معاوضہ چاہتا ہوں ۔ لائق بیٹے نے بڑے شوق سے پوچھا کہ وہ کیا ہے ؟ باپ نے کہا ، کسی موقع پر بتاؤں گا ۔ چنانچہ انھوں نے ایک دفعہ کہا کہ میری محنت کا معاوضہ یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کرنا ۔ بات ختم ہوگئی ۔ ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ اس کے بعد میں نے لاہور میں کام شروع کیا ۔ ساتھ ہی میری شاعری کا چرچا پھیلا اور نوجوانوں نے اس کو اسلام کا ترانہ بنایا ، لوگوں نے نظموں کو ذوق و شوق سے پڑھا اور سنا ، اور سامعین میں ولولہ پیدا ہونے لگا ۔ اُنہی دنوں میں میرے والد مرض الموت میں بیمار ہوئے ۔ میں اُن کو دیکھنے کے لیے لاہور سے آیا کرتا تھا ۔ ایک دن میں نے اُن سے پوچھا کہ والد بزرگوار ، آپ سے جو میں نے اسلام کی خدمت کا عہد لیا تھا ، وہ پورا کیا ، یا نہیں ؟ باپ نے بسترِ مرگ پر شہادت دی ، کہ جانِ من ، تم نے میری محنت کا معاوضہ ادا کر دیا ۔

''کون انکار کر سکتا ہے کہ اقبال نے ساری عمر جو پیغام ہم کو سنایا وہ انہی دو متنوں کی شرح تھی ۔''۷

یہ بیان مولانا سید سلیمان ندوی رح کا ہے اور عباد اللہ فاروقی لکھتے ہیں :

"علامہ اقبال اپنے مشہور و معروف خطبات میں ایک جگہ فرماتے

۷۔ "اقبال کے پیغام کا متن اور شرح" ، رسالہ ''جوہر'' (جامعہ ملیہ دہلی) کا ''اقبال نمبر'' ، جوہر اقبال ، دسمبر ۱۹۳۸ ، ص ۱۹ - ۲۱ -

ہیں کہ صوفیہ' اسلام میں ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب تک مومن کے دل پر بھی کتاب (قرآنِ حکیم) کا نزول ویسا ہی نہ ہو جائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا تھا ، اس کا سمجھنا محال ہے — علامہ موصوف نے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ یہ صوفی بزرگ کون تھے لیکن یہ قول معاً اُن کی اپنی زندگی کے ایک واقعے کی یاد دلاتا ہے ۔ وہ یہ کہ جب اقبال سیالکوٹ میں ابھی زیرِ تعلیم تھے تو وہ صبح کی نماز کے بعد قرآنِ پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے ۔ ایک دن اسی دوران میں اُن کے والدِ محترم اُن کے پاس آئے اور فرمایا ، 'جب تک تم یہ نہ سمجھو کہ قرآن تمہارے قلب پر بھی اسی طرح اُترتا ہے جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس پر نازل ہوا تھا ، تلاوت کا مزہ نہیں ۔' اس واقعے کو اور مذکورۃ الصدر قول کے مفہوم کو علامہ نے 'بالِ جبریل' میں اس طرح ادا کیا ہے :

''ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازیؒ نہ صاحبِ کشافؒ''۸

اور علامہ اقبال فرماتے تھے :

''جب میں ایف ۔ اے ۔ میں پڑھتا تھا تو صبح کی نماز کے بعد قرآنِ پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا ۔ والد صاحب مسجد سے نماز پڑھ کر آتے تو کبھی منزل ختم کر چکا ہوتا ، کبھی جاری ہوتی ۔ ایک دن آ کر پوچھتے ہیں کہ کیا پڑھتے تھے ؟ مجھے حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آ گیا ۔ چھ مہینے ہوگئے اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم پڑھتا ہوں ، پھر یہ سوال کیسا ؟ نہایت نرمی سے فرمایا ، میں پوچھتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے ؟ اب میرا استعجاب اور غصہ جاتا رہا اور کہا ، کچھ عربی جانتا ہوں ، کہیں کہیں سمجھ میں آ جاتا ہے ۔ بات ختم ہو گئی ۔ کوئی چھ ماہ بعد ایک دن بیٹھ گئے اور فرمایا ، بیٹا ، قرآن کریم اُس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر یہ نازل ہوتا ہے ۔ میں حیران تھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآنِ کریم کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ فرمایا ، یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ قرآنِ کریم حضورِ انور

۸۔ رسالہ ''اقبال'' (لاہور ، بابت اکتوبر ۱۹۷۲ تا جنوری ۱۹۷۳) ، ص ۳۹ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی پر نازل ہی نہیں ہو سکتا ؟ میں پھر حیران ہوا تو فرمایا ، انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اُس کا نمونہ ہمارے سامنے محمدؐ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی میں محمدؐ ہی کے مختلف مدراج تھے ۔ وہ سلسلے گویا Muhammad in the making (تکمیلِ محمدؐ) کے منازل تھے ۔ بنیادی اصول ہر جگہ ایک تھا ۔ البتہ شعورِ انسانی کے ارتقا کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی ، حتیٰ کہ 'محمدؐ' مکمل ہو گیا اور بابِ نبوت بند ہو گیا ۔ انسانیت اپنی معراجِ کبریٰ تک پہنچ گئی ۔ اب ہر انسان کے سامنے معراجِ انسانیت کا نمونہ 'محمدؐ' موجود ہے ۔ کوئی انسان جتنا محمدیت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اتنا ہی قرآن اس پر نازل ہوتا جاتا ہے ۔ یہ مفہوم تھا میرے کہنے کا کہ قرآنِ کریم اُس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔''۹

رئیس الاطباء حکیم محمد حسن صاحب قرشی لکھتے ہیں :

''قرآنِ حکیم سے اُن کو بے حد شغف تھا ۔ وہ بچپن سے بلند آواز سے قرآن پڑھنے کے عادی تھے ۔ قرآنِ حکیم پڑھتے ہوئے وہ بے حد متاثر معلوم ہوتے تھے ۔ آواز بیٹھ جانے کا اُنھیں سب سے زیادہ قلق یہ تھا کہ وہ قرآنِ حکیم بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے ۔ بیماری کے دنوں میں بھی جب کبھی کسی نے قرآنِ حکیم کو خوش الحانی سے پڑھا تو آنسو جاری ہوگئے اور اُن پر لرزش و اہتزاز کی کیفیت طاری ہوگئی ۔

''آپ کلامِ پاک خاص دل سوزی اور شغف کے ساتھ تلاوت کیا کرتے تھے ۔ پڑھتے جاتے اور روتے جاتے ، حتیٰ کہ اوراقِ مصحف تربتر ہو جاتے اور اُن کو دھوپ میں سکھایا جاتا ۔ آپ کی تلاوت کا خاص قرآن پاک اسلامیہ کالج لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور اس روایت کا عینی ثبوت فراہم کرتا ہے ۔''

مرزا جلال الدین بیرسٹر فرماتے ہیں :

''مطالبِ قرآنی پر اُن کی نظر ہمیشہ رہتی ۔ کلامِ پاک کو پڑھتے تو

۹- بحوالہ رسالہ ''فکر و نظر'' (اسلام آباد ، اگست ۱۹۷۶) ، ص ۱۱۹ ۔

اُس کے ایک ایک لفظ پر غور کرتے ، بلکہ نماز کے دوران میں جب بہ آواز بلند پڑھتے تو وہ آیاتِ قرآنی پر فکر کرتے اور اُن سے متاثر ہو کر رو پڑتے ۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز میں ایک خاص کشش تھی ۔ جب وہ قرآنِ پاک بہ آواز بلند پڑھتے تو سننے والوں کا دل پگھل جاتا ۔"

اسلام کی تمام تعلیمات کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے ۔ اقبال نے اپنے پیام میں قرآن کو پڑھنے اور اُس سے نورِ ہدایت حاصل کرنے پر بڑا زور دیا ہے ۔ ایک خط میں اکبر الہ آبادی کو لکھا تھا :

"واعظِ قرآن بننے کی اہلیت تو مجھ میں نہیں ہے ۔ ہاں ، اس مطالعے سے اپنا اطمینانِ خاطر روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے ۔"

پرانا خیال ہے کہ قرآن پڑھنے کے لیے یہ فرض نہیں کہ اس کے معنی بھی آتے ہوں ۔ علامہ کی بھی یہی رائے تھی ۔ نیازالدین خان کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

"قرآن کثرت سے پڑھنا چاہیے تاکہ قلب محمدیؐ نسبت پیدا کرے ۔ اس نسبتِ محمدیہؐ کی تولید کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معنی بھی آتے ہوں ۔ خلوصِ دل کے ساتھ محض قراءت کافی ہے ۔"[۱۰]

علامہ اقبال کے ملازم علی بخش کا بیان ہے :

"صبح کی نماز اور قرآن خوانی مدت سے اُن کا معمول تھا ۔ قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے ۔ آواز ایسی شیریں تھی کہ اُن کی زبان سے قرآن سن کر پتھروں کے دل پانی ہو جاتے تھے ۔ بیماری کے زمانے میں قرآن پڑھنا چھوٹ گیا تھا ۔ نماز بھی کم پڑھتے تھے ۔ موت سے کچھ عرصہ پیشتر مجھ سے کہنے لگے ، علی بخش ! میرا جی چاہتا ہے کہ آج نماز پڑھوں ۔ میں نے کہا ، آپ پلنگ پر بیٹھ جائیے ۔ میں آپ کو وہیں بیٹھے بیٹھے وضو کرا دیتا ہوں — وضو کر چکے تو میں نے کہا ، ڈاکٹر صاحب ، میں نے مہر صاحب کو بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا ہے ۔ خدا

---

۱۰ ۔ حکیم محمد حسن قرشی کے بیان سے لے کر یہاں تک پروفیسر محمد طاہر فاروقی کی کتاب "سیرتِ اقبال" ، (لاہور ، ۱۹۶۶) ، ص ۹۹ - ۱۰۰ سے لیا گیا ہے ۔

جانے ، کیا بات ہے - کہنے لگے ، ہاں مجبوری کی حالت میں یہ بھی جائز ہے -

''جن دنوں ہم بھاٹی دروازے میں رہتے تھے ، ایک دفعہ پورے دو مہینے بڑی باقاعدگی سے تہجد کی نماز پڑھتے رہے - اُن دنوں اُن کا عجب حال تھا - قرآن اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جی چاہتا تھا بس سارے کام کاج چھوڑ کر اُنہی کے پاس بیٹھا رہوں - اس زمانے میں کھانا پینا بھی چھوٹ گیا تھا - صرف شام کو تھوڑا سا دودھ پی لیا کرتے تھے - خدا جانے اس میں کیا رمز تھی -''۱۱

قومی انحطاط کے اسباب

علامہ اقبال کے قرآنی شغف کے واقعات بہت سبق آموز ہیں اور اُن کا جی کڑھتا تھا کہ قوم نے اس نعمت سے صحیح فائدہ حاصل نہیں کیا - وہ قوم کے انحطاط کے اسباب بھی بیان کرتے ہیں ، مثلاً ۳ اپریل ۱۹۱۶ کو لکھتے ہیں :

''میں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کی گزشتہ دماغی تاریخ اور موجودہ حالت پر بہت غور کیا ہے جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ان دونوں قوموں کے اطبا کو اپنے مریض کا اصلی مرض اب تک معلوم نہیں ہو سکا - میرا عقیدہ ہے کہ ان کا اصلی مرض قوائے حیات کی ناتوانی اور ضعف ہے اور یہ ضعف زیادہ تر ایک خاص قسم کے لٹریچر کا نتیجہ ہے جو ایشیا کی بعض قوموں کی بد نصیبی سے اُن میں پیدا ہو گیا ہے - جس نقطۂ خیال سے یہ قومیں زندگی پر نگاہ ڈالتی ہیں وہ نقطۂ خیال صدیوں سے مضعف مگر حسین و جمیل ادبیات سے محکم ہو چکا ہے اور اب حالاتِ حاضرہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اس نقطۂ خیال میں اصلاح کی جائے -''۱۲

پھر ۱۰ جولائی ۱۹۱۶ کو لکھتے ہیں :

''حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا

۱۱- چراغ حسن حسرت ، مرتب ، ''اقبال نامہ'' (تاج کمپنی ، لاہور ، ت - ن) ، ص ۱۸ -

۱۲- رسالہ ''صحیفہ'' (اکتوبر ۱۹۷۳) -

ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔ افسوس کہ مسلمان مردہ ہیں۔ انحطاطِ ملی نے اُن کے تمام قویٰ کو شل کر دیا ہے اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے صید پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے انحطاط کا مسحور اپنے قاتل کو اپنا مربی تصور کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہے۔"۱۳

پھر ۱۹ جولائی ۱۹۱۶ کو لکھتے ہیں :

"تصوف کا سب سے پہلا شاعر عراقی ہے جس نے 'لمعات' میں 'فصوص الحکم' محی الدین ابن عربی کی تعلیموں کو نظم کیا ہے (جہاں تک مجھے علم ہے 'فصوص' میں سوائے الحاد و زندقہ کے اور کچھ نہیں ۔ ۔ ۔) اور سب سے آخری شاعر حافظ ہے (اگر اُسے صوفی سمجھا جائے) ۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ تصوف کی تمام شاعری مسلمانوں کے پولیٹیکل انحطاط کے زمانے میں پیدا ہوئی اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ جس قوم میں طاقت و توانائی مفقود ہو جائے جیسا کہ تاتاری یورش کے بعد مسلمانوں میں مفقود ہو گئی ، تو پھر اُس قوم کا نکتہ نگاہ بدل جایا کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک ناتوانی ایک حسین و جمیل شے ہو جاتی ہے اور ترکِ دنیا موجبِ تسکین — اس ترک دنیا کے پردے میں قومیں اپنی سستی و کاہلی اور اس شکست کو جو اُن کو تنازع للبقا میں ہو ، چھپایا کرتی ہیں ۔"۱۴

اسی لیے وہ چاہتے تھے کہ اسلامی مذہبی مسائل کے لیے ایک خصوصی تربیت دی جائے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :

"مذہبی مسائل بالخصوص اسلامی مذہبی مسائل کے فہم کے لیے ایک خاص تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں کی نئی پود اس سے بالکل کوری ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ، تعلیم کا تمام تر غیر دینی ہو جانا اس مصیبت کا باعث ہوا ہے اور ہندوؤں کے ہاں تو ایک گونہ مذہب کا وجود ہی ندارد ہے ۔"۱۵

۱۳- شیخ عطاء اللہ ، مرتب ، "مکاتیب اقبال" ، ۱/۳۴ -
۱۴- ایضاً ، ۱/۴۴ -
۱۵- علامہ اقبال ایک خطبے میں بھی فرماتے ہیں :
"مجھے رہ رہ کر یہ رنج دہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان طالب علم جو

مولانا عبدالسلام ندوی نے علامہ اقبال کے اس مزاج اور مذاق کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں :

''اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے کہ مذہب کے متعلق ڈاکٹر [اقبال] صاحب نے اپنی تصانیف میں جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ اگرچہ فلسفیانہ ہیں لیکن عملی حیثیت سے وہ مسلمانوں کے لیے صرف عقیدۂ توحید و رسالت اور نماز، روزہ، حج اور زکٰوۃ کو کافی سمجھتے تھے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلمان کو مسلمان بننے کے لیے فلسفہ کی ضرورت نہیں، بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک ملاقات میں حکیم محسن علی صاحب عرشی[16] نے اُن سے کہا، آپ کے مدراس والے لکچر بے حد مشکل ہیں۔ اگر اسلام یا قرآن کا منشا وہی ہے جو آپ نے ان لکچروں میں بیان فرمایا ہے اور جس کو اس ترقی یافتہ زمانے کے بڑے بڑے اہلِ علم سمجھنے سے قاصر ہیں تو قرنِ اوّل کے عرب صحرا نشینوں نے اسے کیا سمجھا ہوگا؟ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، نبی الاسلام علی خمس کسی قوم کی تشکیل و تعمیر کے لیے اسلام کے پانچ ارکانِ مشہورہ کا اجرا و انضباط کافی ہے۔ چنانچہ اس کی محسوس علمی صورت عہدِ سعادت سے بہتر کہیں نظر نہیں آ سکتی، اور تاریخ کا حافظ اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔''[17]

اپنی قوم کے عمرانی، اخلاق اور سیاسی تصورات سے نابلد ہے، روحانی طور پر بمنزلہ ایک بے جان لاش کے ہے۔ اور اگر موجودہ صورتِ حال بیس سال تک اور قائم رہی تو وہ اسلامی روح جو قدیم اسلامی تہذیب کے چند علمبرداروں کے فرسودہ قالب میں ابھی تک زندہ ہے، ہماری جماعت کے جسم سے بالکل ہی نکل جائے گی۔ وہ لوگ جنھوں نے تعلیم کا یہ اصل الاصول قائم کیا تھا کہ ہر مسلمان بچے کی تعلیم کا آغاز کلام مجید کی تعلیم سے ہونا چاہیے، وہ ہمارے مقابلے میں ہماری قوم کی ماہیت و نوعیت سے بہت زیادہ واقف تھے۔'' ''مکاتیب اقبال'' (۲/۲۲۳) میں بھی دینیاتی افکار کی توسیع پر زور دیا ہے۔

۱۶- محمود نظامی، مرتب، ''ملفوظاتِ اقبال'' (لاہور، ۱۹۴۹) کے ص ۵۰ میں یہ مضمون محمد حسین عرشی کا ہے۔

۱۷- ''اقبال کامل'' (لاہور، ۱۹۶۷) ص ۶۷، بحوالہ ''البیان''، دسمبر ۱۹۳۹ -

قرآن سے متعلق حالات کو مولانا عبدالستار ندوی بھی لکھتے ہیں ، یعنی :

''ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق ان کی کتابیں اسلامیہ کالج لاہور کی لائبریری کو دے دی گئیں ۔ ان کتابوں میں ڈاکٹر صاحب کی تلاوت کا خاص قرآن از روئے وصیت اُن کے لختِ جگر جاوید کو ملا اور اس مصحف کے متعلق ڈاکٹر صاحب کے خاص خاص احباب کا بیان ہے کہ وہ بلاناغہ صبح کے وقت اُس کی تلاوت ایسے ذوق و شوق ، ایسے درد و محبت اور ایسے سوز و گداز کے ساتھ کیا کرتے تھے کہ آنسوؤں کا تار بندھ جاتا تھا ، روتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے ، یہاں تک کہ کتابِ عزیز کے ورق بھیگ جاتے ۔ جب تلاوت ختم ہو جاتی تو اُسے اُٹھا کر دھوپ میں رکھ دیتے تا کہ صفحے خشک ہو جائیں ۔ مدت العمر تک اُن کا یہی دستور رہا ، حتیٰ کہ زندگی کے آخری دنوں میں جب بیماری کا تسلط بڑھتا گیا اور گلا خراب ہو جانے کی وجہ سے آواز میں پتی لگ گئی تو ڈاکٹروں کے روکنے پر آپ کا یہ طریقِ تلاوت بھی چھوٹ گیا ، جس کا ان کو نہایت رنج تھا ۔''[18]

آخر عمر میں وہ ایک کتاب قرآن مجید پر لکھنا چاہتے تھے ۔ سر راس مسعود کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

''۔ ۔ ۔ اور اس طرح میرے لیے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآنِ کریم پر عہدِ حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیرِ غور ہیں ۔ لیکن اب تو ، نہ معلوم ، کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔ اگر مجھے حیاتِ مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں قرآنِ کریم کے ان نوٹوں سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانانِ عالم کو نہیں کر سکتا ۔''

یہ خط ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ کا لکھا ہوا ہے ۔ اس کے بعد ۳۰ مئی ۱۹۳۵ کو دوسرے خط میں لکھتے ہیں :

''۔ ۔ ۔ چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں ۔ تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے

۱۸- ''اقبال کامل'' ، ص ۶۸ -

قرآن کریم سے متعلق اپنے افکار قلم بند کر جاؤں۔"

اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے اُنھوں نے اس کتاب کے لکھنے کا وعدہ کیا تھا اور وہ اس کو انگریزی زبان میں لکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ۷ اگست ۱۹۳۶ کے ایک خط میں مولانا سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں:

''انشاء اللہ موسمِ سرما میں وہ انگریزی کتاب لکھنا شروع کروں گا جس کا وعدہ میں نے اعلیٰ حضرت نواب بھوپال سے کر رکھا ہے۔''

لیکن سوال یہ تھا کہ یہ کتاب کس رنگ میں لکھی جائے: تفسیر و تشریح یا ابتدائی مطالعے کے لیے ایک مقدمہ؟ بالآخر موجودہ زمانے کی احتجاجی تحریکات کو دیکھ کر اُن کے دل میں یہ خیال روز بروز مستحکم ہوتا گیا کہ اس وقت اسلام کے نظامِ عمرانی کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہے۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کی طرح تشکیلِ جدید فقہ اسلامی پر، یہ دیکھ کر کہ قرآنِ پاک نے ان مسائل کی رہنمائی کس انداز میں کی ہے، قلم اُٹھائیں۔ اس غرض سے اُنھوں نے یورپ اور مصر کی بعض نئی مطبوعات بھی فراہم کرنا شروع کر دی تھیں۔ لیکن افسوس کہ اس تصنیف کا کام استقصائے مسائل، ترتیبِ مقدمات اور تقسیمِ مباحث سے آگے نہ بڑھ سکا۔[19]

اب قرآن سے متعلق علامہ اقبال کے حالات ''حدیثِ دیگراں'' کے ذیل میں عرض کیے جاتے ہیں۔

حدیثِ دیگراں

فقیر سید وحید الدین نے ''روزگارِ فقیر'' (حصہ اول) میں قرآن کے متعلق علامہ اقبال کی زندگی کے کئی واقعات لکھے ہیں:

"فرمایا، ایک مرتبہ فارمن کرسچن کالج لاہور کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس نے مجھے بھی اس میں دعوتِ

۱۹- ایضاً، ص ۹۵ - ۹۶۔

شرکت دی ۔ اجلاس کا پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا بندوبست کیا گیا تھا ۔ ہم لوگ چائے پینے بیٹھے تو ڈاکٹر لوکس میرے پاس آئے اور کہنے لگے ، چائے پی کے چلے نہ جانا ۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے ۔ ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آئے اور مجھے ایک گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے ، اقبال ، مجھے بتاؤ کہ تمھارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ اُنھیں صرف عربی زبان آتی تھی ، اُنھوں نے قرآن کریم عربی میں منتقل کر دیا یا یہ عبارت ہی اسی طرح اُتری تھی ؟ میں نے کہا ، یہ عبارت ہی اُتری تھی ۔ ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ اقبال ، تم جیسا پڑھا لکھا آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ عبارت ہی اسی طرح اُتری ہے ۔ میں نے کہا ، ڈاکٹر لوکس ، یقین ؟ میرا تجربہ ہے ، مجھ پر شعر پورا اُترتا ہے ، تو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عبارت کیوں نہیں پوری اُتری ہوگی ۔''۲۰

اسی کتاب میں آگے چل کر وحید الدین لکھتے ہیں :

''بعض ایسے لوگ بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں جو نہ عربی زبان و ادب میں خاطر خواہ استعداد رکھتے ہیں ، نہ عرب قدیم کے علمی سرمایے پر اُن کی نگاہ ہے اور نہ قرآن کریم کو ٹھیک طور پر سمجھ سکتے ہیں ۔ مگر اپنی اس علمی تہی مایگی کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی کوشش فرماتے ہیں ۔ ڈاکٹر [اقبال] صاحب کو اس قسم کی باتوں سے بڑی اذیت ہوتی تھی ۔ وہ اپنی متانت و سنجیدگی اور عالی ظرفی کے باوجود اس غم کو چھپا نہ سکے ۔ ایک بار فرما ہی دیا ، 'قرآن کریم اس اعتبار سے بڑا ہی مظلوم صحیفہ ہے کہ جسے دنیا میں اور کوئی کام نہیں ملتا وہ اس کے ترجمہ و تفسیر میں مصروف ہو جاتا ہے ، حالانکہ یہ

۲۰۔ ''روزگارِ فقیر'' (لاہور ، ۱۹۶۶) ، ۱/۲۰-۲۱ - اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ہے :

''(علامہ اقبال نے کہا) مشہور جرمن شاعر گوئٹے کے متعلق ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جب اُس نے جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا تو اُس نے اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ میں یہ کتاب پڑھتا ہوں تو میری روح میرے جسم میں کانپنے لگتی ہے ۔''

نہایت ہی نازک اور محتاط ذمہ داری ہے۔''۲۱

پھر لکھتے ہیں :

''ڈاکٹر صاحب اپنی میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں قیام فرما تھے۔ اُس زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی قیام گاہ پر ایک نئے ملاقاتی آئے۔ ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اتنے میں اُنھوں نے ڈاکٹر صاحب سے ایک سوال کر دیا۔ کہنے لگے : آپ نے مذہب، اقتصادیات، سیاسیات، تاریخ اور فلسفہ وغیرہ علوم پر جو کتابیں اب تک پڑھی ہیں، اُن میں سب سے زیادہ بلند پایہ اور حکیمانہ کتاب آپ کی نظر سے کون سی گزری ہے؟ ڈاکٹر صاحب اس سوال کے جواب میں کرسی سے اُٹھے اور نو وارد ملاقاتی کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا کہ تم ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہ کر وہ اندر چلے گئے، دو تین منٹ میں واپس آئے تو اُن کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس کتاب کو اُنھوں نے اُس شخص کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا قرآن کریم۔''۲۲

آگے چل کر وحید الدین ایک اور واقعہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ پہلے فلسفے میں ڈوبے ہوئے تھے :

''علامہ اقبال نے اُن کی توجہات کا رخ مذہب کی طرف موڑ دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ قرآن کریم، فلسفے اور الٰہیات کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ اس کا مقصد دل کو اطمینان عطا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں اُنھوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ قرآنِ کریم کو اس زاویہ' نگاہ سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ سے میرا کیا رشتہ ہے اور کائنات میں میرا کیا مقام ہے۔ قرآن اس لیے نازل ہوا ہے کہ وہ انسان میں خدا سے ربطِ قلبی کا اعلیٰ شعور پیدا کر دے تا کہ انسان اس ربط کی بدولت مشیتِ ایزدی سے ہم آہنگی پیدا کر سکے۔''۲۳

پھر وحید الدین ایک اور واقعہ لکھتے ہیں :

''ایک دن پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے علامہ سے براہِ راست یہ سوال کیا، آپ کے فلسفہ' خودی کا ماخذ کیا ہے؟ اور چونکہ آپ نے فرمایا

۲۱- ایضاً، ۱/۸۰ - ۸۱ -
۲۲- ایضاً، ۱/۹۲ - ۹۳ -
۲۳- ایضاً، ۱/۱۷۹ -

ہے کہ خودی کا فلسفہ صوفیاے کرام اور قرآنِ کریم سے ماخوذ ہے ، اس لیے میں نے خاص طور پر یہ بات آپ سے پوچھی ہے -

''فرمایا ، ہاں یہ آیت ، استحکامِ خودی پر دال ہے :

"یاایها الذین آمنوا علیکم انفسکم ج لایضرکم من ضل اذا اهتدیتم ط الی الله مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون (المائدہ ، ۱۰۵) -

''[اے لوگو ، جو ایمان لائے ہو - تم پر فرض ہے خودی کی محافظت ، اگر تم ہدایت پر ہو ، تو وہ شخص جو گمراہ ہے ، تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا - تم سبھوں کو اللہ ہی کے پاس واپس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال پر مطلع کر دے گا (تا کہ ان کے مطابق جزا و سزا مل سکے] -''[۲۴]

وحید الدین اپنی کتاب کے دوسرے حصے میں بھی قرآن کے متعلق واقعات بیان کرتے ہیں - لکھتے ہیں :

''ایک روز میکس پلانک (Max Planck) نظریہ' کوانٹم (Quantum Theory) اور اُس کے بعد کی علمی تحقیق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی - ممتاز حسن نے سائنس کی اس دریافت کا ذکر کیا کہ جب بہت سے برقیے مل کر حرکت کرتے ہیں تو اُن کا عمل یکساں ہوتا ہے ، یعنی اس عمل کے نتائج یکساں ہوتے ہیں ، لیکن جب ایک برقیہ اپنی انفرادی حیثیت میں مصروفِ عمل ہو تو یہ ضروری نہیں کہ یکساں حالات میں اور یکساں اسباب کے پیشِ نظر اس برقیے کا ردِ عمل یکساں ہو - اس سے معلوم ہوا کہ اسباب و نتائج کے جس رشتے کی بنیاد پر سائنس کا سارا کارخانہ قائم ہے ، خود وہ رشتہ ہی کمزور نظر آتا ہے اور کائنات کی بنیادی ساخت میں کچھ غیر متعین عناصر ایسے ہیں کہ جن کے عمل کے بارے میں کوئی پیشگی اندازہ کرنا ممکن نہیں -

"علامہ نے فرمایا اب سائنس دانوں پر وہ حقیقت منکشف ہو رہی ہے جس کو قرآن کریم نے مختصر طور پر یوں بیان کیا ہے —

''ان الله علیٰ کل شیءٍ قدیر [سورۂ بقرہ ، آیت ۲۰] -

''ممتاز حسن علامہ کے اس جواب سے نہایت متاثر ہوئے اور عرض کیا ، 'واقعی قرآنِ کریم کی اس حقیقت پر عام مسلمانوں کی نظر نہیں گئی

۲۴- ایضاً ، ص ۱۸۳ -

اور سائنس دان اسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ خدائے حقیقی و برتر جو قادرِ مطلق ہے، ان اسباب و نتائج کے محرکات اور مسلسل عمل کے سامنے اصولی طور پر مجبور اور بے بس ہے۔''۲۵

پھر وحیدالدین نے یہ واقعات بھی لکھے ہیں:

''ممتاز حسن بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کے سلسلے میں روشنی کی رفتار کا ذکر آیا تو میں نے کہا، عجیب بات ہے، اب تک خلا میں روشنی سے زیادہ تیز رفتار اور کوئی چیز دریافت نہیں ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روشنی بجائے خود طبیعیاتی نقطہ نگاہ سے ایک قدرِ مطلق ہے۔ علامہ نے نہایت متانت سے میرا سوال سنا اور فرمایا، کیا تمھیں قرآنِ حکیم کی وہ آیت یاد نہیں:
''اللہ نورالسموات والارض [سورۃ النور، آیت ۳۵] ؟''۲۶

علامہ کی بہن کو اُن کی سسرال والوں نے پریشان کیا اور وہ میکے چلی آئیں۔ پھر وہ لوگ کسی طرح مصالحت کے لیے آئے۔ علامہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی۔ لیکن "اُن کے والد نے جب دیکھا کہ اقبال کسی طرح رضامند نہیں ہوتے تو انھوں نے خاص انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں والصلح خیر فرمایا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ علامہ خاموش ہو گئے۔''۲۷ پھر مصالحت واقعی خیر ثابت ہوئی۔

شیخ اعجاز احمد کو بھی علامہ نے ایک خط میں تلاوتِ قرآن کی تلقین فرمائی ہے:

''قرآن پر میں زیادہ اصرار کرتا ہوں کہ اس کے پڑھنے کے فوائد میرے تجربے میں آ چکے ہیں۔''۲۸

۲۵۔ ایضاً، ۲/۱۰۰ - ۱۰۱۔
۲۶۔ ایضاً، ۲/۱۰۱ - ۱۰۲۔ ۲۷۔ ایضاً، ۲/۱۵۵۔
۲۸۔ ایضاً، ۲/۱۷۷۔ ان فوائد کے سلسلے میں ''اسرارِ خودی'' سے متعلق پروفیسر نکلسن کی رائے بھی یاد آتی ہے کہ ''یہ مثنوی زبردست آواز ہے جو مسلمانوں کو محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] اور قرآن کی طرف بلاتی ہے'' (ایضاً، ۲/۱۶۷)۔

مثنوی رومیؒ (ہست قرآن در زبانِ پہلوی) سے بھی علامہ کو قرآن ہی کی وجہ سے شغف تھا ۔ محمد حسین عرشی نے مثنوی رومیؒ کے مطالعے کے بعد اپنی مشکلات کو حل کرنے کے لیے علامہ اقبال کو خط لکھا ۔ علامہ نے ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ کو یہ جواب لکھا :

"جناب عرشی صاحب ، السلام علیکم ۔

"آپ کا خط ابھی ملا ۔ میری صحت ِ عامہ تو بہت بہتر ہو گئی ہے مگر آواز پر ابھی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا ۔ علاجِ برقی ایک سال تک جاری رہے گا ۔ دو ماہ کے وقفے کے بعد پھر بھوپال جانا ہوگا ۔

"آپ اسلام اور اُس کے حقائق کے لذت آشنا ہیں ۔ مثنوی رومیؒ کے پڑھنے سے اگر قلب میں گرمیِ شوق پیدا ہو جائے تو اور کیا چاہیے ؟ شوق خود مرشد ہے ۔ میں ایک مدت سے مطالعۂ کتب ترک کر چکا ہوں ۔ اگر کبھی کچھ پڑھتا ہوں تو صرف قرآن یا مثنوی رومیؒ ۔ افسوس ہے ، ہم اچھے زمانے میں پیدا نہ ہوئے :

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں ایک بھی صاحبِ سرور نہیں

بہر حال قرآن اور مثنوی کا مطالعہ جاری رکھیے ۔ مجھ سے بھی کبھی کبھی ملتے رہیے ۔ اس واسطے نہیں کہ میں آپ کو کچھ سکھا سکتا ہوں بلکہ اس واسطے کہ ایک ہی قسم کا شوق رکھنے والوں کی صحبت بعض دفعہ ایسے نتائج پیدا کر جاتی ہے جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتے ۔ یہ بات زندگی کے پوشیدہ اسرار میں سے ہے جن کو جاننے والے ، مسلمانانِ ہند کی بدنصیبی سے ، اب اس ملک میں پیدا نہیں ہوتے ۔ زیادہ کیا عرض کروں !

محمد اقبال ۔

محمد حسین عرشی لکھتے ہیں کہ "اس کے بعد میں برابر حاضرِ خدمت ہوتا رہا ۔ میرے اُن کے مکالمات کا غالب حصہ باریک روحانی ، متصوفانہ اور قرآنی مسائل سے متعلق ہوتا ۔ میں عموماً سوالات کی ایک فہرست تیار کر کے لے جاتا ۔ ۔ ۔ (ایک مرتبہ) حکیم طالب علی صاحب ، جو اس سے پہلے علامہ سے متعارف نہیں تھے ، میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے ۔ وہاں پہنچنے پر علی بخش نے میرے حاضر ہونے کی اطلاع دی ۔ میں حکیم صاحب موصوف کی معیت میں اندر پہنچا ، تو تنہا بیٹھے تھے ۔ خیریت پُرسی کے بعد گفتگو شروع ہوئی ۔ حکیم طالب علی صاحب نے سورۃ النجم کے پہلے رکوع

کی تشریح دریافت کی۔ علامہ نے اس پر ایک طویل تقریر فرمائی، بالخصوص فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی تفسیر اپنے رنگ میں عجیب و نادر چیز تھی۔ ---علامہ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ناسوت و لاہوت، یا عقل و وحی، یا عالمِ بشریت و عرشِ الوہیت کو دو کمان نما دائروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشری عقل کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وحیِ سماوی سے مکمل مطابقت حاصل کرے یعنی اُس ترقی یافتہ عقل کے رباب سے بعض خاص اوقات جو نغمہ نکلتا ہے وہ سازِ الہام سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ دو کمان کامل اتصال کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ نوعِ انسان میں انبیا (علیہم السلام) بالعموم اور انبیا میں حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) بالخصوص اس مقام کے آخری نقطے سے واصل ہوئے۔

"اس کے بعد علامہ نے فرمایا کہ اس تقریر سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے۔ وحیِ الٰہی میں فہمِ بشری کا قطعاً دخل نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جرمنی میں ہمارے ایک پروفیسر علمِ ریاضی کے بہت زیادہ مشاق تھے۔ بعض اوقات طلبہ اُن سے نہایت مشکل سوال کر بیٹھتے۔ آپ فوراً جواب بتا دیتے۔ طلبہ تشریح پوچھتے تو کہتے، اس کے لیے دو ہفتے کی مہلت درکار ہے۔ اُن کے نزدیک جواب دینا آسان تھا۔ لیکن اس کا عمل سمجھانا دیر طلب تھا۔ اسی طرح عقل اور وحی کا تطابق ہر فن کے اہلِ کمال میں پایا جاتا ہے---

"میں نے کہا، ایک طرف تو یسرنا القرآن للذکر فرمایا گیا اور اسی قسم کے دوسرے ارشادات فصلت آیتہ اور فصلنٰہ علیٰ علم وغیرہ بھی موجود ہیں اور دوسری طرف بہت سی آیات کو متشابہات کہ کر اُن کے فہم پر لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم [سورۂ آلِ عمران، آیت ۷] کی مہر لگا دی۔ ظاہری نگاہ اس میں تضاد دیکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کو یوں سمجھو۔ ایک دفعہ لندن میں ایک صاحب نے کسی مہمان کے اعزاز میں چند دوستوں کو ضیافت پر موعو کیا۔ اُن میں میں بھی شامل تھا۔ فراغتِ طعام کے بعد مہمانِ عزیز سے تفصیلی تعارف کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ ماہرِ حجریات ہیں۔ میں نے آپ سے دوبارہ ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ فیصلہ ہوا کہ سیر کو اکٹھے چلیں گے۔ چنانچہ سیر

کرتے ہوئے ہم سمندر کے ساحل پر پہنچ گئے ۔ میں نے اُن سے کہا ، آپ اپنے مضمون (حجریات) کے متعلق کچھ فرمائیں ۔ انھوں نے ساحل سے ایک چھوٹا سا سنگ پارہ اُٹھا لیا اور اُس کی سوانح عمری بیان کرنا شروع کر دی ۔ مختصر یہ کہ ہم پندرہ دن روزانہ سیر کو جاتے رہے اور وہ اس پارۂ حجر کے رموز و اسرار بیان کرتے رہے ۔ اُس کے اجزاے اولیہ ، رنگ و صلابت و صورتِ نوعیہ وغیرہ کے تفصیلی اسباب ، تاثیرات و خواص وغیرہ اتنی باتیں بیان کر دیں جو میرے لیے اور اس علم سے ہر ناواقف شخص کے لیے پردۂ خفا میں تھیں یا متشابہ تھیں اور اُس شخص کے لیے کہ راسخ فی العلم تھا ، مفصل و میسر تھیں ۔ اسی طرح قرآن مجید سارے کا سارا مفصل بھی ہے اور متشابہ بھی ۔ جس قدر انسان کا ذوق و وجدان اور اخلاق و روحانیت ترقی کرتے جائیں گے اُس پر قرآن کے مطالب آشکارا ہوتے جائیں گے ۔" [اسی طرح کا ایک واقعہ سطحِ بحر کے ایک پروفیسر کا بھی نقل کیا ہے ۔[۲۹]

محمد حسین عرشی آگے چل کر لکھتے ہیں :

"۲۰ اپریل ۱۹۳۵ وقت چار بجے سہ پہر ۔ میں نے سوال کیا ، آیۂ مبارکہ و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا [جو لوگ ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انھیں اپنی راہیں دکھائیں گے [(۲۹ : ۶۹)] سے کیا مراد ہے ؟ علامہ نے فرمایا ، تمام علوم و کمالات اور مقاصدِ عالیہ جو نوعِ انسان کے لیے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہوں اُن کے حصول کی سعی ، جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے اور اس مشق و مزاولت کے ارتقائی نتائج لنھدینھم کا ظہور ہیں ۔ میں نے عرض کیا ، مولانا رومؒ نے فرمایا ہے :

نطقِ آب و نطقِ باد و نطقِ گل　　　ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل

اس سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا ، قرآن مجید میں ہے ، زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (ہر مخلوق کو اپنی نماز اور تسبیح کا علم ہے) [۲۴ : ۴۰] ۔ اِن آیتوں سے

۲۹۔ محمود نظامی ، مرتّب ، "ملفوظاتِ اقبال" ص ۴۴ - ۵۲ ۔

ثابت ہے کہ ہر شے کو علم اُس کے حال کے مطابق عطا ہوا ہے ۔ میں نے کہا ، مجھے نطق اشیا و عناصر سے انکار نہیں ۔ میرا سوال 'محسوسِ حواسِ اہلِ دل' پر ہے ۔ آپ کی پیش کردہ دوسری آیت کے ساتھ ہی یہ لفظ بھی ہیں ، و لکن لا تفقھون[۳۰] (یعنی ہر شے نمازی اور تسبیح خواں تو ضرور ہے لیکن اے انسانو ، تم اُس کی سمجھ نہیں رکھتے) ۔ پھر اہلِ دل اس نطق کو کس طرح محسوس کرتے ہیں ؟ آپ نے یہ شعر پڑھا :

ہر کہ عاشق گشت حسنِ ذات را گشت سیّد جملہ موجودات را

آپ کی حالت متغیر ہو گئی ۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ میں خاموش ہو گیا ۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا ، معرفتِ الٰہی سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا ، سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کے نزدیک معرفت یا عرفان کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب یا مضاف نہیں کرنا چاہیے ، کیونکہ قرآنِ عزیز میں اس کا استعمال نہیں کیا گیا ۔ البتہ علم و ایمان کا ذکر بار بار آتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نہ تو عارف ہے ، نہ معروف ، ہاں عالم و علیم ہے اور معلوم ہے جس پر بہت سی آیتیں شاہد ہیں : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اُس کے بندوں میں علم سے ممتاز ہیں) [۳۵ : ۲۸] ۔ یہاں علما کہا گیا ہے ، عرفا نہیں کہا ۔ مجھے صحیح یاد نہیں کہ یہی آیت پڑھی تھی یا کوئی اور آیت پڑھی تھی ۔ اس کے بعد لفظ علم پر گفتگو ہوئی ۔ فرمایا ، علم کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک ہمارے اکتسابی معلومات کا ذخیرہ ، ہم خود مخلوقِ الٰہی ہیں اور ہمارے اکتسابی آلاتِ علمیہ ہماری مخلوق ، یعنی ہمارا علم مخلوق کا مخلوق ہے ۔ پس ایسے علم کو علمِ الٰہی سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا ۔ دوسرا وہ علم ہے جو خواص کو عطا ہوتا ہے ۔ وہ بے منتِ کسب ، قلب و روح کے اعمال سے اُبلتا ہے ۔ میں نے عرض کیا ، اُس علم کی کلید کیا ہے ؟ فرمایا ، ارشادِ خداوندی ہے : قد افلح من زکھا (جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا

۳۰۔ اس آیت میں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ ہیں : واللہ علیم بما یفعلون (سورۃ النور ، آیت ۴۱) ۔

اُس پر اس علم کے دوازے کھول دیے جاتے ہیں) [۹ : ۹۱] - میں نے کہا ، تزکیہ نفس کا طریقہ کیا ہے ؟ اس پر آپ نے صوفیہ کے بعض مشاغل کی طرف اشارہ کر دیا - - - -

''اسی ۱۲ اپریل (۱۹۳۵) کی ملاقات میں میں نے پوچھا ، اسلام بتمامہ قرآن میں محصور ہے یا نہیں ؟ فرمایا ، مفصل کہو - میں نے کہا ، خارج از قرآن ، ذخیرۂ احادیث و روایات اور کتب فقہ وغیرہ کو شامل کر کے اسلام مکمل ہوتا ہے یا صرف قرآن اس باب میں کفایت کرتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ، یہ چیزیں تاریخ اور معاملات پر مشتمل ہیں - ان کی بھی ضرورت ہے - ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ کن ضروریات کے ماتحت وضع کی گئیں - لیکن نفس اسلام ، قرآن مجید میں بکمال و تمام آ چکا ہے - خدائے تعالیٰ کا منشا دریافت کرنے کے لیے ہمیں قرآن سے باہر جانے کی ضرورت نہیں - - - -

''(۱۴ اپریل ۱۹۳۵) میں نے حیات بعد الممات سے متعلق استفسار کیا - آپ نے فرمایا ، حیات اُخروی انسان کے ذوقِ حیات کی شدت پر منحصر ہے - جس قدر کسی شخص میں ذوقِ زندگی زیادہ ہوگا ، اُتنا ہی اُس کا زمانہ برزخ کم ہوگا - شہدا کا ذوقِ زندگی بہت بڑھا ہوا ہے - اس لیے اُن کے لیے کوئی برزخ نہیں - اس زندگی سے آنکھ بند کرتے ہی اُن کے لیے دوسری زندگی کا دروازہ کھل جاتا ہے - میں نے عرض کیا ، عام مومنین کے لیے بھی برزخ کا کہیں ذکر نہیں - فرمایا ، اس کا سبب بھی ذوقِ حیات ہے - میں نے اس خیال کو اپنے ایک شعر میں بھی ظاہر کیا ہے :

انساں بمیرد از بے یقینی　　جانے کہ بخشند دیگر نگیرند

اس کے بعد سلسلہ گفتگو دوسری جانب مڑ گیا - آپ نے فرمایا ، یورپ سے آتے ہوئے ایک صبح جہاز میں میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا - میرے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا آ گئی : وارزق اھلہ من الثمرات (خدایا ، حرم کعبہ کے اہالی کو پھلوں سے رزق عنایت فرما) [۲ : ۱۲۶] - اس سے میری طبیعت بے حد متاثر ہوئی - اس دعا کو زبان سے نکلے ہوئے چار ہزار سال گزر گئے - اس کی مقبولیت ایک بدیہی حقیقت بن گئی ہے - تمام اسلامی ممالک ایران ، عراق ، شام ، افغانستان ، بیروت ،

ٹرکی وغیرہ جو حرم کعبہ سے روحانی تعلق رکھتے ہیں پھلوں کے رزق سے معمور ہیں اور غیر اسلامی دنیا ، یورپ ، امریکہ وغیرہ اس نعمت خداوندی سے محروم - سبحان اللہ!

"۱۶ جنوری ۱۹۳۸ ، تین بجے بعد دوپہر ، بمقام جاوید منزل ، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ملاقات رہی - دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا ، علم کے چار ذریعے ہیں اور قرآن مجید نے ان چاروں کی طرف واضح رہنمائی کی ہے - مسلمانوں نے ان کی تدوین کی اور دنیائے جدید اس باب میں ہمیشہ مسلمانوں کی منت کش رہے گی - پہلا ذریعہ وحی ہے اور وہ ختم ہو چکا - دوسرا ذریعہ آثار قدما و تاریخ ہے جس پر آیات قرآنی متوجہ کر رہی ہیں — 'سیروا فی الارض' - اس آیت نے علم آثار کی بنیاد رکھ دی جس پر مسلم مصنفین نے عالی شان قصر تعمیر کیے - 'ذکر بایام اللہ' — یہ آیت مجید تاریخ کا ابتدائی نقطہ ہے جس نے ابن خلدون جیسے باکمال محقق پیدا کیے - علم کا تیسرا ذریعہ علم النفس ہے جس کا آغاز 'و فی انفسکم افلا تبصرون' سے ہوتا ہے - اس کو حضرت جنیدؒ اور اُن کے رفقائے اتباع نے کمال تک پہنچایا - آخری ذریعہ صحیفۂ فطرت ہے جس پر قرآن مجید کی بے شمار آیات دلالت کر رہی ہیں ، مثلاً و الی الارض کیف سطحت - اس علم پر علمائے اندلس نے بہت توجہ مبذول کی -

"آیات متشابہات ، فصلت آیاتہ ، راسخون فی العلم وغیرہ آیات کی تطبیق پر حضرت علامہ کی تقریر جو میں پہلے نقل کر آیا ہوں ، اسی صحبت میں ہوئی تھی - اس تمام تشریح علوم ، تفصیل آیات اور مساعی علمائے کرام کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ موجودہ دنیا اپنے تمام علم و تہذیب اور صنائع و بدائع سمیت ، مسلمانوں کی 'مخلوق' ہے - میں نے اس لفظ پر ذرا اظہار تعجب کیا - آپ نے فرمایا ، حقیقی خالق بے شک اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کے علاوہ بھی خالق ہو سکتے ہیں جیسا کہ آیہ احسن الخالقین [سورۂ والتین] سے ظاہر ہے (خدائے پاک تمام دوسرے خالقوں سے احسن ہے) -

"اس کے بعد فرمایا ، قرآن سے پہلے کسی ارضی و سماوی کتاب نے انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچایا جس کی قرآن نے اطلاع دی - یہ لفظ تم

قرآن کے سوا کہیں نہ دیکھو گے ۔ سخر لکم ما فی السمٰوات و الارض ۔ آج تک تم جن ارضی و سماوی ، مہیب یا مفید ہستیوں کو اپنا معبود سمجھتے رہے ہو وہ سب اور دیگر تمام کائنات تمھاری خدمت کے لیے خلق کی گئی ہے ۔ توحید کا یہ مرتبۂ اعلیٰ ، ماسوا سے بے پروا کر دینے والا ، یہ انسانی خودی کا حقیقی عرفان ، قرآن سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا ۔''۳۱

محمد حسین عرشی آگے چل کر لکھتے ہیں :

''ایک دفعہ اسلام یا مسلم کی تعریف میں ایک بلیغ و عمیق تقریر فرمائی جس کو میں بمشکل سمجھ سکا ۔ اس وقت اُس کا دھندلا سا اجمال دماغ میں موجود ہے ۔ کچھ ایسا مفہوم تھا کہ انسان صحیح معنوں میں مسلم اُس وقت ہوتا ہے جب قرآن کے فرمائے ہوئے اوامر و نواہی اُس کی اپنی 'خواہش' بن جائیں ، یعنی وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کسی حاکم یا آقا کے حکم و تسلط کے ماتحت فضائلِ اخلاق و عبادات پر کاربند اور ذمائم و قبائحِ نفس سے مجتنب ہوں ، بلکہ یہ چیزیں اُس کی اپنی تمنا بن کر اُس کے عمقِ روح سے اُچھلیں ۔ قرآن اُس کے حق میں ایک تلخ اور شافی دوا نہ رہے بلکہ ایک لذیذ اور زندگی بخش غذا بن جائے ۔ منشاے الٰہی اور فطرتِ انسانی میں مغائرت نہ رہے ۔ یہی مطلب ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا کا — اس پر تاریخ سے بعض مثالیں بھی دیں جو میں اب بالکل بھول گیا ہوں ۔''۳۲

اسی کتاب ''ملفوظاتِ اقبال'' میں سیّد الطاف حسین کے مضمون میں ہے :

''فرمایا ، قرآن نے کئی قسم کی جنتیں بیان کی ہیں ۔ بعض مادی ہیں اور بعض روحانی — مادی جنتوں کے بیان سے تو آپ واقف ہی ہوں گے ، مگر بعض مقامات پر روحانی جنتوں کا بھی ذکر ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن نے روحانی جنت کی تعریف کس طرح کی ہے ؟ فرمایا ، لا لغو فیھا ولا تاثیم [۲۳ : ۵۲] ۔''۳۳

۳۱۔ محمود نظامی ، مرتب ، ''ملفوظات اقبال'' ، ص ۵۵ - ۶۴ -

۳۲۔ ایضاً ، ص ۷۰ ۔

۳۳۔ ایضاً ، ص ۲۴۷ ۔ تیسرے انگریزی خطبے میں بھی اس پر بحث ہے ۔

قرآن پاک سے متعلق دیگر مسائل پر بھی علامہ اقبال کے نظریات کا مطالعہ حسبِ ذیل واقعات سے کیا جا سکتا ہے :

قرآن اور دیگر مسائل

خواجہ عبدالحمید اپنے مضمون میں لکھتے ہیں :

''گول میز کانفرنس کے سلسلے میں انگلستان میں ڈاکٹر [اقبال] صاحب کو اکابر اور فضلا سے تبادلۂ خیال کا موقع ملا ۔ ایک بزرگ نے عیسائی پادریوں کا مشہور اور جھوٹا اعتراض اسلام کے خلاف دہرایا اور پوچھا کہ 'کیا یہ سچ ہے کہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ عورت کے روح نہیں ہوتی ؟' ڈاکٹر صاحب نے پوچھا ، 'کیا روح سے آپ کی مراد وہی شے ہے جو آپ لوگوں کے خیال میں جسم سے بالکل علیحدہ اور مختلف ہوتی ہے ؟' معترض صاحب نے کہا ، 'جی ہاں' ۔ اُنھوں نے جواب دیا ، 'تو پھر صاحب ، اسلام کے مطابق عورت کیا ، مرد میں بھی روح نہیں ہے ۔' اس دقیق اور لطیف جواب کو سمجھنے کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے فلسفیانہ مضامین میں اس نظریے پر بہت زور دیا ہے کہ روح اور جسم کی تقسیم قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اور یہ پرانے مذاہب اور فلاسفہ کی غلط تعلیم کا نتیجہ ہے ۔ قرآن کے مطابق انسان ایک فرد ہے جس میں روحانی اور جسمانی خاصیتیں موجود ہیں ، لیکن روح اور جسم دو الگ الگ چیزیں موجود نہیں جن سے وہ بنا ہے ۔ یہ روح اور جسم ہی کی غلط تقسیم ہے جس کی وجہ سے بیسیوں ناقابلِ حل مسئلے فلسفۂ مذہب میں پیدا ہو چکے ہیں ۔ اسلام انسان کو ایک زندہ شخصیت (Spiritual and organic being) تصور کرتا ہے اور یہ تصور ، قرآن میں ، نہ صرف اسی ارضی زندگی کے لیے استعمال ہوتا ہے ، بلکہ حشر اور حیات بعد الموت کے لیے بھی قائم رہتا ہے ۔ چنانچہ حیات بعد الموت میں انسان کے لیے جو جزا اور سزا مقرر ہے ، جس کا ذکر قرآن میں بار بار آتا ہے ، وہ روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی ۔ ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ بالا جواب میں اس مسئلے کو واضح کیا ہے کہ اسلام کے مطابق ، روح جسم سے کوئی علیحدہ شے نہیں ، اس لیے نہ وہ عورت میں پائی جاتی ہے اور نہ مرد میں ۔''[۳۴]

۳۴- ''آثارِ اقبال'' (حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۶) ، ص ۷۲ - ۷۳ -

اسی مضمون میں خواجہ عبدالحمید آگے چل کر لکھتے ہیں :

''ڈاکٹر صاحب کو سفرِ ہسپانیہ میں معلوم ہوا کہ اُس ملک میں قومیت اور وطنیت کی ایک نئی لہر دوڑ رہی تھی ۔ ملک میں ایسے نوجوان اور فضلا نکل آئے تھے جو ہفت صد سالہ اسلامی حکومتِ ہسپانیہ کے کارناموں کو فخریہ بیان کرتے تھے اور اُس دور کو اُندلس کا بہترین زمانہ کہہ کر یاد کیا کرتے تھے ۔ اس تحریک کا نتیجہ تھا کہ مسجدِ قرطبہ کو کیتھولک چرچ کے مختلف فرقوں سے چھین لیا گیا ، حالانکہ کئی سو سال سے ان فرقوں نے مسجد کے مختلف حصوں میں اپنی عبادت گاہیں بنا لی تھیں ۔ وطنیت کی اس تحریک کا چونکہ مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا ، اس لیے مسجد کو محکمۂ آثار قدیمہ کے حوالے کر دیا گیا ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے حکمتِ الٰہی کی ایک دلپذیر مثال یہ سنائی کہ مسلمانوں کے اخراج کے بعد جب مسجدِ قرطبہ (جو تعمیری جمالیات کے لحاظ سے دنیا کی نادر عمارتوں میں سے ہے) عیسائی راہبوں کے قبضے میں آئی تو اُنھوں نے آیاتِ قرآنی پر ، جو سنہرے حروف میں مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر لکھی ہوئی تھیں ، پلستر کرا دیا ۔ آج قریباً پانچ چھ سو سال کے بعد جب وہ پلستر محکمۂ آثارِ قدیمہ کے حکم سے اُکھاڑا جاتا ہے تو وہی نقوش اپنی پرانی شان میں دنیا کے سامنے آتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ فقرہ میرے ذہن میں نقش ہے کہ 'مسجد اور اُس کے نقوش کو دیکھ کر جو لذت قرآن اور اسلام کے مفہوم کے متعلق میں نے حاصل کی ، وہ بیسیوں تفسیروں سے حاصل نہ کر سکا ۔''[۳۵]

اوپر گول میز کانفرنس کے سلسلے میں مختلف لوگوں سے تبادلۂ خیال کا ذکر آ چکا ہے ۔ ایک واقعہ قاضی محمد ظریف نے بھی نقل کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

''علامہ اقبال نے گول میز کانفرنس سے واپسی پر فرانس کے مشہور فلسفی برگسان سے ملاقات کی ۔ اُسے گٹھیا کی شکایت تھی ۔ اس لیے پہیوں والی کرسی پر بیٹھا تھا اور نوکر اُس کی کرسی کو ضرورت کے وقت اِدھر اُدھر لے جاتا تھا ۔ زمان کے متعلق بات چیت ہوئی تو علامہ نے

۳۵- ایضاً ، ص ۷۷ -

برگسان کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی :

''لا تسبو الدھر فان الدھر ھواللہ ٥

''زمانے کو برا نہ کہو - بے شک زمانہ اللہ ہے -

وہ سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا اور ڈاکٹر صاحب سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ سچ ہے'' ؟۳۶

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی لکھتے ہیں :

''نظریہ اضافیت اور کوانٹم نظریے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کائنات کی ہر شے میں دوئی پائی جاتی ہے - ایک ہی شے کبھی ذرے کے خواص کا اظہار کرتی ہے اور کبھی موج کے خواص کا - مادہ اور توانائی میں کوئی اساسی اختلاف نہیں ہے - اس جدید انکشاف نے مادیت کا خاتمہ کر دیا ہے - مادہ پرستوں اور دہریوں کا خدا ہی کی ہستی کے خلاف یہ استدلال تھا کہ ایک غیر مادی خالق مادی اشیا کو کس طرح پیدا کر سکتا ہے - لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ مادہ اور توانائی میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے - قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے : 'اللہ نور السموات والارض' ، یعنی خدا ، آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے [سورۃ النور ، آیت ۳۵] - نظریہ اضافیت کے اس فلسفیانہ پہلو کی قدر و قیمت اقبال خوب جانتے تھے - چنانچہ وہ 'خطبات' (صفحہ ۵۲) میں فرماتے ہیں :

''۔ ۔ ۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ قدیم طبیعیات کی مادیت کا سرے سے وجود ہی نہیں - نظریہ اضافیت نیچر کی واقعیت کو معدوم نہیں کرتا بلکہ مادے کے متعلق اس تصور کا خاتمہ کرتا ہے کہ مادہ نیچر میں خود بخود پھیلا پڑا ہے - اسی تصور نے قدیم طبیعیات کو مادیت کے غار میں دھکیلا تھا - جدید اضافیتی طبیعیات میں مادہ کوئی پائدار شے نہیں ہے جس کی خاصیتیں بدلی جائیں ، بلکہ یہ محض ایک باہمی تعلق رکھنے والے واقعات کے نظام کا نام ہے -'

''انہی خطبات میں ایک اور جگہ (صفحہ ۷۸) اقبال لکھتے ہیں :

'' آئن سٹائن نے مادیت پر کاری ضرب لگائی ہے اور اس کے انکشاف

۳۶- ''اقبال ، قرآن کی روشنی میں'' (لاہور ، ۱۹۵۵) ، ص ۲۵۱ - ۲۵۲ ، حاشیے) - ''مکاتیب اقبال'' (۱/۳۰۷ - ۱۸۵) میں بھی اس حدیث کا ذکر ہے -

نے انسانی خیالات میں ایک وسیع الاثر انقلاب کی بنیادیں رکھی ہیں' ۔"۳۷

کسی معترض نے پروفیسر ظفر احمد صدیقی سے کہا تھا کہ اقبال اس دور ترقی میں جنگ کے حامی ہیں ۔ علامہ اقبال نے اس کے متعلق پروفیسر موصوف کو یوں لکھا :

"میں جنگ کا حامی نہیں ہوں اور نہ کوئی مسلمان ، شریعت کے حدود معینہ کے ہوتے ہوئے ، اس کا حامی ہو سکتا ہے ۔ قرآن کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی دو صورتیں ہیں ۔ محافظانہ اور مصلحانہ ۔ پہلی صورت میں یعنی اس صورت میں جب کہ مسلمانوں پر ظلم کیا جائے اور اُن کو گھروں سے نکالا جائے ، مسلمان کو تلوار اُٹھانے کی اجازت ہے (نہ کہ حکم) ۔ دوسری صورت میں جس میں جہاد کا حکم ہے ۹/۲۹ میں بیان ہوئی ہے ۔ ان آیات کو غور سے پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ چیز جس کو سیموئل ہور جمعیت اقوام کے اجلاس میں Collective Security کہتا ہے ، قرآن نے اس کا اصول کس سادگی اور فصاحت سے بیان کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ جمعیت اقوام کی تاریخ یہی ثابت کرتی ہے کہ جب تک اقوام کی خودی قانون الٰہی کی پابند نہ ہو امن عالم کی کوئی سبیل نہیں نکل سکتی ۔

"جنگ کی مندرجہ بالا دو صورتوں کے سوا ، میں اور کسی جنگ کو نہیں جانتا ۔ جوع الارض کی تسکین کے لیے جنگ کرنا حرام ہے ۔ علیٰ ھذا ، دین کی اشاعت کے لیے تلوار بھی اُٹھانا حرام ہے ۔"۳۸

۳۷۔ "اقبال کا تصور زمان و مکان" (لاہور ، ۱۹۷۳) ، ص ۱۱۸ - ۱۱۹ ۔

۳۸۔ "مکاتیب اقبال" ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۱۰۳ ۔ لیکن خواجہ عبدالوحید نے اپنے مضمون ("ملفوظات اقبال" ، صفحہ ۲۱۱ - ۲۱۲) میں لکھا ہے :

"آپ [اقبال] نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن میں مسلمانوں کو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اشاعت حق کے پیچھے شمشیر کی حمایت ہونی چاہیے ۔ اس لیے کہ بغیر طاقت کے امر و نہی کیسے ممکن ہو سکتی ہے ؟ اگر امر و نہی کے فرائض مسلمان ادا کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ہاتھوں میں تلوار کا ہونا ضروری ہے ۔"

خطبۂ صدارت مسلم کانفرنس منعقدہ لاہور ۱۹۳۲ میں فرمایا تھا :

"میں یورپ کے پیش کردہ نیشلزم کا مخالف ہوں اس لیے کہ مجھے اس تحریک میں مادیت اور الحاد کے جراثیم نظر آ رہے ہیں اور یہ جراثیم میرے نزدیک دورِ حاضر کی انسانیت کے لیے شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ہیں - اگرچہ حبِ وطن ایک فطری امر ہے اور اس لیے انسان کی اخلاق زندگی کا ایک جز ہے لیکن جو شے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ انسان کا مذہب ، اس کا کلچر اور اُس کی ملی روایات ہیں - یہی وہ چیزیں ہیں جن کے لیے انسانوں کو زندہ رہنا چاہیے اور جن کی خاطر اُنھیں اپنی جان قربان کرنی چاہیے - وہ خطۂ زمین جس میں وہ رہتا ہے اور جس کے ساتھ عارضی طور پر اُس کی روح وابستہ ہوتی ہے اس لائق نہیں کہ اسے خدا اور مذہب سے برتر قرار دیا جائے -"۳۹

آل انڈیا ریڈیو (لاہور) کی استدعا پر یکم جنوری ۱۹۳۵ کو سالِ نو کے موقعے پر یہ پیغام دیا تھا :

"آج زمان و مکان کی پہنائیاں سمٹ رہی ہیں اور انسان نے فطرت کے اسرار کی نقاب کشائی اور تسخیر میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے ، لیکن اس تمام ترقی کے باوجود ، استبداد نے جمہوریت ، قومیت ، اشتراکیت اور فسطائیت اور نہ جانے کیا کیا نقاب اوڑھ رکھے ہیں - ان نقابوں کی آڑ میں دنیا بھر میں قدرِ حریت اور شرفِ انسانیت کی ایسی مٹی پلید ہو رہی ہے کہ تاریخِ عالم کا کوئی تاریک سے تاریک صفحہ بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا - - - -

"وحدت صرف ایک ہی معتبر ہے اور وہ بنی نوع انسان کی وحدت ہے جو نسل و زبان و رنگ سے بالاتر ہے - جب تک اس نام نہاد جمہوریت ، اس ناپاک قوم پرستی اور اس ذلیل ملوکیت کی لعنتوں کو پاش پاش نہ کر دیا جائے گا ، جب تک انسان اپنے عمل کے اعتبار سے الخلق عیال اللہ

پھر "مکاتیبِ اقبال" حصۂ اول کے آخر میں ڈاکٹر نکلسن کے نام ایک طویل مکتوب میں بھی اس موضوع پر مفصل بحث آتی ہے -

۳۹- مولانا ابوالحسن ندوی ، "نقوشِ اقبال" (کراچی ، ۱۹۷۳) ، ص ۲۸۱ -

کے اصول کا قائل نہ ہو جائے گا اور جب تک جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے اعتبارات کو نہ مٹایا جائے گا ، اُس وقت تک انسان اس دنیا میں فلاح و سعادت کی زندگی بسر نہ کر سکے گا اور اخوت ، حریت اور مساوات کے شان دار الفاظ شرمندۂ معنی نہ ہوں گے -''[۴۰]

مارچ ۱۹۳۸ میں اُنھوں نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا :

''قدیم الایام سے اقوام اوطان کی طرف اور اوطان اقوام کی طرف منسوب ہوتے چلے آئے ہیں - ہم سب ہندی ہیں اور ہندی کہلاتے ہیں ، کیونکہ سب کرۂ ارضی کے اُس حصے میں بود و باش رکھتے ہیں جو ہند کے نام سے موسوم ہے - - - - وطن محض ایک جغرافیائی اصطلاح ہے اور اس حیثیت سے اسلام سے متصادم نہیں ہوتا - ان معنوں میں ہر انسان فطری طور پر اپنے جنم بھوم سے محبت رکھتا ہے اور بقدر اپنی بساط کے اس کے لیے قربانی کرنے کو تیار رہتا ہے - مگر زمانۂ حال کے سیاسی لٹریچر میں وطن کا مفہوم محض جغرافیائی نہیں بلکہ وطن ایک اصول ہے ہیئت اجتماعیۂ انسانیہ کا اور اسی اعتبار سے ایک سیاسی تصوّر ہے - چونکہ اسلام بھی ایک ہیئت اجتماعیۂ انسانیہ کا قانون ہے اس لیے جب لفظ وطن کو ایک تصوّر کے طور پر استعمال کیا جائے تو وہ اسلام سے متصادم ہوتا ہے -''[۴۱]

یہاں بے محل نہ ہوگا اگر ہم قرآن سے متعلق علامہ اقبال کے نظریات کا مزید ذکر کریں - ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' یعنی علامہ اقبال کے انگریزی خطبے جو مدراس ، حیدر آباد اور علی گڑھ میں دیے گئے جناب سید نذیر حسین کی کوشش سے اُردو میں منتقل ہو چکے ہیں - ان خطبات کے دیباچے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں :

''قرآن پاک کا رجحان زیادہ تر اس طرف ہے کہ 'فکر' کی بجائے عمل پر زور دیا جائے - یوں بھی بعض طبائع میں قدرتاً یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ واردات باطن کی اس مخصوص نوع کو جو مذہب کے لیے ایمان و یقین

۴۰- ایضاً ، ص ۲۸۰ -

۴۱- ایضاً ، ص ۲۸۱ -

کا آخری سہارا ہے ویسے ہی اپنے تجربے میں لائیں جیسے زندگی کے دوسرے احوال اور اس کائنات کو جسے ہم اپنے آپ سے بیگانہ پاتے ہیں اپنے اندر جذب کر لیں ۔ رہا عہدِ حاضر کا انسان سو اُسے محسوس یعنی اس قسم کے فکر کی عادت ہو گئی ہے جس کا تعلق اشیا اور حوادث کی دنیا سے ہے اور یہ وہ عادت ہے جس کی اسلام نے اور نہیں تو اپنے تہذیبی نشو و نما کے ابتدائی ادوار میں حمایت کی ، لہٰذا وہ ان واردات کا اور بھی اہل نہیں رہا ، بلکہ اُنھیں شک و شبہے کی نظر سے دیکھتا ہے ، کیونکہ ان میں وہم و التباس کی پوری پوری گنجائش ہے ۔ صحیح قسم کے سلسلہ ہائے تصوف نے تو بے شک ہم مسلمانوں میں مذہبی احوال و واردات کی تشکیل اور راہنمائی میں بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں ۔ لیکن آگے چل کر ان کی نمائندگی جن حضرات کے حصے میں آئی وہ عصرِ حاضر کے ذہن سے بالکل بے خبر ہیں اور اس لیے وہ موجودہ دنیا کے افکار و تجربات سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکے ۔ وہ آج بھی اُنہی طریقوں سے کام لے رہے ہیں جو اُن لوگوں کے لیے وضع کیے گئے تھے جن کا تہذیبی مطمحِ نظر بعض اہم پہلوؤں کے لحاظ سے ہمارے مطمحِ نظر سے بڑا مختلف تھا ۔ قرآنِ پاک کا ارشاد ہے : ما خلقکم و لا بعثکم الا کنفس واحدۃ [سورۂ لقمان ، ۲۸ : ۳۱] ۔ اس آیت کا اشارہ جس حیاتی وحدت کی طرف ہے اگر آج اُسے تجربے میں لایا جائے تو کسی ایسے منہاج کی ضرورت ہوگی جو عضویاتی اعتبار سے تو زیادہ سخت یعنی شدید بدنی ریاضت کا طالب نہ ہو ، مگر نفسیاتی اعتبار سے اس ذہن کے قریب تر ہو جو گویا محسوس کا خوگر ہو چکا ہے تاکہ وہ اسے آسانی سے قبول کر لے ۔ لیکن پھر جب تک ایسا کوئی منہاج متشکل نہیں ہو جاتا یہ مطالبہ کیا غلط ہے کہ مذہب کی بدولت ہمیں جس قسم کا علم حاصل ہوتا ہے اُسے سائنس کی زبان میں سمجھا جائے ۔ چنانچہ یہی مطالبہ ہے جسے ان خطبات میں ۔۔۔ میں نے اسلامی روایاتِ فکر ، علیٰ ہذا ان ترقیات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو علم انسانی کے مختلف شعبوں میں حال ہی میں رونما ہوئی ہیں الٰہیاتِ اسلامیہ کی تشکیل جدید سے ایک حد تک پورا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ یوں بھی یہ وقت اس طرح کے کسی کام کے لیے بڑا مساعد ہے ۔ قدیم طبیعیات نے خود ہی اپنی بنیادوں کی تنقید کرنا شروع کر دی ہے ۔ لہٰذا جس قسم کی مادیت ابتداءً اس کے لیے ناگزیر تھی بڑی تیزی سے ناپید ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ مذہب اور سائنس میں ایسی ایسی ہم آہنگیوں کا انکشاف ہو جو سرِ دست ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں ۔ بایں ہمہ یاد رکھنا چاہیے کہ

فلسفیانہ غور و فکر میں قطعیت کوئی چیز نہیں - جیسے جیسے جہانِ علم میں ہمارا قدم آگے بڑھتا ہے اور فکر کے لیے نئے نئے راستے کھل جاتے ہیں کتنے ہی اور (اور شاید ان نظریوں سے جو ان خطبات میں پیش کیے گئے ہیں زیادہ بہتر) نظریے ہمارے سامنے آتے جائیں گے - ہمارا فرض بہر حال یہ ہے کہ فکرِ انسانی کے نشو و نما پر احتیاط سے نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں -''

علامہ اقبال کے ان سات انگریزی خطبات کا مکمل اُردو ترجمہ جناب سید نذیر نیازی نے کیا ہے اور جناب ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے ان خطبات کا خلاصہ اپنی کتاب ''فکرِ اقبال'' میں دیا ہے - ان کے عنوانات یہ ہیں :

(۱) علم اور روحانی حال و وجدان

(۲) مذہبی وجدان کی فلسفیانہ جانچ

(۳) تصورِ باری تعالیٰ اور دعا کا مفہوم

(۴) نفسِ انسانی ، مسئلۂ اختیار و بقا

(۵) اسلامی ثقافت کی روح

(۶) اسلام کی تعمیر میں اصولِ حرکت

(۷) روحانی وجدان کی حقیقت کا امکان

علامہ لکھتے ہیں :

''ان لکچروں [خطبات] کے مخاطب زیادہ تر وہ مسلمان ہیں جو مغربی فلسفے سے متاثر ہیں اور اس بات کے خواہش مند ہیں کہ فلسفۂ اسلام کو فلسفۂ جدید کے الفاظ میں بیان کیا جائے - اور اگر پرانے تخیلات میں خامیاں ہیں تو اُن کو رفع کیا جائے - میرا کام زیادہ تر تعمیری ہے اور اس تعمیر میں میں نے فلسفۂ اسلام کی بہترین روایات کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے - مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اُردو خواں دنیا کو شاید ان سے فائدہ نہ پہنچے کیونکہ بہت سی باتوں کا علم میں نے فرض کر لیا ہے کہ پڑھنے والے یا سننے والے کو پہلے سے حاصل ہے -''[۴۲]

۴۲- مکاتیبِ اقبال ۱/۲۱۰ -

یہاں بطور ضمیمہ علامہ اقبال کے پی۔ایچ۔ ڈی۔ کے مقالے کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ علامہ اقبال نے پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری کے لیے میونک یونیورسٹی (جرمنی) میں اپنا انگریزی[۴۳] مقالہ *The Development of Metaphysics in Persia* پیش کیا تھا۔ اس کا ترجمہ جناب میر حسن الدین صاحب نے حیدر آباد دکن سے ۱۹۳۶ میں شائع کیا تھا۔ اس مقالے میں چھ ابواب ہیں:

(۱) فلسفۂ ایران — اسلام سے قبل

(۲) یونانی ثنویت

(۳) اسلام میں عقلیت کا عروج و زوال

(۴) تصوریت اور حقیقت

(۵) تصوف

(۶) مابعد کا ایرانی تفکر

باب پنجم میں الجیلی کے سلسلے میں علامہ اقبال نے انسانِ کامل سے متعلق بھی بحث کی ہے۔ "مکاتیبِ اقبال، حصۂ اول" کے آخر میں ڈاکٹر نکلسن کے نام جو مکتوب "سخت کوشی" سے متعلق ہے اس میں لکھتے ہیں:

"وہ [معترض] انسانِ کامل کے متعلق میرے تخیل کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے خلطِ مبحث کر کے میرے انسانِ کامل اور جرمن مفکر [نیٹشے] کے فوق الانسان کو ایک ہی چیز فرض کر لیا ہے۔ میں نے آج سے تقریباً بیس سال قبل [۱۹۰۷ میں] انسانِ کامل کے متصوفانہ عقیدے پر قلم اٹھایا تھا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جب نہ تو نیٹشے کے عقائد کا غلغلہ میرے کانوں تک پہنچا تھا، نہ اس کی کتابیں میری

۴۳- علامہ اقبال نے لکھا ہے کہ اس یونیورسٹی نے مجھے انگریزی میں مقالہ لکھنے کی اجازت دے دی تھی اور وہاں کے قیام سے بھی مستثنیٰ کر دیا تھا۔ البتہ زبانی امتحان کے لیے تھوڑی سی جرمن زبان سیکھ لی تھی۔ دیکھیں "مکاتیب اقبال"، ۲۲۸/۲ - ۲۲۹۔

نظروں سے گزری تھیں۔ یہ مضمون 'انڈین انٹی کیوری' میں شائع ہوا۔ جب ۱۹۰۸ میں میں نے 'ایرانی الٰہیات' پر ایک کتاب لکھی تو اُس کتاب میں اس کو شامل کر لیا گیا۔''

یہ کتاب (ایرانی الٰہیات) وہی ہے جو میونک یونیورسٹی میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لیے پیش کی گئی تھی۔

یہ مقالہ گوکہ شروع میں لکھا گیا تھا لیکن اس کا ذکر ضروری تھا، کیونکہ علامہ اقبال کے ذہنی ارتقا کی بنیاد یہیں قائم ہوئی تھی۔

لكلّ عبدٍ منيبٍ

اسرار و رموز

''اسرارِ خودی'' (پہلی اشاعت ، ۱۹۱۵) ، ''رموزِ بے خودی'' (پہلی اشاعت ، ۱۹۱۸)

''[شاعری سے] مقصود صرف یہ ہے کہ خیالات میں انقلاب پیدا ہو اور بس'' (''مکاتیبِ اقبال'' ، ۱/۱۰۸) -

''جو خیالات میں نے ان مثنویوں ['اسرارِ خودی' اور 'رموزِ بے خودی'] میں ظاہر کیے ہیں اُن کو برابر ۱۹۰۷ سے ظاہر کر رہا ہوں -'' (ایضاً ، ۱/۱۱۰) -

''دونوں کتابیں ۱۹۱۴ اور ۱۹۱۸ میں شائع ہوئیں - - - - میں نے مسئلۂ خودی کے صرف اُس پہلو [اخلاق اور ما بعد الطبیعی] کو نمایاں کیا ہے جس کا جاننا اس زمانے کے ہندی مسلمانوں کو میرے خیال میں ضروری ہے اور جس کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے - خودی کے متعلق تصوف کے جو دقیق مسائل ہیں اُن سے میں نے اعراض کیا ہے'' (ایضاً ، ۲/۲۳۹) -

''عجمی تصوف سے لٹریچر میں دلفریبی اور حسن و چمک پیدا ہوتا ہے مگر ایسا کہ طبائع کو پست کرنے والا ہے - اسلامی تصوف دل میں قوت پیدا کرتا ہے اور اس قوت کا اثر لٹریچر پر ہوتا ہے - میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کا لٹریچر تمام ممالکِ اسلامیہ میں قابلِ اصلاح ہے - Pessimistic Literature کبھی زندہ نہیں رہ سکا - قوم کی زندگی کے لیے اُس کا اور اُس کے لٹریچر کا Optimistic ہونا ضروری ہے - اسرارِ خودی میں حافظ پر جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کو خارج کر کے اور اشعار لکھے ہیں جن کا عنوان یہ ہے : 'در حقیقت شعر و اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ' '' (ایضاً ۲/۵۶) -

"غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور جب انسان میں خوبے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد، قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہے۔۔۔۔ خودی خواہ مسولینی کی ہو خواہ ہٹلر، قانونِ الٰہی کی پابند ہو جائے تو مسلمان ہو جاتی ہے۔ مسولینی نے حبشہ کو محض جوع الارض کی تسکین کے لیے پامال کیا۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں حبشہ کی آزادی کو محفوظ رکھا۔ فرق اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں خودی کسی قانون کی پابند نہیں۔ دوسری صورت میں قانونِ الٰہی اور اخلاق کی پابند ہے۔ بہرحال حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے اور بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے" (ایضاً، ۱/۱، ۲۰۱-۲۰۳)۔

"حقیقی اسلامی بے خودی میرے نزدیک اپنے ذاتی اور شخصی میلانات، رجحانات و تخیلات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہو جانا ہے، اس طرح پر کہ اس پابندی کے نتائج سے انسان بالکل لاپروا ہو جائے اور محض رضا و تسلیم کو اپنا شعار بنائے۔ یہی اسلامی تصوف کے نزدیک فنا ہے" (ایضاً ۲/۶۰)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرارِ خودی

نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم　　من نوائے شاعرِ فرداستم

اس مثنوی کی قرآنی تلمیحات کی نشان دہی خود علامہ اقبال نے حاشیوں میں کر دی ہے - یہاں وہ آیات پوری کی پوری لکھی جاتی ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو سکے - قرآنی مضامین سے متعلق بھی حوالے پیش کیے جاتے ہیں جن کا ذکر اُن حاشیوں میں نہیں ہے -

صفحہ ۶ میں یہ شعر ہے :

عصرِ من دانندۂ اسرار نیست　　یوسفِ من بہرِ ایں بازار نیست

یوسف علیہ السلام کے فروخت کیے جانے کا واقعہ سورۂ یوسف (آیت ۲۰) میں اس طرح آتا ہے :

و شروہ بثمنٍ بخسٍ دراھم معدودۃٍ ۝

[اور بھائیوں نے اُسے (یوسف علیہ السلام کو) کھوٹے داموں، گنتی کے روپیوں میں بیچ ڈالا -]

صفحہ ۷ میں یہ شعر آتا ہے :

نا امید استم زیارانِ قدیم　　طورِ من سوزد کہ مے آید کلیم

سورۃ القصص (آیت ۲۹) میں ہے :

فلما قضیٰ موسی الاجل و سار باھلہ آنس من جانب الطور ناراً قال

لاھلہ امکثوا انی آنست ناراً لعلّی آتیکم منھا بخبر او جذوۃٍ من النار لعلکم تصطلون ○

[پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا ، طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی ، اپنی اہلیہ سے کہا ، تم ٹھہرو ، مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے ، شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمھارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو ۔]

صفحہ ۱۲ کا شعر ہے :

پیکرِ ہستی ز آثارِ خودی است　　ہرچہ می بینی ز اسرارِ خودی است

''روزگارِ فقیر'' میں وحید الدین نے پروفیسر سلیم چشتی کے حوالے سے لفظ خودی کے لیے قرآنی آیت خود علامہ اقبال کی زبانی نقل کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت (سورۃ المائدۃ ، آیت ۱۰۸) ، استحکامِ خودی پر دال ہے :

یٰایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم ج لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ط الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون ○

[اے لوگو ، جو ایمان لائے ہو ، تم پر فرض ہے خودی کی محافظت ، اگر تم ہدایت پر ہو ۔ تو وہ شخص جو گمراہ ہے ، تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا ۔ تم سبھوں کو اللہ ہی کے پاس واپس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال پر مطلع کر دے گا (تاکہ اُن کے مطابق جزا و سزا مل سکے)]۔[1]

اسی شعر کے ذیل میں دوسرے اشعار ہیں ۔ مثلاً :

خویشتن را چوں خودی بیدار کرد　　آشکارا عالمِ پندار کرد

۱۔ ''روزگارِ فقیر'' ، ۱/۱۷۹ ۔

علامہ اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں :

''جہاں جہاں یہ لفظ (خودی) میں نے استعمال کیا ہے اُس سے مراد تشخصِ ذاتی یا احساسِ نفس ہے ۔ انگریزی لفظ Individuality کا یہ ترجمہ ہے'' (رسالہ ''صحیفہ'' ، لاہور ، بابت اکتوبر ۱۹۷۳ ، ص ۱۷۳) ۔

صد جہاں پوشیدہ اندر ذاتِ او غیر او پیداست از اثباتِ او

* * *

می کشد از قوتِ بازوے خویش تا شود آگاہ از نیروے خویش
خود فریبی ہاے او عینِ حیات ہمچو گل از خوں وضو عینِ حیات

خودی سے متعلق تفصیل خود علامہ اقبال نے ڈاکٹر نکلسن کی فرمائش پر مرتب کی تھی اور اپنے فلسفے کا ایک اجمالی خاکہ تیار کیا تھا جو ڈاکٹر موصوف نے "اسرارِ خودی" کے انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا۔

صفحہ ۱۳ میں یہ شعر ہے:

شعلہ ہائے او صد ابراہیم سوخت تا چراغِ یک محمدؐ بر فروخت

سورۃ الانبیاء کی آیات ۵۱ سے ۷۰ میں ابراہیم علیہ السلام کے واقعات ترتیب کے ساتھ آئے ہیں - ۶۸ اور ۶۹ نمبر کی آیات ہیں:

قالوحرقوہ و انصروا آلھتکم ان کنتم فٰعلین ٥ قلنا ینار کونی برداً و سلٰماً علی ابراھیم ٥

[وہ بولے کہ اس (ابراہیم) کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمھیں کرنا ہے - ہم نے فرمایا، اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر -]

ع تا چراغِ یک محمدؐ بر فروخت

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو "تمھارے باپ ابراہیم کا دین" کہا گیا ہے - سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے:

ملۃ ابیکم ابراھیم [تمھارے باپ ابراہیم کا دین -]

علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ (میرے والد نے) فرمایا، "انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اس کا نمونہ ہمارے سامنے محمدؐ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے - حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی میں محمدؐ ہی کے مختلف مدارج تھے - وہ سلسلے گویا Muhammad in the making (تکمیلِ محمدؐ) کے منازل تھے - بنیادی

اصول ہر جگہ ایک تھا۔ البتہ شعور انسانی کے ارتقا کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی، حتیٰ کہ "پھر" مکمل ہوگیا اور پھر باب نبوت بند ہوگیا۔"[۲]

صفحہ ۱۴ میں ہے:

شعلۂ خود در شرر تقسیم کرد جز پرستی عقل را تعلیم کرد

ہر چیز میں نمو کی قوت رکھی گئی اور یہی اُس کی زندگی کی دلیل ہے۔

سورۂ یٰس (آیت ۳۶) میں ہے:

سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون ٥

[پاک ہے اُسے جس نے سب کے جوڑے بنائے، اُن سے جنھیں زمین اُگاتی ہے اور خود ان کی جانوں سے اور ان چیزوں سے جن کی انھیں خبر نہیں (یہ جوڑے ہر چیز کی نمو کے لیے ہیں)۔]

عقل کی جز پرستی کا ذکر سورۃ المؤمن (آیت ۸۳) میں ہے:

فلما جاءتھم رسلھم بالبینٰت فرحوا بما عندھم من العلم ٥

[پس جب ان (منکروں) کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لائے تو وہ لوگ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس (ناقص عقل والا) علم تھا۔]

صفحہ ۱۶ میں شعر ہے:

زندگانی را بقا از مدعاست کاروانش را درا از مدعاست

وہ زندگی بے کار ہے جس میں آرزو نہ ہو۔ ہمت اور استقلال کے ساتھ زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ سورۂ لقمٰن (آیت ۱۷) میں ہے:

واصبر علی ما اصابک ط ان ذالک من عزم الامور ٥

[اور استقلال اختیار کر اس پر جو افتاد تجھ پر پڑے۔ بے شک یہ

۲۔ بحوالۂ رسالہ "فکر نظر"، (اسلام آباد، اگست ۱۹۷۶)، ص ۱۱۹۔

بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے -]

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا و لا تحزنو و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ہ

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو ، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو -]

صفحہ ۱۶ میں شعر ہے :

طاقتِ پرواز بخشد خاک را خضر با شد موسیٰ ادراک را

یہی آرزو انسان کو زندگی بخشتی ہے اور علم و ادراک کی رہنما بن جاتی ہے - سورۂ 'طٰہ' (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انک انت الاعلیٰ ہ

[خوف نہ کر - بے شک تو ہی برتر (غالب) رہے گا -]

موسیٰ علیہ السلام اور خضرؑ کا واقعہ سورۃ الکہف (آیات ۶۵ - ۸۲) میں آتا ہے -

صفحہ ۱۷ کا شعر ہے :

علم و فن از پیش خیزانِ حیات علم و فن از خانہ زادانِ حیات

سورۂ 'طٰہ' (آیت ۱۱۴) میں علم کے لیے دعا سکھائی گئی ہے (کیونکہ زندگی کے لیے ضروری ہے) :

رب زدنی علما [اے رب ، بڑھاتا رہ مجھے علم میں] -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

من یؤتی الحکمۃ فقد اُوتی خیراً کثیراً ہ

[جس کو حکمت دی گئی تو (گویا) اسے دولت کثیر دی گئی -]

صفحہ ۲۰ کا شعر ہے :

آں کہ بر اعدا درِ رحمت کشاد مکہ را پیغامِ لا تثریب داد

J0686

سورۂ یوسف (آیت ۹۲) میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو لا تثریب علیکم الیوم [آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں] کہ کر معاف کر دیا تھا - رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ کہ کر فتحِ مکہ کے موقع پر سب دشمنوں کو یک لخت معاف فرما دیا تھا -

صفحہ ۲۲ میں ہے :

محکم از حق شو سوے خود گام زن　　لات و عزاے ہوس را سر شکن

لات ، عزا اور منات (تینوں) کعبہ کے اندر بت تھے - سورۃ النجم (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

افراء یتم اللت و العزی ٥ و منواۃ الثالثۃ الاخری ٥

[بھلا تم دیکھو تو لات اور عزی کو اور منات تیسرے پچھلے کو -]

اسی صفحہ میں ہے :

تا خداے کعبہ بنوازد ترا　　شرع انی جاعلٌ سازد ترا

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

قال ربك للملٰئکة انی جاعلٌ فی الارض خلیفةؕ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفك الدمآء نحن نسبح بحمدک و نقدس لكؕ قال انی اعلم ما لا تعلمون ٥

[کہا آپ کے رب نے فرشتوں کو ، مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب - بولے ، کیا تو رکھے گا اس میں جو شخص فساد کرے وہاں اور خون ؟ اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو - فرمایا ، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے -]

صفحہ ۲۵ میں ہے :

پنجۂ او پنجۂ حق می شود　　ماہ از انگشتِ او شق می شود

معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے - سورۃ القمر کی پہلی آیت ہے :

اقتربت الساعۃ والشق القمر ٥

[پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند -]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کی درخواست پر چاند شق کر کے دکھایا اور یہ واقعہ باہر والوں نے بھی مشاہدہ کیا -۳

صفحہ ۲۹ میں ہے:

نعرہ زد اے قوم کذابٌ اشر　　بے خبر از یوم نحسٌ مستمر

سوۃ القمر کی آیت ۱۹ ہے:

انا ارسلنا علیھم ریحاً صرصراً فی یوم نحسٍ مستمر ○

[بے شک ہم نے اُن پر (قومِ عاد پر) ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست اُن پر ہمیشہ کے لیے رہی -]

اسی سورہ کی آیات ۲۵ - ۲۶ میں ہے:

ءُ اُلقی الذکر علیہ من بیننا بل ھو کذابٌ اشرٌ ○ سیعلمون غداً منِ الکذاب الاشر ○

[(قوم ثمود نے کہا) کیا ہم سب میں سے اُس پر ذکر اُتارا گیا بلکہ یہ سخت جھوٹا بڑائی مارنے والا ہے - (وہ) بہت جلد کل جان جائیں گے، کون تھا بڑا جھوٹا بڑائی مارنے والا -]

صفحہ ۳۱ میں ہے:

راہبِ دیرینہ افلاطون حکیم　　از گروہِ گوسفندانِ قدیم

• • •

گفت سرِ زندگی در مردن است　　شمع را صد جلوہ از افسردن است

۳- صفحہ ۲۹ کا شعر ہے:
پختہ چوں گردد جنونِ انتقام　　فتنہ اندیشی کند عقلِ غلام
سورۃ البقرہ کی آیت ۴۸ سے اس شعر کا مضمون ماخوذ معلوم ہوتا ہے - دیکھیں تفسیر مولانا محمود الحسنؒ -

افلاطون نے اپنے استاد سقراط کی طرح اس بات کا اعتراف کیا کہ انسان کو اشیائے کائنات کا علم حاصل تو ہو سکتا ہے لیکن محض کلیات (general ideas) ، تصورات (concepts) اور عالم گیر صداقتوں (Universal truths) کے ذریعے سے ، لیکن چونکہ یہ اشیا ہر وقت متغیر ہوتی رہتی ہیں اس لیے اُن کا علم حقیقی اور اصلی نہیں (صرف اعیان [ideas] کا علم حقیقی ہو سکتا ہے) - چنانچہ دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ لائقِ اعتبار نہیں - گویا افلاطون نے عالمِ موجودات کا انکار اور عالمِ غیر محسوس کا اثبات کیا - اس فلسفے کی وجہ سے مسلمانوں میں بے عملی پیدا ہوئی جس کی اقبال نے سخت مذمت کی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

جب ہر چیز انسان کے لیے پیدا کی گئی ہے تو اُسے اُس کا برتنا بھی ہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جائز نہیں -

افلاطون کے مذکورہ بالا خیالات نے اوحدی ، بابا فغانی اور محمود شبستری جیسے صوفیہ کو بھی متاثر کیا اور انہوں نے نفیِ خودی کے راگ الاپے - اسی کا ذکر اقبال نے اس طرح کیا ہے :

قومہا از سکرِ او مسموم گشت　　خفت و از ذوقِ عمل محروم گشت

صفحہ ۴۳ کا شعر ہے :

زندگی ، مضمونِ تسخیر است و بس　　آرزو افسونِ تسخیر است و بس

انسانی زندگی کی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لیے اللہ پاک نے سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں یہاں تک فرما دیا ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً منہط ان فی ذلک لایتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور مسخر کر دیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔ اس میں فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۔]

اس آیت میں اللہ پاک نے انسان کو بشارت دی ہے کہ وہ سب کچھ پر جو آسمانوں کے اندر اور زمین کے اندر ہے قبضہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔ اس طرح انسانی زندگی کی تمام صلاحیتیں بیدار کی گئی ہیں ۔

صفحہ ۳۵ کا شعر ہے :

ہر چہ باشد خوب و زیبا و جمیل   در بیابانِ طلب ما را دلیل

قرآن سورۃ الکہف (آیت ۷) میں ہے :

انا جعلنا ما علی الارض زینۃً لھا لنبلوھم ایھم احسن عملاً ○

[بے شک ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اُس کی رونق تاکہ جانچیں لوگوں کو ، کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ۔]

صفحہ ۳۶ کا شعر ہے :

وائے قومے کز اجل گیرد برات   شاعرش وا بوسد از ذوقِ حیات

سورۃ الشعراء (آیات ۲۲۴ - ۲۲۶) میں ارشاد ہے :

والشعراء یتبعھم الغاون ○ الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون ○ و انھم یقولون ما لا یفعلون ○

[اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اوہ کہتے ہیں جو خود (نہیں کرتے) ۔]

علامہ نے بھی بے عمل اور قوم کو بے عمل بنانے والے شاعروں کی مذمت کی ہے ۔

صفحہ ۴۱ میں یہ شعر آتا ہے :

تو ہم از بارِ فرائض سرمتاب   برخوری از عندہٗ حسن المآب

سورۂ آل عمران (آیت ۱۴) میں ہے :

زُین للناس حب الشھوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب و الفضۃ و الخیل المسومۃ والانعام والحرث ط ذلک متاع الحیٰوۃ الدنیا ج و اللہ عندہ' حسن المآب ہ

[رجھایا ہے لوگوں کو مزوں کی محبت پر ، عورتیں ، اور بیٹے ، اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے اور چاندی کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مواشی اور کھیتی - یہ متاع ہے دنیا کی زندگی میں ، اور اللہ جو ہے اُسی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا -]

صفحہ ۴۲ میں ہے :

امتزاجِ ماء وطیں تن پرور است　　　کشتہ' فحشا ہلاکِ منکر است

سورۃ السجدۃ (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

الذی احسن کل شیء خلقہ' و بدا خلق الانسان من طین ہ
ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ہ

[وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائشِ انسان کی ابتدا مٹی سے فرمائی ، پھر اُس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے -]

یہ پہلے مصرعے کی تلمیح تھی - اس دوسرے مصرعے کی تلمیح ملاحظہ ہو -

سورۃ العنکبوت (آیت ۴۵) میں ہے :

ان الصلٰوۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر ط ولذکر اللہ اکبر ط واللہ یعلم ماتصنعون ہ

[بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو -]

اسی تلمیح سے متعلق اسی صفحہ کا یہ شعر بھی ہے :

در کفِ مسلم مثالِ خنجر است　　　قاتلِ فحشا و بغی و منکر است



Institute of Islamic Studies
LIBRARY

صفحہ ۴۷ میں یہ شعر ہے :

تا عصاے لا الٰہ داری بدست ہر طلسمِ خوف را خواہی شکست

سورۂ یونس کی آیت (۶۲) ہے :

الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون ٥

[سن رکھو ، جو لوگ اللہ کی طرف ہیں نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غم کھائیں ۔]

صفحہ ۴۲ میں شعر ہے :

می کند از ماسویٰ قطعِ نظر می نہد ساطور بر حلقِ پسر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھی ۔ اس کی تفصیل سورۃ والصّٰفّٰت کی آیت ۱۰۳ میں ہے :

فلمآ اسلما و تلہ' للجبین ٥

[پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا (ابراہیم علیہ السلام نے) اُس کو ماتھے کے بل ۔]

صفحہ ۴۴ میں ہے :

طاعتے سرمایۂ جمعیتے ربطِ اوراقِ کتابِ ملتے

سورۃ الانفال (آیت ۴۶) میں ہے :

و اطیعوا اللہ و رسولہ' ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین ٥

[اور اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی اور آپس میں نہ جھگڑو (ورنہ) پھر کمزور ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمھاری ہوا ، اور صبر کرو ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔]

اسی صفحے میں یہ شعر ہے :

دل ز حتیٰ تنفقوا محکم کند زر فزاید اُلفتِ زر کم کند

سورۂ آل عمران کی آیت (۹۲) ہے :

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون و ما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم ○

[ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو اُس میں سے جس سے تم محبت رکھتے ہو اور جو چیز خرچ کرو گے سو اللہ کو معلوم ہے -]

صفحہ ۴۴ میں شعر ہے :

تا جہاں باشد جہاں آرا شوی　　تاجدارِ ملکِ لا یبلیٰ شوی

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۰) میں ہے :

فوسوس الیہ الشیطن قال یاٰدم ھل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ ○

[پھر جی میں ڈالا اُس کے شیطان نے ، کہا ، اے آدم ، میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو دست بردِ زمانہ سے محفوظ رہے -]

اسی صفحہ میں ہے :

نائبِ حق در جہاں بودن خوش است　　بر عناصر حکمراں بودن خوش است

نائبِ حق (خلیفۃ اللہ) کے متعلق صفحہ ۲۳ کی تلمیح ملاحظہ ہو -

اسی صفحہ کا ایک شعر یہ ہے :

از رموزِ جزو و کل آگہ بود　　در جہاں قائم بامراللہ بود

سورۃ الرعد (آیت ۲۱) میں ہے :

والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یخشون ربھم و یخافون سوء الحساب ○

[اور وہ کہ جوڑتے ہیں جو اللہ نے امر کیا جوڑنا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا -]

اور اس آیت کی تلمیح بھی ہو سکتی ہے -

سورۃ الحج (آیت ۴۱) میں ہے :

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلٰوۃ و آتو الزکٰوۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ط و للہ عاقبۃ الامور ہ

[وہ کہ اگر ہم اُن کو مقدور دیں ملک میں ، کھڑی نماز اور دیں زکٰوۃ اور امر کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے کام سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا ۔]

صفحہ ۵۴ میں شعر آتا ہے :

نوعِ انساں را بشیر و ہم نذیر — ہم سپاہی ہم سپھگر ہم امیر

سورۃ المائدہ (آیت ۱۹) میں ہے :

۔۔۔ فقد جاء کم بشیرٌ و نذیرٌ ط اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہ

[سو آ چکا تھا تمھارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۹) میں بھی ہے :

انا ارسلنک بالحق بشیراً و نذیراً ۔۔۔۔

[اور ہم نے آپ کو بھیجا حق بات لے کر ، خوشی اور ڈر سنانے کو ۔]

دوسرے مصرعے کا تعلق سورۃ والصّٰفّٰت (آیت ۱۷۳) سے ہو سکتا ہے :

و ان جند نا لھم الغلبون ہ

[اور بے شک ہمارا لشکر (اہلِ ایمان) ہی غالب آئے گا ۔]

سورۃ الانفال کی آیت ۶۰ بھی جنگی طاقت سے متعلق ہے ۔

صفحہ ۵۴ میں شعر آتا ہے :

مدعاے علم الاسماستے — سر سبحان الذی اسرٰاستے

پہلے مصرعے کی تلمیح سورۃ البقرہ کی آیت ۳۱ ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا ۔۔۔۔

[اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیا کے) نام سکھائے۔]

دوسرے مصرعے میں سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کا اشارہ ہے:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیٰتنا ط انہ ھو السمیع البصیر ο

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو) راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک جس کے گرا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔]

اسی صفحے میں یہ شعر ہے:

از عصا دستِ سفیدش محکم است　　قدرتِ کامل بعلمش توام است

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا ذکر سورۃ 'طٰہٰ' کی آیات ۱۷ تا ۲۱ میں ہے اور ''دستِ سفید'' (یدِ بیضا) کی تلمیح اسی سورہ کی آیت ۲۲ میں ہے:

واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوءٍ آیۃً اُخریٰ ο

[(فرمایا اللہ پاک نے) اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا، خوب سفید نکلے گا بے کسی مرض کے۔]

اسی صفحے میں یہ شعر ہے:

خشک سازد ہیبتِ او نیل را　　می برد از مصر اسرائیل را

سورۃ 'طٰہٰ' (آیت ۷۷ بیعد) میں موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعے کا ذکر ہے۔

و لقد اوحینا الیٰ موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب لھم طریقاً فی البحر یبساً لاتخٰف درکاً و لا تخشیٰ ο

[اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور اُن کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے، تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ۔]

اسی صفحے میں ہے :

از قمِ او خیزد اندر گورِ تن　　　مردہ جانہا چون صنوبر در چمن

سورۃ المائدہ (آیت ۱۱۰) میں ہے :

و اذ تخرج الموتیٰ باذنی o

[اور جب (عیسیٰ علیہ السلام) کھڑا کر دیتا مردوں کو میرے حکم سے ۔]

اس شعر کے بعد یہ شعر آتا ہے :

ذاتِ او توجیہِ ذاتِ عالم است　　　از جلالِ او نجاتِ عالم است

اکثر صوفیہ نے ایک قول کو جس کو امامِ غزالیؒ اور ابن عربیؒ نے بھی نقل کیا ہے حدیث قدسی کہا ہے :

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان أعرف فخلقت الخلق لا أعرف o

لیکن اگر یہ قول صوفیہ ہی کا ہے ، تب بھی سورۃ الذاریات کی یہ آیت (۵۶) اسی کی توجیہ کرتی ہے کہ :

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون o

[اور میں نے نہیں پیدا کیے جن اور انسان مگر صرف اپنی عبادت کے لیے ۔]

گویا انسان کی ذات اللہ کی عبادت (اور معرفت) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور اللہ کے نیک بندوں ہی کے لیے نجات ہے ۔ سورۂ یونس (آیت ۱۰۳) میں ارشاد ہے :

ثم ننجی رسلنا والذین آمنوا کذٰلکج حقاً علینا ننج المؤمنین o

[پھر ہم اسی طرح بچا دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور جو ایمان لائے ۔ ذمہ ہمارا ہے بچاویں گے ایمان والوں کو ۔]

صفحہ ۴۷ کا شعر ہے :

مرسلِؐ حق کرد نامش بو تراب   حق یداللہ خواند در اُم الکتاب

دوسرے مصرعے میں غالباً سورۃ الفتح (آیت ۱۰) کی تلمیح ہے :

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ط ید اللہ فوق ایدیھم - - - -

[بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ (ہی) سے بیعت کرتے ہیں اور اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے -]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ بھی کہا گیا ہے -

صفحہ ۴۹ میں یہ شعر ہے :

آزماید صاحبِ قلبِ سلیم   زورِ خود را از مہماتِ عظیم

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لا ینفع مالٌ ولا بنون ○ الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ ○

[جس دن نہ کام آئے گا کوئی مال ، نہ بیٹے ، مگر جو آیا اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر -]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے ساتھ یہ آیتیں ہیں -

صفحہ ۵۱ کا شعر ہے :

از رموزِ زندگی آگاہ شو   ظالم و جاہل ز غیر اللہ شو

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰتِ و الارضِ والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا و حملہا الانسان ط انہ کان ظلوماً جہولاً ○

[بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر ، تو اُنھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اُٹھا لیا ۔ بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے -]

اس کے بعد یہ شعر ہے :

چشم و گوش و لب کشا اے ہوشمند
گر نہ بینی راہِ حق بر من بخند

دراصل صوفیہ کے اس شعر ترمیم کی گئی ہے :

چشم و گوش و لب ببند اے ہوشمند
گر نہ بینی رازِ حق بر من بخند

یعنی غیر اللہ سے آنکھ، کان اور لب کو بند کر لینے کے اسرارِ الٰہی منکشف ہوتے ہیں ۔ علامہ اقبال نے صفحہ ۳۰ میں بھی اس شعر کو اس طرح نظم کیا ہے :

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند تا رسد فکرِ تو بر چرخِ بلند

صفحہ ۵۲ میں یہ شعر ہے :

تا کجا خود را شماری ماء وطین از گلِ خود شعلۂ طور آفرین

سورۃ المؤمنون (آیات ۱۲ - ۱۳) میں ہے :

و لقد خلقنا الانسان من سللة من طین ○ ثم جعلنٰہ نطفۃً فی قرارٍ مکینٍ ○

[اور ہم نے بنایا ہے آدمی چُنی ہوئی مٹی سے، پھر رکھا اُس کو بوند کر کے ایک جمے ٹھہراؤ میں ـ ـ ـ ـ]

صفحہ ۵۶ میں یہ شعر ہے :

گفت با الماس در معدن زغال اے امینِ جلوہ ہائے لازوال

سورۃ النور کی آیت (۳۵) اس طرح شروع ہوتی ہے :

اللہ نور السموات والارض [اللہ پاک آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے]۔

صفحہ ۶۲ کا شعر ہے :

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ عشق را ناموس و نام و ننگ دہ

سورۃ البقرہ کی آیت (۱۳۸) ہے :

صبغة الله و من احسن من الله صبغةً و نحن له عبدون ٥

[ہم نے لیا رنگ اللہ کا ، اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر ؟ اور ہم اُسی کی بندگی پر ہیں -]

اسی صفحے میں ہے :

خیمہ در میدانِ الا اللہ زدست در جہان شاہد علی الناس آمدست

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴۳) میں ہے :

و کذلك جعلناکم اُمةً وسطاً لتکونوا شہدآء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداًط

[اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمتِ معتدل ، کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول ہو تم پر بتانے والا -]

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

و جاھدوا فی اللہ حق جہادہٖ ط ھواجتبٰکم و ما جعل علیکم فی الدین من حرجٍ ط ملة ابیکم ابراھیم ط ھو سمّٰکم المسلمین من قبل و فی ھذا لیکون الرسول شہیداً علیکم و تکونوا شہداء علی الناس - - -

[اور جہاد کرو اللہ کے واسطے جو اس کے جہاد کا حق ہے - اُس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل - دین تمھارے باپ ابراہیم کا - اُس نے نام رکھا تمھارا مسلمان (حکم بردار) پہلے سے اور اس قرآن مجید میں ، تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر -]

صفحہ ۶۳ میں ہے :

صلح شر گردد چو مقصود است غیر گر خدا باشد غرض ، جنگ است خیر

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۶) میں ہے :

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم و عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیرٌ لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئاً و ھو شرٌ لکم ط واللہ یعلم و انتم لا تعلمون o

[حکم ہوا تم پر جنگ کا اور وہ بری لگتی ہے تم کو اور شاید تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمھارے لیے - اور شاید تم کو اچھی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمھارے لیے - اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے -]

سورۃ الانبیاء (آیت ۳۵) میں بھی ہے :

و نبلوکم بالشر والخیر فتنۃً و الینا ترجعون o

[اور ہم تم کو جانچتے ہیں شر سے اور خیر سے ، آزمانے کو اور تم ہماری طرف پھر آؤ گے -]

اسی صفحے میں یہ شعر ہے :

از ہوس آتش بجان افروختے تیغ را ھل من مزید آموختے

ھل من مزید (کچھ اور بھی) یہاں بطور محاورہ مستعمل ہے - سورۂ ق (آیت ۳۰) میں ہے :

یوم نقول لجھنم ھل امتلئت و تقول ھل من مزید o

[جس دن ہم کہیں دوزخ کو ، تو بھر چکی ہے اور وہ بولے گی ، کچھ اور بھی ہے -]

صفحہ ۶۷ میں شعر ہے :

علم مسلم کامل از سوز دل است معنیٔ اسلام ترک آفل است

سورۃ الانعام کی آیات ۷۷ سے ۷۹ تک میں ابراہیم علیہ السلام کے اُن واقعات کا ذکر ہے جب کہ آپ نے تارے ، چاند اور سورج کے

چھپنے پر اُن سے قطع نظر کر کے اللہ پاک تک پہنچنے کی ہدایت حاصل کی - آیت ۷۷ میں لا اُحب الافلین ٥ [مجھے خوش نہیں آتے چھپ جانے والے] مذکورہ واقعات کے سلسلے میں ہے -

صفحہ ٦٨ میں یہ شعر ہے :

چون ز بند آفل ابراہیم رست　　درمیان شعلہ ہا نیکو نشست

جب ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے بیزاری اختیار کی تو اُن بت والوں نے اُن کو آگ میں پھینک دیا - سورۃ الانبیاء (آیات ٦٨ - ٦٩) میں ہے :

قالوا حرقوہ وانصروا آلھتکم ان کنتم فٰعلین ٥ قلنا ینارکونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراہیم ٥

[بولے ، اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکروں کی ، اگر کچھ کرتے ہو - ہم نے کہا اے آگ ، ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر -]

صفحہ ٦٩ میں شعر ہے :

اے امین حکمت ام الکتاب　　وحدت گم گشتہ خود بازیاب

سورۂ آل عمران (آیت ١٦٤) میں ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ٥

[اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا اُن میں رسول اُنہی میں کا - پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُس کی اور سنوارتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور حکمت اور وہ پہلے سے صریح گمراہ تھے -]

سورۃ الجمعہ (آیت ٢) بھی دیکھیں -

صفحہ ٧٤ میں شعر آتا ہے :

حرف اقرأ حق بما تعلیم کرد　　رزق خویش از دست ما تقسیم کرد

سورۃ العلق کی پہلی آیت اور سب سے پہلی وحی اس طرح شروع ہوتی ہے :

اقرأ باسم ربك الذی خلق ہ

[پڑھ اپنے رب کے نام سے ، جس نے تخلیق فرمائی ۔]

صفحہ ٧٥ میں شعر ہے :

در دلِ حق سرِ مکنونیم ما
وارثِ موسیٰ و ہارونیم ما

حق کی بات رکھنے والے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) بھی تھے ۔

سورۃ 'طٰہٰ' (٩٠) میں ہے :

و لقد قال لھم ھٰرون من قبل یٰقوم انما فتنتم بہٖ و ان ربکم الرحمٰن فاتبعونی و اطیعوآ امری ہ

[اور کہا تھا اُن کو ہارونؑ نے پہلے سے ، اے قوم ، اور کچھ نہیں ، تم کو بہکا دیا گیا ہے اس پر ۔ اور تمھارا رب رحمٰن ہے ، سو میری راہ چلو اور مانو میری بات ۔]

صفحہ ٧٦ میں ہے :

آیتے بنما ز آیاتِ مبیں
تا شود اعناقِ اعدا خاضعیں

سورۃ الشعراء کی آیت (٤) ہے :

ان نشا ننزل علیھم من السماء آیۃً فظلت اعناقھم لھا خاضعین ہ

[اگر ہم چاہیں ، اُتاریں اُن پر آسمان سے ایک نشانی ، پھر رہ جائیں اُن کی گردنیں اُس کے آگے نیچی ۔]

اسی صفحہ (٧٦) میں یہ شعر ہے :

رشتۂ وحدت چو قوم از دست داد
صد گرہ بر روے کارِ ما فتاد

سورۃ المؤمنین (آیت ٥٢) میں ہے :

و ان ھٰذہٖ اُمتکم اُمۃً و احدۃً و انا ربکم فاتقون ہ

[اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے ، سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب ، سو مجھ سے ڈرتے رہو -]

اس کے بعد ہے کہ پھر آپس میں پھوٹ ڈال لی -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۳)، سورۃ الانبیاء (آیت ۹۲) سورۂ یونس (آیت ۱۹) وغیرہ میں بھی ایسا مضمون آتا ہے -

صفحہ ۷۸ کا آخری شعر ہے :

سازم از مشتِ گلِ خود پیکرش　　ہم صنم او را شوم ہم آزرش

اشارہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے والد کی بت پرستی کا - سورۃ الانعام (آیت ۷۴) میں ہے :

و اذ قال ابراهیم لابیه آزر اتتخذ اصناماً آلهةً ج انی ارٰیک و قومک فی ضللٍ مبینٍ ٥

[اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر کو ، تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا ؟ میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بھکے ہو -]

رموزِ بے خودی

صفحہ ۸۱ کا پہلا شعر ہے :

اے ترا حق خاتمِ اقوام کرد بر تو ہر آغاز را انجام کرد

سورۃ الاحزاب (آیت ۴۰) میں ہے :

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین ط و کان اللہ بکل شیءٍ علیماً o

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ نہیں کسی کے تمھارے مردوں میں سے ، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور مُہر سب نبیوں پر - اور اللہ سب چیز جانتا ہے -]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں پر مُہر ہیں - گویا آخری نبی ہیں اور اس طرح اُن کی اُمت بھی آخری ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴۳) میں اس اُمت کو اُمۃً وسطاً (معتدل اُمت) اور سورۂ آل عمران (آیت ۱۱۰) میں خیر اُمۃ (سب اُمتوں سے بہتر) کہا گیا ہے -

صفحہ ۸۲ میں ہے :

سخت کوشم مثلِ خنجر در جہاں
آبِ خود می گیرم از سنگِ گراں

سورۃ الانشراح (آیات ۵ - ۶) میں مکرر ارشاد ہے کہ :

فان مع العسر یسراً o ان مع العسر یسراً o

[پس البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔]

سورة الرعد (آیت ١١) میں بھی ہے:

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ٥

[بے شک اللہ پاک نہیں بدلتا کسی قوم کو جب تک وہ خود اپنے کو نہ بدلیں۔]

صفحہ ٨٦ کا شعر ہے:

فرد و قوم آئینۂ یک دیگر اند
سلک و گوہر، کہکشان و اختر اند

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

المؤمن مراۃ المؤمن ٥

[ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔]

اور اسی شعر کے بعد یہ شعر آتا ہے:

فرد می گیرد ز ملت احترام ‏ ملت از افراد می یابد نظام

سورة العصر میں فرد کے لیے ایمان اور عمل صالح کی تعلیم ہے اور پھر جماعت کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ حق اور صبر کی تلقین ہے۔

و العصر ٥ ان الانسان لفی خسر ٥ الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ٥

[زمانے کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لو کہ بے شک انسان پر خسارہ ہے مگر جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور آپس میں تقیّد کیا حق (دین) کا اور آپس میں وصیت کی صبر کی۔]

سورۂ آل عمران کی آخری آیت میں بھی صبر، رابط اور تقویٰ کا حکم ہے:

یایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون ٥

[اے ایمان والو ، ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور مل کر رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے ، شاید تم مراد کو پہنچو -]

ایسے ایمان والوں کے لیے سورۃ الکہف (آیت ۱۴) میں ارشاد ہے :

و ربطنا علیٰ قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہٖ الٰھاً لقد قلنا اذاً شططا ٥

[اور گرہ دی اُن کے دلوں پر (ثابت قدم رکھا اُن کو) جب کھڑے ہوئے - پھر بولے ، ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا ہے - نہ پکاریں گے ہم اُس کے سوا کسی معبود کو - (اگر ایسا ہو تو) ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی بات کہی -]

سورۃ الصف (آیت ۴) میں ارشاد ہے :

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص ٥

[بے شک اللہ چاہتا ہے اُن کو جو لڑتے ہیں اُس کی راہ میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی -]

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں پھر عزم اور ثابت قدمی کے لیے حکم ہے :

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ٥

[پس جب عزم کر لو تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھو -]

بہر حال اجتماعی زندگی کے لیے اعتصام اور مضبوطی پکڑنے کا حکم کئی جگہ ہے - مثلاً :

سورۂ آل عمران (آیت ۱۰۳) میں ارشاد آتا ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا - - - ٥

[اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی اور پھوٹ مت ڈالو -]

سورۃ المائدہ (آیت ۲) میں ارشاد ہے :

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ٥

[باہم مدد کرو نیکی اور تقوی کے کام میں اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی گناہ اور زیادتی میں -]

سورۂ محمد (آیت ۷) میں مسلمان قوم کی جماعت کے لیے اس طرح بشارت بھی ہے :

یایها الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم ٥

[اے ایمان والو ، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم جما دے گا -]

صفحہ ۹۱ کا شعر ہے :

اہلِ حق را رمزِ توحید ازبر است — در اتی الرحمٰن عبداً مضمر است

سورۂ مریم (آیت ۹۳) میں ہے :

ان کل من فی السمٰوات و الارضِ الآ آتی الرحمٰن عبداً ٥

[کوئی نہیں آسمانوں میں اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر -]

اسی آیت کی تلمیح صفحہ ۹۲ کے اس شعر میں بھی ہے :

چوں مقامِ عبدہٗ محکم شود — کاسۂ دریوزہ جامِ جم شود

صفحہ ۹۲ کا شعر ہے[1] :

لا الٰہ سرمایۂ اسرارِ ما — رشتہ اش شیرازۂ افکارِ ما

اس سلسلے کی بہت سی آیتیں ہیں ، مثلاً سورۂ ص (آیت ٦٥) میں ہے :

قل انما انا منذرٌ و ما من الٰہ الا اللہ الواحد القہار ٥

[آپ فرما دیں کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں اور حاکم کوئی

۱- اسی صفحے میں ہے : اسود از توحید احمر می شود - حجۃ الوداع کا خطبہ اس کے لیے دیکھیں -

نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا ۔]

صفحہ ۹۳ کا شعر ہے :

ما مسلمانیم و اولادِ خلیل[۴] از ابیکم گیر اگر خواہی دلیل

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین ٥

[دین تمھارے باپ ابراہیم کا ۔ اُس نے نام رکھا تمھارا مسلمان ۔]

صفحہ ۹۳ کا ہی شعر ہے :

ما ز نعمتہاے او اخوان شدیم
یک زبان و یک دل و یک جان شدیم

سورۂ آل عمران (آیت ۱۰۳) میں آتا ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً ٥

[اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی اور پھوٹ مت ڈالو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اپنے اوپر ۔ جب تھے تم آپس میں دشمن ۔ پھر اُلفت دی تمھارے دلوں میں ۔ اب ہوگئے اُس کی نعمت سے بھائی ۔]

صفحہ ۹۴ کا شعر ہے :

مرگ را سامان ز قطعِ آرزو ست زندگانی محکم از لا تقنطوا ست

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) میں ہے :

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ط انہ ھو الغفور الرحیم ٥

[آپ فرما دیں کہ اے میرے بندو ، جنھوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر ، نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے ۔ بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ اور وہی ہے معاف کرنے والا مہربان ۔]

سورۃ الحجر (آیت ۵۶) میں ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہے:

قال و من یقنط من رحمتہٖ الا الضآلون o

[(ابراہیم علیہ السلام نے) کہا، اور کون آس توڑے اپنی رب کی رحمت سے؟ — مگر جو راہ بھولے ہیں۔]

صفحہ ۹۵ میں ہے:

اے کہ در زندانِ غم باشی اسیر   از نبیؐ تعلیمِ لا تحزن بگیر

سورۃ التوبۃ (آیت ۴۰) میں ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا ج فانزل اللہ سکینتہ' علیہ و ایّدہ بجنود لم تروھا و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ ط و کلمۃ اللہ ھی العلیا ط واللہ عزیزٌ حکیمٌ o

[اگر تم نہ مدد کروگے رسولؐ کی، تو اُن کی مدد کی ہے اللہ نے۔ جس وقت اُن کو نکالا کافروں نے دو جان سے۔ جب دونوں تھے غار میں۔ جب وہ (رسولؐ) کہنے لگے اپنے رفیق (حضرت ابوبکر) کو، تو غم نہ کھا، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اُتاری اپنی طرف سے تسکین اُن پر اور مدد کو اُن کی بھیجیں وہ فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی۔ اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے۔ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔]

اسی صفحے میں یہ شعر ہے:

گر خدا داری ز غم آزاد شو   از خیالِ بیش و کم آزاد شو

اللہ پاک نے کس خوبی سے تسلی دی ہے کہ (سورۃ الزمر، آیت ۳۶):

الیس اللہ بکافٍ عبدہ' [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟]

اسی صفحے (۹۵) کا شعر ہے:

قوتِ ایمان حیات افزاید ست   وردِ لاخوف علیھم باید ست

سورۂ یونس (آیت ۶۲) میں ہے :

الا ان اولیآء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون o

[سن رکھو ، جو لوگ اللہ کی طرف ہیں ، نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ غم کھائیں گے -]

اسی مضمون کی اَور آیتیں بھی ہیں -

اسی صفحے (۹۵) کا ایک اَور شعر یہ ہے :

چون کلیمے سوئے فرعونے رود قلبِ او از لا تخف محکم شوو

سورۂ 'طہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

قلنا لا تخف انك انت الاعلیٰ o

[ہم نے کہا ، تو نہ ڈر - بے شک تو ہی رہے گا اوپر -]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۰) میں بھی ہے :

فلا تخشوھم واخشونی [پس اُن سے نہ ڈرو - مجھ سے ڈرو -]

صفحہ ۹۶ کا شعر ہے :

ہر کہ رمزِ مصطفیٰؐ فہمیدہ است شرک را در خوف مضمر دیدہ است

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۳) میں ہے :

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون o

[بے شک جنھوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے ، پھر ثابت رہے تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں گے -]

سورۃ الاحزاب (آیت ۱۹) میں ہے :

--- فاذا جآء الخوف رایتھم ینظرون الیك تدور اعینھم کالذی یغشیٰ علیہ من الموت ج فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنۃٍ حدادٍ اشحۃً علی الخیر ط اولٓئك لم یؤمنوا فاحبط اللہ اعمالھم ط و کان ذالك علی اللہ یسیراً o

[پھر جب ڈر کا وقت آئے تو تم اُنھیں دیکھو گے تمھاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو - پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تو تمھیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مالِ غنیمت کے لالچ میں - یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے اُن کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے -]

یہ آیت جہاد کے سلسلے میں ہے جس میں مشرکوں (منافقوں) کے خوف کا ذکر ہے -

اوپر کے شعر کی وضاحت صفحہ ۹۹ کے آخری شعر سے بھی ہوتی ہے جو یہ ہے :

خوفِ حق عنوانِ ایمان است و بس
خوفِ غیر از شرکِ پنہاں است و بس

سورۃ المائدہ (آیت ۶۹) میں ہے :

۔ ۔ ۔ من آمن باللہ والیوم الآخر و عمل صالحاً فلا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ٥

[جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک، نہ اُن پر ڈر ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے -]

صفحہ ۱۰۰ کا پہلا شعر ہے :

تارکِ آفل براہیمِ خلیل — انبیا را نقشِ پائے او دلیل

آفل کے سلسلے میں دیکھیں صفحہ ۶۷-۶۸ کے اشعار کی تلمیح -

اسی صفحے کا شعر ہے :

آں خدائے لم یزل را آیتے — داشت در دل آرزوئے اُمتے

سورۃ البقرہ (آیت ۱۲۸) میں ہے :

ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا اُمۃً مسلمۃً لک ص و ارنا مناسکنا و تب علینا ج انک انت التواب الرحیم ٥

[(ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے) اے رب ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک اُمت حکم بردار اپنی اور بتا ہم کو دستور حج کے اور ہم کو معاف کر ۔ تو ہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان ۔]

اسی صفحہ (۱۰۰) کا ایک شعر یہ ہے :

جوے اشک از چشمِ بے خوابش چکید
تا پیامِ طہّرا بیتی شنید

سورۃ البقرہ (آیت ۱۲۵) میں ہے :

۔ ۔ ۔ و عهدنا الی ابراهیم و اسمٰعیل ان طهّرا بیتی للطائفین والعٰکفین والرکع السجود ٥

[اور کہہ دیا ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو ، کہ پاک رکھو گھر میرا ، واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور رکوع و سجود والوں کے ۔]

اسی صفحے میں پھر یہ شعر آتا ہے :

بہرِ ما ویرانہ آباد کرد طائفاں را خانہ بنیاد کرد

سورۃ ابراہیم کی (آیت ۳۷) ہے :

ربنا انی اسکنت من ذریتی بوادٍ غیر ذی زرعٍ عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلٰوة فاجعل افئدةً من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون ٥

[(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) اے رب ہمارے ، میں نے بسائی ایک اولاد اپنی میدان میں ، جہاں کھیتی نہیں ، تیرے ادب والے گھر کے پاس ، اے رب ہمارے ، تاکہ قائم رکھیں نماز ۔ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل جھکتے اُن کی طرف اور روزی دے اُن کے میووں سے ، شاید یہ شکر کریں ۔]

اسی صفحے میں پھر یہ شعر آتا ہے :

تا نہالِ تبُّ علینا غنچہ بست صورتِ کارِ بہارِ ما نشست

مذکورہ بالا شعر (آں خدائے لم یزل را آیتے) کی تلمیح یہاں بھی دیکھی جائے - پہلے وہاں پوری آیت آ چکی ہے -

صفحہ ۱۰۱ کا شعر ہے :

از رسالت صد ہزار ما یک است　　جزو ما از جزو ما لاینفک است

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۳) میں ہے :

کان الناس امۃً واحدۃً فبعث اللہ النبین مبشرین و منذرین ص ---

[تھا لوگوں کا دین ایک ، پھر بھیجے اللہ نے نبی ، خوشی اور ڈر سنانے والے -]

سورۂ یونس (آیت ۱۹) میں ہے :

و ما کان الناس الا امۃً واحدۃً فاختلفوا ط ---

[اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی اُمت ہیں اور پیچھے جدا جدا ہوئے -]

سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) ، سورۂ ھود (آیت ۱۱۸) ، سورۃ النحل (آیت ۹۳) ، سورۃ الانبیاء (آیت ۹۲) ، سورۃ المومنون (آیت ۵۲) بھی دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

آں کہ شان اوست یھدی من یرید　　از رسالت حلقہ گرد ما کشید

سورۃ الحج (آیت ۱۶) میں ہے :

وکذٰلک انزلنٰہ آیٰتٍ بینٰتٍ و ان اللہ یھدی من یرید ٥

[اور یوں اُتارا ہم نے یہ قرآن ، کھلی باتیں اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہے جس کو چاہے -]

پھر اسی صفحے میں ہے :

ما ز حکم نسبت او ملتیم　　اہل عالم را پیام رحمتیم

مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں -

سورۃ الانباء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعلمین o

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو رحمت بنا کر جہانوں کے لیے] ۔

اسی صفحے کا شعر ہے :

قلبِ مومن را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است

سورۃ الحدید (آیت ۲۵) میں ہے :

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت و انزلنا معھم الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ج ۔ ۔ ۔

[ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو کہ لوگ قائم رہیں انصاف پر ۔]

سورۂ ق (آیت ۱۶) میں دراصل اللہ پاک نے انسان سے اپنے قرب کا ذکر کیا ہے :

و نحن اقرب الیہ من حبل الورید o

[اور ہم اس (انسان) سے نزدیک ہیں شاہ رگ سے زیادہ ۔]

شعر میں حبل الورید انتہائی قرب کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے ۔

صفحہ ۱۰۲ کا شعر ہے :

دینِ فطرت از نبیؐ آموختیم در رہِ حق مشعلے افروختیم

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم وجھک للدین حنیفاً ط فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ط لا تبدیل لخلق اللہ ط ذٰلک الدین القیم و لکن اکثر الناس لا یعلمون o

[سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ، ایک طرف کا ہو کر ۔ وہی تراش اللہ کی ، جس پر تراشا لوگوں کو ۔ بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو ۔ یہی ہے دین سیدھا ۔ لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ۔]

اسی صفحے کا شعر ہے :

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد　　بر رسولِؐ ما رسالت ختم کرد

پہلے مصرعے میں سورۃ المائدہ (آیت ۳) کی آیت کی تلمیح ہے کہ :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی - - -

[آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمھارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا -]

دوسرے مصرعے میں خاتم النبیین (سورۃ الاحزاب ، آیت ۴۰) کی تلمیح ہے جس کا ذکر صفحہ ۸۱ کے شعر (اے ترا حق خاتمِ اقوام کرد) کے ذیل میں آ چکا ہے -

صفحہ ۱۰۴ کا شعر ہے :

مرسلان و انبیا آبائے او　　اکرم او نزدِ حق اتقائے او

سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ میں ہے :

- - - ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم - - -

[بے شک اللہ کے نزدیک وہی عزت والا ہے جس کا تقویٰ بڑا ہے -]

اسی صفحے میں ہے :

ناشکیبِ امتیازات آمدہ　　در نہادِ او مساوات آمدہ

اس سے پہلی تلمیح کے علاوہ صفحہ ۱۰۱ کے شعر (از رسالت صد ہزارِ ما یک است) کی تلمیح بھی دیکھیں -

صفحہ ۱۰۵ کا شعر ہے :

ہمچو سرو آزاد فرزندانِ او　　پختہ از قالوا بلی پیمانِ او

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے :

و اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم علی انفسھم ج الست بربکم ط قالوا بلی ج شھدنا ج ان تقولوا یوم القیمۃ انا

کنا عن ھٰذا غٰفلین ٥

[اور (اے محبوبؐ ، یاد کرو) جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی نسل نکالی اور اُنھیں خود پر گواہ کیا ، کیا میں تمھارا رب نہیں ؟ سب بولے ، کیوں نہیں ؟ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی -]

صفحہ ۱۰۸ کا شعر ہے :

گفت قاضی فی القصاص آمد حیٰوۃ زندگی گیرد بایں قانوں ثبات

سورۃ البقرہ (آیت ۱۷۹) میں ہے :

و لکم فی القصاص حیٰوۃ یاولی الالباب لعلکم تتقون ٥

[اور تم کو قصاص میں زندگی ہے - اے عقل مندو ، شاید تم بچتے رہو-]

اسی صفحے کا شعر ہے :

مدعی را تابِ خاموشی نہ ماند آیہٗ بالعدلِ والاحسان خواند

سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ارشاد ہے :

ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان و ایتآیٔ ذی‌القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشآء و المنکر والبغی ج یعظکم لعلکم تذکرون ٥

[بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بھلائی کو اور دینے کو ناتے والے کے اور منع کرتا ہے بے حیائی کے اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو - تم کو سمجھاتا ہے - شاید تم یاد رکھو -]

صفحہ ۱۱۰ کا شعر ہے :

اللہ اللہ باے بسم اللہ پدر معنیٔ ذبحٌ عظیم آمد پسر

دراصل ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کی تھی اُس کا ذکر ہے -

سورۃ الصّٰفّٰت (آیت ۱۰۷) میں آتا ہے :

و فدینٰہ بذبحٍ عظیم ٥

[اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کو بڑا (یعنی بڑے درجے کا جو بہشت سے آیا تھا) -]

علامہ اقبال نے اس آیت کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لیے یاد کیا ہے -

اسی صفحے میں یہ شعر ہے :

درمیانِ اُمتِ آں کیواں جناب　　　همچو حرفِ قل هوالله در کتاب

یعنی جس طرح قل هو الله (سورة الاخلاص) کا درجہ قرآن میں ہے (کہ اُس کی تین مرتبہ تلاوت کا ثواب ایک قرآن کی تلاوت کے برابر سمجھا جاتا ہے) ، اُسی طرح اس اُمت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام خاص الخاص ہے -

صفحہ ۱۱۱ میں یہ شعر ہے :

تیغ بہرِ عزتِ دین است و بس　　　مقصدِ او حفظِ آئین است و بس

سورة النساء (آیت ٧٦) میں ہے :

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل الله والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطنؔ ان کید الشیطن کان ضعیفاً ٥

[وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر ہوئے وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں - پس تم شیطان کے مددگاروں سے جنگ کرو - بے شک شیطان کا حیلہ کمزور ہوتا ہے -][۲]

۲- صفحہ ۱۱۱ میں یہ شعر ہے :
سر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بود　　　یعنی آں اجمال را تفصیل بود
اور ''بالِ جبریل'' میں یہ شعر ہے :
غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اُس کی حسینؓ ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

صفحہ ۱۱۴ کا شعر ہے :

عقدۂ قومیتِ مسلم کشود   از وطن آقائے ما ہجرت نمود

سورۃ التوبہ کی (آیت ۲۰) ہے :

الذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃً عند اللہ ط و اولٰئک ھم الفائزون o

[جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور جنگ کی اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ، اُن کا درجہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک اور وہی پہنچے مراد کو -]

سورۃ الانفال (آیات ۷۲ ، ۷۴ ، ۷۵) ، النحل (آیت ۴۱) ، الحج (آیت ۵۸) النساء (آیات ۹۷ - ۱۰۰) وغیرہ میں ہجرت سے متعلق مضامین ہیں ۔۳

اسی صفحے میں ہے :

آن کہ در قرآں خدا او را ستود   آن کہ حفظِ جانِ او موعود بود

سورۃ المائدہ (آیت ۶۷) میں ہے :

یٰایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربکط و ان لم تفعل فمابلغت رسٰلتہٗط و اللہ یعصمک من الناسط ان اللہ لایھدی القوم الکفرین o

[اے رسول ؐ آپ پہنچا دیں جو آپ کو نازل کیا گیا آپ کے رب سے - اور اگر یہ نہ کیا تو کچھ نہ پہنچایا اُس کا پیغام ، اور اللہ آپ کو بچا لے گا لوگوں سے - اللہ راہ نہیں دیتا منکر قوم کو -]

صفحہ ۱۱۵ کا شعر ہے :

جستّے جستند در بئس القرار   تا احلوا قومھم دار البوار

۳- ہجرت سے متلق صفحہ ۱۱۴ میں بھی اشعار ہیں ، مثلاً

قصہ گویاں حق ز ما پوشیدہ اند   معنیِ ہجرت غلط فہمیدہ اند
ہجرت آئینِ حیاتِ مسلم است   ایں ز اسبابِ ثباتِ مسلم است

سورۂ ابراہیم کی آیات (۲۸-۲۹) ہیں :

الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله کفراً و احلوا قومهم دارالبوار لا
جهنم یصلونهاط و بئس القرار ٥

[کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جنھوں نے بدلہ کیا اللہ کے احسان کا ناشکری (سے) اور اُتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے، داخل ہوں گے اس میں اور برا ٹھکانا ہے -]

صفحہ ۱۱۸ کا شعر ہے :

گرچہ ملت ہم بمیرد مثلِ فرد | از اجل فرماں پذیرد مثلِ فرد

سورۂ یونس (آیت ۴۹) میں ہے :

لکل اُمةٍ اجلٌ ط اذا جآء اجلهم فلا یستاخرون ساعةً
و لا یستقدمون ٥

[ہر گروہ کا ایک وعدہ (وقت) ہے - جب پہنچا اُن کا وعدہ (وقت) نہ ڈھیل کریں ایک گھڑی نہ جلدی -]

صفحہ ۱۱۹ کا شعر ہے :

اُمتِ مسلم ز آیاتِ خدا ست | اصلش از ہنگامۂ قالوا بلیٰ است

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے :

و اذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم و اشهدهم علیٰ
انفسهم ج الست بربکم ط قالو بلیٰ ج شهدنا ج - - -

[اور جب نکالی آپ کے رب نے آدم کے بیٹوں سے اُن کی پیٹھ میں سے اُن کی اولاد اور اقرار کرایا اُن سے اُن کی جان پر - کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا ؟ بولے - البتہ ، ہم قائل ہیں -]

اسی صفحے (۱۱۹) کا شعر ہے :

از اجل ایں قوم بے پرواستے | استوار از نحن نزلنا ستے

سورۃ الحجر (آیت ۹) میں ارشاد ہے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ٥

[بے شک ہم نے اُتاری یہ نصیحت (قرآن) اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔]

یہ آیت دراصل قرآنِ پاک سے تعلق رکھتی ہے لیکن قرآنِ پاک جس قوم کو استقامت عطا فرماتا ہے وہ مسلمان ہیں۔

اسی بات کو فوراً آگے اقبال کہتے ہیں :

ذکر قائم از قیامِ ذاکر است　　از دوامِ او دوامِ ذاکر است

پھر یہ شعر آتا ہے :

تا خدا ان یطفؤا فرمودہ است　　از فسردن این چراغ آسودہ است

سورۃ الصف (آیت ۸) میں ہے :

یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ و لو کرہ الکٰفرون ٥

[چاہتے ہیں کہ بجھائیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے۔ اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں کافر۔]

اسی صفحے (۱۱۹) میں ہے :

حق بروں آورد این تیغِ اصیل　　از نیامِ آرزو ہائے خلیل

سورہ البقرہ کی آیت ۱۲۸ میں ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے۔ صفحہ ۱۰۰ کے شعر میں بھی اس تلمیح کو ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحے پر ہے :

ما کہ توحیدِ خدا را حجتیم　　حافظِ رمزِ کتاب و حکمتیم

سورۂ آل عمران (آیت ۱۶۴) اور سورۃ الجمعہ (آیت ۲) کی آیتیں ملاحظہ ہوں جن کا ذکر صفحہ ۶۹ کے شعر کے سلسلے میں اُوپر آ چکا ہے۔

صفحہ ۱۲۰ کا شعر ہے :

زآنکہ ما را فطرت ابراہیمی است　　ہم بہ مولیٰ نسبت ابراہیمی است

سورۃ الحج کی آیت ۷۸ ملاحظہ ہو جس کا ذکر صفحہ ۹۲ - ۹۳ کے اشعار کے ساتھ آ چکا ہے۔

اسی صفحے کا شعر ہے:

در جہان بانگِ اذاں بود ست و ہست
ملتِ اسلامیاں بود ست و ہست

سورۃ آل عمران (آیت ۱۹) میں ہے:

ان الدین عند اللہ الاسلام قف و ما اختلف الذین اُوتوا الکتٰب الا من م بعد ماجاء ھم العلم بغیاً بینھم ط و من یکفر بآیٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب ٥

[بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ اور مخالف نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب اُن کو معلوم ہو چکا، آپس کی ضد سے۔ اور جو کوئی منکر ہو اللہ کے حکموں سے، تو اللہ شتاب لینے والا ہے حساب۔]

اسی سورۃ آل عمران کی آیت ۸۵ میں ہے:

و من یبتغ غیرالاسلام دیناً فلن یقبل منہ ج و ھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ٥

[اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کے اور دین، سو اُس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔]

صفحہ ۱۲۱ میں شعر آتا ہے:

نسخۂ اسرارِ تکوینِ حیات   بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے:

ان ھذا القرآن یھدی للتی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحت ان لھم و اجراً کبیراً ٥

[بے شک یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے اُن کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے کہ اُن کو ہے ثواب بڑا۔]

اسی صفحے (۱۲۱) میں ہے :

حرفِ او را ریب نے ، تبدیل نے آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

سورۃ البقرہ کے شروع ہی میں ہے :

ذلک الکتب لاریب فیہ o [اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے] -

اور سورۂ یونس (آیت ۶۴) میں ہے -

- - - لاتبدیل لکلمٰت اللہ ط ذٰلک ھو الفوز العظیم o

[نہیں بدلتیں اللہ کی باتیں - یہی ہے بڑی مراد -]

صفحہ ۱۲۲ میں ہے :

نوعِ انسان را پیامِ آخریں حاملِ او رحمۃٌ للعالمین

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں دین کی تکمیل (یعنی پیامِ آخریں) کا ذکر ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمھارا اور پوری کی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمھارے لیے دین اسلام -]

اور سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین o

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے -]

اس صفحے میں ہے :

آنکہ دوشِ کوہ بارش بر نتافت سطوتِ او زہرۂ گردوں شگافت

اس شعر کی تلمیح (انا عرضنا الامانۃ - - -) ''اسرارِ خودی'' کے شعر میں آ گئی ہے -

صفحہ ۱۲۳ کا شعر ہے :

قطع کردی امرِ خود را در زُبُر جادہ پیمائی الیٰ شیءٍ نُکُر

سورۃ المؤمنون کی آیتیں (۵۲ - ۵۳) ہیں :

و ان ھٰذہٖ اُمتکم اُمۃً و احدۃً و انا ربکم فاتقون o فتقطعوآ امرھم بینھم زبراً ط کل حزبٍ بما لدیھم فرحون o

[اور یہ لوگ ہیں تمھارے دین کے — سب ایک دین پر - اور میں ہوں تمھارا رب - سو مجھ سے ڈرتے رہو - پھر پھوٹ کر کے لیا اپنا اپنا کام ٹکڑے ٹکڑے - ہر فرقہ جو اُن کے پاس ہے اُس پر ریجھ رہے ہیں -]

یہ آیت پہلے مصرعے سے متعلق ہے اور دوسرے مصرعے میں سورۂ قمر کی آیت ٦ کی طرف اشارہ ہے :

فتول عنھم ط یوم یدع الداع الیٰ شیءٍ نکرٍ o

[پس تو ہٹ آ اُن کی طرف سے جس دن پکارے پکارنے والا ایک ان دیکھی چیز کو (یعنی حساب کو) -]

اسی صفحے (۱۲۳) کا شعر ہے :

از تلاوت بر تو حق دارد کتاب تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

قرآن (کتاب) کے فضائل میں بہت سی آیات ہیں - سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۲) میں ہے :

و ننزل من القرآن ما ھو شفاءٌ و رحمۃٌ للمؤمنین o

[اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لیے -]

صفحہ ۱۲۴ کا شعر ہے :

راہِ آبا رو کہ ایں جمعیت است معنیٔ تقلید ضبطِ ملت است

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں ارشاد ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً - - -

[اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر، اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اُوپر، جب تھے تم آپس میں دشمن، پھر اُلفت دی تمہارے دلوں میں۔ اب ہو گئے اُس کے فضل سے بھائی۔]

جمعیت اور ضبطِ ملت سے متعلق یہ آیت ہے جو "راہِ آبا" کی "تقلید" سکھاتی ہے۔

اسی صفحے (۱۲۴) کے آخر میں ہے:

پیکرت دارد اگر جانِ بصیر عبرت از احوالِ اسرائیل گیر

(پانچ اشعار)

سورۃ البقرہ (آیت ۶۱) میں ہے:

--- و ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ و باؤہ بغضبٍ من اللہ ط ذٰلک بانھم کانوا یکفرون بآیٰت اللہ و یقتلون النبین بغیر الحق ط ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون ○

[اور اُن (یہودیوں) پر خواری اور ناداری (مال کے باوجود حرص) مقرر کر دی گئی اور خدا کے غضب میں مبتلا ہوئے۔ یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیا کو ناحق قتل کرتے۔ یہ بدلہ تھا اُن کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا۔]

صفحہ ۱۲۶ کا شعر ہے:

ما ہمہ خاک و دلِ آگاہ اوست اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست

اس شعر سے متعلقہ آیت پچھلے اشعار میں دی جا چکی ہے۔

صفحہ ۱۲۶ کا ہی شعر ہے:

علمِ حق غیر از شریعت ہیچ نیست اصلِ سنت جز محبت ہیچ نیست

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۸) میں ارشاد ہے:

ثم جعلنٰک علی شریعۃٍ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون ○

[پھر ہم نے اس کام (دین) کی شریعت (عمدہ راستہ) پر تمھیں کیا تو اسی راہ چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو ۔]

صفحہ ۱۲۷ کا شعر ہے :

اے کہ باشی حکمتِ دیں را امیں　　　با تو گویم نکتۂ شرعِ مبیں

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۹) میں دین کو حکمت کہا گیا ہے :

ذٰلک مما اوحیٓ الیک ربک من الحکمة ۔ ۔ ۔

[یہ ہے کچھ جو وحی کیا تمھارے رب نے تمھاری طرف حکمت کی باتوں کو ۔]

اسی صفحے میں ہے :

شرع می خواہد کہ چوں آئی بجنگ　　　شعلہ گردی ، واشگافی کامِ سنگ

سورۃ التوبہ (آیت ۷۳) اور سورۃ التحریم (آیت ۹) میں ہے :

یٰایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین واغلظ علیھم ۔ ۔ ۔

[اے نبیؐ ! آپ جہاد کریں کافروں اور منافقوں پر اور اُن پر سختی کریں ۔ ۔ ۔ ۔]

صفحہ ۱۲۸ کا شعر ہے :

ہست دینِ مصطفیٰؐ دینِ حیات　　　شرعِ او تفسیرِ آئینِ حیات

سورۃ النحل (آیت ۹۷) میں ارشاد ہے :

من عمل صالحاً من ذکرٍ او اُنثیٰ و ھو مؤمن فلنحیینہٗ حیٰوۃً طیبةً ج و لنجزینھم اجرھم باحسن ماکانوا یعملون ۵

[جس نے نیک کام کیا ، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے تو ضرور ہم اُسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور بدلے میں اُن کو حق اُن کا دیں گے بہتر کاموں پر جو وہ کرتے ہیں ۔]

صفحہ ۱۲۹ کا شعر ہے :

قلب را زیں حرفِ حق گرداں قوی   با عرب در ساز تا مسلم شوی

سورۂ فصلت (آیت ۴۴) میں ہے :

و لو جعلنٰہ قرآناً اعجمیاً لقالوا لولا فصلت آیٰتہ‘ ط ء اعجمیٌ و عربیٌ ط قل ھو للذین آمنوا ھدًی و شفآءٌ ط ۔ ۔ ۔

[اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن عجم کی زبان (اوپری زبان) کا ، تو کہتے کہ اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں (یعنی عربی میں کیوں نہ بتائی گئیں کہ ہم سمجھ سکتے) ، کیا کتاب عجمی اور نبیؐ عربی ؟ آپ فرما دیں کہ وہ (قرآن) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے ۔]

عرب کی زبان کو قرآن میں عربی مبین کہا گیا ہے (النحل ، ۱۰۳ ؛ الشعراء ، ۱۹۵) جس میں ہر بات کھول کر بیان کی گئی ہے ۔ سورۃ الرعد (آیت ۳۷) میں فرمایا :

وکذٰلك انزلنٰہ حکما عربیاً ط

[اور اسی طرح ہم نے اسے عربی حکم اُتارا ۔]

قرآن کو حکم کہا گیا ہے جو عربی (مبین — کھلی ہوئی) زبان میں ہے ۔

صفحہ ۱۳۱ کا شعر ہے :

غازیانِ ملت بیضاے او   حافظانِ حکمتِ رعناے او

سورۃ التوبہ (آیت ۲۰) میں ارشاد ہے :

الذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃً عند اللہ و اولٰئك ھم الفائزون ٥

[جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے ، اُن کو بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی مراد کو پہنچے] ۔ (آگے کی آیتوں میں ان مجاہدوں کے لیے بشارتیں ہیں ۔)

اسی صفحے (۱۳۱) کا شعر ہے :

ہم شہیدانے کہ دیں را حجت اند   مثلِ انجم در فضاے ملت اند

سورۃ النساء (آیت ٦٩) میں ہے :

و من یطع اللہ و الرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصٰلحین و حسن اولٰئک رفیقاً ٥

[اور جو لوگ حکم میں چلتے ہیں اللہ کے اور رسولؐ کے ، سو اُن کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا (یعنی وہ لوگ) نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور خوب ہے اُن کی رفاقت -]

سورۃ الحدید (آیت ١٩) میں ہے :

و الذین آمنوا باللہ و رسلہٖ اُولٰئک ھم الصدیقون و الشھداء عند ربھمط لھم اجرھم و نورھم - - - -

[اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر وہی ہیں صدیق اور شہید (گواہ) اپنے رب کے یہاں - اُن کے لیے اُن کا ثواب اور اُن کا نور ہے -]

صفحہ ١٣٢ کا شعر ہے :

فطرتِ مسلم سراپا شفقت است در جہاں دست و زبانش رحمت است

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین (سورۃ الانبیاء ، ١٠٧) -

[تو اُن کی اُمت بھی سراپا شفقت و رحمت ہونی چاہیے -]

اسی کے آگے شعر ہے :

آنکہ مہتاب از سر انگشتش دو نیم رحمتِ او عام و اخلاقش عظیم

سورۃ القمر (آیت ١) میں وانشق القمر (اور شق ہو گیا چاند) مذکور ہے -

اور رحمتِ عام کا ذکر اوپر آ گیا ہے - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سورۃ القلم (آیت ٤) میں ارشاد ہے :

و انک لعلیٰ خلقٍ عظیمٍ ٥

[اور بے شک آپ کے اخلاق بڑی شان والے ہیں ۔]

صفحہ ۱۳۵ میں ہے :

قوم را ربط و نظام از مرکزے روزگارش را دوام از مرکزے

یہاں کعبہ کے متعلق کہا گیا ہے جیسا کہ سورۃ المائدہ (آیت ۹۷) میں ہے :

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰماً للناس ۔ ۔ ۔ ۔

[اللہ نے ادب والے گھر کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ۔]

اسی صفحے میں ہے :

در جہاں جانِ اُمم جمعیت است در نگر سرِ حرم جمعیت است

صفحہ ۱۲۸ کے شعر کے ساتھ جمیعت سے متعلق آیتِ مبارکہ کا ذکر آ چکا ہے ۔

صفحہ ۱۳۶ کا شعر ہے :

عبرتے اے مسلمِ روشن ضمیر از مآلِ اُمتِ موسیٰ بگیر

پچھلے صفحوں میں (عبرت از احوالِ اسرائیل گیر) سے متعلق آیت ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۱۳۹ کا شعر ہے :

می ندانی آیۂ اُم الکتاب اُمتِ عادل ترا آمد خطاب

سورۃ البقرہ کی آیت (۱۴۳) ہے :

و کذٰلک جعلناکم اُمۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیداً ط ۔ ۔ ۔

[اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت عادل (معتدل) کہ تم ہو شاید (بتانے والے) لوگوں پر اور رسولؐ ہوں تم پر شاید (بتانے والے) ۔]

اسی صفحے (۱۳۹) کا شعر ہے :

اُمتیے پاک از ہوای گفتارِ او　　شرحِ رمزِ ما غویٰ گفتارِ او

سورۃ النجم کی آیت ۳ ہے :

و ما ینطق الھوی o

[اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بولتے اپنی ہوا (خواہش) سے ۔]

اسی سورۃ کی آیت ۲ ہے :

ما ضل صاحبکم و ما غویٰ o

[بہکے نہیں تمہارے صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ بے راہ چلے ۔]

صفحہ ۱۴۰ کا شعر ہے :

جلوہ در تاریکیٔ ایام کن　　آنچہ بر تو کامل آمد عام کن

سورۃ المائدہ کی آیت ۳ ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین اسلام ۔]

اسی صفحے (۱۴۰) کا آخری شعر ہے :

حرفِ حق از حضرتِ ما بردۂ　　پس چرا با دیگراں نسپردۂ

دین کے لیے تبلیغ ضروری ہے ۔ سورۃ الانعام (آیت ۱۹) میں ارشاد ہے :

قل ای شیءٍ اکبر شھادۃً ط قل اللہ شھیدٌ بینی و بینکم قف و اوحی الی ھٰذا القرآن لانذرکم بہٖ و من بلغ ط ۔۔۔

[آپ کہیے کس چیز کی بڑی گواہی ؟ کہیے ، اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے بیچ ۔ اور اُترا ہے مجھ پر قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کروں اور (اُس کو) جس کو یہ پہنچے ۔]

صفحہ ۱۴۱ کا شعر ہے :

اے کہ با نادیدہ پیماں بستہ‌، ہمچو سیل از قیدِ ساحل رستہ‌،

سورۃ البقرہ کے شروع ہی میں :

یومنون بالغیب [جو یقین رکھتے ہیں بن دیکھا] کا پیمان آتا ہے۔

صفحہ ۱۴۲ میں ہے :

غایتش توسیعِ ذاتِ مسلم است امتحانِ ممکناتِ مسلم است

مسلمان کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا پیام سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ملتا ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور مسخر کر دیے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہے سب کا سب۔ اُس کی طرف سے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو فکر کرتے ہیں۔]

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں بھی اسی طرح کا مضمون آتا ہے۔

صفحہ ۱۴۳ کا شعر ہے :

چشمِ خود بکشا و در اشیا نگر نشہ زیرِ پردۂ صہبا نگر

اشیائے عالم پر غور و فکر کی دعوت قرآن پاک میں اکثر مقامات پر دی گئی ہے، مثلاً سورۃ النحل (۸۹) میں ہے :

۔۔۔ و نزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیءٍ و ھدًی و رحمۃً و بشریٰ للمسلمین ٥

[اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کے لیے۔]

اسی صفحے (۱۴۳) میں ہے :

تو کہ مقصودِ خطابِ انظری پس چرا ایں راہ چوں کوراں بری

قرآن پاک میں اکثر مقامات پر دیکھنے اور سمجھنے کا پیام ملتا ہے ، مثلاً سورۃ الروم (آیت ۵۰) میں ہے :

فانظر الیٰ آثر رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا ط

[پس اللہ کی رحمت کے آثار دیکھو ۔ کیونکر وہ زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد ۔ ۔ ۔]

سورۂ یونس (آیت ۱۰۱) میں ہے :

قل انظروا ماذا فی السمٰوٰتِ والارض ۔ ۔ ۔ ۔

[آپ فرما دیں کہ دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۔]

صفحہ ۱۴۴ کا آخری شعر ہے :

علمِ اسما اعتبارِ آدم است حکمتِ اشیا حصارِ آدم است

''اسرارِ خودی'' صفحہ ۴۵ میں اس آیت کا ذکر آ چکا ہے یعنی :

وعلم آدم الاسماء کلھا ۔ ۔ ۔

[اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیا) کے نام سکھائے ۔]

صفحہ ۱۴۷ میں ہے :

قوم روشن از سوادِ سرگزشت خود شناس آمد زیادِ سرگزشت

سورۂ آل عمران (آیت ۱۴۰) میں ہے :

ان یمسسکم قرحٌ فقد مس القوم قرحٌ مثلہ' ط و تلک الایام نداولھا بین الناس و لیعلم اللہ الذین آمنوا و یتخذ منکم شھدآء ط واللہ لا یحب الظٰلمین ○

[اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریکیاں رکھی ہیں اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ۔]

زمانے کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کا پیام ہے ۔ اسی طرح سورۃ العصر بھی تاریخ کا مطالعہ کرنے کا سبق دیتی ہے کہ :

والعصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحت وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر o

[زمانے (کی تاریخ) کی قسم ! بے شک (عام) انسان پر ٹوٹا ہے مگر جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور آپس میں تقیّد کیا سچے دین کا اور آپس میں تقیّد کیا صبر کا ۔]

اس سورۃ میں فرد کے لیے ایمان اور عملِ صالح کی ہدایت ہے اور اجتماعی زندگی کے لیے حق اور صبر کی تلقین کی ہے ۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو خسران ہی خسران ہے :

اقبال نے (تاریخ کے متعلق) کہا (صفحہ ۱۴۷) :

ایں ترا از خویشتن آگہ کند
آشنائے کار و مردِ رہ کند

اور اس کے بعد والے صفحہ ۱۴۸ میں بھی کہا ہے :

ضبط کن تاریخ را ، پایندہ شو
از نفسہائے رمیدہ زندہ شو

صفحہ ۱۴۹ کا شعر ہے :

پوششِ عریانیٔ مردان زن است
حسنِ دلجو عشق را پیراہن است

سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۷) میں ہے :

۔ ۔ ۔ ھن لباسٌ لکم و انتم لباسٌ لھن ط

[وہ پوشاک ہیں تمھاری اور تم پوشاک ہو اُن کی ۔]

صفحہ ۱۵۰ کا شعر ہے :

گفت آں مقصودِ حرفِ کُن فکاں زیرِ پائے اُمہات آمد جناں

سورۂ یٰس کی آیت ۸۲ میں ہے :

انما امرہ اذآ اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ٥

[اُس کا حکم یہی ہے۔ جب چاہے کسی چیز کو کہ کہے اُس کو ہوجا ، وہ ہو جائے۔]

دوسرے مصرعے میں مشہور حدیث کی تلمیح ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

ع کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے

صفحہ ۱۵۲ کا شعر ہے :

بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

سورۃ الدہر (آیت ۸) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے گھر والوں کے حق میں یہ آیت یادگار ہے :

و یطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً ٥

[اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

حضرت امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ بیمار ہوئے تو اُن کے والدین نے اُن کی صحت کے لیے تین روزوں کی نذر مانی تھی۔ صحت پر اُن بزرگوں نے روزے رکھے اور تین صاع جَو کے ایک یہودی سے لے کر آئے۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین کو ، ایک روز یتیم کو اور ایک روز اسیر کو (اُن کے مانگنے پر) وہ روٹیاں دے دیں اور خود پانی سے افطار کر لیا۔

صفحہ ۱۵۵ کا شعر ہے:

کودکِ ما چوں لب از شیرِ تو شست
لا الٰہ آموختی او را نخست

بچہ ابھی شیر خوار ہی ہوتا ہے کہ اُس کی ماں اُس کو اللہ اللہ سکھاتی ہے - اسی لیے اللہ پاک نے اپنی عبادت کے بعد ہی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے -

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۲۳) میں ہے:

و قضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احساناؕ - - -

[اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو -]

صفحہ ۱۵۶ کا شعر ہے:

ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

یہ شعر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے متعلق ہے - غارِ ثور کے بارے میں سورۃ التوبہ (آیت ۴۰) میں ارشاد ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معناۚ فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ و ایدہٗ بجنود لم تروہا و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ہی العلیاؕ واللہ عزیزٌ حکیم ٥

[اگر تم محبوبؐ کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے اُنھیں باہر (ہجرت کے لیے) جانا ہوا ، صرف دو جان سے ، جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے - جب اپنے دوست (ابوبکرؓ) سے فرماتے تھے ، غم نہ کھا - بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے - تو اللہ نے اُس پر اپنا سکینہ (قلبی اطمینان) اُتارا اور اُن فوجوں سے اُس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی - اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے -]

صفحہ ۹۵ کے شعر کے ساتھ بھی یہ تلمیح آ چکی ہے -

صفحہ ۱۵۷ کا شعر ہے :

رنگِ او برکن مثالِ او شوی　　در جہاں عکسِ جمالِ او شوی

پہلے مصرعے میں صبغۃ اللہ (سورۃ البقرہ ، آیت ۱۳۸) کا ذکر ہے جس کی تلمیح "اسرارِ خودی" کے صفحہ ۱۲ کے شعر میں بھی آ چکی ہے - دوسرے مصرعے میں اللہ نور السمٰوات والارض (سورۃ النور ، آیت ۳۵) کی تلمیح ہوئی ہے -

اسی صفحے میں ہے :

لذتِ ایماں فزاید در عمل　　مردہ آں ایماں کہ ناید در عمل

قرآنِ پاک میں بکثرت مقامات ایسے ہیں جہاں آمنوا کے ساتھ ساتھ عملوا الصٰلحت کا ذکر ہے -

صفحہ ۱۵۸ کا شعر ہے :

مسلم استی بے نیاز از غیر شو　　اہلِ عالم را سراپا خیر شو

پہلے مصرعے کی تلمیح سورۃ المؤمن (آیت ۶۰) میں ہے :

و قال ربکم ادعونی استجب لکم - - -

[اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے مانگو ، میں قبول کروں گا (میں دوں گا) -]

اس لیے غیر اللہ سے مانگنا مسلمان کی شان کے خلاف ہے - اور دوسرے مصرعے سے متعلق دیکھیں کہ جب مسلمان کے لیے اللہ کے یہاں خیر ہی خیر ہے تو مسلمان بھی اہلِ عالم کے لیے خیر ہے - سورۃ النحل (آیت ۹۵) میں ہے :

انما عنداللہ ھو خیر لکم ان کنتم تعلمون ٥

[بے شک جو اللہ کے یہاں ہے وہی خیر ہے تمہارے لیے ، اگر جانتے ہو -]

صفحہ ۱۶۰ کا شعر ہے :

آں نگاہش سرِ ما زاغ البصر　　سوے قومِ خویش باز آید اگر

سورة النجم (آیت ۱۷) میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کے سلسلے میں ہے کہ آپ اللہ پاک کے بالکل قریب پہنچ گئے لیکن

ما زاغ البصر و ما طغیٰ ٥

[(آپ کی) آنکھ نہ کسی طرف پھری ، نہ حد سے بڑھی -]

صفحہ ۱۶۱ کا شعر ہے :

از پیامِ مصطفیٰؐ آگاہ شو فارغ از اربابِ دون اللہ شو

سورۂ آل عمران (آیت ۶۴) میں ہے :

قل یٰاھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرك بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ ط فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ٥

[آپ فرما دیں ، اے کتاب والو ! آؤ ایک سیدھی بات پر — ہمارے تمھارے درمیان کی ، کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہرائیں اس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوا اللہ کے - پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو آپ فرما دیں کہ شاہد رہو کہ ہم مسلمان ہیں -]

صفحہ ۱۶۲ کا شعر ہے :

قومِ تو از رنگ و خوں بالا تر است
قیمتِ یک اسودش صد احمر است

مسلمانوں میں رنگ اور نسل سے کوئی تفوق نہیں ہے - سورة الحجرات (آیت ۱۳) میں ارشاد ہے :

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیرٌ ٥

[اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے بنا دیا کہ آپس میں پہچان رکھو - بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے - بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے -]

اسی صفحے (۱۶۲) میں ہے :

ملت ِ ما شان ِ ابراہیمی است　　شہد ِ ما ایمان ِ ابراہیمی است

سورۃ الحج کی یہ آیت (۷۸) ہے جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے :

ملۃ ابیکم ابراھیم o [تمہارے باپ ابراہیم کا دین] -

صفحہ ۱۶۳ کا شعر ہے :

اُمت ِ او مثل ِ او نور ِ حق است　　ہستی ٔ ما از وجودش مشتق است

سورۃ المائدہ (آیات ۱۵ - ۱۶) میں ہے :

قد جاء کم من اللہ نورٌ و کتٰبٌ مبین o یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہٗ سبل السلٰم و یخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہٖ و یھدیھم الیٰ صراطٍ مستقیم o

[بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب - اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا ، سلامتی کے راستے - اور اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور اُنہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے -]

صفحہ ۱۶۴ میں ہے :

خرقہ ٔ لاتحزنوا اندر برش　　انتم الاعلون تاجے بر سرش

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور سستی نہ کرو اور غم نہ کھاؤ - تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو -]

اسی صفحے (۱۶۴) میں ہے :

می کشد بار ِ دو عالم دوش ِ او　　بحر و بر پروردۂ آغوش ِ او

سورۃ الاحزاب کی آیت (۲۷) کی تلمیح ہے جس کا ذکر ''اسرارِ خودی'' کے صفحہ ۱۵ والے شعر میں آ چکا ہے۔

اسی صفحے (۱٦۴) میں ہے:

پیشِ باطل تیغ و پیشِ حق سپر امر و نہیِ او عیارِ خیر و شر

سورۃ الفتح (آیت ۲۹) میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا ذکر ہے کہ:

محمد رسول اللہ ؐ و الذین معہ' اشدآء علی الکفار رحماء بینھم ۔۔۔

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے (جو ہیں وہ) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ۔]

صفحہ ۱٦۵ میں شعر ہے:

عفو و عدل و بذل و احسانش عظیم ہم بقہر اندر مزاجِ او کریم

دراصل حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ وہ ہر موقع پر نرم مزاج تھے۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے:

فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم و لو کنت فظًا غلیظ القلب لا انفضوا من حولك ٥

[پس اللہ کی رحمت کے سبب سے تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے ۔]

بخاری شریف میں بھی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے۔ کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے، فلاں شخص کو کیا ہو گیا، اُس کی پیشانی کو خاک لگ جائے (گویا وہ سجدۂ شکر ادا کرے۔ یہ بھی ایک دعا بن گئی)۔

صفحہ ۱٦٦ میں ہے :

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی — جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے انسانی زندگی کو مکمل رہبری حاصل ہوئی ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمھارا اور پوری کی تم پر میں نے اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمھارے لیے دین اسلام -]

اسی صفحہ میں ہے :

شش جہت روشن ز تابِ روے تو — ترک و تاجیک و عرب ہندوے تو

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام روے زمین کے لیے رسول بن کر تشریف لائے ۔

سورۂ سبا (آیت ۲۸) میں ہے :

وما ارسلنٰك الا كافةً للناس بشيراً و نذيراً و لٰكن اكثر الناس لا يعلمون ٥

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو ، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے -]

سورۃ الاعراف (آیت ۱۵۸) میں کچھ ایسا ہی مضمون آتا ہے ۔

صفحہ ۱٦۸ میں ہے :

اے فروغت صبحِ اعصار و دہور — چشمِ تو بینندۂ ما فی الصدور

دراصل اللہ پاک ہی دلوں کا حال جانتا ہے اور وہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا سکتا ہے ۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۱۰) میں ہے :

او لیس اللہ باعلم بما فی صدور العٰلمین o

[کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہان بھر کے دلوں میں ہے ؟]

صفحہ ۱۷۰ میں ہے :

ہست شانِ رحمتت گیتی نواز آرزو دارم کہ میرم در حجاز

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین o

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے -]

پیامِ مشرق

(پہلی اشاعت ۱۹۲۳)

"مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوامِ شرق کو یہ محسوس کر لینا چاہیے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اُس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اُس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون، جس کو قرآن نے ان اللہ لایغیر ما بقومٍ حتی یغیروا ما بانفسھم کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے، زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنے فارسی تصانیف میں اسی صداقت کو مدِنظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔"

(اقبال — دیباچہ "پیامِ مشرق")

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیامِ مشرق

صفحہ ۱۸ کا شعر ہے :

زندگی جہد است و استحقاق نیست جز بعلمِ انفس و آفاق نیست

سورۃ العنکبوت (آیت ۶) میں ارشاد ہے :

ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه ط ---

[اور جس نے (اللہ کے لیے) کوشش کی تو وہ اپنے ہی بھلے کے لیے کوشش کرتا ہے ----]

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۴) میں ہے :

--- ولا تکسب کل نفس الا علیها ج ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ ---

[اور جو کوئی کمائے وہ اُسی کے ذمے ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی -]

سورۃ الاعراف (آیت ۱۰) میں ہے :

ولقد مکنّٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیها معایش ط قلیلاً ما تشکرون ٥

[اور بے شک ہم نے تم کو زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے - تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو -]

سورۃ فصلت (آیت ۵۳) میں ارشاد ہے :

سنریهم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق ط ---

[اب ہم دکھائیں گے اپنی نشانیاں آفاق میں اور اُن کی جانوں میں ، حتیٰ کہ کھل جائے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے -]

صفحہ ۱۹ میں ہے :

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

یوتی الحکمۃ من یشآء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً ط و ما یذکر الا أولو الالباب ہ

[وہ دیتا ہے حکمت (سمجھ) جس کو چاہے اور جس کو حکمت ملی خیرِ کثیر ملی اور وہی سمجھیں جن کو عقل ہے -]

اسی صفحہ میں ہے :

گرچہ عینِ ذات را بے پردہ دید رب ِ زدنی از زبانِ او چکید

سورۂ 'طہ' (آیت ۱۱۴) میں یہ دعا آتی ہے :

ربّ زدنی علما ہ [میرے رب مجھے علم زیادہ دے] -

اسی صفحہ میں ہے :

علم اشیا علّم الاسماستے ہم عصا و ہم یدِ بیضاستے

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلآء ان کنتم صٰدقین ہ

[اور سکھائے آدمؑ کو نام سارے ، پھر وہ دکھائے فرشتوں کو ، کہا ، بتاؤ مجھ کو نام ان کے ، اگر ہو تم سچے -]

سورۂ 'طہ' کی آیات ۱۸ - ۲۳ میں عصا اور یدِ بیضا کا ذکر ہے - (اُوپر بھی ان کا ذکر آ چکا ہے -)

اسی صفحہ (۱۹) میں ہے :

علم و دولت نظمِ کارِ ملت است   علم و دولت اعتبارِ ملت است

سورۃ الاعراف (آیت ۵۲) میں ہے :

و لقد جئنٰھم بکتٰبٍ فصلنٰہ علی علمٍ ھدًی و رحمۃً لقوم یؤمنون ○

[اور ہم نے اُن کو پہنچا دی ہے کتاب جو کھول کر ہم نے بیان کی ہے علم سے متعلق ، وہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے ۔]

اور سورۃ محمد (۳۸) میں ہے :

ھٰانتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل و من یبخل فانما یبخل عن نفسہٖ ط و اللہ الغنی و انتم الفقرآء و ان تتولوا یستبدل قوماً غیر کم ثم لایکونوا امثالکم ○

[سنتے ہو تم لوگ ؟ تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں ۔ پھر تم میں کوئی ہے کہ بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرے تو بخل کرے گا خود کے لیے ۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو ۔ اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ بدل لے گا کوئی لوگ سوا تمھارے ، پھر وہ نہ ہوں گے تمھاری طرح کے ۔]

اس طرح بے شک علم اور مال دونوں ملت کے لیے ضروری ہوئے ۔

صفحہ ۲۰ میں شعر ہے :

در ہجومِ کارہائے ملک و دیں   با دلِ خود یک نفس خلوت گزیں

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ ج و اتقوا اللہ ط ان اللہ خبیرٌ بما تعملون ○

[اے ایمان والو ، ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے دیکھ لے ہر نفس کہ کیا بھیجا ہے کل کے واسطے ؟ اور ڈرتے رہو اللہ سے ۔ بے شک اللہ کو

خبر ہے جو کرتے ہو -]
یہاں غور و فکر اور محاسبہ کرنے کا حکم دیا ہے -

اسی صفحہ (۲۰) میں شعر ہے :

آں مسلمانان کہ میری کردہ اند　　در شہنشاہی فقیری کردہ اند

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ص و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امناً ط یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ط و من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک هم الفٰسقون o

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور اُنھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی - اور ضرور اُن کے لیے جما دے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا - میری عبادت کریں ، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی فاسق ہیں -]

ایمان اور عمل صالح والوں ہی کے لیے حکومت ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایک شہنشاہ بھی معمولی انسان بن کر ، شہنشاہ سے زیادہ ، فقیر کا مزاج حاصل کر سکتا ہے -

اسی صفحہ میں ہے :

ہر کہ عشقِ مصطفیٰؐ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی افضلیت حاصل ہے - سورۃ اللیل (آیات ۱۷ - ۲۱) میں اُن کے متعلق ہے :

و سیجنبھا الاتقیٰ o الذی یؤتی مالہ' یتزکیٰ o و ما لاحدٍ عندہ' من نعمۃٍ تجزیٰ o الا ابتغآء وجہ ربہ الاعلیٰ o و لسوف یرضیٰ o

[اور (دوزخ کی آگ کو) اُس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔]

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنے کا یہ انعام ہے۔

صفحہ ۲۵ میں ہے:

شہیدِ ناز او بزمِ وجود است　　نیاز اندر نہاد ہست و بود است
نمی بینی کہ از مہرِ فلک تاب　　بسیمائے سحر داغِ سجود است

اللہ الصمد (اللہ بے نیاز ہے) اور تمام عالم اُس کا محتاج ہے۔

سورۂ فاطر (آیت ۱۵) میں ہے:

یٰایھا الناس انتم الفقرآء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید o

[اے لوگو، تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پروا سب خوبیوں والا۔]

آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ ایسی آیتیں متعدد ہیں۔

سورۂ جمعہ (آیت ۱) میں ہے:

یسبح للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم o

[اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اُس کی جو بادشاہ، پاک ذات، زبردست، حکمت والا ہے۔]

اور سورۃ الحج (آیت ۱۸) میں ہے:

الم تر ان اللہ یسجد لہ' من فی السمٰوات و من فی الارض والشمس والقمر و النجوم و الجبال و الشجر و الدوآب و کثیرٌ من الناسط

[کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی ؟]

صفحہ ۲۶ میں ہے :

بہ برگِ لالہ رنگ آمیزیٔ عشق بجانِ ما بلا انگیزیٔ عشق
اگر ایں خاکداں را وا شگافی درونش بنگری خوں ریزیٔ عشق

اللہ پاک ہی ہر چیز میں نشو و نما کی صلاحیت عطا فرماتا ہے ۔

سورۃ الواقعہ (آیت ۶۲) میں ہے :

ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون ٥

[اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی نشاۃ (اُٹھان) ، پھر کیوں نہیں سوچتے ؟]

سورۂ ھود (آیت ۶۱) میں ہے :

ھو انشا کم من الارض واستعمرکم فیھا ٥

[اُسی نے اُٹھایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اس میں ۔]

چنانچہ اُٹھنے اور بڑھنے کی صلاحیت ہر چیز میں رکھی گئی ہے ۔

صفحہ ۲۷ میں شعر ہے :

بر آید آرزو یا بر نیاید شہیدِ سوز و سازِ آرزویم

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم لبعضٍ عدوّ و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حین ٥

[پس شیطان نے جنت سے اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے اُن کو خارج کرا دیا اور ہم نے فرمایا ، نیچے اُترو ۔ آپس میں ایک

تمھارا ، دوسرے کا دشمن ہے اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے -]

اس آیت میں ''متاعٌ الی حین'' سے ''سوز و سازِ آرزو'' کی طرف اشارہ ہے -

صفحہ ۲۸ میں شعر ہے :

کہن را نَو کن و طرحِ دگر ریز دلِ ما بر نتابد دیر و زودش

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ط

[بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اُن کے بیچ ہے -]

صفحہ ۲۸ ہی میں ہے :

نوائے عشق را ساز است آدم کُشاید راز و خود راز است آدم
جہاں او آفرید ، ایں خوب تر ساخت مگر با ایزد انباز است آدم

سورۃ یونس (آیت ۴) میں ہے :

انہٗ یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ لیجزی الذین آمنوا الصّٰلحت بالقسط ط

[بے شک وہی پہلی بار بناتا ہے ، پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تاکہ اُن کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انصاف کا صلہ دے -]

اچھے کام (عملِ صالح) ہی سے انسان اپنی دنیا تعمیر کرتا ہے اور ایسی دنیا ہی "خوب تر" اُس کے لیے اور سب کے لیے بن جاتی ہے -

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۶) میں ہے :

و ھوالذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک

دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمہیں آزمائے اُس چیز میں جو تمہیں عطا کی -]

صفحہ ۲۹ کا شعر ہے :

یکے خود را بسوزِ خویشتن سوز   طوافِ آتشِ بیگانہ تا کے

دوسروں کی محتاجی سے خود کو بچانا چاہیے اور اپنی خفتہ صلاحیتوں کو بروے کار لانا چاہیے - انسان خدا کا نائب ہے اور اُس کی فطرت فطرتِ الٰہی کے مطابق ہے -

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فطرت اللہ التی فطرالناس علیھا ط لا تبدیل لخلق اللہ ط

[اللہ کی تراش وہی ہے جس پر تراشا لوگوں کو - اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں -]

چنانچہ انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے فکر و عمل سے حالات اور حقائق پر قابو پائے اور دوسروں کا محتاج نہ بنے -

صفحہ ۲۹ میں ہے :

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے   تنے محکم تر از سنگیں حصارے
درونِ او دلِ درد آشنائے   چو جوئے در کنارِ کوہسارے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی کا ذکر سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۵) میں ہے :

فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم ج و لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولک ص

[پس یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ رحم دل ملے اُن کو اور اگر آپ سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو وہ منتشر ہو جاتے آپ کے گرد سے -]

صفحہ ۳۰ میں ہے :

ز آب و گلِ خدا خوش پیکرے ساخت   جہانے از ارم زیبا ترے ساخت

ولے ساقی بآن آتش کہ دارد ز خاکِ من جہانِ دیگرے ساخت

دنیا کو اللہ پاک نے کیسا ''زیبا تر'' بنایا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶۴) میں ہے:

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس و ما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا و بث فیہا من کل دآبۃ و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیاتٍ لقومٍ یعقلون ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے اختلاف میں اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں اُن چیزوں کو لے کر چلتی ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور اُس پانی میں جو اللہ ابر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد اور اس میں پھیلا دیتا ہے ہر طرح کے جاندار اور ہواؤں کے پلٹانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مطیع ہیں اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔]

اس دنیا کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''علم و حکمت'' کی تعلیم سے ایک اَور دنیا بنا دیا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے پانچویں خطبے میں اسلامی ثقافت کی روح کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''۔۔۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی، قدیم اور جدید دنیا کے درمیان ایک واسطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنے سرچشمۂ وحی کے اعتبار سے آپ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے۔ لیکن بہ اعتبار اُس کی روح کے، آپ جدید دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ آپ ہی کا وجودِ گرامی ہے کہ زندگی پر علم اور حکمت کے وہ سرچشمے منکشف ہوئے جو اُس کے آئندہ رخ کے عین مطابق تھے۔ لہٰذا اسلام کا ظہور استقرائی عقل کا ظہور ہے۔۔۔''

قطعۂ مذکورہ بالا میں ساقی سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے (آلِ عمران، آیت ۱۶۴) اللہ کی آیات کی تلاوت فرمائی،

لوگوں کا تزکیہ فرمایا اور کتاب (قرآن) اور حکمت سکھائی -

اسی صفحہ (۳۰) میں ہے :

بہ یزداں روزِ محشر برہمن گفت — فروغِ زندگی تابِ شرر بود
و لیکن گر نہ رنجی با تو گویم — صنم از آدمی پاینده تر بود

پتھر کے بت بے شک انسان سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں - سورۃ النساء (آیت ۲۸) میں ہے :

و خلق الانسان ضعیفاً o [اور انسان بنایا گیا کمزور] -

لیکن فضیلت اسی ضعیف انسان کو ہے - سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر و البحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور اُن کو مسلط کر دیا خشکی اور تری پر اور اُن کو روزی دی اچھی چیزوں سے اور اُن کو بڑی فضیلت دی بہتوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا ہے -]

علامہ اقبالؒ نے اس مقام پر بُت کی مضبوطی اور پختگی کو سراہا ہے کہ بُت بھی مضبوط اور مستحکم ہیں لیکن انسان اُن کے مقابلے میں ویسا بھی نہیں ہے ، ورنہ حقیقت میں کافر تو اُس دن مٹی ہی ہونے کی آرزو کرے گا -

سورۃ النباء کی آخری آیت ہے :

و یقول الکٰفر یٰلیتنی کنت تراباً o

[اور کہے گا کافر کہ کاش میں مٹی ہوتا (تا کہ عذاب میں گرفتار نہ ہوتا) -]

اسی صفحہ میں ہے :

گزشتی تیزگام اے اخترِ صبح — مگر از خوابِ ما بیزار رفتی

من از نا آگہی گم کردہ راہم   تو بیدار آمدی بیدار رفتی

ابراہیم علیہ السلام نے تارے، چاند اور سورج کے چھپ جانے پر اُن کی ربوبیت سے انکار کیا تھا (سورۃ الانعام، آیات ۷۶ - ۷۸) - یہاں اقبال نے تارے کی بیداری اور اُس کے مقابلے میں انسان کے سو رہنے کا مقابلہ کیا ہے اور اُس کی بیداری سے سبق حاصل کرنے کا سبق دیا ہے، کیونکہ وہ ہر چیز کی بیداری اور زندگی کو سراہتے ہیں اور سکوت اور بے عملی سے نفرت کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

من استویٰ یوماہ فھو مغبون۔

[جس شخص کے دو دن یکساں گزر جائیں وہ بڑے گھاٹے میں ہے۔]

صفحہ ۱۰۳ میں ہے:

تہی از ہائے و ہو میخانہ بودے   گلِ ما از شرر بیگانہ بودے
نبودے عشق و ایں ہنگامۂ عشق   اگر دل چوں خرد فرزانہ بودے

سورۂ محمد (آیت ۲۱) میں ہے:

فاذا عزم الامر فلو صدقوا اللہ لکان خیراً لھم ○

[پھر جب عزم ہو کام کا تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو اُن کا بھلا ہے۔]

اللہ پاک کے حکم کے مطابق عزم ہو تو کام یابی ہی کام یابی ہے، خواہ عقل اس مشکل کی بھیانک شکل ہی دکھلاتی رہے۔

صفحہ ۱۰۳ میں ہے:

چہ لذت یا رب اندر ہست و بود است
دلِ ہر ذرہ در جوشِ نمود است
شگافد شاخ را چوں غنچۂ گل
تبسم ریز از ذوقِ وجود است

ہر چیز کی تخلیق اور تشکیل سے جوشِ نمود کا ثبوت ملتا ہے۔

سورۃ النحل (آیت ۷۸) میں ہے :

واللہ اخرجکم من بطون امھٰتکم لاتعلمون شیأ و جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون ٥

[اور اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا ، تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور تمھارے لیے کان ، آنکھیں اور دل بنا دیے تاکہ تم شکر کرو -]

سورۂ ابراہیم (آیات ۳۲ - ۳۴) میں بھی مختلف چیزوں کی نشو و نما اور انسان پر انعامات کا ذکر ہے -

صفحہ ۳۲ کا شعر ہے :

مسلمانان ! مرا حرفے است در دل — کہ روشن تر ز جانِ جبرئیل است
نہانش دارم از آزر نہادان — کہ ایں سرے ز اسرارِ خلیل[4] است

ابراہیم علیہ السلام نے ڈوبنے والی اور زوال پذیر چیزوں کی ربوبیت سے انکار کر کے یہ فرمایا (سورۃ الانعام ، آیت ۸۰) :

انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین ٥

[بے شک میں نے اپنا رخ کیا اُسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شرک کرنے والوں میں سے -]

یعنی غیر اللہ سے ہٹ کر صرف اللہ کے آگے سر جھکانا مسلمان کا مسلک ہے -

اسی صفحہ (۳۲) میں ہے :

دما دم آرزوہا آفرینی
مگر کارے نہ داری اے دل ، اے دل !

اللہ پاک خود ہمہ وقت مصروفِ کار ہے -

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ ٥ [وہ ہر دن ایک دھندے میں ہے] ۔

جب اللہ ہر دن مصروفِ کار ہے تو اُس کے نائب اور جانشین کا بےکار بیٹھنا خود اُس کے منصب کے منافی ہے ۔

صفحہ ۳۳ میں ہے :

رہے در سینۂ انجم کشائی ولے از خویشتن ناآشنائی
یکے برخود کشا چوں دانہ چشمے کہ از زیرِ زمیں نخلے بر آئی

سورۃ الذّٰریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ارشاد ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ٥ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ٥

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کو اور خود تمھارے اندر (بھی) ۔ کیا تم کو سوجھ نہیں ؟]

گویا انسان اپنے باطن کو دیکھے اور اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لے ۔

اسی صفحہ (۳۳) کا شعر ہے :

بر آور ہرچہ اندر سینہ داری سرودے ، نالۂ ، آہے ، فغانے

سکوت اور جمود کو دور کر کے زندگی اور عمل کا ثبوت دینا چاہیے ۔

سورۃ الانفال (آیت ۴۲) میں ہے :

لیھلک من ھلک عن بینۃٍ و یحییٰ من حی عن بینۃٍ ٥

[تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے اتمامِ حجت کے بعد ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی دلائل و براہین کے ساتھ زندہ رہے ۔]

صفحہ ۳۳ ہی میں ہے :

بمیری گر بہ تن جانے نہ داری وگر جانے بہ تن داری نمیری

عمل کرنے والا شخص مرتا نہیں ہے ۔ انسانی زندگی بے مقصد نہیں ہے ۔

سورۃ الدخان (آیت ۳۸) میں ہے :

و ما خلقنا السمٰوات والارض و ما بینھا لٰعبین ○

[اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ، کھیل کے طور پر -]

صفحہ ۳۴ کا شعر ہے :

من آں پروانہ را پروانہ دانم
کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی زندگی کی علامت ہے - عمل ہی کے لیے اور اچھے عمل ہی کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے -

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط و ھو العزیز الغفور ○

[وہی ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے ، اور وہ غالب بخشنے والا ہے -]

صفحہ ۳۵ کا شعر ہے :

خودی تعمیر کن در پیکر خویش چو ابراہیمؑ معمار حرم شو

اس سے پہلے شعر والی آیت ملاحظہ ہو جس میں اچھے عمل کی خاطر انسان کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے - بہرحال انسان کو اپنے مقام کے مطابق عمل پیش کرنا چاہیے -

حرم کے متعلق سورۃ البقرہ (آیت ۱۲۷) میں ہے :

و اذ یرفع ابراہم القواعد من البیت و اسمٰعیل ○

[اور جب اٹھاتا تھا ابراہیمؑ اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل -]

اور سورۃ المائدہ (آیت ۹۷) میں ہے :

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس ۔۔۔۔

[اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ۔]

صفحہ ۳۶ میں ہے :

تو ایں جنگ از کنار عرصہ بینی بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو

اللہ پاک کی مرضی کے لیے جان دینے والے زندہ ہی رہیں گے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ ط بل احیاءٌ و لکن لا تشعرون o

[اور مت کہو جو مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردے ہیں ، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ۔]

صفحہ ۳۶ ہی کا شعر ہے :

و لیکن من ندانم گوہرم چیست نگاہم برتر از گردوں ، تنم خاک

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معراج سے انسانیت کی انتہائی رفعت اور بلندی کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا ہے کہ خاکی نژاد ہونے کے باوجود اللہ پاک سے اتنے قریب ہوگئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم ۔

سورۃ النجم (آیت ۸) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o

[پھر رہ گیا فرق دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی نزدیک ۔]

اسی سورہ کے بعد کی آیات نمبر ۱۸ تک ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۳۷ کا شعر ہے :

اگر امروز تو تصویر دوش است بخاک تو شرار زندگی نیست

سکوت اور جمود توڑنے کے لیے کہا گیا ہے جس کے لیے اوپر صفحات ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ کے اشعار کی آیتیں ملاحظہ ہوں -

صفحہ ۳۷ ہی کا شعر ہے :

دل از ذوقِ تپش دل بود لیکن　　چو یک دم از تپش افتاد ِ گل شد

اوپر والے شعر کا مضمون دیکھیں جو سکوت اور جمود کے خلاف ہے -

صفحہ ۳۹ میں ہے :

من ایں مے چوں مغانِ دورِ پیشیں
ز چشمِ مستِ ساقی وام کردم

دوسرا مصرع عراقی کے مصرع کی ترمیم ہے : ع

ز چشم مستِ ساقی وام کردند

صفحہ ۴۰ میں ہے :

قدم در جستجوے آدمے زن　　خدا ہم در تلاشِ آدمے ہست

جس آدم کو اللہ نے اپنا نائب اور خلیفہ بنایا تھا وہ آدم (انسان) اپنے منصب اور شان کے مطابق عمل کیوں نہیں کرتا ؟ رومیؒ نے بھی کہا تھا :

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گردِ شہر
کز دام و دو ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

اوپر کئی آیتیں ایسے انسان کے منصب سے متعلق آ چکی ہیں -

صفحہ ۴۱ کا شعر ہے :

عمل خواہی ؟ یقیں را پختہ تر کن　　یکے جوے و یکے بین و یکے باش

''قل ھو اللہ احد'' کا بھی یہاں مقصد ہے۔ خلقکم من نفسٍ واحدہ (الزمر، ٦)؛ کان الناس امۃ واحدہ (البقرہ، ۲۱۳)؛ ان ھذہٖ امتکم أمۃ واحدہ (الانبیاء، ۹۲) وغیرہ کا یہی پیام ہے۔

اسی صفحہ (۳۱) میں ہے:

بخود باز آ، خودی را پختہ تر گیر اگر گیری، پس از مُردن نمیری

خود کو پہچانا اور اپنے منصب کے مطابق عمل کرنا انسان کو دوامی زندگی بخشتا ہے۔ صفحہ ۳۳ سے متعلق آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۳۴ میں ہے:

خرد آتش فروزد، دل بسوزد ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیلؑ است

''بانگِ درا'' میں بھی ہے:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اللہ کے حکم کے آگے وہ عقل جو مشکلات کی بھیانک شکل دکھلائے بالکل مردود ہے۔ تسلیم و رضا کا تقاضا وہی ہے جیسا کہ سورۃ الصٰفّٰت (آیت ۱۰۳) میں ہے:

فلمآ اسلما و تلہ' للجبین ○

[پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اُس کو (اسمٰعیل علیہ السلام کو) ماتھے کے بَل۔]

صفحہ ۳۴ کا شعر ہے:

و لیکن ایں نوائے سادہ کیست کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

سورۃ الحجر (آیت ۲۹) اور سورۃ ص (آیت ۷۲) میں ہے:

فاذا سویتہ' و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ' سٰجدین ○

[پھر جب ٹھیک کروں اُس کو اور پھونک دوں اس میں اپنی روح سے تو گر پڑیو اُس کے سجدے میں۔]

انسان کے پتلے میں اللہ کی روح پھونکی گئی ہے۔ اس لیے اُسے بھی بقا حاصل ہو سکتی ہے۔

صفحہ ۴۴ میں ہے:

بہ بزمِ ہمنوایاں آنچناں زی — کہ گلشن بر تو خلوت خانہ گردد

دنیا میں رہ کر خدا سے قریب ہونا یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو ملحوظ رکھنا اسلام سکھاتا ہے۔ وہ رہبانیت نہیں سکھاتا۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے:

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے بنایا تمھارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔]

تو جب سب کچھ انسان کے لیے بنایا گیا ہے تو کیا اُسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ سب سے منہ موڑ کر گوشہ نشین راہب بن جائے؟

پھر سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۲۳) میں اللہ پاک کی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے حقوق کا ذکر ہے۔ پھر آگے ذوی القربیٰ، مساکین، اور ابن السبیل کے حقوق کا حکم آتا ہے۔ یہ حقوق ایک راہب ادا نہیں کر سکتا۔

صفحہ ۴۵ میں ہے:

بدریا غلط و باموجش در آویز — حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

مشکلات کا مقابلہ کرنا اور تن آسانیوں سے بھاگنا عین زندگی بلکہ زندگیِ جاودانی ہے۔ اللہ پاک کو سب کچھ قوت حاصل ہے۔

ان القوۃ للہ جمیعا (البقرہ، آیت ۱۶۵)۔

[اللہ پاک کی پکڑ بھی بہت سخت ہے۔]

ان بطش ربک لشدید (البروج، آیت ۱۲)۔

[اور اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا۔]

واللہ اشد باساً و اشد تنکیلاً (النساء ، آیت ۸۴) -

[یہی اوصاف اللہ کے نائب اور خلیفہ میں بھی ہونے چاہییں -]

صفحہ ۴۵ ہی میں ہے :

نہ مختارم تواں گفتن نہ مجبور   کہ خاکِ زندہ ام در انقلابم

سورۃ الانبیاء (آیت ۳۵) میں ہے :

کل نفسٍ ذائقۃ الموت ط ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃً ط و الینا ترجعون o

[ہر نفس کو چکھنی ہے موت اور ہم تجھ کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے ، آزمانے کو - اور ہماری طرف پھر آؤ گے -]

سورۃ الاعلیٰ (آیت ۳) میں ہے :

والذی قدر فھدی o [اور وہ جس نے مقدر کیا پھر ہدایت دی] -

تقدیر تو ہے لیکن ہدایت بھی ہے -

اسی صفحہ (۴۵) میں ہے :

من از ذوقِ سفر آنگونہ مستم
کہ منزل پیشِ من جز سنگِ رہ نیست

مقصد کے حصول سے زیادہ مسلسل کوشش اور جد و جہد کو اپنا مقصد بنانا چاہیے تاکہ زندہ ہونے کا ثبوت پیش ہو سکے - کوشش اپنی ہو اور نتیجہ اللہ کے سپرد ہو ، یہی اصل توکل ہے -

سورۃ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین o

[پس جب تو عزم کر لے تو اللہ پر بھروسا کر - بے شک اللہ (اپنے) بھروسا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -]

صحفہ ۴۶ میں ہے :

بہ زر خود مسنج اے بندۂ زر   کہ زر از گوشۂ چشمِ تو زر شد

انسان کے لیے ہر چیز بنائی گئی ہے اور اُسی نے ہر چیز کی قدر و قیمت مقرر کی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب پیدا کیا -]

پھر سورۃ الاعراف (آیت ۱۰) میں ہے :

ولقد مکنّٰکم فی الارض و جعلنا لکم فیھا معایش ط قلیلاً ما تشکرون o

[اور ہم نے تم کو زمین میں رہنے اور تصرف کرنے کے لیے جگہ دی اور اُسی میں تمھارے لیے زندگی کے سامان مہیا کیے - تم بہت کم شکر کرتے ہو -]

زندگی کے سامان مہیا کیے جو مختلف ہیں - اسی لیے ہر چیز کی قدر و قیمت میں بھی اختلاف پیدا ہوا -

صفحہ ۴۸ میں ہے :

بچشم ما چمن یک موجِ رنگ است　　　کہ می داند بچشمِ بلبلاں چیست

سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۵) میں ہے :

و للہ المشرق والمغرب ق فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ط ان اللہ واسع علیم o

[اور اللہ ہی کے لیے مشرق اور مغرب ہے - پس تم جدھر بھی رخ کرو اُدھر خدا کی ذات ہے - بے شک اللہ گنجائش والا ہے سب خبر رکھتا -]

صفحہ ۴۸ ہی میں ہے :

تو خورشیدی و من سیارۂ تو　　　سراپا نورم از نظارۂ تو
ز آغوشِ تو دورم ناتمامم　　　تو قرآنی و من سیپارۂ تو

اللہ نورالسمٰوات والارض (سورۃ النور ، آیت ۳۵) کے علاوہ سورۃ الحجر (آیت ۲۹) اور سورۂ ص (آیت ۷۲) ملاحظہ ہو جن کی آیت ہے :

فاذا سویتہ' و نفخت فیہ من روحی فعقوا لہ' سٰجدین ہ

[پھر جب ٹھیک کروں اُس کو اور پھونک دوں اُس میں اپنی روح سے تو گر پڑیو اُس کے سجدے میں -]

جزو کا تعلق کل سے ہے -

صفحہ ۴۹ میں ہے :

مرا صاحب دلے ایں نکتہ آموخت ز منزل جادۂ پیچیدہ خوشتر

مشکلات کا مقابلہ کرنا اور دقتوں کو لبیک کہنا ایک جگہ منزل کرنے سے بہتر ہے -

سرۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین ہ

[اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو - تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن رہے -]

صفحہ ۴۹ ہی کا شعر ہے :

حریمش آفتاب و ماہ و انجم دل آدم در نکشادہ او

ہر جگہ اللہ کا جلوہ موجود ہے اور ہر جگہ اُس کا ذکر ہے - لیکن افسوس کہ انسان انسان ہو کر اُسے یاد نہیں کرتا -

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ہے کہ ہر چیز اُس کا ذکر کرتی ہے ، مثلاً سورۃ الحشر (آیت ۲۴) میں ہے :

یسبح لہ' ما فی السمٰوات والارض و ھو العزیز الحکیم ہ

[اُس کی تسبیح کرتی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی ہے غالب ، حکمت والا -]

صفحہ ۵۰ میں ہے :

ز انجم تا بہ انجم صد جہاں بود خرد ہر جا کہ پر زد آسماں بود
و لیکن چوں بخود نگریستم من کراں بیکراں در من نہاں بود

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ٥ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ٥

[یقین لانے والوں کے لیے زمین میں (خدا کی قدرت کی) بہت نشانیاں ہیں اور خود تمہاری جانوں میں بھی ، کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

صفحہ ۵۰ ہی میں ہے :

تہِ این گنبدِ گردان رہے ہست　　　　پیاے خود مزن زنجیرِ تقدیر

صفحہ ۴۵ والی آیت (سورۃ الاعلیٰ ، ۳) ملاحظہ ہو -

صفحہ ۵۱ میں ہے :

نوا در سازِ جان از زخمہٌ تو　　　　چسان در جانی و از جان برونی ؟
چراغم ، با تو سوزم بے تو میرم　　　　تو اے بیچونِ من بے من چگونی؟

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایامٍ ثم استویٰ علی العرش یغشی الیل النہار بطلبہٗ حثیثاً والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ ط الا لہ الخلق والامر ط تبٰرک اللہ رب العٰلمین ٥

[بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں ، پھر قائم ہوگیا عرش پر - اُڑھاتا ہے رات پر دن ، اُس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہے ، اور سورج اور چاند اور تارے ، کام لگے اُس کے حکم پر - سن لو ، اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا - بڑی برکت اللہ کی جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا -]

صفحہ ۵۲ کا شعر ہے :

تلاشِ او کنی جز خود نہ بینی　　　　تلاشِ خود کنی جز او نیابی

اُس کو دیکھنا ہو تو خود اپنے نفس کو دیکھو - سورۃ الذاریات کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) آ چکی ہیں ، یعنی :

و فی الارض آیٰت للموقنین ۝ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ۝

[یقین لانے والوں کے لیے زمین میں (خدا کی قدرت کی) بہت نشانیاں ہیں اور خود تمھاری جانوں میں بھی ، کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

صفحہ ۵۲ ہی میں ہے :

تمیز رنگ و بو بر ما حرام است   کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیم خبیر ۝

[اے آدمیو ، ہم نے تم کو بنایا ایک نر اور مادہ سے اور رکھیں تمھاری ذاتیں اور گوتیں تاکہ آپس کی پہچان ہو - بے شک عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی ہے جس کا تقویٰ بڑا - بے شک اللہ سب جانتا ہے خبردار -]

صفحہ ۵۳ کا شعر ہے :

جہان در سینۂ ما عالمے ہست   بخاکِ ما دلے ، در دل غمے ہست

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید ۝

[بے شک اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے پاس دل ہے لگائے کان ، دل لگا کر (متوجہ ہو کر) -]

صفحہ ۵۳ ہی میں ہے :

برون از شاخ بینی خار و گل را   درونِ او نہ گل پیدا نہ خار است

اصل چیز عمل ہے -

سورۃ العصر ہے :

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝ الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت و تواصو بالحق و تواصو بالصبر ۝

[زمانے کی قسم! بے شک انسان پر ٹوٹا ہے ، مگر جو یقین لائے اور کیے صالح عمل اور آپس میں تقید کیا حق کا اور آپس میں تقید کیا صبر کا] -

صفحہ ۵۴ میں ہے :

درین دریا چو موج بیقرارم	اگر بر خود نہ پیچم نیستم من

زندگی کا تقاضا ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر نہ بیٹھا جائے بلکہ ہر وقت عمل کے لیے بے قرار رہا جائے -

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۶) میں ہے :

و ھوالذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اس میں جو تمھیں عطا کی]

یعنی انسان کو اللہ نے اپنا جانشین اور خلیفہ اسی لیے بنایا ہے کہ وہ اپنے منصب کے مطابق عمل پیش کرے -

صفحہ ۵۴ ہی میں ہے :

بچندیں جلوہ در زیرِ نقابی | نگاہِ شوقِ ما را بر نتابی

صفحہ ۴۸ کی تلمیحات دیکھیں -

صفحہ ۵۵ میں ہے :

بیا اے عشق اے رمزِ دلِ ما | بیا اے کشتِ ما ، اے حاصلِ ما
کہن گشتند ایں خاکی نہادان | دگر آدم بنا کن از گلِ ما

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ٥

[اور جو شخص شعائرِ الٰہی کا احترام کرتا ہے اُس کا طریقِ عمل قلب کے لیے تقویٰ کا نتیجہ ہے -]

تقویٰ دراصل ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔ گویا تقویٰ جو اقبال کی زبان میں عشق ہے، ایک ایجابی صفت ہے جو پہلے دل سے تعلق رکھتی ہے، پھر تمام جوارح وغیرہ سے — اور اسی سے بیداری پیدا ہوتی ہے جو انسان کو عملِ پیہم کے لیے آمادہ کرتی ہے۔

صفحہ ۵۶ کا شعر ہے:

کمالِ زندگی خواہی؟ بیاموز
کشادن چشم و جز بر خود نہ بستن

خود کو پہچاننا اور اپنے منصب کے مطابق عمل کرنا اصل زندگی ہے۔

صفحہ ۵۳ کی آیت ملاحظہ ہو۔

صفحہ ۵۷ میں ہے:

اگر بیمے نہ داری بحر صحراست
اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے:

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہٗ ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مسخر کر دیا تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور بھر دیں تم کو اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی۔]

اسی لیے بحر و بر، زمین و آسمان تمام کو تسخیر کرنا انسان کا منصب ہے۔

صفحہ ۵۷ ہی میں ہے:

چناں بینم چو بر دل دیدہ بندم
کہ جانم دیگر است و دیگرم من

اپنے دل پر نگاہ کرنا اور اپنی خفتہ صلاحیتوں کا اندازہ کرنا بہت بڑی آگاہی ہے۔ صفحہ ۵۵ - ۵۷ کی آیات ملاحظہ ہوں۔

صفحہ ۵۸ میں ہے :

چو در جنت خرامیدم پس از مرگ بچشمم ایں زمین و آسماں بود
شکے با جانِ حیرانم در آویخت جہاں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

یہ دنیا صرف دھوکا (وہم) معلوم ہوگی - سورۂ آل عمران (آیت ۵۸) اور سورۃ الحدید (آیت ۲۰) میں ہے :

و ما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور ٥

[اور دنیا کی زندگی تو یہی ہے جنس دغا (دھوکا) والی -]

اسی لیے عقبیٰ میں یہ دنیا محض "تصویر" نظر آئی -

صفحہ ۵۹ میں ہے :

تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش براہِ دیگراں رفتن عذاب است
گر از دستِ تو کارِ نادر آید گناہے ہم اگر باشد ثواب است

دوسروں کی راہ پر چلنا اور خود اپنے لیے کوئی راہ متعین نہ کرنا بھی غفلت اور موت کی نشانی ہے -

صفحہ ۲۹ ، ۳۲ ، ۵۲ والی آیتیں ملاحظہ ہوں -

صفحہ ۶۰ کا شعر ہے :

بیا با شاہدِ فطرت نظر باز چرا در گوشۂ خلوت گزینی

فطرت چاہتی ہے کہ نشو و نما اور تغیر قائم رہے -

صفحہ ۲۹ اور ۳۳ کی تلمیحات دیکھیں -

صفحہ ۶۰ میں ہے :

ز آغازِ خودی کس را خبر نیست خودی در حلقۂ شام و سحر نیست
ز خضر ایں نکتۂ نادر شنیدم کہ بحر از موجِ خود دیرینہ تر نیست

یعنی خودی انسان کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے -

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"- - - اس [خودی] سے مراد تشخصِ ذاتی یا احساسِ نفس ہے - انگریزی لفظ Individuality کا یہ ترجمہ ہے - ہماری زبان میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ، جہاں تک مجھے علم ہے ، کوئی ایسا لفظ نہیں جو شعر میں کام دے سکے - تشخص یا تعین وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جن کا یہ مفہوم ہے - مگر یہ دونوں الفاظ شعر کے لیے موزوں نہیں - انا یا انانیت بھی ایسے ہی الفاظ ہیں - - - -"[۱]

صفحہ ۳۳ کی آیات ملاحظہ ہوں -

صفحہ ۶۱ میں ہے :

دلا رمزِ حیات از غنچہ دریاب　　حقیقت در مجازش بے حجاب است
زخاکِ تیرہ می روید و لیکن　　نگاہش بر شعاعِ آفتاب است

سورۃ الجاثیہ (آیات ۳ - ۵) میں ہے :

ان فی السمٰوات والارض لآیٰتٍ للمؤمنین ۝ و فی خلقکم و مایبث من دآبۃٍ آیٰتٌ لقومٍ یوقنون ۝ واختلاف اللیل والنہار و ما انزل اللہ من السمآ من رزقٍ فاحیا بہ الارض بعد موتہا و تصریف الریح آیٰتٌ لقومٍ یعقلون ۝

[بے شک آسمانوں میں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے اور تمھارے بنانے میں اور جتنے بکھیرتا ہے جانور (اُن میں بھی) نشانیاں ہیں یقین رکھنے والوں کے لیے اور بدلنے میں رات دن کے اور جو اُتاری ہے اللہ نے آسمان سے روزی پھر جلایا اُس سے زمین کو اُس کی موت کے بعد اور بدلنے میں ہواؤں کے ، نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو عقل رکھتے ہیں -]

صفحہ ۶۳ میں ہے :

دلِ من رازدانِ جسم و جان است　　نہ پنداری اجل بر من گران است
چہ غم گر یک جہاں گم شد زچشمم　　ہنوز اندر ضمیرم صد جہان است

۱- "صحیفہ" ، لاہور ، شمارہ ۶۵ ، ص ۱۲۳ -

انسان اپنے عمل کے لیے بہت سے جہان رکھتا ہے اور ایک مقصد سے دوسرے مقصد کی طرف دوڑتا ہے ۔

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یوم ٍ ھو فی شان ٍ ۝ [وہ ہر دن ایک دھندے میں ہے] ۔

جب خدا ہر وقت مصروفِ عمل ہے تو اس کے نائب کو بھی اسی طرح مصروفِ عمل ہونا چاہیے ۔ کیونکہ سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ۝

[اللہ کی تراش وہی ہے جس پر تراشا لوگوں کو ۔]

صفحہ ۶۳ میں ہے :

جہاں یک نغمہ زارِ آرزوئے ۔۔۔ بم و زیرش ز تارِ آرزوئے
بچشمم ہرچہ ہست و بود و باشد ۔۔۔ دمے از روزگارِ آرزوئے

ہر چیز بڑھنے اور اُگنے کی طرف مائل ہے ۔ صفحہ ۶۰ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۶۴ کا شعر ہے :

دوامِ ما ز سوزِ ناتمام است ۔۔۔ چو ماہی جز تپش بر ما حرام است

اس کے لیے بھی صفحہ ۶۰ کی آیت دیکھیں ۔

اسی صفحہ پر ہے :

حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند ۔۔۔ مقیمِ سومناتِ بود و ہستند
چساں افرشتہ و یزداں بگیرند ۔۔۔ ہنوز آدم بفتراکے نہ بستند

فلسفیوں نے ہنوز آدم کو بھی نہیں پہچانا ۔ انسان کی خفتہ صلاحیتوں کا ادراک فلسفیوں کو نصیب نہیں ہوا ۔ صفحہ ۲۸ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۶۵ میں ہے :

ہزاراں سال با فطرت نشستم ۔۔۔ باو پیوستم و از خود گسستم
و لیکن سرگذشتم ایں دو حرف ست ۔۔۔ تراشیدم ، پرستیدم ، شکستم

علامہ اقبال ایک خط میں لکھتے ہیں :

''ہمارے صوفیہ کی کتابوں میں اس امر پر ایک عجیب و غریب بحث موجود ہے کہ گسستن اچھا ہے یا پیوستن ، اور صوفیہ کا اس میں اختلاف ہے - اسلامی تصوف کا دار و مدار گسستن پر ہے - تصوفِ وجودیہ کا پیوستن یا فنا پر - - - -''۲

فطرت نے مجھے پیدا کیا ، مجھے اپنایا ، پھر توڑ دیا -

سورۃ الروم (آیت ۱۱) میں ہے :

اللہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون o

[اللہ بناتا ہے پہلی بار ، پھر اُس کو دہرائے گا ، پھر اُسی کی طرح پھر جاؤ گے -]

صفحہ ٦٦ میں ہے :

برونِ من ہمہ اسرار ایں چیست ! درونم جلوۂ افکار ایں چیست !
بدن آسودہ ، جاں سیار ، ایں چیست ! بفرما اے حکیمِ نکتہ پرداز

فلسفی کا صرف دماغ کام کرتا رہتا ہے گویا اُس کی جان سیر کرتی رہتی ہے اور بدن (عمل) بے کار پڑا رہتا ہے - ایسے لوگ دراصل قیاس کی دنیا میں رہتے ہیں -

سورۂ یونس (آیت ٦٦) میں ہے :

الآ ان للہ من فی السمٰوات و من فی الارض ط و ما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکآء ط ان یتبعون الا الظن و ان ھم الا یخرصون o

[یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ

۲- ایضاً ، شمارہ ٦۵ ، ص ۱۷۲ -

سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکا کی عبادت کر رہے ہیں ، کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں ، محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں -]

اسی صفحہ (٦٦) میں ہے :

دلا دریوزۂ مہتاب تا کے ! شب خود را بر افروز از دمِ خویش

دوسروں کی محتاجی سے دور رہنا چاہیے اور اپنے خدا کے فضل سے اپنے اندر قدرت پیدا کرنا چاہیے -

سورۂ ھود (۱۰۱) میں ہے :

و ما ظلمنٰھم و لٰکن ظلموا انفسھم فمآ اغنت عنھم آلھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیءٍ لما جاء امر ربک ط و ما زادوھم غیر تتبیب o

[اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن اُنھوں نے خود ہی اپنے اُوپر ظلم کیا ، سو اُن کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے ، اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم آ پہنچا اور اُلٹا اُن کو نقصان پہنچایا -]

صفحہ ٦٧ کا شعر ہے :

چہ غم داری ، حیاتِ دل ز دم نیست
کہ دل در حلقۂ بود و عدم نیست

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لا ینفع مالٌ ولابنون o الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیم o

[جس دن کہ نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے (گویا پاک دل ہی آخرت میں کام دے سکے گا) -]

صفحہ ٦٩ میں ہے :

پرد ہر ذرہ سوے منزلِ دوست نشانِ راہ از ریگِ رواں گیر

سورۃ الحدید (آیت ۴) میں ہے :

و ھو معکم این ما کنتم ٥

[اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو -]

اور سورۂ فصلت (آیت ۵۴) میں ہے :

الا انہ‘ بکل شیءٍ محیط‘ ٥

[یاد رکھو ، بے شک وہ احاطہ کیے ہوئے ہے ہر چیز کو -]

صفحہ ٦٩ ہی میں ہے :

ضمیرِ کن فکاں غیر از تو کس نیست
نشانِ بے نشاں غیر از تو کس نیست

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے -

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

صفحہ ۱۷ میں ہے :

دل از نورِ خرد کردم ضیا گیر خرد را بر عیارِ دل زدم من

سورۃ الزمر (آیت ۲۲) میں ہے :

افمن شرح اللہ صدرہ‘ للاسلام فھو علیٰ نورٍ من ربہٖ ط فویل‘ للقٰسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ط اولٰئک فی ضلٰلٍ مبین ٥

[سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے ، کیا وہ شخص اور اہلِ قساوت برابر ہیں ؟ سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے اُن کے لیے بڑی خرابی ہے - یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں -]

صفحہ ۳۷ کا شعر ہے :

ز شاخِ آرزو بر خوردہ ام من
بہ رازِ زندگی پے بردہ ام من

اقبال نے آرزو اور عمل کی تعلیم دی ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۴) میں ہے :

ولا تکسب کل نفسٍ الا علیہا ۝

[اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اُسی پر رہتا ہے ۔]

سورۃ العنکبوت (آیت ۶) میں ہے :

و من جاھد فانما یجاھد لنفسہٖ ط

[اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے محنت کرتا ہے ۔]

صفحہ ۴۷ میں ہے :

و لیکن من نہ رانم کشتیٔ خویش
بہ دریاے کہ موجش بے نہنگ است

یعنی جس جگہ مشکلات کا مقابلہ نہیں ہے وہاں میں نہیں جاتا ۔

صفحہ ۵۴ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے :

بگیر امروز را محکم کہ فردا   ہنوز اندر ضمیرِ روزگار است

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

یٰاَیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ ۔۔۔

[اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال کر لے کہ کل کے واسطے اُس نے کیا بھیجا ہے ۔]

صفحہ ۵۷ میں ہے :

بہ پرواز آ و شاہینی[3] بیاموز تلاشِ دانہ در خاشاک تا کے !

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم و جھک للدین حنیفاً ط فطرت اللہ التی فطر الناس علیھاط

[پس یک سو ہو کر اپنا رخ اُس دین کی طرف رکھو ۔ اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (بلندی اور رفعت یہی دین سکھاتا ہے) ۔]

صفحہ ۷۶ کا شعر ہے :

نفس دارد و لیکن جاں ندارد کسے کو بر مرادِ دیگراں زیست

صفحہ ۶۶ کی آیت دیکھیں ۔

اسی صفحہ میں ہے :

ولے چشم از درونِ خود نہ بندی
کہ در جانِ تو چیزے دیدنی ہست

صفحہ ۵۲ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۷۸ میں ہے :

بہر دل عشق رنگِ تازہ بر کرد گہے با سنگ گہ با شیشہ سر کرد
ترا از خود ربود و چشمِ تر داد مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ؕ

[کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ۔ اسی مشقت کی وجہ سے اُس میں گوناگوں کیفیات پیدا ہوتی ہیں ۔ تاہم یہ مشقت اُس کے لیے مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ایک دعوت ہے ۔]

۳- "پیامِ مشرق" میں یہاں پہلی بار شاہین کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔

صفحہ ۷۸ ہی میں ہے :

ہنوز از بندِ آب و گل نہ رستی　　　تو گوئی رومی و افغانیم من
من اوّل آدمِ بے رنگ و بویم　　　ازاں پس ہندی و تورانیم من

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰاَیھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و اُنثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیرٌ ٥

[اے لوگو ، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا ، تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ۔ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو ۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے ۔]

صفحہ ۷۹ کا شعر ہے :

مرا ذوقِ سخن خوں در جگر کرد　　　غبارِ راہ را مشتِ شرر کرد

صفحہ ۷۸ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۸۵ میں ہے :

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ٥

[اور میں نے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں سو اپنی ہی بندگی کے لیے ۔]

یعنی جن اور انسان کو یہ بات زیبا نہیں کہ وہ غیر اللہ کے آگے سر جھکائے ۔ اس لیے وہ غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا ۔ ایمان اور عملِ صالح پر کار بند ہوتا ہے ، صاحبِ نظر ہوتا ہے ۔

اسی سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ارشاد ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکم ط افلاتبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمھارے اندر ۔ کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

صفحہ ۸۵ ہی میں ہے :

زندگی گفت کہ در خاک تپیدم ہمہ عمر
تا ازیں گنبدِ دیرینہ درے پیدا شد

اللہ کے لیے زندہ رہنا اور اُس کی راہ میں مرنا عین زندگی ہے جو ایک مومن کو زیبا ہے ۔

سورۃ الحجرات (آیت ۱۵) میں ہے :

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہٖ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالہم و انفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصٰدقون o

[بے شک ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر ۔ پھر شبہ نہ لائے اور لڑائی کی اللہ کی راہ میں ، اپنے مال اور جان سے ۔ وہ جو ہیں وہی ہیں سچے ۔]

اسی صفحہ میں ہے :

نوریٔ نادان نیم ، سجدہ بآدم برم !
او بہ نہاد است خاک ، من بہ نژاد آزرم !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۲) نیز سورۃ ص (آیت ۷۶) میں ہے :

قال انا خیرٌ منہ خلقتنی من نارٍ و خلقتہٗ من طینٍ o

[(شیطان) بولا ، میں اُس (انسان) سے بہتر ہوں ، مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اُس کو خاک سے بنایا ۔]

صفحہ ۸۶ میں ہے :

زندگیٔ سوز و ساز بہ ز سکونِ دوام فاختہ شاہیں شود از تپشِ زیرِ دام

انسان عمل کے لیے پیدا کیا ہے ، ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ۔

صفحہ ٦٩ ، ٧٣ ، ٨٧ کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ٨٧ کا شعر ہے :

ہمہ سوزِ نا تمامم ، ہمہ دردِ آرزویم
بگماں دہم یقیں را کہ شہیدِ جستجویم

انسان میں عمل کے لیے تڑپ اور درد ہونا چاہیے ۔ صفحہ ٧٣ و ٥٥ کی آیات کے علاوہ سورۃ المدثر کی یہ آیت (٤٥) ملاحظہ ہو جہاں دوزخیوں میں ایسے بھی مذکور ہیں جو کہیں گے کہ ہم بے مقصد مشغلے میں زندگی گزارتے تھے :

و کنا نخوض مع الخائضین ٥

[اور (فضول) مشغلے میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی (فضول) مشغلے میں پڑے رہتے تھے (گویا صحیح عمل سے کوئی تعلق نہ تھا) ۔]

صفحہ ٨٨ میں ہے :

من بہ زمیں در شدم ، من بفلک بر شدم
بستۂ جادوے من ذرہ و مہرِ منیر

انسان نے زمین پر بھی قبضہ کیا ۔

سورۃ لقمٰن (آیت ٢٠) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہٗ ظاہرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مسخر کر دیا تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور بھر دیں تم کو اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی ؟]

اور انسان نے عرش تک رسائی حاصل کی ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے اتنے قریب ہوئے کہ :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ (سورة النجم ، ۹) ۔

[پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ ، یا اس سے بھی نزدیک ۔]

نظم "نوائے وقت" (صفحہ ۸۹) کے متعلق ڈاکٹر رضی الدین صدیقی لکھتے ہیں کہ :

''وہ اقبال کے تصورِ زمان کو بہت اچھی طرح پیش کرتی ہے ۔ طبیعیاتی وقت جو زمان و مکان سلسلہ کی ایک سمت ہے ، اضافی ہے ۔ لیکن اصل زمان کو قرآن کریم نے وحدت اور کلیت قرار دے کر تقدیر کے نام سے موسوم فرمایا ہے ۔ تقدیر محض زمان کا نام ہے جب کہ اس کو امکانات کے ظہور سے پہلے دیکھا جائے ۔ ۔ ۔ (اور) جب کہ اس کو تواتر کے قید و بند سے آزاد کر دیا جائے ۔ یہ وقت جو تقدیر ہے حقیقی ہے اور تمام اشیا کی جان ہے ۔ یہ وقت محض یکساں آنات کا اعادہ نہیں بلکہ اس کا ہر لمحہ بالکل جداگانہ ہے اور اس سے نئی اور انوکھی اشیا کی تخلیق ہوتی ہے ۔ حقیقی وقت میں وجود رکھنا ، معمولی (تسلسلی) وقت کی جکڑ بندیوں سے آزادی کے مترادف ہے ۔ حقیقت میں موجود رہ کر ہم تسلسلی وقت کو لمحہ بہ لمحہ تخلیق کرتے ہیں اور یہ تخلیق بالکل آزادانہ اور غیر مقلدانہ ہوتی ہے ۔ وقت کی اس آزاد تخلیقی حرکت پر زندگی کی ساری جد و جہد کا دار و مدار ہے ۔''[۴]

سورة القمر (آیت ۴۹) میں ہے :

انا کل شیءٍ خلقنٰہ بقدرٍ ٥

[ہم نے ہر چیز کو ٹھہرا کر (اندازے پر) پیدا کیا ۔]

اس آیت کی تفسیر میں اوپر ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کا بیان مذکور ہوا ۔

۴۔ ''اقبال کا تصورِ زمان و مکان'' (لاہور ، ۱۹۷۳) ، ص ۱۳۳-۱۳۴ ۔

صفحہ ۹۴ میں ہے :

اگر ز رمز حیات آگہی ، مجوے و مگیر
دلے کہ از خلش خار آرزو پاک است

وہ دل ہی کیا جو آرزو سے خالی ہو۔

صفحات ۸۷ ، ۸۵ ، ۸۷ کی آیات ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۹۶ میں ہے :

خنک انساں کہ جانش بے قرار است   سوار راہوار روزگار است
قبائے زندگی بر قامتش راست   کہ او نو آفرین و تازہ کار است

انہی صفحات ۸۷ ، ۸۵ ، ۸۷ کی آیات ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۹۷ میں ہے :

عشق نے علم سے کہا :

ز افسون تو دریا شعلہ زار است   ہوا آتش گذار و زہر دار است
چو با من یار بودی ، نور بودی   بریدی از من و نور تو نار است
بہ خلوت خانۂ لاہوت زادی   و لیکن در نخ شیطان فتادی

اقبال کے نزدیک وہ علم ، وہ عقل اور وہ فلسفہ مردود ہے جو عمل کے لیے آمادہ نہ کر سکے ۔ اسی عمل کے جذبے کو وہ عشق کہتے ہیں ۔ صفحہ ۵۵ کی آیت کے ساتھ اس کی تفصیل آ چکی ہے ۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴) نے بھی فرمایا ہے کہ وہ علم بے کار ہے جس پر عمل نہ ہو اور وہ عمل بھی بے کار ہے جس میں اخلاق نہ ہو ۔[5]

صفحہ ۱۰۰ میں ہے :

بیش تو نزد ما کمے   سال تو پیش ما دمے
اے بکنار تو یمے   ساختۂ بہ شبنمے

۵۔ ''مکتوبات'' ، دفتر اول ، مکتوب ۳۶۔

ما بتلاشِ عالمے می نگریم و می رویم

نظم ''سرودِ انجم'' کے یہ اشعار ہیں کہ انسان نے چھوٹی چیزوں پر اکتفا کر لیا ہے حالانکہ وہ بڑے بڑے کاموں کے لیے پیدا کیا گیا تھا ۔ وہ اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اُسے اپنے منصب کے مطابق کارنامے انجام دینے تھے ۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر والبحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علی کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلا o

[اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور اُن کو مسلط کر دیا خشکی اور تری میں اور اُن کو روزی دی اچھی چیزوں سے اور اُن کو بڑی فضیلت دی بہتوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ۔]

صفحہ ۱۰۳ کا شعر ہے :

ز دستِ کسے طعمہ خود نگیر نکو باش و پندِ نکویاں پذیر

اس نظم میں باز کی نصیحت اپنے بچے کے لیے ہے اور یہ نصیحت ایک انسان کے لیے بھی ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہ بنے ۔

صفحات ۵۵ ، ۶۰ ، ۶۵ کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

تپش می کند زندہ تر زندگی را تپش می دہد بال و پر زندگی را

جب تک تڑپ اور بے قراری نہ ہو ، زندگی زندگی نہیں ہے ۔

صفحات ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۶ میں ہے :

بو علی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومی پردۂ محمل گرفت

فلسفی صرف سوچتا رہ جاتا ہے اور عاشق اپنے مقصد تک پہنچ جاتا ہے ۔

سورۃ النساء (آیت ۹۵) میں ہے :

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللہ باموالهم و انفسهم ط فضل اللہ المجٰهدین باموالهم و انفسهم علی القٰعدین درجۃً ط و کلاً وعد اللہ الحسنیٰ ط و فضل اللہ المجٰهدین علی القٰعدین اجراً عظیماً o

[برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں ، اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ۔ اللہ نے بڑائی دی لڑنے والوں کو اپنے مال اور جان سے ، اُن پر جو بیٹھتے ہیں ، درجے میں ۔ اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا ۔ اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے ، بڑے ثواب میں ۔]

"کرمکِ شب تاب" (جگنو) کا سوز بھی اقبال کو پسند ہے ۔ صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

در تیرہ شباں مشعلِ مرغانِ شب استی
آں سوز چہ سوز است کہ درتاب و تب استی
گرمِ طلب استی

"سرگرمِ عمل" ہونا ہی زندگی ہے ۔

صفحہ ۲۸ ، ۲۹ کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۹ میں ہے :

(حدی) ناقہ سیارِ من
آہوے تاتارِ من

* * *

تیز ترک گام زن ، منزلِ ما دور نیست

اوپر والے صفحات کی آیات یہاں بھی ملحوظ رہیں ۔

"محاورہ ما بین خدا و انسان" (صفحہ ۱۱۴) میں انسانی صلاحیتوں اور کارگزاریوں کا ذکر ہے ۔

انسان کہتا ہے :

تو شب آفریدی چراغ آفریدم سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

سورۂ ابراہیم (آیات ۳۲ - ۳۴) میں اللہ پاک نے اپنی "انسان نوازی" کا ذکر اس طرح کیا ہے :

اللہ الذی خلق السمٰوات والارض و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم و سخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ و سخر لکم الانھٰر ہ و سخر لکم الشمس والقمر آئبین و سخر لکم اللیل والنہار ہ و آتٰکم من کل ما سالتموہ ط و ان تعدو نعمت اللہ لاتحصوھا ط ان الانسان لظلومٌ کفارٌ ہ

[اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائی اور آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ پھل تمھارے کھانے کو پیدا کیے اور تمھارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اُس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمھارے لیے ندیاں مسخر کیں اور تمھارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمھارے لیے رات اور دن مسخر کیے اور تمھیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے ۔ بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے ۔]

صفحہ ۱۱۶ کا شعر ہے :

ازاں مَے فشاں قطرۂ بر کشیری کہ خاکسترش آفریند شرارے

اہلِ کشمیر کو اُن کے سرمایہ داروں نے مفلس بنا دیا ہے ۔ انھیں چاہیے کہ بیدار ہوں ۔

سورۃ النساء (آیت ۲۹) میں ہے :

یٰٓایھا الذین آمنو لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون

تجارة عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ط

[اے ایمان والو ، آپس میں ایک دوسرے کے مال غلط طریقے سے نہ کھاؤ - لین دین (مفاد و نفع) آپس کی رضامندی سے ہو اور اپنے آپ کو (یا باہم) قتل نہ کرو -]

صفحہ ۱۱۷ میں ہے :

زد بانگ کہ شاہینم و کارم بہ زمین چیست
صحراست کہ دریاست تہ بال و پر ماست

مسلمان جس کو شاہین سے تشبیہ دی جاتی ہے آسمانوں اور زمین کے اندر تک کی تمام چیزوں کو مسخر کر سکتا ہے اور ہر چیز پر غالب ہو سکتا ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیت لقوم یتفکرون ہ

[اور تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

اور سورۃ المائدہ (آیت ۵۶) میں ہے :

فان حزب اللہ ھم الغالبون ہ

[تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے -]

اور جو اللہ کو ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمان والوں کو اپنا دوست بنائے -

''کرمک شب تاب'' کہتا ہے (صفحہ ۱۱۷) :

اگر شب تیرہ تر از چشم آہوست خود افروزم چراغ راہ خویشم

خود اپنی صلاحیتوں کو بروے کار لانا چاہیے ۔ اسی قسم کا مضمون اس سے پہلے والے شعر میں ملتا ہے ۔

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

شدم بحضرتِ یزداں ، گذشتم از مہ و مہر
کہ در جہانِ تو یک ذرہ آشنایم نیست
جہاں تہی ز دل و مشتِ خاکِ من ہمہ دل
چمن خوش است ولے در خورِ نوایم نیست

تبسّمے بہ لبِ او رسید و ہیچ نگفت

میں سراپا دل یعنی سراپا آرزو ہوں ۔ صفحات ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ کی آیات دیکھیں ۔

عشق کی کیفیات بتائی ہیں (صفحہ ۱۲۲) کہ :

از جلوۂ علم بے نیازم سوزم ، گریم ، تپم ، گدازم[6]

عشق (دھن ۔ لگن) انسان کو اسی طرح بے قرار بنا دیتا ہے ، یعنی عمل کے لیے تڑپ پیدا کر دیتا ہے ۔ اس کے پہلے شعر والی آیات یہاں بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۲۳ میں ہے :

ع اگر خواہی حیات ، اندر خطر زی

زندگی نام ہی مشکلات کا مقابلہ کرنے کا ہے ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

۶- رومیؒ نے کہا تھا :

حاصلِ عمر از سہ سخن بیش نیست
خام بدم پختہ شدم سوختم

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

صفحہ ۱۲۴ کا شعر ہے :

ہست ایں میکدہ و دعوتِ عام است ایں جا
قسمتِ بادہ باندازۂ جام است ایں جا

یہ دنیا عمل والوں کی ہے ۔ جو جتنا کرے گا اتنا ہی پائے گا ۔

سورۃ الزلزال (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ‘ o و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ‘ o

[پس جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اُسے دیکھے گا ۔]

صفحہ ۱۲۵ میں ہے :

گفتم کہ شوقِ سیر نبردش بہ منزلے
گفتا کہ منزلش بہ ہمیں شوق مضمر است

یعنی کوشش کرنا ہی مقصد ہونا چاہیے ۔ مقصد حاصل کرنا مقصد نہیں ہے ۔

صفحہ ۵۴ کی آیت (آل عمران ، ۱۵۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۲۷ کا شعر ہے :

ز شرر ستارہ جویم ، ز ستارہ آفتابے
سرِ منزلے نہ دارم کہ بمیرم از قرارے

اس سے پہلے والے شعر کی آیت یہاں کے لیے بھی کافی ہے ۔

صفحہ ۱۲۸ میں ہے :

ع ہستم اگر می روم ، گر نہ روم نیستم !

میرا حرکت کرنا (عمل) ہی زندگی کی دلیل ہے ۔ مردہ شخص حرکت نہیں کرتا ۔ حرکت اور عمل ہی سے کام یابی ہے ۔

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے:

لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[انسان نہ پائے گا مگر وہ جو کوشش کی -]

صفحہ ۱۲۹ کا شعر ہے:

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تو بہ نگاہِ خرد خطاست

طارق نے سفینہ جلا دینے کے بعد لوگوں سے خطاب کیا:

یٰایھا الناس این المفر، البحر من ورائکم والعدو امامکم و لیس لکم واللہ الا الصدق والصبر o

[اے لوگو، راہِ فرار کوئی نہیں - سمندر تمھارے پیچھے اور دشمن تمھارے سامنے ہے - خدا کی قسم، اب صبر و ثبات اور مجاہدانہ ذوق و شوق کے سوا تمھارا کوئی ساتھی نہیں -]

اقبال کے اسی قطعے کا آخری مصرع یہ ہے:

ع ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

صفحہ ۱۲۹ ہی میں ہے:

ع ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

ایسی آیتیں متعدد ہیں -

سورۂ آل عمران (آیت ۲۶) میں ہے:

قل اللھم مٰلک الملک تؤتی الملک من تشآء و تنزع الملک ممن تشآء و تعز من تشآء و تذل من تشآء ط بیدک الخیر ط انک علیٰ کل شیءٍ قدیرٌ o

[آپ عرض کریں کہ اے اللہ، ملک کے مالک، تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے - ساری بھلائی تیرے ہاتھ ہے - بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے -]

سورة الزخرف (آیت ۸۵) میں ہے :

و تبٰرك الذی له' ملک السمٰوات والارض و ما بینھما ج

[اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اُسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے -]

صفحہ ۱۳۰ کا شعر ہے :

زی بحر بیکرانہ چہ مستانہ می رود در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ می رود

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ، تمام پیغمبروں (علیھم السلام) کی طرح ، اللہ پاک کے یہاں سے پیام لے کر آئے لیکن صرف اُن کو یگانہ بنایا گیا کہ ان کے ہاتھوں دین کی تکمیل ہوئی اور صرف اُن کو رحمة للعالمین بنایا گیا -

سورة الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

وما ارسلنٰك الا رحمةً للعالمین o

[اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے -]

اقبال نے اس شعر والی نظم "جوے آب" کو گوئٹے کی نظم "نغمہ' محمد" کا ایک آزاد ترجمہ کہا ہے -

اقبال نے بہشت کے متعلق کہا ہے (صفحہ ۱۳۲) :

ع کہ یزداں دارد و شیطاں نہ دارد

دراصل حق و باطل کے ٹکراؤ ہی سے حق کی قدر ہوتی ہے - بہشت میں یہ چیز کہاں ؟

سورة الکہف (آیات ۱۰۷ - ۱۰۸) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت کانت لھم جنٰت الفردوس نزلاً o خٰلدین فیھا لا یبغون عنھا حولا o

[بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ، فردوس کے باغ اُن کی مہمانی ہے ۔ وہ ہمیشہ اُنہی میں رہیں گے ، اُن سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ۔]

صفحہ ۱۳۳ میں ہے :

عشق است کہ در جانت ہر کیفیت انگیزد
از تاب و تبِ رومی تا حیرتِ فارابی

صفحہ ۵۴ ، ۵۵ اور ۱۰۶ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۱۳۴ کا شعر ہے :؎

گردِ راہیم ولے ذوقِ طلب جوہرِ ماست
بندگی باہمہ جبروتِ خدائی مفروش

اللہ سے عاجزی ہی مانگنا چاہیے ۔

سورۃ الاعراف (آیت ۵۵) میں ہے :

اُدعوا ربکم تضرعاً و خفیۃً ط انہ لا یحب المعتدین ٥

[اپنے رب سے مانگو گڑگڑاتے اور آہستہ ۔ بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں ۔]

اسی صفحہ میں ہے :

ع آدم از بے بصری ، بندگیٔ آدم کرد

انسان کو صرف اللہ کے آگے جھکنا سکھایا گیا تھا لیکن وہ غیر اللہ کے آگے جھکنے لگا اور خود اپنی توہین کرنے لگا ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر لا الٰہ الا ھو ٥

[اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج ۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ۔]

صفحہ ۱۳۵ کا شعر ہے :

آن سخت کوش چیست کہ گیرد ز سنگ آب
محتاجِ خضر مثلِ سکندر نمی شود

سورۃ البقرہ (آیت ۶۰) میں ہے :

و اذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاك الحجر ط فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عیناً ط

[اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا ، اس پتھر پر اپنا عصا مارو ۔ فوراً اُس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے -]

صفحہ ۱۳۵ ہی میں ہے :

گریز از طرزِ جمہوری ، غلامِ پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانے نمی آید

پختہ کار غلام (اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا) بن جانا ہزاروں جمہوریتوں سے کہیں افضل ہے جہاں صرف پارٹی بازی اور نفسا نفسی ہوتی ہے -

سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

و ان تطیعوا اللہ و رسولہٗ لا یلتکم من اعمالکم شیئاً ط

[اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا -]

صفحہ ۱۳۶ میں ہے :

حدیثِ عشق بہ اہلِ ہوس چہ می گوئی
بچشمِ مور مکش سرمۂ سلیمانی !

مغرب والوں کو تبلیغ کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا ۔ وہ ہوا و ہوس اور وطنیت کے بتوں کی زیادہ پوجا کرتے ہیں -

سورۃ القصص (آیت ۵۰) میں ہے:

ومن اضل ممن اتبع ھوٰیہ بغیر ھدًی من اللہ ط

[اور اُس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا۔]

صفحہ ۱۳۷ میں ہے:

ع درین خانہ جز من متاعے کجاست

یہ بات غنی کشمیری نے اپنے لیے کہی تھی، لیکن انسان کے لیے بھی صادق آتی ہے کیونکہ اُسی کے لیے یہ دنیا بنائی گئی ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے:

ولقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور بے شک ہم نے برتری دی آدمؑ کی اولاد کو اور خشکی و تری میں اُن کو سوار کر دیا اور عمدہ اور پاک چیزوں کی اُن کو روزی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے:

قال ربك للملٰئكة انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط ۔ ۔ ۔ ۔

[کہا آپ کے رب نے فرشتوں کو، مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب۔]

اللہ کا نائب (جانشین ۔ خلیفہ) ہی اس دنیا کو برتنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

صفحہ ۱۳۸ کا شعر ہے:

اُمتےؔ بود کہ ما از اثرِ حکمتِ او
واقف از سرِ نہاں خانۂ تقدیر شدیم

سورۃ الاعراف (آیت ۱۵۸) میں ہے :

قل یٰایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہٗ ملک السمٰوٰت والارض ج لا الٰہ الا ھو یحی و یمیت فآمنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ و کلمٰتہ و اتبعوہ لعلکم تھتدون ۰

[آپ فرما دیں ، اے لوگو ، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کو ہے ۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے ۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول بے پڑھے ، غیب کی باتیں بتانے والے پر کہ اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی غلامی اختیار کرو کہ تم راہ پاؤ ۔]

صفحہ ۱۳۰ — نظم ''عشق'' :

آں حرفِ دل فروز کہ راز است و راز نیست
من فاش گویمت کہ شنید ؟ از کجا شنید ؟
دزدید ز آسماں و بہ گل گفت شبنمش
بلبل ز گل شنید و ز بلبل صبا شنید

یعنی ہر جگہ عشق کار فرما ہے ۔

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط و ھو العزیز الغفور ۰

[وہی ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے ۔]

سورۂ ھود (آیت ۶۱) میں ہے :

ھو انشاکم من الارض واستعمرکم فیھا ۔ ۔ ۔ ۔

[اُسی نے اُٹھایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اس میں ۔]

ہر تخلیق نہ صرف اپنے خالق کے وجود کا ثبوت پیش کرتی ہے بلکہ خود اُس کا پیدا ہونا بھی ایک حرکت اور عمل کی غمازی کرتا ہے جسے عشق سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

انسان جو ''تہذیب'' کا دعویٰ دار ہے ''جنگ'' (جو نفس و ہوا کے لیے ہو) کے وقت درندہ نظر آتا ہے۔ صفحہ ۱۴۰ کا شعر ہے:

دیدم چو جنگ پردۂ ناموسِ او درید
جز ''یسفک الدما''، ''خصیمٌ مبیں'' نبود!

یہ وہ انسان ہے جس کے متعلق فرشتوں نے بھی اللہ پاک سے کہا تھا:

قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدمآء ۝ (سورۃ البقرہ، ۳۰)۔

[وہ بولے کیا ایسے کو (اپنا نائب) بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خوں ریزیاں کرے گا؟]

سورۃ النحل (آیت ۴) میں ہے:

خلق الانسان من نطفةٍ فاذا هو خصيمٌ مبينٌ ۝

[(اللہ نے) انسان کو پیدا کیا نطفہ سے، تو اسی لیے وہ کھلا جھگڑالو ہے۔]

صفحہ ۱۴۳ میں ہے:

بہ علم غرہ مشو، کارِ مے کشی دگر است
فقیہِ شہر گریبان و آستیں آلود

خواہ مخواہ اپنی علمیت کا ڈھنڈورا پیٹنا اور صحیح بات کی تہ تک نہ پہنچنا علم نہیں ہے۔

سورۃ آل عمران (آیت ۶۶) میں اہلِ کتاب کو فرمایا گیا ہے:

فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم ؕ واللہ یعلم و انتم لاتعلمون ○

[پس ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ؟]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۶) میں ہے :

و لا تقف ما لیس لك بہ علم ؕ ان السمع والبصر و الفؤاد کل أولئك کان عنہ مسؤلاً ○

[اور اُس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے (کہ تم نے اُن سے کیا کام لیا) ۔]

صفحہ ۱۴۵ کا شعر ہے :

خرد افزود مرا درسِ حکیمانِ فرنگ
سینہ افروخت مرا صحبتِ صاحب نظراں !

مغربی فلسفیوں سے وہم و گمان والی عقل کو ترقی ہوتی ہے اور "صاحبِ نظر" لوگوں کی صحبت میں سینے میں عمل کے لیے گرمی پیدا ہوتی ہے ۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے لیے کہا گیا ہے :

محمد رسول اللہ ط و الذین معہ‘ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم ۔ ۔ ۔

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے (اصحاب) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ۔]

حق کے لیے سینہ سپر ہونا اور ہر قربانی کے لیے تیار رہنا دراصل ان اصحاب کا شیوہ تھا ۔ صحیح "صاحبِ نظر" لوگ وہی تھے ۔

صفحہ ۱۴۶ میں ہے :

بہ نوریاں ز منِ پا بہ گل پیامے گوے
حذر ز مشتِ غبارے کہ خویشتن نگر است !

فرشتے ، انسان کی خود نگری سے محروم ہیں - انسان اللہ کا نائب ہے - اس لیے اس کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے منصب کے مطابق ہی عمل پیش کرے -

سورۃ الانعام (آیت ۱٦٦) میں ہے :

و ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰت لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اُس چیز میں جو تمھیں عطا کی -]

صفحہ ۱۴٦ ہی میں ہے :

نوازنیم و بہ بزمِ بہار می سوزیم
شرر بہ مشتِ پرِ ما ز نالۂ سحر است

سورۃ المزمل (آیت ٦) میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سحر خیزی کا ذکر ہے جس سے اُمت کو سبق دیا ہے :

ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأً و اقوم قیلاً ہ

[بے شک رات کا اُٹھنا خوب موثر ہے کچلنے میں (نفس کے) اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے -]

صفحہ ۱۴۷ میں ہے :

ع بہ کیشِ زندہ دلاں زندگی جفا طلبی است

مشکلات کا مقابلہ کرنا عین زندگی ہے -

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥

[ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ۔]

صفحہ ۱۴۶ کی آیت بھی دیکھیں ، یعنی سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۶ ۔

صفحہ ۱۴۸ کا شعر ہے :

چو موج ساز وجودم ز سیل بے پرواست
گماں مبر کہ دریں بحر ساحلے جویم

طوفان کی پروا نہیں اور ساحل کی تلاش نہیں — صرف مشکلات کو دعوت دینا انسان کی زندگی ہے ۔ صفحہ ۱۴۷ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۴۹ میں ہے :

گرچہ متاع عشق را ، عقل بہاے کم نہد
من نہ دہم بہ تخت جم ، آہ جگر گداز را

عشق ہی صحیح راہ پر لے چلتا ہے کیونکہ وہ عمل صالح کے لیے ولولہ پیدا کرتا ہے ۔ ایسے عشق کے سامنے اُس عقل کی کوئی حیثیت نہیں جو صرف سوچنا سکھاتی ہے اور مشکلات کی بھیانک شکل دکھا کر انسان کو عمل سے روک دیتی ہے جسے ضلالت کہتے ہیں ۔ اہل ضلالت کی مذمت قرآن پاک میں اس طرح ہے :

اولٰئک الذین اشتروا الضلٰلۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم و ما کانوا مھتدین ٥ (البقرہ ، ۱۶) ۔

[یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ، تو اُن کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ۔]

صفحہ ۱۵۱ کا شعر ہے :

بچشم عشق نگر تا سراغ او گیری
جہاں بچشم خرد سیمیا و نیرنگ است

اس کے لیے اوپر والی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۵۳ میں ہے :

رمزِ حیات جوئی ؟ جز در تپش نیابی　　در قلزم آرمیدن ننگ است آبجو را

صفحہ ۱۴۷ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۵۴ کا شعر ہے :

از نالہ بر گلستاں آشوبِ محشر آور
تا دم بہ سینہ پیچد مگذار ہاے و ہو را

سورۃ الحجر (آیت ۹۴) میں ہے :

فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین ٥

[پس علانیہ کہ دو جس بات کا تمھیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو (یعنی مشرکوں کی ملامت کی پروا نہ کرو) ۔]

صفحہ ۱۵۴ ہی میں ہے :

ع　جرم ما از دانہ ، تقصیرِ او از سجدۂ

سورۃ البقرہ (آیات ۳۴ تا ۳۶) میں یہ واقعات ہیں :

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوآ الا ابلیس ط ابی واستکبر و کان من الکٰفرین ٥ و قلنا یٰادم اسکن انت و زوجك الجنۃ و کلا منہا رغداً حیث شئتما و لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظّٰلمین ٥ فازلّھما الشیطٰن عنہا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدوٌ ولکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حین ٥

[اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا ۔ اور ہم نے کہا ، اے آدم ! تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمھارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے ۔ تو شیطان نے

اُس سے (جنت سے) اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے اُنھیں الگ کر دیا اور ہم نے کہا ، نیچے آترو ، آپس میں ایک تمھارا دوسرے کا دشمن اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے -]

صفحہ ۱۵۵ میں ہے :

خوش آنکہ رختِ خرد را شعلۂ مَے سوخت
مثالِ لالہ متاعے ز آتشے اندوخت

مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے عقل سے گزر کر عشق کو خریدا -

صفحہ ۱۴۹ کی آیت دیکھیں -

صفحہ ۱۵٦ کا شعر ہے :

فزوں قبیلۂ آں پختہ کار باد کہ گفت
چراغِ راہِ حیات است جلوۂ اُمید

اُمید ہی زندگی کو زندگی بخشتی ہے - مایوسی اور قنوطیت سے بے عملی پیدا ہوتی ہے -

ابراہیم علیہ السلام کے سلسلے میں سورۃ الحجر (آیات ۵۵ - ۵٦) میں ہے :

قالوا بشرنٰک بالحق فلا تکن من القانطین ٥ قال و من یقنط من رحمة ربه الا الضالون ٥

[(فرشتوں نے) کہا ، ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے - آپ ناأمید نہ ہوں - کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) ، اپنے رب کی رحمت سے کون ناأمید ہوگا مگر وہی جو گمراہ ہوئے -]

صفحہ ۱۵۷ میں ہے :

گفتند لب ببند و ز اسرار ما مگو   گفتم کہ خیر ! نعرۂ تکبیرم آرزوست

اسلام اور قرآن کی تعلیم کا خلاصہ اس بلاغت کے ساتھ اس شعر میں دیا ہے کہ اس کا جواب نہیں ، یعنی اللہ پاک کے تمام اسرار کا خلاصہ

لا الٰہ الا اللہ ہے۔ غیر اللہ سے جب تک انسان بغاوت نہ کرے وہ اللہ کا بندہ نہیں ہو سکتا۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰہاً آخر لا الٰہ الا ھو ۝

[اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا (دوسری طاقت) کو نہ پوج ۔ اُس کے سوا کوئی خدا (طاقت) نہیں ۔]

صفحہ ۱۵۷ ہی میں ہے :

ع گر نگاہِ تو دو بین است ندیدن آموز

اگر تو غیر اللہ کو بھی دیکھتا ہے تو آنکھیں ہی بند کر لینا بہت ہے۔ اُوپر کی آیت اس کے لیے بھی کافی ہے ۔

صفحہ ۱۵۸ کا شعر ہے :

تا کجا در تہِ بالِ دگراں می باشی
در ہوائے چمن آزادہ پریدن آموز

غیرِ اللہ کا محتاج ہونا اللہ کے بندے کو زیبا نہیں ۔ وہی اُوپر والی آیت اس کے لیے بھی کافی ہے ۔

صفحہ ۱۵۹ میں ہے :

ع تو دل گرفتہ نہ باشی کہ عشق تنہا نیست[۷]

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لاینفع مالٌ ولا بنون ۝ الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ ۝

۷- اس سے پہلے یہ پُر کیف شعر بھی ہے :
بملکِ جم نہ دہم مصرعِ نظیری را
''کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہٗ ما نیست''

[جس دن کہ نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد ، مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے (یہ پاک دل ، عشق و عمل والا ہوتا ہے) -]

صفحہ ۱۶۰ میں ہے :

گر بخود محکم شوی سیلِ بلا انگیز چیست
مثلِ گوہر در دلِ دریا نشستن می تواں

سورۂ آل عمران (آیت ۲۰۰) میں ہے :

یٰایها الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون ○

[اے ایمان والو ، صبر کرو اور صبر میں دشمن سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کہ کام یاب ہو -][۸]

صفحہ ۱۶۰ ہی میں ہے :

من فقیرِ بے نیازم مشربم این است و بس
مومیائی خواستن نتواں ، شکستن می تواں

''بانگِ درا'' میں بھی کہا ہے :

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر ، حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

۸- یہ ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے کیا ہے اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اس طرح کیا ہے :

''اے ایمان والو ، خود صبر کرو اور مقابلے میں صبر کرو اور مقابلے کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پورے کام یاب ہو -''

اور صبر کے معنی میں حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے - بعض نے کہا کہ صبر کی تین قسمیں ہیں : (۱) ترکِ شکایت - (۲) قبولِ قضا - (۳) صدقِ رضا -

غیر اللہ کا محتاج ہونے سے بہتر ہے کہ ختم ہو جائے۔ مومن کے لیے اللہ کافی ہے۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۳) میں ہے:

و توکل علی اللہ و کفیٰ باللہ وکیلاً ٥

[اور اللہ پر بھروسا کرو اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔]

سورۃ الاعراف (آیت ۱۹۴) میں ہے:

ان الذین تدعون من دون اللہ عبادٌ امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین ٥

[بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے ہی جیسے بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو تو تم اُنھیں پکارو، پھر اُن کو چاہیے تمھیں جواب دیں۔]

صفحہ ۱۶۱ کا شعر ہے:

در عشق و ہوسناکی دانی کہ تفاوت چیست
آں تیشۂ فرہادے، ایں حیلۂ پرویزے

عشق محض مشکلات کی دعوت دیتا ہے۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے:

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ٥

[اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن رہے۔]

صفحہ ۱۶۲ میں ہے:

نشانِ راہ ز عقلِ ہزار حیلہ مپرس
بیا کہ عشق کمالے ز یک فنی دارد

صفحہ ۱۶۹ کی آیت دیکھیں۔

صفحہ ۱۶۴ کا شعر ہے :

نہ بامروز اسیرم ، نہ بہ فردا نہ بہ دوش
نہ نشیبے ، نہ فرازے ، نہ مقامے دارد

اسلام کسی زمانے اور کسی مقام تک محدود نہیں ۔ وہ ہمیشہ سے ہے ، ہمیشہ رہے گا ۔ سب کا تھا اور سب کے لیے ہے ۔ زمان و مکان کا پابند نہیں ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹) میں ہے :

ان الدین عند اللہ الاسلام ‌o

[بے شک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے ۔]

اسی سورۃ (آیت ۸۵) میں ہے :

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ و ہو فی الآخرۃ من الخٰسرین ‌o

[اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے ۔]

اسی صفحہ میں ہے :

بشاخِ زندگیٔ ما نمے ز تشنہ لبی است
تلاشِ چشمۂ حیواں دلیلِ کم طلبی است

پیاسا ہونا پیاس بجھانے سے بہتر ہے اور مقصد کے حصول کے لیے کوشش کرنا کم طلبی ہے بلکہ کوشش ہی کو اپنا مقصد بنانا چاہیے ، جیسا کہ ارشاد ہے کہ :

السعی منی والا تمام من اللہ ‌o

[کوشش میرا کام ہے اور انجام کو پہنچانا خدا کا کام ہے ۔]

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

و ان لیس للانسان الا ماسعیٰ ٥

[اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر جو اس نے کوشش کی -]

سورۃ الانشراح (آیات ٥ - ٦) میں بھی ہے :

ان مع العسر یسراً ٥ [بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے] -

صفحہ ۱٦٥ میں ہے :

نہالِ ترک ز برقِ فرنگ بار آورد
ظہورِ مصطفوی را بہانہ بولہبی است

''بانگِ درا'' (صفحہ ۲٦۸) میں بھی ہے کہ :

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

سورۃ البقرہ (آیت ۲٥۸) میں ہے :

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور ٥

[اللہ والی ہے مسلمانوں کا ، انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے -]

صفحہ ۱٦٦ میں ہے :

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمتِ مردانہ

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی رفعت کی انتہا اپنی معراج میں بتا دی کہ اللہ سے کس قدر قریب ہوا جا سکتا ہے -

سورۃ النجم (آیت ۹) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ ٥

[پس اُس جلوہ اور اُس محبوبؑ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتوں میں معراج شریف کی تفصیل ہے) -]

صفحہ ١٦٦ ہی میں ہے :

در جہان است دلِ ما کہ جہاں در دلِ ماست
لب فرو بند کہ ایں عقدہ کشودن نتواں

سورۂ ق (آیت ٢٣) میں قلبِ منیب والوں کے لیے بشارت ہے :

من خشی الرحمٰن بالغیب و جآء بقلبٍ منیب o

[جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور (جو) رجوع کرتا ہوا دل لایا -]

اس شعر سے پہلے ہی یہ مصرع ہے :

بے تو بودن نتواں ، با تو نبودن نتواں

صفحہ ١٦٧ میں ہے :

اسرارِ ازل جوئی ؟ بر خود نظرے وا کن
یکتائی و بسیاری ، پنہانی و پیدائی

سورۃ الذٰریٰت (آیات ٢٠ - ٢١) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکمط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم میں ، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ؟ (زمین میں جو نشانیاں ہیں وہ اللہ پاک کی قدرت اور حکمت پر دلالت کرتی ہیں اور تمہاری پیدائش میں اور تمہارے تغیرات میں اور تمہارے ظاہر و باطن میں اللہ پاک کی قدرت کے عجائب و غرائب موجود ہیں) -]

صفحہ ١٦٨ کا شعر ہے :

ہم با خود و ہم با او ، ہجراں کہ وصال است ایں ؟
اے عقل چہ می گوئی ؟ اے عشق چہ فرمائی ؟

سورۃ الحدید (آیت ۴) میں ہے :

و ھو معکم این ما کنتم ط واللہ بما تعملون بصیر ٥

[اور وہ تمھارے ساتھ ہے ، تم کہیں ہو اور اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (عقل یہ بات تسلیم کرے یا نہ کرے ، عشق تو تسلیم کرتا ہے) -]

صفحہ ۱۷۰ کا شعر ہے :

بگزر از عقل و در آویز بموجِ یمِ عشق
کہ در آں جوے تنک مایہ گہر پیدا نیست

عقل میں تنگی ہے اور عشق میں بڑی فراخی ہے - عشق کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھتا -

صفحہ ۱۴۹ کی آیت دیکھیں -

صفحہ ۱۷۱ میں ہے :

زندگیٔ رہرواں در تگ و تاز است و بس
قافلۂ موج را جادہ و منزل کجاست

صفحہ ۱۶۴ کی آیت دیکھیں -

صفحہ ۱۷۲ میں ہے :

غافل ترے ز مردِ مسلماں نہ دیدہ ام
دل درمیانِ سینہ و بیگانۂ دل است

مسلمان کے لیے تو اللہ پاک نے یہاں تک فرمایا ہے ، جیسا کہ سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ارشاد ہے کہ :

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروحٍ منہ ط

[یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی -]

صفحہ ۱۷۲ ہی میں ہے:

در رہِ عشق فلاں ابن فلاں چیزے نیست[9]
یدِ بیضائے کلیمے بہ سیاہے بخشند

سورة الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے:

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ○

[بے شک عزت اللہ کے نزدیک اُس کی بڑی ہے جس کا تقویٰ بڑا ہے (یعنی نسلی فضیلت کوئی چیز نہیں -]

کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سانولے رنگ کے تھے (لیکن یہ کوئی مستند بات معلوم نہیں ہوتی) - بہرحال یدِ بیضا بھی اُن کا ایک معجزہ تھا ('طہٰ'، ۲۲ میں دیکھیں) -

صفحہ ۱۷۳ کا شعر ہے:

تو بر نخلِ کلیمے بے محابا شعلہ می ریزی
تو بر شمعِ یتیمے صورتِ پروانہ می آئی

سورة 'طہٰ' (آیت ۱۰) میں ہے:

اذ رآ ناراً فقال لاھلہ امکثو انی آنست ناراً لعلی آتیکم منھا بقبسٍ او اجد علی النار ھدًی ○

[جب اُس (موسیٰ علیہ السلام) نے ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے کہا، ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے - شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر (آگ کے ذریعے) راستہ پاؤں -]

سورة الکہف (۷۷ - ۸۲) میں یتیموں کی دیوار کا ذکر ہے جس کی حفاظت کی گئی -

''بانگِ درا'' (صفحہ ۲۵۶) میں بھی دیوارِ یتیم کا ذکر ہے -

۹- بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

صفحہ ۱۷۴ میں ہے :

مثلِ آئینہ مشو محوِ جمالِ دگراں از دل و دیدہ فرو شوے خیالِ دگراں

دوسروں کو نہ دیکھو ۔ خود اپنے کو دیکھو ۔

صفحہ ۱۶۷ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۷۵ کا شعر ہے :

اے کہ نزدیک تر از جانی و پنہاں ز نگہ
ہجرِ تو خوشترم آید ز وصالِ دگراں !

سورۂ ق (آیت ۱۶) میں ہے :

و نحن اقرب الیہ من حبل الورید o

[اور ہم اُس سے اُس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں ۔]

بندے سے اللہ اتنا زیادہ قریب ہے ، پھر بھی بندہ اُس کو دیکھنا نہیں چاہتا ۔

اسی صفحہ میں ہے :

ہزار خیبر و صد گونہ اژدر است ایں جا
نہ ہر کہ نانِ جویں خورد حیدری داند

ایمان اصل قوت ہے ۔ امیری غریبی کوئی چیز نہیں ۔

سورۃ المنافقون (آیت ۸) میں ہے :

و للہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین و لکن المنٰفقین لایعلمون o

[اور عزت اللہ کی ہے اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور ایمان والوں کی ، لیکن منافق نہیں سمجھتے ۔]

"بانگِ درا" (صفحہ ۲۵۲) میں بھی کہا ہے :

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

صفحہ ۱۷۵ ہی میں ہے :

فرنگ شیشہ گری کرد و جام و مینا ریخت
بحیرتم کہ ہمیں شیشہ را پری داند

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیهم الشیطٰن فانسٰهم ذکر الله ط اولٰئك حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن هم الخٰسرون o

[اُن پر شیطان غالب آ گیا تو اُنھیں اللہ کی یاد بھلا دی ۔ وہ شیطان کی جماعت ہے ۔ یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اُٹھانے والی ہے ۔]

صفحہ ۱۷٦ کا شعر ہے :

چو گویمت ز مسلمانِ نا مسلمانے
جز ایں کہ پورِ خلیل[۴] است وآزری داند

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ملة ابیکم ابراهیم ط هو سمّٰکم المسلمین من قبل و فی هٰذا ۔ ۔ ۔

[تمھارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا دین ، اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے ، اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں (گویا اب ہم تو نام کے مسلمان ہیں کہ مسلمان ہو کر بت تراشی کرتے ہیں) ۔]

صفحہ ۱۷۷ میں ہے :

عشق در صحبتِ میخانہ بگفتار آید
زانکہ در دیر و حرم محرمِ اسرارش نیست

دیر و حرم والوں نے عشق چھوڑ دیا ہے ۔ اب میخانے ہی میں عشق اور جوش والے نظر آتے ہیں ۔ جن سے اس عشق کی توقع تھی ، اُنھوں نے اسے پسِ پشت ڈال ہے ۔ اُوپر والی آیت اس کے لیے بھی مناسب ہے ۔

صفحہ ۱۷۷ ہی میں ہے :

کسے کہ زخمہ رساند بتارِ سازِ حیات
ز من بگیر کہ آں بندہ محرمِ راز است

جو شخص جوش اور ولولہ پیدا کر دے اور عمل کے لیے آمادہ کر دے ، دراصل وہی محرمِ راز ہے ، کیونکہ دنیا بے کار نہیں بنائی گئی ہے -

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۶) اور سورۃ الدخان (۳۸) میں ہے :

و ما خلقنا السمٰوات والارض و ما بینھا لٰعبین o

[اور ہم نے نہیں بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے ، کھیل کے طور پر -]

صفحہ ۱۷۸ کا شعر ہے :

با نوریاں بگوکہ ز عقلِ بلند دست ما خاکیاں بدوشِ ثریا سوارہ ایم

اللہ پاک نے انسان کو ''عقلِ بلند دست'' کی بدولت مسجودِ ملائک بنا دیا اور اپنا خلیفہ مقرر کیا -

صفحہ ۱۸۲ کی آیتیں دیکھیں -

اس ''عقل بلند دست'' کو ''بالِ جبریل'' (غزل ۱۵) ہیں دانشِ نورانی سے تعبیر کیا ہے :

اک دانشِ نورانی ، اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی ، حیرت کی فراوانی

صفحہ ۱۷۹ میں ہے :

تپش است زندگانی ، تپش است جاودانی
ہمہ ذرہ ہاے خاکم دلِ بیقرار بادا

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں اللہ پاک نے خود اپنے متعلق فرمایا ہے :

کل یوم ٍ ھو فی شان ۝ [وہ ہر دن ایک دھندے میں ہے] ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں بھی ہے :

لا تاخذہٗ سنۃٌ ولا نومٌ ط [اُسے نہ اُونگھ آئے اور نہ نیند] ۔

اسی طرح اُس کے خلیفہ کے اوصاف ہونے چاہییں ۔

صفحہ ۱۸۰ میں ہے :

نظر تو ہمہ تقصیر و خرد کوتاہی　　نہ رسی جز بہ تقاضائے کلیم اللّٰہی

موسیٰ علیہ السلام نے (سورۃ الاعراف ، ۱۴۲) اللہ پاک سے عرض کی :

قال رب ارنی انظر الیکط قال لن ترانی و لٰکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہٗ فسوف ترانی ۝

[عرض کی ، اے رب میرے ! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں ۔ فرمایا ، تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو ، یہ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا (موسیٰ علیہ السلام جیسا تقاضا ہو تو دیدار الٰہی یعنی مقصد حاصل ہو سکتا ہے) ۔]

صفحہ ۱۸۱ کا شعر ہے :

اے مسلماں دگر اعجاز سلیماں آموز
دیدہ بر خاتم تو اہرمنے نیست کہ نیست

سورۃ الانبیاء میں سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر ہونے والوں میں پہاڑ (آیت ۷۹) ، تیز ہوا (آیت ۸۱) اور اہرمن (شیطان) بھی تھے ۔ آیت ۸۲ میں اہرمن سے متعلق ارشاد ہے :

و من الشیٰطین من یغوصون لہٗ و یعملون عملاً دون ذٰلک و کنا لھم حٰفظین ۝

[اور شیطانوں میں سے (مسخر تھے) جو اُس کے لیے غوطہ لگاتے

(جواہرات نکالنے کے لیے) اور اس کے سوا دوسرے کام کرتے اور ہم اُنھیں روکے ہوئے تھے -]

صفحہ ۱۸۲ میں ہے :

دریں رباطِ کہن چشمِ عافیت داری ؟
ترا بہ کشمکشِ زندگی نگاہے نیست

صفحہ ۱۷۹ کی آیات دیکھیں -

صفحہ ۱۸۲ ہی میں ہے :

شعلہ در آغوش دارد عشقِ بے پروائے من
بر نخیزد یک شرار از حکمتِ نازائے من

حکمت اور فلسفے نے عمل کے لیے آمادگی نہیں سکھائی لیکن عشق ہی تڑپ پیدا کر سکتا ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۴۶) میں انبیا علیہم السلام کی ساتھیوں کی مشکل پسندی اور تڑپ کا ذکر آتا ہے :

و کاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ و ما ضعفوا و ما استکانوا واللہ یحب الصٰبرین ٥

[اور کتنے ہی انبیا علیہم السلام نے جہاد کیا - اُن کے ساتھ بہت سے خدا والے تھے - تو وہ نہ سست پڑے اُن مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں اُنھیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے - اور صبر والے لوگ ان کو محبوب ہیں (یہاں صبر ، ہمت اور عشق والوں کا ذکر ہے - ورنہ وہ علم ، حکمت یا فلسفہ جو صرف سوچنا سکھائے اور عمل کے لیے آمادہ نہ کرے محض مردود ہے) -]

سورۃ الصف (آیت ۳) میں ہے :

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ٥

[کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو تم نہ کرو -]

صفحہ ۱۸۳ کا شعر ہے :

باخدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ ! او پنہاں و تو پیدائے من !

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۴) میں ہے :

لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار و ہو اللطیف الخبیر ٥

[آنکھیں اُس کو نہیں پاتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے ۔ وہ لطیف اور با خبر ہے ۔]

صفحہ ۱۸۳ ہی میں ہے :

ع درونِ خویش نہ کاویدۂ، دریغ از تو

حکم تو یہی تھا کہ اپنے اندر دیکھو ۔

صفحہ ۱۶۷ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۸۴ میں ہے :

گرفتم ایں کہ کتابِ خرد فرو خواندی
حدیثِ شوق نہ فہمیدۂ، دریغ از تو

صفحہ ۱۸۲ کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۱۸۸ کا شعر ہے :

دانش اندوختۂ، دل ز کف انداختۂ
آہ زاں نقدِ گراں مایہ کہ در باختۂ

صفحہ ۱۸۲ کی آیات دیکھیں :

صفحہ ۱۸۹ میں ہے :

عقلِ خود بیں دگر و عقلِ جہاں بیں دگر است
بالِ بلبل دگر و بازوئے شاہیں دگر است

صفحہ ۱۷۸ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۹۱ کا شعر ہے :

رہزنی را کہ بنا کرد جہاں بانی گفت
ستمِ خواجگیِ او کمرِ بندہ شکست

سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں ہے :

ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃً ج و کذٰلک یفعلون ٥

[بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اُس کے عزت والوں کو ذلیل اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں ۔]

صفحہ ۱۹۲ کا شعر ہے :

انقلابے کہ نگنجد بہ ضمیرِ افلاک   بینم و ہیچ ندانم کہ چساں می بینم

سورۂ یوسف (آیت ۸۷) میں ہے :

انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون ٥

[بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے ، مگر کافر لوگ ۔]

اقبال ہمیشہ اچھے مستقل کی امید دلاتے ہیں ۔

صفحہ ۱۹۲ ہی میں ہے :

آنچہ بود است و نباید ز میاں خواہد رفت
آنچہ بایست و نبود است ہماں خواہد بود

اس سے پہلے والی آیت اس کے لیے بھی کافی ہے ۔

صفحہ ۱۹۳ میں ہے :

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند

صفحہ ۱۷۵ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۹۵ کا شعر ہے :

درماں ز درد ساز اگر خستہ تن شوی
خوگر بہ خار شو کہ سراپا چمن شوی

صفحہ ۱۶۴ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۹۵ ہی میں ہے :

فلسفی را با سیاست داں بیک میزاں مسنج
چشم آں خورشید کورے ، دیدۂ ایں بے نمے
آں تراشد قول حق را ، حجت نا استوار
ویں تراشد قول باطل را دلیل محکمے

سورۂ آل عمران کی آیت (۶۶) ان دونوں کے متعلق کافی ہے :

ھٰانتم ھٰؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علمٌ فلم تحآجون فیما لیس لکم بہ علمٌ ط واللہ یعلم و انتم لا تعلمون ٥

[سنتے ہو (اے اہل کتاب تم) تم جو یہ ہو ، اُس میں جھگڑے جس کا تمھیں علم تھا ، تو اُس میں کیوں جھگڑتے ہیں جس کا تمھیں علم ہی نہیں - اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے -]

صفحہ ۱۹۸ میں ہے :

ز خاک تا بہ فلک ہرچہ ہست رہ پیماست
قدم کشای کہ رفتار کارواں تیز است

سورۂ ھود (آیت ۶۱) میں ہے :

ھو انشاکم من الارض واستعمرکم فیھا - - -

[اُسی نے اُٹھایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اس میں -]

اسی لیے ہر چیز میں اُٹھنے اور بڑھنے کی صلاحیت رکھی ہے -

صفحہ ۱۹۸ ہی میں ہے :

جرمن فلسفی نیٹشا (Nietzsche) کے متعلق اقبال یہ رائے دیتے ہیں :

ع دیوانہ بہ کارگہِ شیشہ گر رسید

سست عناصر کو جھنجھوڑ کر زندہ کرنا چاہتا ہے اور ہر توڑ پھوڑ کو پسند کرتا ہے۔

صفحہ ۲۰۱ میں اس کے لیے یوں بھی کہا ہے :

ع قلبِ او مومن دماغش کافر است

مشکلات کو خاطر میں نہ لانا ایک مومن کا طریقہ ہے۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰہا آخر لا الٰہ الا ہو ۝

[اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا (کسی طاقت) کو نہ پوج ۔ اُس کے سوا کوئی خدا (کوئی طاقت) نہیں ۔]

مسلمانوں کا کلمۂ طیبہ یہی سکھاتا ہے یعنی پہلے ہر طاقت سے انکار کیا جائے ، تاکہ اللہ کے لائق ہو سکے ۔

افسوس کہ نیٹشا نے غیر اللہ کے انکار کے ساتھ ہی عیسائیوں کے خدا کا بھی انکار کر دیا ۔

صفحہ ۲۰۰ کا شعر ہے :

من چہ گویم از مقامِ آں حکیمِ نکتہ سنج
کردہ زردشتے ز نسلِ موسیٰ و ہاروں ظہور !

حکیم آئن سٹائن یہودی تھا لیکن اُس نے نظریۂ اضافیت کا انکشاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ :

ع از فرازِ آسماں تا چشمِ آدم یک نفس (صفحہ ۱۹۹)

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یک نفس مسجدِ حرام سے

مسجدِ اقصیٰ ، پھر عرش تک کی سیر کی اور واپس بھی تشریف لے آئے (امی ایک لمحے میں) -

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں ملاحظہ ہوں (ان کا ذکر اُوپر آ چکا ہے) -

صفحہ ۲۰۲ میں رومیؒ کا شعر نقل کیا ہے :

بہ خرد راہِ عشق می پوئی ؟ بہ چراغ آفتاب می جوئی ؟

اس کے لیے صفحہ ۱۷۸ - ۱۸۲ کی آیات دیکھیں -

صفحہ ۲۰۵ کا شعر ہے :

جہاں راست بہر وزی از دستِ مزد
ندانی کہ ایں ہیچ کار است دزد

قرآنِ پاک میں اچھے مزدور کے لیے سورۃ القصص (آیت ۲۶) میں ذکر ہے :

ان خیر من استاجرت القوی الامین ○

[بے شک بہتر مزدور (نوکر) وہ جو قوی (طاقت ور) امانت دار ہو -]

سرمایہ دار اور مزدور کے سلسلے میں مزید کوئی چیز نہیں ملتی -

سورۃ التوبہ (آیت ۱۲۰) میں ارشاد ہے :

ان اللہ لا یضیع اجرالمحسنین ○

[بے شک اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا -]

صفحہ ۲۰۷ میں رومیؒ کا شعر نقل کیا ہے :

داند آں کو نیک بخت و محرم است
زیر کی زابلیس و عشق از آدم است

اللہ کے حکم کے آگے اپنی عقل کی شیخی بگھارنا شیطان ہی کا کام ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے :

ابیٰ واستکبر و کان من الکٰفرین o

[(شیطان) منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا] ۔

صفحہ ۲۰۷ ہی میں ہے :

ع عقلے بہم رساں کہ ادب خوردۂ دل است

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکرٰی لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھیدٌ o

[بے شک اس (قرآن) میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہے یا کان لگائے اور متوجہ ہے (یعنی نیکی کی طرف وہی متوجہ ہو سکتا ہے جو دل سے سمجھنے کی کوشش کرے) ۔]

صفحہ ۲۰۸ کا شعر ہے :

جلوۂ او بے کلیم[۴] و شعلۂ او بے خلیل[۴]
عقلِ ناپروا متاعِ عشق را غارت گر است

فرنگ میں جلوہ (روشنی ۔ چمک) بہت ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی کلیم اللٰہی نہیں ہے اور نہ وہاں کی گرمی (جوش اور ولولہ) میں ابراہیم علیہ السلام کی وہ گرمی ہے جس کے آگے آتشِ نمرود سرد ہو گئی تھی ۔ اُن کی عقل میں بھی عشق وہ نہیں ہے جس میں تقویٰ ہو ۔

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب o

[اور جو شخص شعائرِ الٰہی کا احترام کرتا ہے اُس کا طریقِ عمل قلب کے تقویٰ کا نتیجہ ہے ۔]

تقویٰ وہ ایجابی صفت ہے جو پہلے دل سے تعلق رکھتی ہے ، پھر تمام جوارح وغیرہ سے ۔ اقبال کی اصطلاح میں اسی کو عشق کہتے ہیں ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیهم الشیطٰن فانسٰهم ذکر الله ط اولٰئك حزب الشیطٰن ط الآ ان حزب الشیطٰن هم الخٰسرون ه

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے ۔ یاد رکھو شیطان کی جماعت ہی خسارے میں ہے ۔]

صفحہ ۲۱۱ میں ہے :

ع لالہ از داغِ جگر سوزِ دوامے آورد

ہر چیز میں گرمی ، جوش اور عشق ، محض دل و جگر کی وجہ سے ہے ۔ اُگنا اور بڑھنا ضروری ہے ۔ (دل میں عشق اور جگر میں عمل کا جذبہ ہوتا ہے ۔)

صفحہ ۱۸۲ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۲۱۲ کا شعر ہے :

آمیزشے کجا گہرِ پاکِ او کجا
از تاک بادہ گیرم و در ساغر افگنم

سورۃ الزمر (آیت ۳) میں ہے :

الا لله الدین الخالص ه [ہاں اللہ ہی کو بندگی خالص ہے] ۔

سورۃ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ه

[اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔ مسلمان کا دین اور اُس کی ہر بات کھری ہوتی ہے اور اُس میں آمیزش نہیں ہوتی ۔]

صفحہ ۲۱۶ میں ہے :

ز مزدِ بندۂ کرپاس پوش و محنت کش
نصیبِ خواجۂ نا کردہ کار، رختِ حریر

سورۃ الذاریٰت (آیت ۱۹) میں نیکوکاروں کے متعلق ہے کہ اُن کے مال میں سائل اور محروم دونوں کا حق تھا :

و فی اموالهم حقٌ للسائل والمحروم o

[اور اُن کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کا -]

سورۂ والفجر (آیات ۱۹ - ۲۳) میں ہے :

و تأکلون التراث اکلاً لماً o و تحبون المال حباً جماً o کلا اذا دکت الارض دکاً دکاً o و جاء ربك والملك صفاً صفاً o و جآیء یومئذٍ بجهنم۵ یومئذٍ یتذکر الانسان و انی له' الذکریٰ o

[اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو (حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے) اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو - ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی اور تمھارے رب کا حکم آئے گا اور فرشتے قطار قطار - اور اُس دن جہنم لائی جائے اُس دن آدمی سوچے گا (اپنی تقصیر کو سمجھے گا) اور اب اُسے سوچنے کا وقت کہاں ؟]

یہ آیتیں میراث کے ہڑپ کر جانے کے سلسلے میں ہیں جن سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ کسی کا حق مارنے پر کس قدر سخت وعید ہے - (ان آیات سے پہلے یتیم اور مسکین کو محروم رکھنے والوں کا ذکر ہے -)

صفحہ ۲۱۷ میں ہے :

ع ز خویش این ہمہ بیگانہ زیستن تا کے

اپنا جائز حق حاصل نہ کرنا بھی غلط ہے -

سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ہے :

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان o

[بے شک اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور نیکی کرنے کا ۔]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے (الشوریٰ ، ۱۵) بھی وحیِ الٰہی یہ کہلواتی ہے :

و أمرت لاعدل بینکم o

[اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ۔]

صفحہ ۲۱۸ میں ہے :

ع مرگ مشکل ، زندگی مشکل تر است

''بانگِ درا'' (۲۳۰) میں فرمایا ہے :

ع کتنی مشکل زندگی ہے ، کس قدر آساں ہے موت

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم احسن عملاً ط

[وہ ذات جس نے پیدا کیا موت اور حیات کو تا کہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (انسانی زندگی اسی جانچ کے لیے ہے) ۔]

صفحہ ۲۱۸ ہی میں ہے :

کِک را نالہ از تہی مغزی است قلمِ سرمہ را صریرے نیست

سورۃ الفرقان (آیت ۶۳) میں ہے :

و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً و اذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰماً o

[اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں (متواضعانہ طور پر) اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بس سلام (یعنی اللہ کے نیک بندے وقار، تواضع اور خاموشی اختیار کرتے ہیں) ۔]

صفحہ ۲۲۰ میں ہے :

کالبد را فربہی می آورد
جامۂ قز ، جانِ بے غم ، بوے خوش

جامۂ قز (ریشمی کپڑے) سے بے شک بدن کو فربہی حاصل ہوتی ہوگی لیکن "بوئے خوش" حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی اور ''جانِ بے غم" اللہ سے رشتہ رکھنے والوں کو حاصل ہے ۔

سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ہے :

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب :

[یاد رکھو ، اللہ کی یاد میں دلوں کا چین ہے ۔]

صفحہ ۲۲۰ ہی میں ہے :

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں
خواب را مرگِ سبک داں مرگ را خوابِ گراں

بانگِ درا (صفحہ ۱۳۳) میں کہا ہے :

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

بانگِ درا (صفحہ ۲۳۴) میں اس طرح بھی ہے :

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

سورۃ البقرہ (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے :

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون o

[بھلا تم کیونکر اللہ کے منکر ہو گے ، حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمھیں جلایا ، پھر تمھیں مارے گا ، پھر تمھیں جلائے گا ، پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۔]

اسی صفحہ ۲۲۰ میں ہے :

ع سینہ را کارگاہِ کینہ مساز

سورۃ الحشر (آیت ۱۰) میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے :

ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ـ ـ ـ ـ

[(اے رب) اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ـ]

صفحہ ۲۲۱ میں ہے :

در جہاں مانندِ جوے کوہسار از نشیب و ہم فراز آگاہ شو

دین میں فضائل کو اختیار کرنے اور رذائل سے بچنے کے احکام ہی اس لیے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز ہو سکے ـ

سورۃ التغابن (آیت ۲) میں ہے :

ھو الذی خلقکم فمنکم کافرٌ و منکم مؤمنٌ ط واللہ بما تعملون بصیرٌ o

[وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر کوئی مسلمان ـ اور اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے ـ]

صفحہ ۲۲۱ ہی میں ہے :

نہ دارد کار با دوں ہمتاں عشق تدروِ مردہ را شاہیں نہ گیرد

سورۃ الرعد (آیت ۲۹) میں ہے :

الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآبٍ o

[وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کو خوش حالی ہے اور اچھا نتیجہ ہے ـ]

مسلمان کو اقبال نے شاہیں سے تشبیہ دی ہے جو ہمیشہ بلندی اور رفعت (نیکی) کی طرف بڑھتا ہے ـ

صفحہ ۲۲۲ میں ہے :

اگر تقلید بودے شیوۂ خوب پیمبرؐ ہم رہِ اجداد رفتے

اندھی تقلید اگر اچھی چیز ہوتی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اجداد کے طریقے پر چلتے - ہمارے لیے صرف اللہ کا عنایت کردہ اسلام کافی ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹) میں ہے :

ان الدین عنداللہ الاسلام ٥

[بے شک اللہ کے نزدیک (پسندیدہ) دین اسلام ہے -]

لیکن کفار ''رہِ اجداد'' کو اختیار کرتے ہیں ، جیسا کہ سورۃ البقرہ (آیت ۱۷۰) میں ہے :

و اذا قیل لهم اتبعوا مآ انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیه آبآءنا ط او لو کان آباؤهم لایعقلون شیئاً ولا یهتدون ٥

[اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی چیز پر چلو تو کہیں ، بلکہ ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا - کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں ، نہ ہدایت ؟]

بانگِ درا

(پہلی اشاعت ۱۹۲۴ء)

''بانگِ درا کی بیشتر نظمیں میری طالب علمی کے زمانے کی ہیں''
(''مکاتیب''، ۱/۲۹۹)



بانگِ درا

صفحہ ۴۴ میں ''گلِ رنگیں'' کے دو شعر ہیں :

اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

* * *

میری صورت تو بھی اک برگِ ریاض طور ہے
میں چمن سے دور ہوں، تو بھی چمن سے دور ہے

پہلے شعر کے پہلے مصرعے میں "سوز و سازِ آرزو'' کا ذکر ہے جو علامہ اقبال کا خاص پیام ہے ۔ مسلمان کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا بالواسطہ حکم سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں موجود ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور مسخر کر دیے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہے سب کا سب ، اُس کی طرف سے ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو فکر کرتے ہیں ۔]

پھر سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم

لبعضٍ عدوٌ و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ٥

[پس شیطان نے جنت سے اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے اُن کو خارج کرا دیا اور ہم نے فرمایا ، نیچے اُترو ۔ آپس میں ایک تمھارا دوسرے کا دشمن ہے اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۔]

''متاعٌ الیٰ حین'' سے بھی ''سوز و سازِ آرزو'' کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے شعر میں ''چمن سے دور'' ہونا جنت سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے ۔

سورۃ المؤمنون (آیت ۲۰) میں ارشاد ہے :

و شجرۃً تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن و صبغٍ للآکلین ٥

[اور وہ درخت (زیتون) پیدا کیا کہ طورِ سینا سے نکلتا ہے ، لے کر اُگتا ہے تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن ۔]

جس طرح تیل اور سالن کے لیے زیتون ہوتا ہے اسی طرح انسان بھی ''برگِ ریاضِ طور'' (یعنی مقدس) ہونے کی وجہ سے مخلوق کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔

اسی نظم میں اور اسی صفحے میں ایک شعر ہے :

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو

علامہ اقبال نے (سکوت و جمود کے برخلاف) عمل ، ولولہ ، سخت کوشی اور مشکل پسندی کی تعلیم دی ہے اور پریشانی اور جگر کاوی کو ہر وقت لبیک کہا ہے ۔

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخرلکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہٗ ظاھرۃً و باطنۃً ط و من الناس من یجادل فی اللہ بغیر علمٍ و ولا ھدًی ولا کتٰبٍ منیرٍ ٥

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مسخر کر دیا تمھارے لیے جو

کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور بھر دیں تم کو اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی ہوئی اور ایک آدمی وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں ۔ وہ نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ بوجھ اور نہ کتاب روشن ۔]

آسمانوں اور زمین کے اندر جو کچھ ہے اور جو نعمتیں کھلی اور چھپی ہوئی ہیں اُن سب پر قبضہ کرنے کی صلاحیت انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہے اور اس طرح ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے عزم ، حوصلہ اور پیہم جستجو سے ان چیزوں کو مسخر کرے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے ۔

اس نظم کا آخری شعر جو صفحہ ۲۵ میں ہے وہ بھی اسی مقصد کا پیام بر ہے :

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے

صفحہ ۲۷ - "ابر کوہسار" نظم کے بعض اشعار سورۃ الاعراف (آیت ۵۷) ، سورۃ النور (آیت ۴۳) ، سورۃ الروم (آیت ۴۸) ، سورۃ فاطر (آیت ۹) کے مضامین سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں ۔

صفحہ ۳۱ - "ایک پہاڑ اور گلہری" میں ایک شعر ہے :

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹۱) میں ہے :

ربنا ما خلقت ھذا باطلاً ○ [اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہیں بنایا] ۔

سورۃ المؤمنون (آیت ۱۱۵) میں بھی ہے :

افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً ○

[تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا ؟]

صفحہ ۴۰ - "خفتگانِ خاک سے استفسار" - اس کا ایک شعر ہے :

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی ؟
لن ترانی کہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی ؟

موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے متعلق تلمیح ہے۔
سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے :

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہ' ربہ' قال رب ارنی انظر الیک ط قال لن ترانی و لٰکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ' فسوف ترانی فلما تجلیٰ ربہ' للجبل جعلہ' دکاً و خر موسیٰ صعقاً فلما آفاق قال سبحٰنک تبت الیک و انا اوّل المؤمنین ٥

[اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اُس سے اس کے رب نے کلام فرمایا ، عرض کی اے رب میرے ! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں ۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ، ہاں اس (طور) پہاڑ کی طرف دیکھ ۔ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا ۔ پھر جب اُس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اُسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش ۔ پھر جب ہوش ہوا بولا ، پاکی ہے تجھے ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان (بنی اسرائیل میں سے) ہوا ۔]

صفحہ ۴۱ - ۵۱ وغیرہ میں بھی طور اور کلیم کا استعارہ آتا ہے ۔
صفحہ ۵۴ میں "شمع" کا ایک شعر ہے :

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق
آوازِ کن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق

سورۃ یٰس (آیت ۸۲) میں ہے :

انما امرہ' اذا اراد شیئاً ان یقول لہ' کن فیکون ٥

[اُس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اُس سے فرمائے کہ ہو جا ، وہ فوراً ہو جاتی ہے ۔]

سورۃ الانعام (آیت ۷۳) ، النحل (آیت ۴۰) ، مریم (آیت ۳۵) اور غافر (آیت ۶۸) میں بھی اسی طرح کے الفاظ اور مضامین آتے ہیں ۔

صفحہ ۴۶ میں بھی اسی نظم کا شعر ہے :

اے شمع ! انتہائے فریبِ خیال دیکھ
مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ

مسجودِ ساکنانِ فلک یا مسجودِ ملک (صفحہ ۴۹) آدمؑ کے لیے کہا گیا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے :

و اذ قلنا للملٰئکۃ اسجدو لآدم فسجدوا الا ابلیس ابیٰ واستکبر و کان من الکٰفرین ○

[اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا ، سوائے ابلیس کے ۔ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا ۔]

صفحہ ۵۲ میں "سیّد کی لوحِ تربیت" کا ایک شعر ہے :

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیمِ دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

اسلام "ترکِ دنیا" نہیں سکھلاتا ۔ اسی لیے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ ۔۔۔ (البقرہ ، ۲۰۱) آخرت کی دعا سے پہلے دنیا کی دعا ہے ۔

صفحہ ۵۴ میں "انسان اور بزمِ قدرت" کا ایک شعر ہے :

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سورۂ والشمس کی تفسیریں ہیں

قرآنِ پاک کی سورۃ الشمس (نمبر ۹۱) میں اللہ پاک نے اُن نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کی ذات (نفس) کے لیے بنائی گئی ہیں ۔ پھر اس نفس میں فجور اور تقویٰ کی صلاحیت کا ذکر ہے کہ صلاحیت تو دونوں کے لیے ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کو پہچان کر تقویٰ کی طرف بڑھتا ہے یا ان کو نظر انداز کر کے فجور اختیار کرتا ہے ۔

اسی نظم کا صفحہ ۵۵ میں یہ شعر ہے :

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اُٹھا ، وہ اُٹھایا تو نے

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا و حملھا الانسان ط انہ' کان ظلوماً جھولا o

[بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو اُنہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُٹھا لی ۔ بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔]

صفحہ ۵٦ میں "پیامِ صبح" کا ایک شعر ہے :

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا
اندھیرے میں اُڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا

سورۃ النور میں اللہ پاک کی "نورالسمٰوات والارض (آیت ۳۵) والی صفات کا ذکر ہے ۔

صفحہ ٦۱ کی نظم "دل" کا پہلا شعر ہے :

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل التجائے ارنی سرخیِ افسانۂ دل

صفحہ ۴۰ کے شعر میں ارنی کی تشریح آ چکی ہے ۔

صفحہ ٦۷ میں "رخصت اے بزمِ جہاں" کا ایک شعر ہے :

مدتوں ڈھونڈا کیا نظارۂ گل خار میں
آہ ! وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے بازار میں

سورۂ یوسف (آیت ۲۰) میں یوسف علیہ السلام کے فروخت کیے جانے کا ذکر آتا ہے :

و شروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ o

[اور بھائیوں نے اُسے (یوسف علیہ السلام کو) کھوٹے داموں ، گنتی کے روپیوں پر بیچ ڈالا -]

صفحہ ۷۳ میں ''تصویرِ درد'' والی نظم کا ایک شعر ہے :

کنویں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
اے غافل! جو مطلق تھا مقید کر دیا تو نے

یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالے جانے کا واقعہ سورۂ یوسف (آیت ۱۵) میں آتا ہے :

فلما ذھبوا بہٖ و اجمعوا ان یجعلوہ فی غیٰبت الجب - - -

[پھر جب اُسے (یوسف علیہ السلام کو) لے گئے اور سب کی رائے ٹھہری کہ اُسے اندھے کنویں میں ڈال دیں -]

صفحہ ۷۸ میں ''نالۂ فراق'' کا ایک شعر ہے :

تو کہاں ہے اے کلیمِ ذروۂ سینائے علم!
تھی تری موجِ نفس بادِ نشاط افزائے علم

صفحہ ۴۲ کے اشعار کی تلمیح ملاحظہ ہو -

صفحہ ۷۹ میں "چاند'' نظم کا مصرعہ ہے :

ع آفرینش میں سراپا نور تو ، ظلمت ہوں میں

سورۂ یونس (آیت ۵) میں ہے :

ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً - - -

[وہ ذات ہے جس نے بنایا سورج کو ضیا اور چاند کو نور -]

اور سورة المؤمنون (آیت ۱۲) میں ہے :

و لقد خلقنا الانسان من سلٰلۃٍ من طین ۝

[اور تحقیق ہم نے بنایا انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے -]

اسی لیے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ "ظلمت ہوں میں'' -

اسی صفحے (۷۹) میں ہے :

چاندنی ہے نور تیرا ، عشق میرا نور ہے

عشق یعنی دھن ، لگن اور آرزو ہی سے انسانی زندگی قائم رہ سکتی ہے جس کا صفحہ ۴۲ کے شعر میں ذکر آ چکا ہے -

اسی صفحے کا آخری شعر ہے :

مہر کا پرتو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل
محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوۂ حسنِ اجل

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں ہے :

فلما تجلّٰی ربه' للجبل جعله' دکاً و خر موسیٰ صعقاً - - -

[جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرے بے ہوش -]

گویا جلوۂ حسنِ ازل کو دیکھ کر محو ہو گئے -

صفحہ ۸۱ میں ہے :

ع تجھے نظارے کا مثلِ کلیم سودا تھا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک کے جلوے کا اشتیاق تھا اسی طرح حضرت بلالؓ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا ہمہ وقت اشتیاق تھا - رب ارنی (اے رب تو مجھ کو اپنا جلوہ دکھا) کا ذکر سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں آیا ہے -

اسی صفحے میں "سرگزشتِ آدم" نظم شروع ہوتی ہے :

ع بھلایا قصہ' پیمانِ اولیں میں نے

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں واقعہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے اقرار کرایا گیا کہ :

الست بربکم قالوا بلی - - -

[کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا ؟ بولے ، البتہ ۔ ۔ ۔ ۔]

اس نظم میں انسانی تاریخ کے بہت سے اہم واقعات درج ہیں ۔

اسی صفحے (۸۱) میں ہے :

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں
پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے

سورۃ البقرہ (آیت ۳۵) میں ہے :

و قلنا یٰاٰدم اسکن انت و زوجك الجنة و کلا منها رغداً حیث شئتما ۔ ۔ ۔ ۔

[اور کہا ہم نے ، اے آدم ، سکونت اختیار کر تو اور تیری زوجہ جنت میں اور کھاؤ اس میں ، محفوظ ہو کر جس جگہ چاہو ۔ ۔ ۔ ۔]

بعد کے صفحہ (۸۲) میں ہے :

نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی
کبھی بتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے

سورۃ النجم (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

افرءیتم اللّٰت والعزیٰ ○ و منٰوۃ الثالثة الاخریٰ ○

[بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے پچھلے کو (جن کو کعبہ میں بت بنا کر رکھا تھا) ۔]

اس کے بعد ہی یہ شعر ہے :

کبھی میں ذوق تکلم میں طور پر پہنچا
چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے

سورۃ النساء (آیت ۱۶۴) میں ہے :

و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً ○

[اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر ۔]

دوسرے مصرعے کی تلمیح کے لیے سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۲۲) ہے:

و اضمم یدک الیٰ جناحك تخرج بیضآء من غیر سوءٍ آیةً اُخریٰ ○

[(فرمایا اللہ نے) اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے سفید ہو کر۔ نہ کچھ بری طرح ۔ یہ ایک نشانی اور ہے ۔]

اسی صفحے (۸۱) میں پھر یہ شعر ہے:

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے

سورۃ النساء (آیات ۱۵۷ - ۱۵۸) میں ہے:

۔۔۔ و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لٰکن شبہ لهم ط و ان الذین اختلفوا فیه لفی شكٍ منه ط ما لهم بهٖ علمٍ الا اتباع الظن و ما قتلوہ یقیناً ○ بل رفعه الله الیه ط و کان الله عزیزاً حکیما ○

[نہ اُس (عیسیٰؑ) کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا ۔ و لیکن وہی صورت بن گئی اُن کے آگے ۔ اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں ۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا ۔ اور اُس کو قتل نہیں کیا ۔ بے شک ۔ بلکہ اُس کو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ۔]

اسی کے بعد اسی صفحے میں یہ شعر ہے:

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

غارِ حرا جہاں پہلی وحی (اقراء باسم ربك الذی خلق ۔۔۔) نازل ہوئی تھی اور ''جامِ آخریں'' سے مراد دین کی تکمیل ہے جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی، جیسا کہ سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ۔۔۔

[آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پوری کی تم پر میں نے اپنی نعمت ۔۔۔]

اسی نظم کا آخری شعر اسی صفحے (۱۸) میں یہ ہے :

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

وہ خانۂ دل جس کا تعلق خدا سے ہو "قلبِ سلیم" ہے جو آخرت میں بھی موجبِ فلاح ہے -

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لا ینفع مالٌ ولا بنون ہ الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ ہ

[جس دن نہ کام آئے گا کوئی مال اور نہ بیٹے - مگر جو آیا اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر -]

صفحہ ۸۳ میں ہے :

ع مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

اسلام کے معنی سلامتی اور جان و مال کی حفاظت بھی ہے - زبان سے اقرار کر لینے سے بھی ایک شخص مسلمان ہو جاتا ہے - ایسے اسلام کا درجہ ایمان سے نیچے ہے ، جیسے سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

قالت الاعراب آمناط قل لم تؤمنوا و لٰکن قولوا اسلمنا ہ

[کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو آپ فرما دیں کہ تم ایمان نہیں لائے ، لیکن کہو کہ ہم مسلمان ہوئے -]

اسلام کے معتبر اور اصلی معنی ہیں "اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا" ، یعنی خدا کے حوالے کر دینا ، جو امن کا سرچشمہ ہے -

صفحہ ۸۵ کا شعر ہے :

کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے ، وہ پھول میں مہک ہے

بعض صوفیہ نے وحدت اور کثرت کا استنباط سورۃ الحدید کی آیت ۳ سے کیا ہے :

هو الاوّل و الآخر والظاہر والباطن ج وهو بكل شیءٍ علیم ٥

[وہی اوّل ، وہی آخر ، وہی باہر وہی اندر اور وہی سب کچھ جانتا ہے-]

صفحہ ۹۱ کا شعر ہے :

جو پھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے ، اُٹھے
زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے ، اُٹھے

ابر اور گھٹا کی وجہ سے زندگی کی جو لہر چل پڑی ہے اُس کا ذکر ہے -

سورۃ البقرہ (۱۶۴) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنهار والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماءٍ فاحیا به الارض بعد موتها و بث فیها من كل دآبةٍ و تصریف الریاح و السحاب المسخر بین السماء والارض لآیٰتٍ لقومٍ یعقلون ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات دن کے اختلاف میں اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں اُن چیزوں کو لے کر چلتی ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور اُس پانی میں جو اللہ ابر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد اور اُس میں پھیلا دیتا ہے ہر طرح کے جاندار اور ہواؤں کے پلٹانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مطیع ہیں ، اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں -]

صفحہ ۹۳ کا شعر ہے :

چشمۂ کہسار میں ، دریا کی آزادی میں حسن
شہر میں ، صحرا میں ، ویرانے میں ، آبادی میں حسن

سورۃ فصلت کی آخری آیت ہے :

الآ انهٗ بكل شیءٍ محیطٌ ٥

[سن رکھو ، بے شک وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں -]

سورۃ النساء (آیت ۱۲۶) میں ہے :

و کان اللہ بکل شیءٍ محیطا ٥

[اور اللہ ہے ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ۔]

صفحہ ۹۵ کا شعر ہے :

فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل

سورۃ آل عمران کی آیات (۱۴۰ - ۱۴۱) ہیں :

ان یمسسکم قرحٌ فقد مس القوم قرحٌ مثلہٗ ط و تلک الایام نداولھا بین الناس ج ولیعلم اللہ الذین آمنوا و یتخذ منکم شھدآء ط و اللہ لایحب الظٰلمین ٥ و لیمحص اللہ الذین آمنوا و یمحق الکٰفرین ٥

[اگر تم نے زخم پایا تو وہ لوگ بھی پا چکے ہیں زخم ایسا ہی ۔ اور یہ دن ہم بدلتے رہتے ہیں لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے بعضے تم میں گواہ ۔ اور اللہ چاہتا نہیں ظلم کرنے والوں کو ۔ اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دے کفر والوں کو ۔]

اسی صفحے کا شعر ہے :

جہازِ زندگیٔ آدمی رواں ہے یونہیں
ابد کے بحر میں پیدا یونہیں ، نہاں ہیں یونہیں

سورۃ آل عمران (آیت ۱۳۷) میں ارشاد ہے :

قد خلت من قبلکم سننٌ ۔ ۔ ۔ ۔

[ہو چکے تم سے پہلے (بھی) دستور ۔ ۔ ۔ ۔]

صفحہ ۹۶ کا شعر ہے :

نظر ہے ابرِ کرم پر ، درختِ صحرا ہوں
کیا خدا نے نہ محتاجِ باغباں مجھکو

''درختِ صحرا'' وہ درخت ہے جو خدا کی عنایت ہی سے پرورش پاتا ہے اور کسی باغبان کا محتاج نہیں ہوتا ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی سورۃ الواقعہ (آیت ۷۲) میں آتی ہے کہ :

ءانتم انشأتم شجرتھآ ام نحن انمنشؤن ہ

[کیا تم نے اُٹھایا اُس کا درخت یا ہم ہیں اُٹھانے والے؟]

صفحہ ۹۹ کا شعر ہے :

وہیں سے رات کو ظلمت ملی ہے
چمک تارے نے پائی ہے جہاں سے

سورۃ الانعام (آیت ۹۸) میں ہے :

و ھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمٰت البر و البحر ط

[اور اُسی نے بنائے تمھارے لیے تارے کہ اُن سے راہ پاؤ اندھیروں میں جنگل اور دریا کے ۔]

صفحہ ۱۰۰ کا مصرع ہے :

ع کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا ؟

اس کے لیے صفحہ ۴۲ کی تلمیح ملاحظہ ہو ۔

پھر اسی صفحے میں ہے :

ع مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیونکر ہوا ؟

اس کے لیے صفحہ ۴۶ کی تلمیح ملاحظہ ہو ۔

پھر اسی صفحے میں ہے :

ع کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طور پر

اس کے لیے صفحہ ۴۰ کی تلمیح دیکھیں ۔

پھر صفحہ ۱۰۰ ہی میں ہے :

پرسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ، کیا ہوا؟ کیونکر ہوا؟

سورۂ بنی اسرائیل (آیات ۱۳ - ۱۴) میں ہے :

و کل انسانٍ الزمناه طائره' فی عنقه، و نخرج له' یوم القیامة کتاباً یلقٰه منشوراً ٥ اقرا کتابك ط کفیٰ بنفسك الیوم حسیباً ٥

[اور ہم نے ہر انسان کے اعمال نامے کو اُس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن اُس کے لیے ہم کتاب نکالیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا - تو اپنی کتاب پڑھ لے - آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کے لیے کافی ہے -]

صفحہ ۱۰۱ میں ہے :

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

سخت کوشی اور جگر کاوی ہی سے امیدوں کی نشو و نما ہوتی ہے -
اس کے لیے صفحہ ۴۲ کی تلمیح ملاحظہ ہو -
اسی صفحے میں ہے :

نہ پوچھ مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سیکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

اس کے لیے صفحہ ۹۵ کی تلمیح دیکھیں -

صفحہ ۱۰۲ کا شعر ہے :

اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیمؑ
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

اس کے لیے صفحہ ۴۰ کی تلمیح ملاحظہ فرمائیں -

صفحہ ۱۰۳ کا شعر ہے :

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندیِ رسمِ فغاں تک ہے

یہ دنیا عمل اور کوشش کی دعوت دیتی ہے ۔ سکوت و جمود اس کا مقصد نہیں ۔

صفحہ ۴۲ کی تلمیح ملاحظہ ہو ۔

اسی صفحے میں ہے :

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

سورۃ الملک (آیت ۲۳) میں ہے :

قل هو الذی انشاکم و جعل لکم السمع والابصار و الافئدة ط قلیلا ما تشکرون ٥

[آپ فرما دیں کہ وہی ہے جس نے تم کو نکال کر کھڑا کیا اور بنا دیے تم کو کان اور آنکھیں اور دل ۔ تم تھوڑا حق مانتے ہو ۔]

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اللہ کے نیک بندے تمام مخلوق سے بہتر ہیں ۔

سورۃ البینہ (آیت ۷) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحٰت اُولٰئك هم خیرالبریة ٥

[بے شک جو لوگ ایمان لائے اور صالح عمل کیے وہ ہیں بہتر سب خلق سے ۔]

صفحہ ۱۰۶ کا شعر ہے :

سخن میں سوزِ الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

سورۃ الحج (آیت ۳۵) میں ہے :

الذین اذا ذکر اللہ و جلت قلوبھم والصٰبرین علیٰ ما اصابھم والمقیمی الصلٰوۃ و مما رزقنٰھم ینفقون ο

[وہ لوگ ہیں کہ جب نام لیجیے اللہ کا ڈر جائیں اُن کے دل اور صبر کرتے ہیں جو اُن پر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ۔]

اسی صفحے کا شعر ہے :

سختیاں کرتا ہوں دل پر ، غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں ، جاہل ہوں میں

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض و الجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا و حملھا الانسان ط انہ کان ظلوماً جھولاً ο

[بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر ، تو اُنھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُٹھا لی ۔ بے شک وہ اپنی ذات کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔]

صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

ع جو نمودِ حق سے مٹ جاتا ہے وہ باطل ہوں میں

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۱) میں ارشاد ہے :

و قل جاء الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقاً ο

[اور آپ فرما دیں کہ آیا حق اور نکل بھاگا باطل ۔ بے شک باطل نکل بھاگنے والا ہے ۔]

اسی صفحے (۱۰۷) میں ہے :

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو ملک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

قال ربك للملئكة انی جاعلٌ فی الارض خلیفةً ط قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدمآء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك ط قال انی اعلم ما لا تعلمون o

[کہا آپ کے رب نے فرشتوں کو ، مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب - بولے ، کیا تو رکھے گا اس میں جو شخص فساد کرے وہاں اور کرے خون ؟ اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو - فرمایا ، مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے -]

اس کے بعد کا شعر بھی اسی تلمیح کے ذیل میں آ سکتا ہے -

صفحہ ۱۰۸ میں ہے :

ع جینا وہ کیا جو ہو نفسِ غیر پر مدار

غیر اللہ پر مدار کرنے کے بجائے اللہ پر مدار کرنا ہی اسلام کی تعلیم ہے -

سورۃ الفرقان (آیت ۵۸) میں ہے :

و توکل علی الحی الذی لا یموت و سبح بحمدہٖ ط - - -

[اور بھروسا کر ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جو نہیں مرے گا اور تسبیح کر اُس کی حمد کے ساتھ - - -]

سورۃ النساء (آیت ۸۱) ، سورۃ الاحزاب (آیت ۳) وغیرہ میں بھی اسی طرح کا ارشاد ہے -

صفحہ ۱۱۲ میں ہے :

ع شبِ درازِ عدم کا فسانہ ہے دنیا

سورۃ الرحمٰن (آیات ۲۶ - ۲۷) میں ارشاد ہے :

کل من علیها فانٍ o و یبقٰی وجه ربك ذوالجلال والاکرام o

[جو کچھ ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا وجہ تیرے رب کا ، بزرگی اور تعظیم والا ۔]

اسی صفحے (۱۱۲) کا شعر ہے :

ہوئی ہے رنگِ تغیر سے جب نمود اس کی
وہی حسیں ہے حقیقت زوال ہے جس کی

''رنگِ تغیر'' کا ذکر کئی جگہ قرآنِ پاک میں ہے ، مثلاً سورۃ الکہف (آیت ۳۷) میں ہے :

اکفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سوٰىك رجلا ٥

[کیا تو منکر ہو گیا اُس ہستی سے جس نے بنایا تجھ کو مٹی سے ، پھر بوند سے ، پھر پورا کر دیا تم کو مرد ۔]

صفحہ ۱۱۳ کا شعر ہے :

تارے میں وہ ، قمر میں وہ ، جلوہ گہِ سحر میں وہ
چشمِ نظارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے

صفحہ ۹۴ اور ۹۵ کی تلمیحات ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۱۱۴ کا شعر ہے :

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا

پہلے تمام غیر اللہ کی طاقتوں سے بغاوت کی جائے ، پھر انسان اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا بن سکے ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر لا الٰہ الا ھو ۔ ۔ ۔

[اور مت پکار اللہ کے ساتھ کسی اَور کو معبود ۔ کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے ۔]

صفحہ ۱۰۵ میں ہے :

ع جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا

جذبِ حرم جمعیت کے لیے ہے۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۰۳) میں ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً ۔ ۔ ۔ ۔

[اور مضبوط پکڑو رسّی اللہ کی ، سب مل کر ، اور پھوٹ نہ ڈالو ، اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر ، جب تھے تم آپس میں دشمن ، پھر اُلفت دی تمھارے دلوں میں ، اب ہوگئے تم اُس کے فضل سے بھائی ۔]

صفحہ ۱۱۶ میں ہے :

ع جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم

صفحہ ۴۰ کی تلمیح ملاحظہ فرمائیں۔

اسی صفحے میں ہے :

ع تو جو محفل ہے ، تو ہنگامۂ محفل ہوں میں

صفحہ ۱۰۷ کی تلمیح ملاحظہ فرمائیں۔

صفحہ ۱۱۷ کا شعر ہے :

خاص انسان سے کچھ حسن کا احساس نہیں
صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں

سورۃ النور (آیت ۳۵) میں ہے :

اللہ نور السمٰوات والارض ۔ ۔ ۔ ۔

[اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا (یعنی ہر چیز کا) ۔]

ع نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اُس کی

اسی لیے ہر شے میں حسن و جمال موجود ہے۔

صفحہ ۱۱۹ کا شعر ہے :

اس رہ میں مقام بے محل ہے پوشیدہ قرار میں اجل ہے

صفحہ ۴۲ کی تلمیح ملاحظہ ہو۔

اسی صفحے کا آخری شعر ہے :

انجام ہے اس خرام کا حسن آغاز ہے عشق ، انتہا حسن

اپنے مقصد (حسن) کے حصول کے لیے عشق (تڑپ ، دھن ، لگن) کی ضرورت ہے ۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۶) میں ہے :

و من جاھد فانما یجاھد لنفسہٖ ط ان اللہ لغنی عن العٰلمین o

[اور جو کوئی محنت کرتا ہے تو اپنے ہی لیے کرتا ہے ۔ اللہ کو پروا نہیں دنیا والوں کی ۔]

سورۃ النساء (آیات ۹۵ - ۹۶) میں جہاد کرنے والوں اور بیٹھے رہ جانے والوں کے سلسلے میں جو ارشاد ہے وہ عمل کرنے والوں اور بے عمل (بیٹھے رہ جانے والوں) کے لیے بھی پیام ہو سکتا ہے ، یعنی :

لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و الجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم ط فضل اللہ المجاھدین باموالھم و انفسھم علی القٰعدین درجۃً ط و کلا وعداللہ الحسنیٰ ط و فضل اللہ المجاھدین علی القٰعدین اجراً عظیماً o درجٰت منہ و مغفرۃً و رحمۃً ط و کان اللہ غفوراً رحیماً o

[برابر نہیں بیٹھے رہ جانے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے ۔ اللہ نے فضیلت دی جہاد کرنے والوں کو اپنے مال اور جان سے ، اُن پر جو بیٹھے رہتے ہیں ، درجے میں ، اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا ، اور فضیلت دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر ، اجرِ عظیم میں ۔ بہت درجوں میں اپنے یہاں کے اور بخشش میں اور مہربانی میں ۔ اور

اللہ ہے بخشنے والا مہربان ۔]

صفحہ ۱۲۰ کی نظم کا عنوان ''وصال'' ہے ۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے :

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
خوبیٔ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے

ممکن ہے کہ یہاں گل سے مراد قرآن ہو جس کے مضامین کی وجہ سے :

ع اہلِ گلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں

اور

ع اور آئینے میں عکسِ ہمدمِ دیرینہ ہے

یہ ''ہمدمِ دیرینہ'' سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) کے واقعے سے متعلق معلوم ہوتا ہے جب آدم علیہ السلام کی اولاد سے اقرار کرایا گیا کہ :

الست بربکم قالو بلیٰ ۔ ۔ ۔

[کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا ؟ بولے ۔ البتہ ۔ ۔ ۔]

چنانچہ وہ ''ہمدمِ دیرینہ'' اللہ پاک ہی ہے جس سے ''وصال'' قرآن پاک کے ذریعے ہو سکتا ہے ۔

صفحہ ۱۲۳ کا شعر ہے :

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حسن
پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں

کہنے کو تو اُس کا جلوہ نظر نہیں آتا لیکن اُس کی باتیں تخیل کے دائرے سے ماورا ہیں ۔

سورۃ الکہف (آیت ۱۰۹) میں ہے :

قل لوکان البحر مداداً لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی و لو جئنا بمثلہ مدداً ٥

[آپ فرما دیں کہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بے شک دریا نبڑ چکے ، ابھی نہ نبڑیں میرے رب کی باتیں اور اگر ہم دوسرا بھی لائیں ویسا اُس کی مدد کو ۔]

سورۃ لقمٰن (آیت ۲۷) میں بھی ہے :

ولو ان ما فی الارض من شجرۃٍ اقلام‘ والبحر یمدہ‘ من بعدہٖ سبعۃ ابحرٍ ما نفدت کلمٰت اللہ ط ان اللہ عزیز‘ حکیم‘ ٥

[اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں وہ قلم ہوں اور سمندر ہو اُس کی سیاہی ، اس کے پیچھے سات سمندر ، نہ نبڑیں باتیں اللہ کی ۔ بے شک اللہ زبردست ہے ، حکمت والا ہے ۔]

صفحہ ۱۲۴ کا شعر ہے :

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

کوشش کی تکمیل نہ ہو اور کوشش جاری رہے تو زندگی ہی زندگی ہے ۔

سورۃ النجم (آیات ۳۹ - ۴۱) میں ہے :

و ان لیس للانسان الا ماسعیٰ ٥ و ان سعیہ‘ سوف یریٰ ٥ ثم یجزٰہ الجزاء الاوفیٰ ٥

[اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی اُس نے کوشش کی اور اُس کی کوشش اُس کو دکھانی ہے ۔ پھر اُس کو بدلہ دینا ہے اُس کا پورا بدلہ ۔]

صفحہ ۱۲۵ کا شعر ہے :

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے !

نوائے غم احساس کی وجہ سے ہے اور یہ احساس عشق کی وجہ سے بیدار ہوتا ہے ۔ صفحہ ۱۱۹ کے اشعار کی تلمیحات ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۱۳۰ کا شعر ہے :

نہ ہو قناعت شعار گلچیں ، اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں ، تو اور دامن دراز ہو جا

قناعت کر کے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا دراصل بے عملی ہے اور رہبانیت کی نشانی ہے۔ مسلسل عمل اور پیہم جستجو ایک مسلمان کا شیوہ ہوا کرتا ہے۔ صفحہ ۲۴ کی تلمیحات میں بھی اس چیز کا ذکر آ چکا ہے۔

صفحہ ۱۳۲ کا شعر ہے:

شمع کی طرح جییں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

مسلمان خود بھی باعمل ہو اور دوسروں کو بھی باعمل بنائے۔

سورۃ العصر میں ہے:

و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر o

[اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی (تاکید کرتے ہیں) اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (وصیت کرتے ہیں)۔]

حق اور صبر (ہمت۔ استقلال) کی وصیت کرنے والوں کو کوئی گھاٹا نہیں ہوگا۔

صفحہ ۱۳۳ کا شعر ہے:

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قُم سے ہوا
آدمی آزاد، زنجیرِ توہم سے ہوا

مسلمان قوم دراصل اللہ پاک کی طرف سے رحمت بن کر آئی تھی۔ سورۃ الروم کی یہ آیت (۵۰) اس مقصد کے لیے استعارۃً یاد کی جا سکتی ہے:

فانظر الی آثٰر رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا o

[پس دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار، وہ کیونکر جلاتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد۔]

صفحہ ۱۳۶ کا شعر ہے :

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار ؐ نے بنایا
بِنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے

سورۃ المؤمنون (آیت ۵۲) میں ارشاد ہے :

و ان ھٰذہٖ امتکم امۃً واحدۃً و انا ربکم فاتقون ٥

[اور بے شک یہ تمہاری اُمت ایک اُمت ہے اور میں ہوں تمہارا رب ، پس مجھ سے ڈرتے رہو ۔]

اور سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ارشاد ہے :

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیرٌ ٥

[اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے بنا دیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۔]

صفحہ ۱۳۸ کا شعر ہے :

چمک تیری عیاں بجلی میں ، آتش میں ، شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں ، سورج میں ، تارے میں

صفحہ ۸۵ اور صفحہ ۹۴ کی تلمیحات ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۱۴۱ کا شعر ہے :

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ، ناپائدار ہوگا

مغرب کی تہذیب جس کی بِنا مادہ پرستی ہے ناپائدار ہے اور خسارہ ہی خسارہ ہے ۔

سورۃ الکہف (آیات ۱۰۳ - ۱۰۵) میں ہے :

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً ٥ الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً ٥ اولٰئک الذین کفروا باٰیٰت ربھم و لقائہٖ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیٰمۃ وزناً ٥

[آپ فرما دیں کہ کیا ہم بتا دیں تم کو کہ سب سے زیادہ ناقص عمل کن لوگوں کے ہیں ؟ اُن کے ہیں جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اُس کا ملنا نہ مانا ۔ تو اُن کا کیا دھرا سب اکارت ہے ۔ پس ہم اُن کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہ کریں گے ۔]

اسی صفحے (۱۴۱) میں ہے :

ع میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

اللہ پاک رب العالمین ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃٌ للعالمین ہیں جن کی شریعت نے حقوق العباد پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور جنھوں نے فرمایا ہے کہ : خیر الناس من ینفع الناس ٥ [لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے] ۔

سورۃ النساء (آیت ۳۶) میں ہے :

و اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئاً و بالوالدین احساناً و بذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب و ابن السبیل و ما ملکت ایمانکم ط ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخورا ٥

[اور بندگی کرو اللہ کی اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہم سایہ قریب سے اور ہم سایہ اجنبی سے اور برابر کے

رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی باندی غلام سے - بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اِترانے والا ، بڑائی مارنے والا -]

اس آیت میں اللہ کو ماننے کے بعد ہی مومن کو حقوق العباد کا حکم دیا گیا ہے -

صفحہ ۱۴۶ کا شعر ہے :

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبر ؐ کے قدم

بغداد کی سر زمین جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب کے قدم پہنچے -

سورۃ التوبہ (آیت ۱۰۰) میں ارشاد ہے :

والسّٰبقون الاولون من المہٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسانٍ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ واعدلھم جنّٰتٍ تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابداً ط ذلک الفوز العظیم o

[اور جو لوگ شروع کے ہیں مہاجرین اور انصار میں سے اور جو لوگ اُن کے پیرو ہوئے نیکی میں ، اللہ راضی ہے اُن سے اور وہ راضی ہیں اُس سے اور رکھے ہیں اُن کے واسطے باغ (جنتیں) جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں - رہا کریں گے ان میں ہمیشہ - یہی ہے فوزِ عظیم -]

شروع شروع کے مہاجرین اور انصار (جنگ بدر تک جو لوگ مسلمان ہوئے تھے) اور اُن کے متبعین بھی قطعی جنتی ہیں اور ان میں سے کتنے ہیں جن کے قدم بغداد میں پہنچے تھے -

اسی صفحے کا شعر ہے :

تجھ میں راحت اُس شہنشاہِ معظم ؐ کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی

مدینہ کے شہنشاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تمام عالم کے لیے رحمت ہیں -

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ارشاد ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین o

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔]

صفحہ ۱۴۸ کا شعر ہے :

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں !

سورۃ النور (آیت ۴۴) میں ارشاد ہے :

یقلب اللہ الیل والنہار ط ان فی ذٰلک لعبرۃً لاولی الابصار o

[اللہ بدلتا ہے رات اور دن ۔ اس میں بے شک عبرت ہے آنکھ والوں کے لیے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

گردش تاروں کا ہے مقدر ہر ایک کی راہ ہے مقرر

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ارشاد ہے :

و الشمس و القمر و النجوم مسخراتٍ بامرہٖ o

[اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا ۔ سب اُس کے حکم سے مسخر ہیں ۔]

صفحہ ۱۵۱ کا شعر ہے :

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار

صفحہ ۱۴۸ کے شعر کی تلمیح دیکھیں ۔

صفحہ ۱۵۳ کا شعر ہے :

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کو جلالی اور مکی زندگی کو جمالی کہہ سکتے ہیں جس کی قسم کھائی گئی ہے ۔

سورۃ التین (آیت ۳) میں ہے :

و ھذا البلد الامین o [اور اس ایمان والے شہر مکہ کی قسم] ۔

مکی زندگی کی سختیوں کو برداشت کرنے کا ذکر سورۃ الانشراح (آیت ۳) میں بھی ہے ۔

صفحہ ۱۵۴ کا شعر ہے :

نہ تخمِ لا الہٰ تیری زمینِ شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رسوا ہے تری فطرت کی نازائی

مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ۔ صفحہ ۱۱۹ کی تلمیحات ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۱۵۶ کا شعر ہے :

شام جس کی آشنائے نالۂ ''یا رب'' نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں

شب بیداری اور سحر خیزی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور صلحا کا محبوب شیوہ ہے ۔

سورۃ المزمل اسی طرح شروع ہوتی ہے :

یٰایھا المزمل o قم الیل الا قلیلا o نصفہٗ اوانقص منہ قیلا o اوزد علیہ و رتل القرآن ترتیلا o

[اے جھرمٹ مارنے والے ! رات میں قیام کیجیے سوا کچھ رات کے ۔ آدھی رات یا اُس سے کچھ کم کیجیے یا اُس پر کچھ بڑھائیے اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے ۔]

اسی سورۃ (آیت ۲۰) میں پھر ارشاد ہے :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل و نصفہٗ و ثلثہٗ و طائفۃٌ من الذین معک ط

[بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب ، کبھی آدھی رات ، کبھی تہائی اور ایک جماعت آپ کے ساتھ والی ۔]

سورۃ الاعراف (آیت ۵۵) میں ہے :

اُدعو ربکم تضرعاً و خفیۃً ط

[اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ ۔]

اسی سورۃ الاعراف میں آگے چل کر (آیت ۲۰۵ میں) ارشاد ہے :

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً و خیفۃً و دون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغٰفلین o

[اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے ، صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا ۔]

صفحہ ۱۵۹ کا شعر ہے :

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں ، وہ پاسباں ہمارا

سورۂ آل عمران (آیت ۹۶) میں ہے :

ان اوّل بیتٍ وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکاً و ھدًی للعٰلمین o

[بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ، برکت والا اور سارے جہانوں کے لیے ہدایت ۔]

اسی صفحے میں ہے :

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۱) میں ہے :

- - - ان الباطل کان زھوقاً o

[بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا -]

سورۃ الشوری (آیت ۲۴) میں ہے :

و یمح اللہ الباطل و یحق الحق بکلمٰتہ ط - - - -

[اور مٹا دیتا ہے اللہ باطل کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے -]

اسی صفحے (۱۵۹) میں ہے :

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

سورۃ التوبہ (آیت ۱۲۸) میں ارشاد ہے :

لقد جاء کم رسولٌ من انفسکم عزیزٌ علیہ ما عنتم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤفٌ رحیم o

[بے شک تمھارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسولؐ جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے - تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ، مسلمانوں پر کمال مہربان اور رحیم -]

اسی لیے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے آرامِ جان ہیں -

صفحہ ۱۶۰ کا شعر ہے :

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِؐ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی - بے شک اُن کی اُمت کہیں بھی ہو ایک ہے -

سورۃ المؤمنون (آیت ۵۲) میں ارشاد ہے :

و ان ھٰذہٖ اُمتکم اُمۃً و احدۃً و انا ربکم فاتقون o

[اور بے شک یہ تمھاری اُمت ایک اُمت ہے اور میں ہوں تمھارا رب۔ پس مجھے سے ڈرتے رہو۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۸) ، آل عمران (آیت ۱۹۵) ، الانفال (آیات ۷۲ ، ۷۴ ، ۷۵)، التوبہ (آیات ۲۰ ، ۱۰۰ ، ۱۱۷) ، النحل (آیت ۴۱) ، النساء (آیات ۹۷ - ۱۰۰) ، الحشر (آیت ۸) وغیرہ میں ہجرت کرنے والوں کے لیے بشارتیں ہیں۔ پھر جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو اُمتِ واحدہ کہا گیا ہے خود حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم کے لیے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے۔

سورۂ سبا (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے:

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً و لٰکن اکثر الناس لا یعلمون ٥

[اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے خوشی اور ڈر سنانے والے ، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔]

صفحہ ۱۶۱ میں ہے:

ع عشق کی لذت مگر خطروں کی جاں کاہی میں ہے

اللہ کی محبت میں ہجرت کرنا اور جان کھپانا عجیب لذت اور عجیب درجات رکھتا ہے۔

سورۃ الحج (آیت ۵۹) میں ہے:

والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنھم اللہ رزقاً حسناً ط و ان اللہ لھو خیرالرازقین ٥

[اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ، پھر مارے گئے یا مر گئے ، البتہ اُن کو دے گا اللہ روزی اچھی۔ اور اللہ ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔]

صفحہ ۱۶۳ کا شعر ہے :

اے خدا ! شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے

مسلمان ہر حالت میں اللہ پاک کی حمد اور شکر کرتا رہتا ہے اور پھر سورۂ الحمد کے بغیر اُس کی کوئی نماز پوری ہی نہیں ہو سکتی ۔

صفحہ ۱۶۴ کا شعر ہے :

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر ؟

لیکن مسلمان ان دیکھے خدا اور اُس کی ان دیکھی باتوں پر یقین رکھتا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳) میں : یؤمنون بالغیب ۝ [غیب پر ایمان رکھتے ہیں] مسلمان (متقی) ہی کے لیے کہا گیا ہے ۔

صفحہ ۱۶۵ کا شعر ہے :

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

قیام ، رکوع ، سجدہ سب کے لیے ایک ہے اور ایک ساتھ ہے ۔

سورۃ البقرہ (۴۳) میں ہے :

و اقیموا الصلٰوۃ و آتو الزکٰوۃ و ارکعوا مع الراکعین ۝

[اور کھڑی کرو نماز اور دیا کرو زکٰوۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ ۔]

سورۃ الحجر (آیت ۹۸) میں ہے :

فسبح بحمد ربك و كن من السٰجدين ۝

[پس اپنے رب کی حمد میں اُس کی تسبیح کر اور ہو جا سجدہ کرنے والوں میں سے ۔]

صفحہ ۱۶۶ میں ہے :

ع خندہ زن کفر ہے ، احساس تجھے ہے کہ نہیں ؟

سورۃ التوبہ (آیت ۷۹) میں ہے :

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقٰت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم ط سخراللہ منھم ولھم عذاب الیم ٥

[وہ جو طعن کرتے ہیں دل کھول کر ، خیرات کرنے والوں مسلمانوں کو اور اُن پر جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا ، پھر اُن پر ٹھٹھے کرتے ہیں ۔ اللہ نے اُن سے ٹھٹھا کیا ہے اور اُن کو دکھ کی مار ہے ۔]

صفحہ ۱۶۸ میں ہے :

ع سرِ فاراں پہ کیا دین کو کامل تو نے

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے :

۔ ۔ ۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج کے دن میں پورا دے چکا تم کو دین تمھارا اور پورا کیا میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمھارے لیے دین اسلام ۔]

صفحہ ۱۷۰ میں ہے :

ع نغمہ ہندی ہے تو کیا ، لَے تو حجازی ہے مری

یعنی میرے اُردو شعر میں حجازی دین کی تبلیغ ہے جہاں زبان کوئی چیز نہیں ۔

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ٥

[بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

صفحہ ۱۳۶ کی تلمیح بھی دیکھیں -

صفحہ ۱۷۱ کا شعر ہے :

یہ داغ سا جو تیرے سینے میں ہے نمایاں
عاشق ہے تو کسی کا ؟ یا داغ آرزو ہے ؟

ہر چیز اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور اُس کی تسبیح کرتی ہے -

یسبح للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض (التغابن ، ۱) -

[جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتی ہے -]

ایسی آیات متعدد مقامات پر آئی ہیں -

صفحہ ۱۷۳ میں ہے :

ع عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو

عہدِ حاضر والوں نے دنیا کو خرید لیا آخرت دے کر -

سورۃ البقرہ (آیت ۸۶) میں ہے :

أولٰئك الذین اشترو الحیٰوۃ الدنیا بالآخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ٥

[وہی ہیں جنھوں نے خرید لی دنیا کی زندگی ، آخرت دے کر - پس نہ ہلکا ہوگا اُن پر عذاب اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی -]

صفحہ ۱۷۴ کا شعر ہے :

آئینِ نو سے ڈرنا ، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

کورانہ تقلید کرنا اور جدید حالات کا مقابلہ کرنا بھی خسران ہی خسران ہے -

سورۃ النساء (آیت ۱۹) میں ہے:

و من یتخذ الشیطٰن ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسراناً مبیناً o

[اور جو کوئی پکڑے شیطان کو رفیق، اللہ کو چھوڑ کر، وہ ڈوبا صریح نقصان میں -]

اسی صفحے (۱۷۰) کا شعر ہے:

ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

سورۂ آل عمران کی آخری آیت ہے:

یٰایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون o

[اے ایمان والو! ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور مل جل کر رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے - شاید تم مراد کو پہنچو -]

صفحہ ۱۷۶ کا شعر ہے:

اہلِ دنیا یہاں جو آتے ہیں اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں!

سورۃ البقرہ (آیت ۳۹) میں ہے:

والذین کفروا و کذبوا بایٰتنا أولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون o

[اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ ہیں نار (دوزخ) والے - وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے -]

صفحہ ۱۷۸ میں ہے:

ع ہے جادۂ حیات میں ہر تیزپا خموش

جو لوگ عزم و ہمت والے ہوتے ہیں اُن میں سنجیدگی اور ثابت قدمی ہوتی ہے -

سورۃ الکہف (آیت ۱۴) میں ارشاد ہے :

و ربطنا علیٰ قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوات والارض لن ندعوا من دونہٖ الٰھاً لقد قلنآ اذاً شططاً o

[اور ثابت قدم رکھا اُن کو جب کھڑے ہوئے ، پھر بولے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا ہے - نہ پکاریں گے ہم اُس کے سوا کسی کو معبود - (اگر ایسا ہو تو) ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی بات کہی -]

اسی سنجیدگی کا ذکر سورۃ الفرقان (آیت ۶۳) میں بھی ہے :

و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً و اذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰماً o

[اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں اُن سے بےسمجھ لوگ تو وہ کہیں ، صاحب سلامت -]

صفحہ ۱۷۹ کا شعر ہے :

اس ذرہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرہ نہیں ، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے

سورۃ النساء (آیت ۹۷) میں ایک سلسلے میں ہے کہ :

الم تکن ارض اللہ واسعۃً فتھاجروا فیھا ط

[کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اُس میں ہجرت کرتے ؟]

صفحہ ۱۸۰ کا شعر ہے :

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

لینے والے اور دینے والے دونوں میں غیرت تھی - دینے والا غیرت سے اپنی محبوب چیز دیتا تھا جس کا حکم سورۂ آل عمران (آیت ۹۲) میں ہے :

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون و ما تنفقوا من شیءٍ

فان اللہ بہٖ علیم ○

[تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے -]

لینے اور دینے والے کی غیرت مندی کا ذکر سورۃ الحشر (آیت ۹) میں آتا ہے :

و الذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون ھاجر الیھم و لایجدون فی صدورھم حاجۃً مما اُوتوا و یؤثرون علیٰ انفسھم و لو کان بھم خصاصۃٍ ط و من یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون ○

[اور جنھوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ) اور ایمان میں گھر بنا لیا اور دوست رکھتے ہیں اُنھیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے گئے اور وہ اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز کی جو وہ دیے گئے اور وہ اپنی جانوں پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنھیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کام یاب ہیں -]

اسی صفحے (۱۸۰) کا شعر ہے :

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار ، وہ کردار ، تو ثابت ، وہ سیارا

سورۃ الصف (آیت ۲) میں مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ بات مت کہو جو نہیں کرتے :

یٰایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ○ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ○

[اے ایمان والو ! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ؟ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ تم کہو جو نہ کرو -]

نظم "شمع اور شاعر" (فروری ۱۹۱۲) کا شعر (صفحہ ۱۸۷) ہے :

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

مسلمان ایک متاع (عمل) کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن اب وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گیا ہے اور اس نقصان کا احساس بھی کھو چکا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے:

ولکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ٥

[اور تمھارے لیے زمین میں مستقر ہے اور ایک وقت تک متاع (کا حاصل کرنا) ہے۔]

اسی صفحے (۱۸۷) میں ہے:

ع دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے

اسلام کے آئین کو قبول کرنے اور اُس پر عمل کرنے سے عیشِ دوام حاصل ہوتا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۸۲) میں ہے:

والذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئك اصحٰب الجنة ج ہم فیہا خٰلدون ٥

[اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے نیک، وہ لوگ ہیں جنت والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔]

صفحہ ۱۸۸ کا شعر ہے:

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن اُمید کی

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) میں ہے:

لاتقنطوا من رحمة اللہ ٥ [تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو]۔

صفحہ ۱۹۰ میں ہے:

ع اپنی اصلیت پہ قائم تھا تو جمعیت بھی تھی

سورۂ آل عمران کی آخری آیت ہے:

یٰایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون ٥

[اے ایمان والو ، ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور مل کر رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے ۔ شاید تم مراد کو پہنچو (ایمان اور جمعیت لازم و ملزوم ہیں) ۔]

اسی مضمون کو آگے چل کر بھی بیان کیا ہے ۔ چنانچہ اسی صفحے (۱۹۰) کا شعر ہے :

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے ، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اس کے لیے بھی اسی آیت کی تلمیح ملاحظہ ہو ۔

صفحہ ۱۹۱ کا شعر ہے :

تو اگر خود دار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر

جس کا خدا ہے اُسے کسی اور کا منت کش ہونا زیب نہیں دیتا ۔

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ ٥ [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

صفحہ ۱۹۲ کا شعر ہے :

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ! ذرا
دانہ تو ، کھیتی بھی تو ، باراں بھی تو ، حاصل بھی تو

اللہ پاک نے ہر چیز انسان کے لیے پیدا کی ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ق

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے واسطے سب کا سب جو زمین میں ہے ۔]

اسی صفحے میں ہے کہ :

ع شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو

لا الٰہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ پہلے غیر اللہ کی نفی کر دو ، پھر تم اللہ کے بندے بننے کے لائق بن سکو گے ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر لا الٰہ الا ھو o

[اور مت پکار اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ۔ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اُس کے ۔]

پھر اسی صفحے (۱۹۲) میں ہے :

ع تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے !

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سورۃ الاحزاب (آیت ۴۰) میں ہے :

ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔ ۔ ۔ ۔

[محمدؐ والد نہیں تم مردوں میں سے کسی کے بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں ۔]

صفحہ ۱۹۳ کا شعر ہے :

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے

انسان بظاہر ہیچ اور ہستئ ناپائدار ہے لیکن اُس کو اللہ پاک نے اپنا نائب اور خلیفہ بنایا ہے اور آسمانوں اور زمین کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کی اس میں صلاحیت پیدا کی ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ ط

[بے شک میں بنانے والا ہوں (انسان کو) زمین میں اپنا خلیفہ ۔]

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منه ط ان فی ذٰلك لآیٰت لقوم یتفکرون o

[اور مسخر کر دیے تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب ، اُس کی طرف سے ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو فکر کرتے ہیں ۔]

اسی صفحے (۱۹۳) میں ہے :

سینہ ہے تیرا امیں اُس کے پیام ناز کا
جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے ، پنہاں بھی ہے

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانة علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان ط انه کان ظلوماً جهولاً o

[بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر ، تو اُنھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اُٹھا لیا ۔ بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے !

اسی صفحے کے شعر میں اوپر تسخیر کائنات کی صلاحیتوں کے متعلق آیت آ چکی ہے ۔

صفحہ ۱۹۴ کا شعر ہے :

دیکھ لو گے سطوت رفتار دریا کا مآل
موج مضطر ہی اسے زنجیر پا ہو جائے گی !

سلطنت برطانیہ کا عروج ہی اُس کے زوال کا باعث ہوگا اور انشاء اللہ اسلام کو فتح ہوگی ۔

سورۃ الفتح (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے :

ہو الذی ارسل رسولہ' بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ' علی الدین کلہٖ ط و کفی باللہ شہیداً o

[وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو ہدایت کے ساتھ اور سچے دین کے ساتھ تاکہ وہ اُوپر رکھے اس کو ہر دین سے - اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا -]

اسی روشن مستقبل کا ذکر صفحہ ۱۹۵ کے شعر میں اس طرح ہے :

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے !
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے !!

یہ نظم فروری ۱۹۱۲ کی ہے اور پینتیس سال کے بعد علامہ اقبالؒ کی یہ پیش گوئی پاکستان کی صورت میں صحیح ثابت ہوئی - (صفحہ ۲۶۶ میں اسی شعر کی تعبیر دیکھیے -)

صفحہ ۱۹۶ کا شعر ہے :

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے

علامہ اقبالؒ نے اللہ سے ہمیشہ اچھی امید رکھی ہے جس کا ذکر اس سے پہلے والے شعر میں بھی ہے -

صفحہ ۱۹۷ میں ہے :

ع حضورِ آیۂ رحمت میں لے گئے مجھکو (۱۹۱۲)

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت اور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں -

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین o

[اور آپ کو جو ہم نے بھیجا تو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر -]

اطالیہ نے انگریزوں کی شہ پا کر اور ترکیہ کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ۱۹۱۱ میں طرابلس پر حملہ کر دیا تھا ۔ اسی کے متعلق علامہ اقبالؒ نے اسی صفحے (۱۹۷) میں کہا ہے :

ع طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

صفحہ ۱۹۸ میں ہے :

ع رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا[۴] سے کام کیا ؟

اہلِ درد (اہلِ عشق) کے لیے اللہ کی محبت ہی سب کچھ ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶۵) میں ہے :

والذین آمنوا اشد حباً للہ ط

[اور جو لوگ ایمان والے ہیں اُن کو اللہ کی محبت اشد ہے (ایمان والوں کو اللہ کی محبت کے برابر کسی کی محبت نہیں ۔ اس لیے اس دردِ محبت کے لیے علاج کی ضرورت نہیں) ۔]

صفحہ ۱۹۹ کا شعر ہے :

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے ؟ (۱۹۱۳)

سورۃ البقرہ کی آیت (۳۴) ہے جس کا ذکر صفحہ ۶۴ کی تلمیح میں آ چکا ہے ۔

صفحہ ۲۰۰ کا شعر ہے :

بت شکن اُٹھ گئے ، باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم[۴] پدر ، اور پسر آزر ہیں

مسلمانوں کے آبا بت شکن تھے لیکن اب مسلمان آزر (بت گر) بن گئے ہیں ۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کا ذکر سورۃ الانعام (آیت ۷۴) میں آتا ہے :

و اذ قال ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلھۃ ج انی ارٰک و قومک فی ضلٰلٍ مبینٍ ۝

[اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے ، کیا تو پکڑتا ہے مورتوں کو خدا ؟ میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح گمراہی میں ہے -]

صفحہ ۲۰۱ میں ہے :

ع جو مسلمان تھا اللہ کا سودائی تھا

صفحہ ۱۹۸ کے مصرعے کے ساتھ یہ تلمیح آ چکی ہے -

صفحہ ۲۰۱ ہی میں ہے :

ع ملتِ احمدِ مرسل کو مقامی کر لو !

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت تمام عالم پر محیط ہے لیکن اب طاغوتی فریب کاری کی وجہ سے لوگوں نے اُسے مقامی سمجھ لیا ہے اور مقامی اور غیر مقامی مسلمانوں کی تفریق قائم کی جا رہی ہے -

سورۂ سبا (آیت ۲۸) میں ہے :

وما ارسلنٰك الا كافةً للناس بشيراً و نذيراً و لكن اكثر الناس لا يعلمون ٥

[اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے خوشی اور ڈر سنانے والے - مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے -]

سورۃ الانعام (آیت ۹۸) میں ہے :

و هوالذی انشاكم من نفسٍ واحدةٍ فمستقرٌ و مستودعٌ ط

[اور وہی چیز جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر ایک ٹھکانا ہے (رہنے کا) اور ایک جگہ ہے سپردِ خاک ہونے کی -]

اسی صفحے میں ہے :

قوم مذہب سے ہے ، مذہب جو نہیں ، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں ، محفلِ انجم بھی نہیں

قرآنِ پاک کے محاورے میں قوم عام گروہ اور جماعت کو بھی کہتے ہیں اور ایک نسب اور وطن کے لوگوں کو بھی کہتے ہیں جن کو پیغمبروں

سے تعلق تھا ، لیکن ہماری زبان میں قوم کا اطلاق اُس جماعت پر ہوتا ہے جس کا تعلق کسی ایک دین یا مذہب سے ہو ۔ چنانچہ پاکستان خود ہندو اور مسلم دو قوموں کی تفریق سے وجود میں آیا ۔ ملت کا تعلق بھی پیغمبروں سے ہے جن کے ذریعے دستورِ الٰہی کا نفاذ ہوا ۔

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ملت ابیکم ابراھیم o [یہ تمھارے باپ ابراہیمؑ کی ملت ہے] ۔

چنانچہ ملت ، وطن سے نہیں بلکہ دین سے ہے ۔

"جذبِ باہم" کے لیے صفحہ ۱۷۳ کی تلمیح دیکھیں ۔

صفحہ ۲۰۲ میں ہے :

ع عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور

سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ہے :

ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان o

[بے شک اللہ امر کرتا ہے عدل اور نیکی کو] ۔

اسی صفحے میں ہے :

ع مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار ؟

مسلمانوں نے حق کو چھوڑ کر "مصلحتِ وقت" کو اپنا عمل بنا لیا ہے جس کی ممانعت میں سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) کا ارشاد ہے :

ولا تتبع اھوآءھم عما جآءك من الحق ط

[اور اُن لوگوں کی خوشی پر مت چل ، چھوڑ کر حق کو جو تیرے پاس آیا ہے ۔]

صفحہ ۲۰۳ میں ہے :

ع مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

سورۃ العنکبوت (آیت ۴۵) میں ہے :

ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء و المنکر ط

[بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بری بات سے -]

اگر نماز پڑھنے کے باوجود بے حیائی اور بری بات سے ہم نہیں بچتے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری نماز نماز نہیں ہے اور مسجدیں صحیح معنی میں مرثیہ خواں ہیں -

اسی صفحے (۲۰۳) کا شعر ہے :

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بے باک
عدل اس کا تھا قوی ، لوثِ مراعات سے پاک

سورۃ الانعام (آیت ۱۱۵) میں ہے :

و تمت کلمت ربك صدقاً و عدلاً ط

[اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی -]

اسی لیے رب کے ماننے والوں کی بات میں بھی صداقت اور عدل ہے -

اسی صفحے میں ہے :

ع ہر مسلماں رگِ باطل کے لیے نشتر تھا

سورۃ التوبہ (آیت ۷۳) اور سورۃ التحریم (آیت ۹) میں دونوں جگہ یہ ارشاد ہے :

یٰایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین واغلظ علیھم ط

[اے نبی ، جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور اُن پر سختی کرو -]

صفحہ ۲۰۴ کا شعر ہے :

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

سورۂ 'طہٰ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہ' معیشۃً ضنکاً - - -

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے تنگ زندگانی ہے -]

اسی صفحے (۲۰۴) میں ہے :

ع تم ہو آپس میں غضب ناک ، وہ آپس میں رحیم

سورۃ الفتح (۲۹) میں ہے :

محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم ٥

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہیں اللہ کے اور جو لوگ اُن کے ساتھی ہیں وہ بہت سخت ہیں کافروں پر اور رحیم ہیں آپس میں -]

اسی صفحے میں ہے :

ع تم اخوت سے گریزاں ، وہ اخوت پہ نثار

سورۃ الحجرات (آیت ۱۰) میں ہے :

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ٥

[بے شک مسلمان جو ہیں وہ بھائی ہیں ، ملا دو اپنے دو بھائیوں کو اور ڈرتے رہو اللہ سے ، شاید تم پر رحم ہو -]

صفحہ ۲۰۵ میں ہے :

ع نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا

سورۃ الصف (آیت ۸) میں ارشاد ہے :

واللہ متم نورہٖ و لوکرہ الکافرون ٥

[اور اللہ کو اپنا نور (اسلام) پورا کرنا ہے اور چاہے برا مانیں کافر -]

اسی صفحے میں ہے :

ع پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا

صفحہ ۲۰۱ کی تلمیحات دیکھیں -

صفحہ ۲۰۶ کا شعر ہے :

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اللہ پاک جس سے چاہے دین کا کام لے لے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۳) میں ہے :

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیم ○

[اور اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف ۔]

اور سورۃ الجمعہ (آیت ۳) میں ہے :

و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ط

[اور اُن میں سے اوروں کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا کرتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

ع نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

سورۃ التوبہ (آیت ۳۲) میں ہے :

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم و یأبی اللہ الآ ان یتم نورہ، ولوکرہ الکفرون ○

[(کافر) چاہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور (لیکن) اللہ بغیر اپنی روشنی پوری کیے ہوئے نہ رہے اور برا مانتے رہیں کافر ۔]

صفحہ ۲۰۷ کا شعر ہے :

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

صفحہ ۲۴ کی تلمیحات دیکھیں ۔

اسی صفحے (۲۰۷) میں ہے :

ع رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی رفعت کے لیے سورۃ الانشراح (آیت ۴) میں فرمایا گیا ہے :

و رفعنا لك ذكرك ٥

[اور ہم نے تمھارے لیے ذکر بلند کر دیا] ۔

اسی لیے علامہ اقبالؒ نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بھی رفعت کی اُمید دلائی ہے ۔

صفحہ ۲۰۸ میں ہے :

ع ماسوا اللہ کے لیے آگ ہو تکبیر تری

لا الٰہ کہنا گویا غیر اللہ سے بغاوت کرنا ہے ۔ قل ھواللہ احد ٥ [آپؐ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے] اسی نکتے کی تشریح کے لیے ہے ۔

اسی صفحے میں ہے :

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا ، لوح و قلم تیرے ہیں

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو آخری وحی (المائدہ ، آیت ۳) میں یہ بشارت دی گئی ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ۔ ۔ ۔

[آج کے دن پورا دے چکا میں تم کو دین تمھارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت ۔]

سورۃ آل عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ٥

[آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، میرے فرماں بردار ہو جاؤ - اللہ تمہیں دوست رکھے گا (جب اللہ دوست رکھے گا تو لوح و قلم اور سب کچھ مل سکتا ہے) -]

صفحہ ۲۱۱ کا شعر ہے :

اہلِ زمیں کو نسخۂ زندگیٔ دوام ہے
خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری

سورۃ الرحمٰن اس طرح شروع ہے :

الرحمٰن ○ علم القرآن ○ خلق الانسان ○ علمہ البیان ○

مولانا احمد رضا خانؒ ان آیات کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :

"رحمٰن نے اپنے محبوبؐ کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان (محمدؐ) کو پیدا کیا - ماکان مایکون کا بیان انھیں سکھایا -"

یہی بیان اور یہی سخنوری انسانی زندگی کو دوام بخشتی ہے - "ماکان مایکون" کے راز حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئے جس کا ذکر علامہ اقبالؒ نے اس کے بعد والی نظم "نویدِ صبح" میں مسلمِ خوابیدہ کو خطاب کرتے ہوئے اور ایک اُمتی کی شان کو ظاہر کرتے ہوئے یوں کیا ہے :

ع اے دلِ کون و مکاں کے رازِ مضمر، فاش ہو

صفحہ ۲۱۲ والی نظم میں "دعا" ہے جس میں ایک مسلمان کو مشکل پسندی، رفعت طلبی، محبت، صداقت، احساس زیاں وغیرہ اوصاف کے ساتھ بیدار کرنا چاہا ہے - اسی نظم کا ایک شعر صفحہ ۲۱۳ میں یہ ہے :

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

سورۃ الشوریٰ (آیت ۳۰) میں ہے :

وما اصابکم من مصیبۃٍ فیما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیرٍ ○

[اور تمھیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے (مصیبت کا احساس بھی ہو تو کام بن جاتے ہیں اور اللہ بھی معاف فرما دیتا ہے) -]

صفحہ ۲۱۷ میں ہے :

ع ذمی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام

چونکہ ذمی سے جزیہ لیا جاتا ہے اس لیے اُس کا مال اور املاک لینا جائز نہیں - اگر وہ جزیہ نہ دیتا تو پھر قتل کیا جاتا -

سورۃ التوبہ (آیت ۳۰) میں ہے :

قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولایحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اُوتوا الکتٰب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدٍ وھم صاغرون ۝

[لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اُس کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے ، یعنی وہ جو کتاب دیے گئے ہیں جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر (جزیہ دینے والے کو خود حاضر ہو کر کھڑے ہو کر پیش کرنا چاہیے) -]

صفحہ ۲۲۱ کا شعر ہے :

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اُس سے اب ناآشنا تیری جبیں !

وہ مسلمانوں ہی کے اسلاف تھے جن کے متعلق سورۃ الفتح (آیت ۲۹) میں ہے :

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ۝

[اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے -]

صفحہ ۲۲۳ کا شعر ہے :

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

ابو لہب (یعنی باطل) اور مصطفویؐ طاقت (یعنی حق) کی جنگ ازل سے ہے - باطل کی شکست کا حال سورۃ اللہب میں شروع سے آخر تک موجود ہے :

تبت یدآ ابی لھبٍ و تب o ما اغنیٰ عنہ مالہ' و ما کسب o سیصلیٰ ناراً ذات لھبٍ o و امراتہ' ط حمالۃ الحطب o فی جیدھا حبل' من مسدٍ o

[ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ - کام نہ آیا اُس کو مال اُس کا اور نہ جو کمایا - اب پہنچے گا لپٹ مارتی آگ میں اور اُس کی جورو - سر پر لیے پھرتی ایندھن - اُس کی گردن میں رسّی ہے مونج کی -]

صفحہ ۲۲۵ کا شعر ہے :

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

سورۃ النساء (آیت ۸۰) میں ہے :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - - - -

[جس نے اطاعت کی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس نے اطاعت کی اللہ کی -]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اُن کی محبت دونوں لازم و ملزوم ہیں - آج بھی چودہ سو سال گزرنے کے باوجود ایک بے عمل اور گناہ گار مسلمان بھی اُن کے نام پر مر مٹنے کو تیار ہے ، تو اُس زمانے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کیا ہوگی ؟

سورۃ اللیل کی آخری آیتیں (۱۷ - ۲۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں کہ جب انھوں نے حضرت بلالؓ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور وہ سمجھے

کہ شاید حضرت بلال رضؓ کا اُن پر کوئی احسان ہوگا جو اس قدر گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے ۔ اللہ پاک نے نفی کی ہے کہ ایسا کوئی احسان نہیں تھا ۔ نیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اتقیٰ اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہونے اور اسلام کے لیے ہر قربانی دینے کے سلسلے میں سورۃ اللیل کی وہ آیتیں یہ ہیں :

و سیجنبھا الاتقی o الذی یؤتی مالہ یتزکیٰ o و ما لاحدٍ عندہ من نعمۃٍ تجزیٰ o الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ o و لسوف یرضیٰ o

[اور (دوزخ کی آگ کو) اُس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے ۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۔]

صفحہ ۲۲۵ میں ہے :

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت ، خود فروشی ، ناشکیبائی ، ہوس ناکی

دولتِ دنیا کی محبت سے یہ فواحش پیدا ہوتی ہیں ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۸) میں ہے :

الشیطٰن یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشآء ۔۔۔

[شیطان تمھیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے فواحش کا ۔]

صفحہ ۲۳۰ میں ہے :

ع کتنی مشکل زندگی ہے ! کس قدر آساں ہے موت !

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ارشاد ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم احسن عملاً

[وہ ذات جس نے پیدا کیا موت اور حیات کو تاکہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (انسانی زندگی اسی جانچ کے لیے ہے) ۔]

صفحہ ۲۳۳ کا شعر ہے:

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

سورۃ البقرہ (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے:

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ٥

[بھلا تم کیونکر اللہ کے منکر ہوگے؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمھیں جِلایا، پھر تمھیں مارے گا، پھر تمھیں جِلائے گا، پھر اُسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔]

اسی آیت کے ذیل میں صفحہ ۲۳۴ کا یہ شعر بھی آ سکتا ہے:

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

صفحہ ۲۳۶ میں ہے:

ع آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

یعنی اللہ کی رحمتیں تیری قبر پر نازل ہوں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ التوبہ (آیت ۸۴) میں کافر کی نماز اور اُس کی قبر پر دعاے مغفرت کرنے سے روکا گیا تھا:

ولا تصل علیٰ احدٍ منھم مات ابداً و لا تقم علیٰ قبرہٖ ط

[اور اُن کافروں میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا۔]

یعنی جو کافر نہ ہو اور مسلمان ہو تو اُس کے لیے نماز جنازہ اور دعاے مغفرت بھی ہے کیونکہ اس طرح اس میت پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

صفحہ ۲۳۷ میں ''شعاعِ آفتاب'' کی زبان سے یہ شعر ہے:

تیرے مستوں میں کوئی جویائے ہشیاری بھی ہے ؟
سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے ؟

سورۃ الانعام (آیات ۹۶ - ۹۷) میں ارشاد ہے :

ان اللہ فالق لحب و النوی ط یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی ط ذٰلکم اللہ فانی تؤفکون o فالق الاصباح و جعل الیل سکناً والشمس والقمر حسباناً ط ذٰلک تقدیر العزیز العلیم o

[بے شک اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور گٹھلی ۔ نکالتا ہے مردہ سے زندہ اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ ۔ یہ ہے اللہ ۔ پھر کہاں پھرے جاتے ہو ؟ پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی ۔ اور رات بنائی آرام کو اور سورج چاند حساب کو ۔ یہ اندازہ رکھا ہے زور آور علیم نے ۔]

صفحہ ۲۴۰ کا شعر ہے :

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیل[۴]
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

اس نظم ''کفر و اسلام'' میں پہلے فرمایا کہ :

ع چھوڑ کر غائب کو تو حاضر کا شیدائی نہ بن

یعنی مسلمان ''یؤمنون بالغیب'' پر ایمان رکھتا ہے ۔ اُس کا خدا نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن اُس کے جلوے ہر جگہ موجود ہیں ۔ علامہ اقبالؒ نے دورِ حاضر کی چمک کو ہیچ قرار دیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے عارضی چمک والوں کو پسِ پشت ڈال دیا تھا ۔ سورۃ الانعام کی آیات (۷۷ سے ۷۹ تک) میں ابراہیم علیہ السلام کے اُن واقعات کا ذکر ہے کہ آپ نے تارے ، چاند اور سورج کے چھپ جانے پر اُن سے قطع نظر کر لی اور پھر غائب (اللہ) کی طرف ہدایت حاصل کی ۔ آیت ۷۷ ہی میں ہے :

لا احب الآفلین o [مجھے خوش نہیں آتے چھپ جانے والے] ۔

صفحہ ۲۴۲ کی نظم ''مسلمان اور تعلیمِ جدید'' میں بھی اسی طرح کے خیالات ہیں ۔

صفحہ ۲۴۱ کا شعر ہے :

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے؟
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے!

سکندرِ رومی فنا ہو گیا لیکن بلال حبشیؓ کو دوام صرف اللہ کی محبت کی وجہ سے حاصل ہے جنھوں نے کافروں کے ہاتھوں سخت تکلیفیں اٹھائیں لیکن اللہ احد کہنا نہ چھوڑا۔

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰاَیها الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیر ○

[اے لوگو، ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے بنایا تاکہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔]

صفحہ ۲۴۴ کا شعر ہے :

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خائی

کوئی قوم جب سو جاتی ہے تو چونکا دینے والے بمشکل کامیاب ہوتے ہیں۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۶) میں ہے :

ساصرف عن آیٰتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق ط و ان یروا کل آیۃٍ لا یؤمنوا بها ج و ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً ج و ان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ط ذٰلک بانهم کذبوا بآیٰتنا و کانوا عنها غافلین ○

[اور میں اپنی آیتوں سے اُنھیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور اگر سب نشانیاں دیکھیں اُن پر ایمان نہ لائیں اور اگر

ہدایت کی راہ دیکھیں اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں ۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اُن سے بے خبر رہے ۔]

صفحہ ۲۴۵ کا شعر ہے :

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی ، طائرِ دیں کر گیا پرواز

اگر جدید تعلیم سے دنیا بے شک مل گئی لیکن عقیدوں میں تزلزل آگیا تو ایسی تعلیم فضول ہے ۔

سورۃ النجم (آیات ۲۸ - ۳۰) میں ہے :

و ما لھم بہ من علم ط ان یتبعون الا الظن ج و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا و لم یرد الا الحیٰوۃ الدنیا o ذٰلک مبلغھم من العلم ط ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ھو اعلم بمن اھتدیٰ o

[اور اُنھیں اس کا کچھ علم نہیں ۔ وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور" بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا ۔ تو تم اُس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اُس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی ۔ یہ ہے اُن کا مبلغِ علم ۔ بے شک تمھارا رب خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بہکا اور خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی ۔]

صفحہ ۲۴۷ کا شعر ہے :

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے

سورۃ التوبہ (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ایسے مجاہدین کے متعلق آیا ہے :

لٰکن الرسول والذین آمنوا معہٗ جاھدوا باموالھم و انفسھم ط و اولٰئک لھم الخیرات و اولٰئک ھم المفلحون o اعد اللہ لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ط ذٰلک الفوز العظیم o

[لیکن رسول اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور اُنھی کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے - اللہ نے اُن کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں - ہمیشہ ان میں رہیں گے - یہی فوزِ عظیم ہے -]

صفحہ ۲۴۸ کا شعر ہے :

اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

صفحہ ۱۶۰، ۱۷۴ اور صفحہ ۲۰۱ کی تلمیحات دیکھیں -

صفحہ ۲۴۹ کا شعر ہے :

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

اس کے لیے بھی صفحہ ۱۶۰، ۱۷۴ کی تلمیحات دیکھیں -

اسی صفحے کا شعر ہے :

رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں
کہ رہی ہے مسلماں سے معراج کی رات

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے :

سبحٰن الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیٰتنا ط انہ ھوالسمیع البصیر o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو (یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو) راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا، جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے عظیم نشانیاں دکھائیں - بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے -]

پھر سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتوں میں معراج شریف کا بیان ہے کہ آناً فاناً زمان و مکان کی تمام منزلیں طے ہوگئیں - حضورِ انور صلی اللہ

علیہ وسلم ، جو بہترین انسان ہیں ، انسان کی بہترین صلاحیتوں کو اُجاگر فرما چکے ہیں -

صفحہ ۲۵۰ کا شعر ہے :

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

مشکل پسندی اور سخت کوشی سے متعلق تلمیحات صفحہ ۴۲ ، ۱۱۴ ، ۱۲۴ ، ۱۶۰ ، ۱۷۸ ، ۱۹۰ ، ۱۹۳ وغیرہ کے اشعار میں آ چکی ہیں -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۴۶) میں انبیا علیہم السلام کے ساتھیوں کے حوصلے اور اُن کی مشکل پسندی کا ذکر آتا ہے :

و کاین من نبیٍ قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ و ما ضعفوا و ما استکانوا ط واللہ یحب الصٰبرین ٥

[اور کتنے ہی انبیا علیہم السلام نے جہاد کیا ، اُن کے ساتھ بہت خدا والے تھے - تو وہ نہ سست پڑے اُن مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں اُنھیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے - اور صبر والے لوگ اللہ کو محبوب ہیں -]

صفحہ ۲۵۲ کا شعر ہے :

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری !

ایمان اصل قوت اور عزت ہے - امیری یا غریبی ایمان کا جز نہیں ، کیونکہ حضرت علیؓ کو گو کہ نانِ شعیر میسر آتی تھی پھر بھی ایمانی قوت سے انھوں نے درِ خیبر کو اُکھاڑ پھینکا تھا -

سورۃ المنافقون (آیت ۸) میں ہے :

و للہ العزۃ و لرسولہٖ و للمؤمنین و لٰکن المنٰفقین لا یعلمون ٥

[اور زور اللہ کا ہے اور اُس کے رسولؐ کا اور ایمان والوں کا ، لیکن منافق نہیں سمجھتے -]

صفحہ ۲۵۳ کا شعر ہے :

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری[1]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کس قدر حضور سے مستفیض ہیں کہ انھیں تفکر، تفقہ اور تدبر وغیرہ کی تمام نعمتیں حاصل ہیں۔ سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں تمام نعمتوں کی تکمیل کا ذکر آتا ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ۔۔۔۔

[آج کے دن میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پوری کی تم پر اپنی نعمت۔]

صفحہ ۲۵۴ کا شعر ہے :

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی!

سورۃ التوبہ (آیت ۲۰) میں ہے :

الذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃً عند اللہ ط و اُولٰئک ھم الفائزون ہ

[جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے تو اُن کو بڑا درجہ ہے اللہ کے نزدیک اور وہی مراد کو پہنچے۔]

اسی صفحے میں یہ شعر آتا ہے :

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی!

صفحہ ۲۲۳ کی تلمیح ملاحظہ ہو۔

۱۔ اس کے بعد صفحہ ۲۵۳ میں ایک نظم ''اسیری'' کے عنوان سے ہے۔ دسمبر ۱۹۱۹ میں جب مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی چار سال کی نظر بندی کاٹ کر کانگرس اور خلافت کے اجلاس میں شریک ہونے کے لیے امرت سر گئے تو وہاں علامہ اقبال نے یہ نظم سنائی۔

صفحہ ۲۵۶ میں ہے :

ع چشم دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب !

سورۃ النور (آیت ۴۴) میں ہے :

یقلب اللہ الیل و النہار ط ان فی ذٰلک لعبرۃً لاولی الابصار ○

[اللہ بدلتا ہے رات اور دن ۔ اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لیے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

"کشتیٔ مسکین" و "جانِ پاک" و "دیوارِ یتیم"
علمِ موسیٰ[ؑ] بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

سورۃ الکہف کی آیات (۶۵ تا ۸۲) میں موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر[ؑ] کے یہ واقعات آتے ہیں ۔ ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے ۔

(موسیٰ علیہ السلام نے) ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (حضرت خضر[ؑ]) پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اُسے اپنا علمِ لدنی عطا کیا ۔ اُس سے موسیٰ[ؑ] نے کہا ، کیا میں تمھارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمھیں تعلیم ہوئی ؟ کہا ، آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اُس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۔ کہا ، عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمھارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا ۔ کہا ، اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۔ اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اُس بندہ نے اُسے چیر ڈالا ۔ موسیٰ[ؑ] نے کہا ، کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو ؟ بے شک یہ تم نے بری بات کی ۔ کہا ، میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ؟ کہا ، مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو ۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکا ملا ۔ اُس بندہ نے اُسے قتل کر دیا ۔ موسیٰ[ؑ] نے کہا ، کیا تم نے ایک ستھری جان

بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی ؟ بے شک تم نے بہت بُری بات کی ۔ کہا ، میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ؟ کہا ، اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا ۔ بے شک میری طرف سے تمھارا عذر پورا ہو چکا ۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے تو اُن دہقانوں سے کھانا مانگا ۔ اُنھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی ۔ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے ۔ اُس بندہ نے اُسے سیدھا کر دیا ۔ موسیٰؑ نے کہا ، تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ۔ کہا ، یہ میری اور آپ کی جدائی ہے ۔ اب میں آپ کو اُن باتوں کا پھیر بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ۔ وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے ۔ تو میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں اور اُن کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی کو زبردستی چھین لیتا ۔ اور وہ جو لڑکا تھا اُس کے ماں باپ مسلمان تھے ، تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ اُن کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے ۔ تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب (لڑکا) عطا کرے ۔ رہی وہ دیوار ۔ وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا اور اُن کا باپ نیک آدمی تھا ، تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا ۔ یہ پھیر ہے اُن باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ۔

صفحہ ۲۵۷ کا شعر ہے :

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰؐ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش !

منافق لوگ ہی مومنوں کو دغا دیتے ہیں ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۹) میں ہے :

یخٰدعون اللہ والذین آمنواۚ و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون ○

[وہ دغا کرتے ہیں اللہ سے اور مسلمانوں سے اور وہ کسی کو دغا نہیں دیتے مگر خود آپ کو ، اور نہیں سمجھتے -]

یہ منافقوں کے متعلق ہے اور مسلمانوں کے لیے یہ بشارت سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۱) میں ہے :

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم جنۃ o

[بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے -]

اسی صفحے (۲۵۷) میں ہے :

ع یہ تگاپوے دما دم ، زندگی کی ہے دلیل

اس کے لیے صفحہ ۴۲ کی تلمیحات ملاحظہ ہوں -

صفحہ ۲۵۸ کا شعر ہے :

وہ سکوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیل[۴]!

صفحہ ۲۴۰ کی تلمیح ملاحظہ ہو -

اسی صفحے کا شعر ہے :

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی !

کبھی زندگی جان سے عبارت ہے اور کبھی جان کو قربان کرنے سے (ابدی) زندگی حاصل ہوتی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیآء و لکن لا تشعرون o

[اور مت کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مردہ ہیں

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں -]

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۹) میں بھی اسی طرح کا مضمون ہے -

صفحہ ۲۵۹ کا شعر ہے :

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی !

آدم خلیفۃ اللہ ہیں - سورۃ البقرہ (۳۰) میں : انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط [مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب] کہا گیا ہے، یعنی انسان کو اللہ کی نیابت اور خلافت حاصل ہے - اس لیے اس کی زندگی ''کن فکاں'' کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بنائی گئی ہے -

اسی صفحے کا شعر ہے :

آشکارا ہے یہ اپنی قوتِ تسخیر سے
گرچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) اور سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں : سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض ہ [اللہ نے مسخر کر دیا تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے] فرما کر انسان کی صلاحیتوں کا اظہار فرمایا ہے -

صفحہ ۳۴ کی آیات بھی دیکھیں -

صفحہ ۲۶۰ کا شعر ہے :

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے !
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۰۲) میں ہے :

اُولٰئک لهم نصیبٌ مما کسبو ط واللہ سریع الحساب ہ

[ایسے لوگوں کو اُن کی کمائی سے نصیب ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ۔]

(''مدارک'' اور ''خازن'' میں ہے کہ اللہ عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا حساب فرمائے گا ۔ تو چاہیے کہ بندے اُس کے ذکر ، دعا اور طاعت میں جلدی کریں ۔)

سورۃ البقرہ (آیت ۷۴) میں یہ بھی فرمایا ہے :

۔ ۔ ۔ و ما اللہ بغافل عما تعملون ○

[اور اللہ تمھارے کرتوتوں سے غافل نہیں ہے (تم غافل ہو) ۔]

اسی صفحے (۲۶۰) میں ہے :

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ ان الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادو گری

سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں ہے :

قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃً ج و کذٰلک یفعلون ○

[(ملکۂ سبا) بولی ، بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اُس کے عزت والوں کو ذلیل ، اور ایسا ہی کرتے ہیں ۔]

صفحہ ۲۶۱ میں ہے :

ع سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے

سورۃ المؤمنون (آیت ۱۱۶) میں ہے :

فتعالی اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم ○

[پس بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ ، کوئی معبود نہیں سوا اُس کے ، عزت والے عرش کا مالک ۔]

اسی صفحے (۲۶۱) میں ہے :

گرمیٔ گفتارِ اعضائے مجالسِ الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری !

اسمبلیاں اور بحث و مباحثہ کے اڈے صرف سرمایہ داروں کی جنگِ زرگری ہے ۔ سورۃ الھمزہ کا ترجمہ اس مقصد کے لیے کافی ہے :

"خرابی ہے اُس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے ، پیٹھ پیچھے بدی کرے ۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا ، کیا یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اس دنیا میں ہمیشہ رہے گا ؟ ہرگز نہیں ، وہ روندنے والی (دوزخ) میں پھینکا جائے گا ۔"

صفحہ ۲۶۴ کا شعر ہے :

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل ؑ
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ابراہیم علیہ السلام کا شہر مکہ (حجاز) عیسائیوں کے ساز باز کا شکار ہو گیا ۔ اس کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی (سورۂ ابراہیم ، آیت ۳۵) :

و اذ قال ابراہیم رب اجعل ھٰذہ البلد آمناً و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام ٥

[اور جب کہا ابراہیم ؑ نے اے رب ، کر دے اس شہر (مکہ) کو امن والا اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتیں ۔]

اسی صفحے میں ہے :

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں طاغوتی طاقت کی عیاری کا ذکر اس طرح آتا ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ۔ ۔ ۔ ۔

[اُن پر شیطان غالب آ گیا تو اُس نے اُنھیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔]

صفحہ ۲۶۵ کا شعر ہے :

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر ! حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

غیر اللہ کے آگے جھکنے اور اُس سے حاجت مانگنے کے لیے منع فرمایا گیا ، کیونکہ مومن کے لیے اللہ کافی ہے ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۳) میں ہے :

و توکل علی اللہ ط وکفیٰ باللہ وکیلاً o

[اور اللہ پر بھروسا رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا ۔]

انبیا علیھم السلام کی شان بھی یہی تھی ۔

اسی سورۃ الاحزاب (آیت ۳۹) میں ہے :

الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ و یخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ ط وکفیٰ باللہ حسیباً o

[وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اُس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا ۔]

(سورۃ النمل ، آیت ۱۸ میں چیونٹی اور سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ وہ کس طرح ان کے لشکر سے بچنے کے لیے چیونٹیوں سے کہتی ہے ۔

اسی صفحے میں ہے :

ع ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات

سورۂ آل عمران کی آخری آیت (جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے) یہ ہے :

یٰاَیھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون o

[اے ایمان والو ! ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور مل جل کر رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے ۔ شاید مراد کو پہنچو ۔]

اسی صفحے (۲۶۵) میں ہے :

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

سورۂ آل عمران (آیت ۱۰۲) میں ارشاد ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ۔۔۔۔

[اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا ۔۔۔۔]

اسی صفحے میں ہے :

جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں مٹ جائے گا
تُرکِ خرگاہی ہو یا اعرابیٔ والا گُہر

اس کے لیے صفحہ ۲۶۱ کی تلمیح ملاحظہ ہو ۔

صفحہ ۲۶۶ کا شعر ہے ۔

تو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج
موجِ مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ

صفحہ ۱۹۴ میں یہ شعر اس صورت میں ہے :

دیکھ لو گے سطوتِ رفتارِ دریا کا مآل
موجِ مضطر ہی اُسے زنجیرِ پا ہو جائے گی !

سلطنتِ برطانیہ کے زوال اور پاکستان کی تشکیل کے لیے یہ دونوں شعر بطور پیش گوئی ہیں (صفحہ ۱۹۴ کے شعر کو اُسی صفحے کی تلمیح کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں) ۔

اسی صفحہ (۲۶۶) کا آخری شعر ہے :

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر لایخلف المیعاد دار

صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۴ کی تلمیحات دیکھیں اور اس شعر میں سورۃ آل عمران کی آیت (۹) کا حوالہ ہے :

ربنا انک جامع الناس لیومٍ لاریب فیہ ط ان اللہ لا یخلف المیعاد o

[اے رب ہمارے ، بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اُس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں - بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا -]

سورۃ الرعد (آیت ۳۱) ، سورۃ الزمر (آیت ۲۰) وغیرہ میں بھی اسی طرح کے الفاظ آتے ہیں -

صفحہ ۲۶۷ کا شعر ہے :

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے (۱۹۲۳)
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

کفر سے جب اسلام کی ٹکر ہوتی ہے تو سوئے ہوئے مسلمان بھی صحیح مسلمان ہو کر کفر کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۸) میں ہے :

ان الذین آمنوا والذین ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ اُولٰئک یرجون رحمت اللہ ط واللہ غفورٌ رحیمٌ o

[بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں ، وہ اُمیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -]

سورۃ الانفال (آیت ۷۴) میں ہے :

والذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا و نصروا اُولٰئک ھم المؤمنون حقاً ط لھم مغفرۃٌ و رزقٌ کریم o

[اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں ، (نیز) وہ لوگ جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی ، وہی ہیں تحقیق مسلمان ۔ ان کو بخشش ہے اور روزی عزت کی ۔]

سورۃ التوبہ (آیات ۷۰ - ۸۸) ، النحل (آیت ۱۱۰) ، العنکبوت (آیت ۶۹) ، الحجرات (آیت ۱۵) وغیرہ میں بھی ایسی بشارتیں آئی ہیں ۔

مذکورہ بالا شعر کے علاوہ یہ شعر پاکستان کی تشکیل کی پیش گوئی معلوم ہوتا ہے :

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی ، ذہنِ ہندی ، نطقِ اعرابی

اور اس کے بعد والے صفحے میں بھی اُمید کی کرن موجود ہے کہ :

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا !۲

صفحہ ۲۶۹ کا شعر ہے :

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو ، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

جب بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے تو اس کا ہاتھ اور اُس کی زبان وغیرہ پھر اُس کی نہیں بلکہ اللہ کی ہوتی ہے ۔

سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے :

فلم تقتلوھم ولٰکن اللہ قتلھم ص و ما رمیت اذ رمیت و لٰکن اللہ رمیٰ ج و لیبلی المؤمنین منہ بلاءً حسناً ط ان اللہ سمیعٌ علیم ٥

[پس تم (مسلمانوں) نے اُنھیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُنھیں قتل کیا اور اے محبوب ؐ وہ خاک جو تم نے پھینکی ، تم نے نہیں پھینکی تھی

۲- صفحہ ۲۷۲ میں ہے :
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے !

بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور اس لیے کہ وہ مسلمان کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے ۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ۔]

اس کے بعد کا شعر ہے :

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں ، وہ کارواں تو ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف (بنی اسرائیل ،آیت ۱ ، سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں) انسانی کمالات کا منتہیٰ ہے ۔

اسی کے بعد ہے :

ع خدا کا آخری پیغام ہے تو ، جاوداں تو ہے !

الیوم اکملت لکم دینکم (سورۃ المائدہ آیت ۳) کی تلمیح ہے ۔ اوپر ذکر آ چکا ہے ۔

اسی کے بعد ہے :

ع تری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے !

ملة ابیکم ابراهیم (سورۃ الحج آیت ۷۸) اور صفحہ ۲۶۳ کی آیت دیکھیں ۔

اسی کے بعد ہے :

ع تری فطرت امیں ہے ممکنات زندگانی کی

صفحہ ۴۲ و صفحہ ۵۵ کے اشعار کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۲۷۰ کا شعر ہے :

سبق پھر پڑھ صداقت کا ، عدالت کا ، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

سورۃ الفتح کی آخری آیت (۲۹) میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں :

محمد رسول اللہ ط والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ترٰهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً ز سیماهم فی وجوههم من

اثر السجود ط ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ج و مثلھم فی الانجیل ج کزرعٍ اخرج شطئہ فآزرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہٖ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار ط وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃً و اجراً عظیماً o

[محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے (صحابہ) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ۔ تو اُنھیں دیکھے گا رکوع کرتے ، سجدے میں گرتے ، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ۔ اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے مجدوں کے نشان سے ۔ یہ اُن کی صفت توریت میں ہے اور اُن کی صفت انجیل میں ہے ۔ جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنی سوئی (کی طرح ایک پتی) نکالی ، پھر اُسے طاقت دی ، پھر دبیز ہوئی ، پھر اپنے بل پر سیدھی کھڑی ہو گئی ۔ کسانوں کو بھی بھلی لگتی تا کہ اُن سے کافروں کے دل جلیں ۔ اللہ نے وعدہ کیا اُن سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے بخشش اور بڑے ثواب کا ۔]

اس آیت میں بعض مفسرین نے معہ' (اخرج شطئہ) سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، اشداء علی الکفار (فآزرہ') سے حضرت عمر فاروقؓ ، رحماء بینھم (فاستغلظ) سے حضرت عثمان غنیؓ اور رکعاً سجداً (فاستویٰ علی سوقہٖ) سے حضرت علیؓ کو مراد لیا ہے ۔ بہر حال صداقت ، عدالت ، حیا اور شجاعت کے فضائل اور خصائل خلفائے راشدینؓ ہی کے ہیں ۔

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض o

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور اُن کو زمین میں خلافت دے گا ۔]

اسی صفحے (۲۷۰) کا شعر ہے :

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی ، نہ ایرانی ، نہ افغانی

اس کے لیے صفحہ ۲۶۱ اور صفحہ ۲۶۵ کی تلمیحات (مع آیات) ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۲۷۱ کا شعر ہے:

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

اصل قوت ایمان ہے جس نے ترکوں کو استحکام بخشا، اور ایمان صرف اللہ کے کرم سے نصیب ہوتا ہے:

ع پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

سورۃ البقرہ (آیت ۱٦۵) میں ہے:

ان القوۃ للہ جمیعاً o [تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔]

سورۃ الاحزاب (آیت ۳) میں ہے:

و توکل علی اللہ ط وکفیٰ باللہ وکیلاً o

[اور اللہ پر بھروسا رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔]

اللہ ہی کے رشتے سے ''زورِ بازو'' پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر اسی صفحے میں ہے کہ:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں!

اسی صفحے (۲۷۱) میں ہے:

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

ایمان کے ساتھ عملِ صالح کا ذکر قرآنِ پاک میں بار بار آیا ہے۔ اور علم و حکمت کا بھی۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲٦۹) میں ہے:

و من یؤت الحکمۃ فقد أوتی خیراً کثیراً o

[اور جس کو حکمت ملی تو خیر کثیر ملی۔]

اور سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ط

[جو لوگ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ اُن کے درجات کو بلند کرتا ہے ۔]

اسی صفحے (۲۷۱) میں ہے :

براہمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

سورۃ الانعام (آیات ۷۷ تا ۸۰) میں ابراہیم علیہ السلام کے واقعات ہیں کہ وہ ستارے ، چاند اور سورج کے ڈوبنے پر اپنی قوم سے فرماتے ہیں :

یٰقوم انی بریء مما تشرکون ٥

[اے قوم میں بیزار ہوں اُن چیزوں سے جنھیں تم (خدا کا) شریک ٹھہراتے ہو ۔]

سورۃ الانبیاء (آیات ۵۱ تا ٦۷) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کا ذکر بھی ہے جس کے بعد اُن کو آتشِ نمرود میں پھینکا گیا تھا ۔

صفحہ ۲۷۲ میں ہے :

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

صفحہ ۲۷۰ میں صحابہؓ کرامؓ کے فضائل سے متعلق سورۃ الفتح کی آخری آیت کا ذکر آ چکا ہے ۔

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط

[وعدہ دیا اللہ نے اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور اُنھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور اُن کے لیے جما دے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔]

اسی صفحے (۲۷۲) میں ہے:

عقابی[۳] شان سے جھپٹے تھے جو بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے!

اہلِ یونان جو برطانیہ کی شہ پر ترکیہ پر جھپٹے تھے وہ بالآخر ذلیل ہوئے اور ایمان کی طاقت غالب ہوئی۔

صفحہ ۲۷۱ کی آیات دیکھیں۔

صفحہ ۲۷۲ ہی کا شعر ہے:

حرم رسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

صفحہ ۲۷۵ کا شعر اور اُس کی تلمیح دیکھیں۔

صفحہ ۲۷۳ کا شعر ہے:

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

صفحہ ۲۶۹ - ۲۷۰ کے اشعار کی تلمیحات ملاحظہ ہوں۔

اسی صفحے میں ہے:

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

۳۔ غالباً عقاب (شاہین) کا لفظ پہلی بار علامہ اقبالؒ نے یہاں استعمال کیا ہے۔ لیکن صرف لغوی حیثیت سے ہے۔ بعد میں اقبال کے یہاں شاہین کا لفظ مسلمانوں کے لیے ایک علامتی نشان بن گیا۔

اگر انسان اپنی خودی اور اپنے مقام کو پہچانے گا تو سمجھ سکے گا کہ وہی رازِ کن فکاں ہے - صفحہ ۱۹۳ کی تلمیح میں عرض کر دیا گیا ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے - اُسی کے ذریعے اللہ کی قدرتِ کاملہ کی ترجمانی ہوتی ہے - صفحہ ۲۵۹ کی تلمیح بھی دیکھیں -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ارشاد ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر والبحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلا o

[اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور اُن کو سوار کر دیا (یعنی مسلط کر دیا) خشکی اور تری پر اور اُن کو روزی دی اچھی اچھی چیزوں سے اور اُن کو بڑی فضیلت دی بہتوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا ہے -]

خدا کی ترجمانی کرنے کے لیے سورۃ النحل (آیت ۳٦) میں ہے :

و لقد بعثنا فی کل امۃٍ رسولاً ان اعبدو اللہ واجتنبوا الطاغوت o

[اور ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے (اور اُس کے ذریعے یہ حکم دیا ہے) کہ اللہ کی عبادت کرو اور اُس سے بغاوت اور سرکشی کرنے والوں سے بچو (یعنی غیر اللہ کے آگے جھکنا انسانی شرافت اور فضیلت کے منافی ہے) -]

اسی صفحے (۲۷۳) میں ہے :

یہ ہندی ، وہ خراسانی ، یہ افغانی ، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اُچھل کر بے کراں ہو جا

صفحہ ۱۴۲ کی تلمیح دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

صفحہ ۲۷۰ کے شعر سے متعلق آیت دیکھیں -

صفحہ ۳۷ کا شعر ہے :

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا o

[اور سکھائے آدم کو نام (تمام اشیا کے) سارے کے سارے -]

سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیتیں ہیں :

الرحمٰن o علم القرآن o خلق الانسان o علمه البیان o

[رحمٰن نے قرآن سکھایا ، انسان کو پیدا کیا اور ما کان ما یکون کا بیان سکھایا -]

پھر سورۃ الفتح کی آخری آیت میں رحماء بینھم o [آپس میں بڑے رحیم ہیں] بھی فرمایا ہے -

اسی صفحے کا شعر ہے :

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے !

سورۃ لقمٰن (آیت ٦) میں ہے :

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علمٍ و یتخذھا ھزواً ط اولٰئک لھم عذابٌ مھینٌ o

[اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو خریدتے ہیں ''باتوں کا کھیل تماشا'' (فضول کام) تاکہ غیرِ علم کے ذریعے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اور اُسے ہنسی مذاق (کا ذریعہ) بنائیں - ایسوں کے لیے سخت ذلت کا عذاب ہے -]

اسی صفحے (۲۷۴) میں ہے:

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

سورۃ النساء (آیت ۲۹) میں ہے:

یٰایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم ولا تقتلوا انفسکم ط

[اے ایمان والو، آپس میں ایک دوسرے کے مال غلط طریقے سے نہ کھاؤ۔ لین دین (مفاد و نفع) آپس کی رضامندی سے ہو اور اپنے آپ کو (یا باہم) قتل نہ کرو۔]

نفع خوری کسی ناجائز طریقے یا فریب یا تدبر سے ہرگز جائز نہیں۔

اسی صفحے میں ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

سورۃ الزلزال (آیات ۷ - ۸) میں ہے:

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ ٥ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ ٥

[پس جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا تو اُسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا تو اُسے دیکھ لے گا۔]

صفحے ۲۷۷ میں ہے:

ع قبضے سے اُمت بیچاری کے دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

سورۂ محمدؐ (آیت ۳۳) میں ہے:

یٰایھا الذین آمنوا اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم ٥

[اے ایمان والو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ضائع مت کرو اپنے اعمال کو۔]

اور جو اطاعت نہیں کرتے ان کے لیے سوۃ البقرہ (آیت ۲۱۷) میں فرمایا :

فاولٰئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ ط

[پس اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوئے ۔]

صفحہ ۲۷۸ کا شعر ہے :

تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مئے مغرب اثر
خندہ زن ساقی ہے ، ساری انجمن بیہوش ہے

اس کے لیے صفحہ ۲۷۳ میں سورۂ لقمٰن (آیت ۶) کی تلمیح دیکھیں ۔

اسی صفحے کا شعر ہے :

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

سورۃ الانبیاء (آیات ۶۸ - ۷۰) میں ہے :

قالوا حرقوہ وانصروا آلھتکم ان کنتم فٰعلین ٥ قلنا یٰنار کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم ٥ و ارادوا بہٖ کیداً فجعلنٰھم الاخسرین ٥

[(کفار) بولے ، اُس (ابراہیمؑ) کو جلا دو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ، اگر کچھ کرتے ہو ۔ ہم نے کہا ، اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ہو جا ابراہیمؑ پر ۔ اور وہ (کفار) چاہنے لگے اُس کو برا ۔ پھر اُنہی کو ہم نے خسارے میں ڈالا ۔]

صفحہ ۲۷۹ میں ہے :

ع سعیِ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات

صفحہ ۲۵۰ کی تلمیحات دیکھیں ، بالخصوص سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۴۶ جو مذکور ہوئی ۔

صفحہ ۲۸۰ کا شعر ہے :

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل ، غارت گرِ ساماں ہو

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۴) میں ارشاد ہے:

زین للناس حب الشهوات من النسآء و البنین و القناطیر المقنطرة من الذهب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث ط ذٰلك متاع الحیٰوة الدنیا ج والله عنده' حسن المآب ○

[رجھایا ہے لوگوں کو مزوں کی محبت پر، عورتیں اور بیٹے اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مویشی اور کھیتی - یہ دنیوی زندگی کی متاع ہے - اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے -]

سورۂ آلِ عمران ہی میں (آیت ۱۸۵) ہے:

و ما الحیٰوة الدنیا الا متاع الغرور ○

[اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کی متاع ہے -]

اسی صفحے (۲۸۰) میں ہے:

ع کبھی اے حقیقتِ منتظر، نظر آ لباسِ مجاز میں

سورۃ الانعام (آیت ۸۰) میں ہے:

و سع ربی کل شیئ ءٍ علماً ط

[پھیل گیا ہے میرا رب ہر چیز پر علم سے -]

اسی سورۃ الانعام (آیت ۱۰۳) میں ہے:

لا تدرکه الابصار و هو یدرك الابصار و هو اللطیف الخبیر ○

[نگاہیں اُس کو نہیں پاتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے - وہ بھید جانتا اور با خبر ہے -]

علامہ اقبالؒ نے اسی لیے "حقیقتِ منتظر" کہا ہے -
صفحہ ۲۸۱ کا شعر ہے:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) میں ہے :

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ط انہ' ھو الغفور الرحیم ٥

[آپ فرما دیں ، اے بندو میرے ، جنھوں نے زیادتی کی اپنی جان پر ، نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے ۔ بے شک اللہ بخشتا ہے تمام گناہ ۔ وہ جو ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان ۔]

صفحہ ۲۸۲ کا شعر ہے :

اے مسلماں ہر گھڑی پیش نظر آیہ' لا یخلف المیعاد رکھ

صفحہ ۲٦٦ کی تلمیحات دیکھیں ۔ اُس صفحے میں اسی شعر کو فارسی میں کہا گیا ہے ۔

اسی صفحے میں ہے :

ع ان وعد اللہ حق' یاد رکھ

سورۂ لقمٰن (آیت ۳۳) میں ہے :

ان وعد اللہ حق' فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ۔ ۔ ۔

[بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۔ پس تم کو نہ بہکا دے دنیا کی زندگی ۔]

قرآن پاک کے متعدد مقامات پر ایسے الفاظ آئے ہیں ۔

صفحہ ۲۸۵ کا شعر ہے :

اس دور میں سب مٹ جائیں گے ، ہاں ! باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں ذریعہ' نجات نہیں ہے ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۸۵) میں ہے :

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ و ھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ٥

[اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارے میں رہے گا -]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۰۷) میں ہے :

وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ٥

[اور نہیں ہے تمھارے لیے سوائے اللہ کے کوئی حامِی اور کوئی مددگار -]

صفحہ ۲۸۹ میں ہے :

ع محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے

اشتراکیت اور سرمایہ داری کی جنگ جاری ہے ، لیکن اشتراکیت (کیمونزم) بھی غلامی سے کم نہیں -

سورۃ النحل (آیت ۷۵) میں ہے :

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیء و من رزقنٰہ منا رزقاً حسناً فھو ینفق منہ سراً و جھراً ط ھل یستون ط الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون ٥

[اللہ پاک ایک مثال بیان کرتا ہے - ایک غلام ہے جو دوسرے کے بس (یا ملکیت میں) ہے - کسی چیز پر اُس کا بس نہیں چلتا - اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا کی ہے اور وہ اُس میں سے چھپا کر اور ظاہر (جیسا بھی موقع ہو) خرچ کرتا ہے - کیا سب برابر ہیں ؟ سب حمد اللہ ہی کے لیے ہے ، بلکہ (یہ وہ بات ہے جسے) ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے -]

کمیونزم میں شخصی ملکیت کو ختم کر کے ایک مرکزی مادی طاقت کے ہاتھ میں سب کچھ دے دیا ہے - ہر شخص اس طاقت کے قانون کے مطابق کام کرتا ہے - روٹی کھاتا ہے اور مادی ضرورتیں پوری کرتا ہے - اس طرح ہر شخص اس مرکزی طاقت کا مملوک غلام ہے جو اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا اور جس کی خودی مردہ ہو چکی ہے -

اسی کے بعد ہے :

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا و قد کنتم بہٖ تستعجلون

سورۂ یونس (آیت ۵۱) میں ہے :

اثم اذا ما وقع آمنتم بہٖ ط آلئٰن و قد کنتم بہٖ تستعجلون o

[کیا پھر جب پڑ چکے گا ، تب یقین کرو گے اس کو ؟ اب قائل ہوئے اور تم تھے اسی کی جلدی کرتے -]

اسی کے بعد ہے :

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

سورۃ الانبیاء (آیت ۹٦) میں ہے :

حتّٰی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدبٍ ینسلون o

[یہاں تک کہ جب کھول دیں یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھیلتے آئیں -]

علامہ اقبال نے یاجوج اور ماجوج[۳] سے اشتراکیت اور سرمایہ دار ملکوں کی جنگ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ دونوں لشکر پھیلتے جا رہے ہیں اور ہر فریق اپنی سازش سے اپنے نظریات کی ترویج میں لگا ہو ہے -

صفحہ ۲۹۱ کا شعر ہے :

حکمِ حق ہے لیس للانسان الا ماسعیٰ
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

سورۃ النجم کی آیت ۳۹ کو اس شعر کے پہلے مصرعے میں نظم کیا

۳- ''مکاتیبِ اقبال'' ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۵۰ میں اقبال نے مولانا سلیمان ندوی سے گزارش کی ہے کہ یا جوج ماجوج پر محققانہ مضمون لکھ دیں -

گیا ہے ، یعنی انسان اُسی چیز کا حق دار ہے جس کے حصول کے لیے وہ جد و جہد کرے ۔

اسی صفحے (۲۹۱) میں ہے :

ع تو نام و نسب کا حجازی ہے ، پر دل کا حجازی بن نہ سکا

اچھا سا نام رکھ لینے سے حجازی (مسلمان) نہیں بن سکتے ۔

سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ০

[اور داخل نہیں ہوا ایمان تمھارے دلوں میں ۔]

دراصل مسلمان کی شان یہ ہے کہ اُس کا ہر عمل اللہ کے لیے ہونا چاہیے۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ০

[آپ فرما دیں کہ بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔]

صفحہ ۲۹۱ ہی کا شعر ہے :

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں ، پر کیا لذت اس رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

بظاہر احساس ہے لیکن اگر عمل کے لیے آمادگی نہ ہو سکی تو سب بیکار ہوگا ۔ موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے مستعدی اور سخت کوشی کا بہت بڑا سبق ملتا ہے ۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہے :

واذ قال موسیٰ لفتٰه لآ ابرح حتّٰی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ০

[اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم کو ، میں باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک ، چلتا جاؤں قرنوں (سالہا سال) ۔]

زبورِ عجم

(پہلی اشاعت ۱۹۲۷)

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں
— بالِ جبریل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبورِ عجم

صفحہ ۲ کا شعر ہے :

وادیٔ عشق بسے دور و دراز است و لے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے[1]

سورۂ بنی اسرائیل شروع ہوتی ہے :

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجد اقصا تک ۔]

اور سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب o

[اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے ۔]

۱۔ ''بالِ جبریل'' میں ہے :
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں

مولانا سید سلیمان ندوی نے ''سیرۃ النبی'' (جلد پنجم ، طبع اعظم گڑھ، ۱۹۵۲) ، صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے :

''اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور وہ سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے ۔ وہ امورِ خیر کی طرف دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے اور شعائرِ الٰہی کی تعظیم سے ان کو معمور کرتا ہے ۔''

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ :

''وہ ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے ۔''

علامہ اقبال کی اصطلاح میں اسی احساس کا نام عشق ہے ۔

صفحہ ۲ میں ہی ہے :

در طلب کوش و مدہ دامنِ اُمید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سرِ را ہے گاہے !

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ماسعیٰ ٥

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جو کوشش کرے ۔]

صفحہ ۴ میں ہے :

سازی اگر حریفِ یمِ بیکراں مرا
با اضطرابِ موج ، سکونِ گہر بدہ

سخت کوشی ہی سے کام یابی ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے یہ سبق ملتا ہے ۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہے :

و اذ قال موسیٰ لفتٰہُ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ٥

[اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلتا جاؤں -]

صفحہ ۵ کا شعر ہے :

عشقِ شور انگیز را ہر جادہ در کوے تو برد
بر تلاشِ خود چہ می نازد کہ رہ سوے تو برد !

صفحہ ۲ میں سورۃ الحج کی آیت (۳۲) کی تشریح دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

درونِ سینۂ ما سوزِ آرزو ز کجاست ؟
سبو ز ماست ، ولے بادہ در سبو ز کجاست ؟

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۶) میں ہے :

وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اُس چیز میں جو تمھیں عطا کی (نیابت الٰہی ، درجات کی بلندی میں کمی بیشی اور آزمائش سب کا تقاضا آرزو مندی ہے) -]

صفحہ ٦ میں ہے :

غزل سراے و نواہاے رفتہ باز آور
باین فسردہ دلاں حرفِ دل نواز آور

ع عطا اسلاف کا سوزِ دروں کر

سورۂ یونس (آیت ٦۲) میں ہے :

الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ۝

[سن لو ۔ بے شک اللہ کے اولیا (قربِ الٰہی رکھنے والوں) پر نہ

کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم ۔]

نواہاے رفتہ اور اسلاف کا سوزِ دروں یہی قربِ الٰہی تھا جس سے موجودہ مسلمان آشنا نہیں ۔

صفحہ ۷ کا شعر ہے :

اے کہ زمن فزودۂ گرمیٔ آہ و نالہ را
زندہ کن از صداے من خاکِ ہزار سالہ را

تیرہ چودہ سو سال والی پرانی اُمت اب بھی زندہ ہو سکتی ہے اگر اُن میں اگلا سا جوش اور ولولہ پیدا ہو جائے ۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۰) میں ہے :

ولقد مکنّٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش ط قلیلاً ما تشکرون o

[اور ہم نے تم کو زمین میں قوت بخشی اور اس میں تمھارے لیے بسر اوقات کے بہت سے ذریعے بنائے ، تم بہت کم شکر کرتے ہو ۔]

دل میں احسان مندی کا جذبہ ہو ، پھر اس جذبے کے مطابق عمل ہو تو وہ صحیح شکر ہے ۔ اے اللہ پاک ! اپنے انعامات کا احساس اور اس کے عمل کا جذبہ ہماری قوم میں پیدا فرما دے ۔

صفحہ ۹ میں ہے :

بہ ضمیرم آن چنان کن کہ ز شعلۂ نواے
دلِ خاکیان فروزم ، دلِ نوریان گدازم

یہاں بھی وہی دعا ہے جو صفحہ ۷ میں اُوپر بیان ہوئی ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۸) میں ہم کو یہ دعا سکھائی گئی ہے :

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک من رحمۃ انک انت الوھاب o

[اے رب ہمارے ! دل ہمارے نہ ٹیڑھے کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر ۔ بے شک تو ہے

بڑا دینے والا -]

اے اللہ میرے مخلصانہ شعر میں ایسا اثر پیدا کر دے کہ لوگ ہدایت پا جائیں -

صفحہ ۱۰ میں ہے :

چہ عجب اگر دو سلطاں بہ ولایتے نہ گنجند
عجب ایں کہ می نگنجد بدو عالمے فقیرے !

ایک ولایت میں دو سلطان اور ایک کمبل میں دو فقیر نہیں سما سکتے - لیکن جو اللہ کا فقیر ہے اُس کے لیے یہ دونوں عالم بھی ناکافی ہیں کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ ہے -

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلك لاٰیٰت لقوم یتفکرون o

[اور تمھارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے سب اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

صفحہ ۱۱ میں ہے :

ع بر سر کفر و دیں فشاں رحمت عام خویش را

اللہ پاک نے بنی آدم کو فضیلت دی ہے -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

ولقد کر منا بنی آدم o

[اور بے شک ہم نے برتری دی آدم کی اولاد کو -]

سورۃ الانعام (آیت ۵۴) میں ہے :

کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ o

[تمھارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے -]

اگر کافر پر بھی رحمت ہو جائے تو وہ ایمان لے آئے -

صفحہ ۱۱ ہی میں ہے :

ریگِ عراق منتظر ، کشتِ حجاز تشنہ کام
خونِ حسین رضؓ باز دہ کوفہ و شامِ خویش را

''بالِ جبریل'' میں ہے :

قافلۂ حجاز میں ایک حسین رضؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوے دجلہ و فرات

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُس آمر (حاکم) کی اطاعت نہیں کی جو اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کرتا ہو - یہی اُن کی شہادت کا پیام ہے - سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اُولی الامر منکم o

[اے ایمان والو ! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اُن کی جو تم میں حاکم ہیں -]

اسی صفحے میں ہے :

دوش بہ راہبر زند ، راہِ یگانہ طے کند
می نہ دہد بدست کس عشق زمامِ خویش را

عشق (تقوی القلوب) خود راہبر ہے - سورۂ آل عمران (آیت ۱۲۰) میں ہے :

و ان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدھم شیئاً ط

[اور اگر تم صبر (ہمت) اور تقویٰ (پرہیزگاری) کیے رہو تو اُن (کفار) کا داؤں تمھارا کچھ نہ بگاڑے گا -]

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم -

[تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے -]

تقویٰ کا معنی خدا کا خوف بھی ہے اور خدا کا خوف رکھنے والا کسی دوسرے کا خوف نہیں کرتا اور نہ غیراللہ کو خاطر میں لاتا ہے۔

صفحہ ۱۲ کا شعر ہے:

نوائے من ازاں پرسوز و بیباک و غم انگیز است
بخاشاکم شرار افتاد و بادِ صبح دم تیز است

اس ''نوائے سحرگاہی'' کی تائید سورۃ المزمل (آیت ۶) سے ہوتی ہے:

ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ و اقوم قیلا o

[بے شک رات کا اٹھنا، وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔]

اور سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے:

و من اللیل فتھجد بہ نافلۃً لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔]

اسی صفحے (۱۲) میں ہے:

ندارد عشق سامانے و لیکن تیشہ دارد
خراشد سینۂ کہسار و پاک از خونِ پرویز است

صفحہ ۲-۳ کی آیات دیکھیں۔

صفحہ ۱۴ میں ہے:

دلِ زندۂ کہ دادی بہ حجاب در نسازد
نگہے بدہ کہ بیند شررے بہ سنگِ خارا

اس کے لیے بھی صفحہ ۲-۳ کی آیات دیکھیں۔

صفحہ ۱۵ میں ہے:

بشکوہِ بے نیازی ز خدایگاں گذشتم
صفتِ مہِ تمامے کہ گذشت بر ستارہ

جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

و لا تدع مع اللہ الٰھاً آخر لا الٰہ الا ھو ۔

[اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ ٹھہراؤ ۔ کوئی خدا نہیں سوائے اُس کے ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶۵) میں ہے :

ان القوۃ للہ جمیعاً [اس لیے کہ ساری قوت صرف اللہ کو ہے] ۔

صفحہ ۱٦ میں ہے :

مردہ خاکیم و سزاوارِ دلِ زندہ شدیم !
ایں دلِ زندہ و ما ! کارِ خدا سازے ہست

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھیدٌ ○

[بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو ۔]

زندہ دل ہی نصیحت حاصل کر سکتا ہے اور عمل کے لیے آمادہ ہو سکتا ہے ۔

صفحہ ۱٦ ہی میں ہے :

تکیہ بر عقلِ جہاں بینِ فلاطوں نہ کنم
در کنارم دلکے شوخ و نظر بازے ہست

افلاطون نے اپنے استاد سقراط کی طرح اس بات کا اقرار کیا کہ انسان اس کائنات کی اشیا کا علم اس لیے حاصل نہیں کر سکتا کہ وہ ہر وقت متغیر ہوتی رہتی ہیں ۔ چنانچہ اُس کے نظریے کے مطابق جو کچھ دنیا میں نظر آتا ہے وہ لائقِ اعتبار نہیں ۔ البتہ اعیان (ideas) کا علم حقیقی ہو سکتا ہے ۔ گویا اُس نے عالمِ موجودات کا انکار اور عالمِ غیرمحسوس

کا اثبات کیا ۔ اس فلسفے کی وجہ سے مسلمانوں میں بے عملی پیدا ہوئی اور مسلمانوں کے بعض صوفیہ نے نفیِ خودی کے راگ الاپے ، حالانکہ اللہ پاک نے اس عالمِ موجودات کو برتنے اور استعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم فی الارض جمیعاً ○

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔]

موجودات کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے نظرباز دل کی ضرورت ہے جس کا ذکر ابھی سورۂ ق کی آیت (۳۷) میں آیا ہے ۔

صفحہ ۱۷ کا شعر ہے :

ہستی و نیستی از دیدن و نادیدنِ من !
چہ زمان و چہ مکان شوخیٔ افکارِ من است

سوۃ الذٰریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

اسی صفحے میں ہے :

از فسون کاریٔ دل ، سیر و سکون ، غیب و حضور
این کہ غماز و کشائندۂ اسرارِ من است

سیر و سکون اور غیب و حضور ، صوفیہ کی اصطلاحات ہیں ۔ سیر الی اللہ کے لیے سورۃ المعارج کی آیت (۴) اساس ہے :

تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یومٍ کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃٍ ○

[ملائکہ اور جبرئیل علیہ السلام اُس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں اُس دن میں کہ جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے (یہ نہ ہو تو سکون ہے) ۔]

غیب و حضور کے لیے ''المنح المدنیہ'' میں ہے :

الغیبة اشتغال الحس بما ورد علیه من علم احوال الخلق والحضور کونه حاضراً بالحق ۔

[غیبت یعنی حواسِ انسانی کا احوالِ خلق کی طرف متوجہ ہونا اور حضور یعنی خود کو خدا کے روبرو موجود سمجھنا ۔]

سورۃ الزمر (آیت ۲۲) میں ہے :

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نورٍ من ربہٖ ○

[تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (یعنی یقین و ہدایت پر) ۔]

حدیث ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ! سینے کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے ؟ فرمایا ، کہ جب نور قلب میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھلتا ہے اور اس میں وسعت ہوتی ہے ۔ صحابہؓ نے عرض کیا ، اس کی کیا علامت ہے ؟ فرمایا ، دارالخلود کی طرف متوجہ ہونا اور دار الغرور (دنیا) سے دور رہنا اور موت کے لیے اُس کے آنے سے قبل آمادہ ہونا ۔

صفحہ ۱۸ کا شعر ہے :

عالم آب و خاک را بر محکِ دلم بسائے
روشن و تارِ خویش را گیر عیار ایں چنیں

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ ہی کو اصل عیار قرار دیا گیا ہے ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۲۱) میں ہے :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃٌ حسنۃٌ ○

[بے شک تمہارے لیے ہے سیکھنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اُسوۂ حسنہ ۔]

صفحہ ۱۹ میں ہے :

برون کشید ز پیچاکِ ہست و بود مرا
چہ عقدہ ہا کہ مقامِ رضا کشود مرا۲

سورۃ المائدہ (آیت ۱۶) میں ہے :

یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ' سبل السلٰم و یخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہ ویھدیھم الیٰ صراطٍ مستقیم ٥

[اللہ اس (قرآن) سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی رضا پر چلا ، سلامتی کے ساتھ ، اور اُنھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور اُنھیں سیدھی راہ دکھاتا ہے -]

صفحہ ۲۰ کا شعر ہے :

ہر دو بمنزلے رواں ، ہر دو امیرِ کارواں
عقل بحیلہ می برد ، عشق برد کشاں کشاں

فلسفہ بھی ایک راہ دکھاتا ہے جس میں حیلے اور گتھیاں ہیں لیکن عشق منزل مقصود کی طرف (جوش اور ولولے کی وجہ سے) کشاں کشاں لے جاتا ہے - ''بانگِ درا'' میں کہا ہے :

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق کی سخت کوشی سے متعلق صفحہ ۴ میں سورۃ الکہف کی آیت

۲- اسی غزل میں ہے :
ع پیالہ گیر ز دستم کہ رفت کار از دست
صفحہ ۳۷ میں بھی ہے :
ع چنگ را گیرید از دستم کہ کار از دست رفت
اسی طرح سودا کہتے ہیں :
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

(۶۰) دیکھیں - موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بھی فرمایا تھا :

ان کنتم آمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین ٥ (سورۂ یونس آیت ۱۰) -

[اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اُسی پر بھروسا کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو (تقوی القلوب والے لوگ اللہ پر کامل تو کل رکھتے ہیں اور منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہیں) -]

صفحہ ۲۱ میں ہے :

نہ کنم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم
بہ سراغِ صبحِ فردا روشِ زمانہ دارم

جو گزر چکا اُسے اب کیا دیکھنا ؟ آئندہ کل کے لیے کوشش کرنا چاہیے -

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

یآیہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ واتقوا اللہ ط

[اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے آگے کیا بھیجا اور اللہ سے ڈرو -]

اسی صفحے (۲۱) میں ہے :

یمِ عشق کشتیِ من ، یمِ عشق ساحلِ من
نہ غمِ سفینہ دارم ، نہ سرِ کرانہ دارم

عشق تو مسلسل کوشش اور پیہم جستجو سے کام لیتا ہے ، آرام اور سہارے کی اُسے ضرورت نہیں -

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا (السعی منی والاتمام من اللہ) -]

صفحہ ۲۲ کا شعر ہے :

رہے بمنزلِ آن ماہ سخت دشوار است
چناں کہ عشق بدوشِ ستارہ می گزرد

ع عشق تمام مصطفیٰؐ ، عقل تمام بولہب (''بالِ جبریل'')

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ستاروں سے آگے عرش تک پہنچے ۔
سورۃ النجم (آیت ۹) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o

[تو اُس جلوے اور اُس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۔]

صفحہ ۲۳ میں ہے :

بر عقلِ فلک پیما ترکانہ شبیخوں بہ
یک ذرۂ دردِ دل از علمِ فلاطوں بہ

صفحہ ۱٦ میں افلاطون کا نظریہ مذکور ہے اور وہیں آیت (البقرہ ، ۲۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۲۳ ہی میں ہے :

آں فقر کہ بے تیغے صد کشورِ دل گیرد
از شوکتِ دارا بہ ، از فرِّ فریدوں بہ

جو اللہ کا محتاج ہوتا ہے وہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا ۔
صفحہ ۱۵ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۲۴ میں ہے :

با مسلماں را مدہ فرماں کہ جاں برکف بنہ
یا دریں فرسودہ پیکر تازہ جانے آفریں
یا چناں کن یا چنیں !

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں حکم ہے :

و جاھدوا فی اللہ حق جہادہٖ ط ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ط

[اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا ۔ اُس نے تمھیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۔]

مسلمانوں کے فرسودہ پیکر میں تازہ جان پیدا ہو سکتی ہے اگر وہ صحیح مسلمان بن جائیں ۔

اسی سورۃ کی اسی آیت میں آگے آتا ہے :

واعتصموا باللہ ط ھو مولٰکم فنعم المولیٰ و نعم النصیر ٥

[اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو ۔ وہ تمھارا مولیٰ ہے ۔ تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے !]

صفحہ ۲۶ کا شعر ہے :

عقل ہم عشق است و از ذوقِ نگہ بیگانہ نیست
لیکن ایں بیچارہ را آں جرأتِ رندانہ نیست

"ذوقِ نگاہ" رکھنے والی عقل ایسی سوچ سکھاتی ہے جس کا ذکر سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۰) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات والارض و اختلاف الیل و النہار لآیٰتٍ لاولی الالباب ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے باہم اختلاف میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے (جن کی عقل کدورت سے پاک ہو اور جو تخلیقِ عالم کو اعتبار و استدلال سے دیکھیں) ۔]

لیکن ایسے عقل مندوں کے لیے بھی "جرأتِ رندانہ" یعنی عمل کی ضرورت ہے ۔ اللہ پاک نے اسی سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۵) میں فرمایا ہے :

لا اُضیع عمل عاملٍ منکم ٥

[میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا -]

صفحہ ۲۶ ہی میں ہے :

ہر زماں یک تازہ جولاں گاہ می خواہم ازو
تا جنوں فرمائے من گوید دگر ویرانہ نیست

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں اللہ پاک اپنا عمل بیان فرماتا ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ ٥ [اُسے ہر دن ایک کام ہے -]

پھر سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

لا تاخذہٗ سِنَۃٌ ولا نومٌ ط [اُسے نہ اونگھ آئے اور نہ نیند -]

جب اللہ پاک ایسا (عمل والا) ہے تو پھر اُس کے خلیفہ اور نائب کو بھی ہر وقت آمادۂ عمل ہونا چاہیے -

صفحہ ۲۷ کا شعر ہے :

سوز و گداز زندگی لذتِ جستجوے تو
راہ چو مار می گزد گر نہ روم بسوے تو

سورۂ فصلت (آیت ۵۳) میں ہے :

سنریھم اٰیٰتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انہ الحق ط اولم یکف بربك انہٗ علی کل شیءٍ شھیدٌ ٥

[ابھی ہم اُنھیں اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود اُن کے آپے میں حتیٰ کہ اُن پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے - کیا تمھارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ؟]

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

سینہ کشادہ جبرئیل از برِ عاشقاں گزشت
تا شررے باو فتد آتشِ آرزوے تو

سورۃ النجم کی آیات (۵ تا ۷) میں جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے جب وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے تھے ۔ اُن کا وہاں تشریف لے جانا گویا عشق سے تعلق رکھتا ہے ۔

اسی صفحے (۲۷) میں ہے :

من بتلاشِ تو روم یا بتلاشِ خود روم
عقل و دل و نظر ہمہ گم شدگانِ کوے تو

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسو اللہ فانسٰھم انفسھم ٥

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنھیں اُن کی جانیں بھلا دیں (کہ وہ اپنے فائدے کے کام کر لیتے) ۔]

یعنی جس نے اللہ کو بھلا دیا اُس نے خود کو بھلا دیا ، گویا جس نے اللہ کو جان لیا اُس نے خود کو پہچان لیا ۔

صفحہ ۲۸ میں ہے :

ع مکدر کرد مغرب چشمہ ہاے علم و عرفاں را

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اُولٰئک حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ٥

[اُن پر شیطان غالب آ گیا ۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے ۔ یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اُٹھانے والی ہے ۔]

صفحہ ۲۸ ہی میں ہے :

ع خرد نالاں کہ ما عندی بتریاقٍ ولا راق

صفحہ ۱۶ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۲۹ کا شعر ہے :

او بہ یک دانۂ گندم بہ زمینم انداخت
تو بہ یک جرعۂ آب آن سوے افلاک انداز

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم لبعضٍ عدوٌ ولکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ٥

[پس شیطان نے اس (جنت) سے اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انھیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا ، نیچے اُترو ، آپس میں ایک تمھارا دوسرے کا دشمن اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے -]

ع تو بہ یک جرعۂ آب آن سوے افلاک انداز

اللہ پاک اپنے بندے کو آسمانوں سے پرے بھیج سکتا ہے - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے قریب پہنچ گئے کہ

فکان قاب قوسین او ادنیٰ (سورۃ النجم ، آیت ۹) -

[تو اُس جلوے اور اس محبوبؐ کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم -]

صفحہ ۲۹ ہی میں ہے :

ع حکمت و فلسفہ کرد است گران خیز مرا

حکمت اور فلسفہ سوچنا تو سکھاتا ہے لیکن عمل کے لیے آمادہ نہیں کرتا - اس کے لیے صفحہ ۱۶ کی آیت دیکھیں اور عشق کے لیے صفحہ ۲-۳ کی آیتیں دیکھیں -

اسی صفحے (۲۹) میں ہے :

می تواں ریخت در آغوشِ خزاں لالہ و گل
خیز و بر شاخِ کہن خونِ رگِ تاک انداز

اے اللہ ، تو چاہے تو خزاں میں بھی بہار آ سکتی ہے اور قوم پھر زندہ ہو سکتی ہے -

سورۃ الانعام (آیت ۹۶) میں ہے :

ان اللہ فٰلق الحب والنوٰی ط یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی ط

[بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے ، زندہ کو مردہ سے نکالنے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا -]

سورۂ یٰسین کی آیات ۳۳ تا ۳۵ دیکھیں -

صفحہ ۳۰ کا شعر ہے :

چو خس از موج بر بادے کہ می آید زجا رقتم
دلِ من از گماں ہا در خروش آمد ، یقینے دہ

سورۃ الحجرات (آیت ۱۵) میں ہے :

انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہٖ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ ط اُولٰئك ھم الصّٰدقون ۝

[ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے ، پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ، وہی سچے ہیں -]

صفحہ ۳۱ میں ہے :

گہے رسم و رہِ فرزانگی ذوقِ جنوں بخشد
من از درسِ خرد منداں گریباں چاک می آیم !

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹۰) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات والارض و اختلاف الیل والنہار لآیٰت لاولی الالباب ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے باہم اختلاف میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے -]

صحیح عقل والوں میں اللہ کی پہچان پیدا ہوتی ہے اور عمل کی توفیق بھی -

صفحہ ۳۲ کا شعر ہے :

دلِ بے قیدِ من با نورِ ایماں کافری کردہ
حرم را سجدہ آوردہ ، بتاں را چاکری کردہ

ہماری مثال اُن منافقوں جیسی ہے جن کا ذکر سورۃ البقرہ (آیت ۱۴) میں ہے :

و اذا لقوا الذین آمنوا قالوآ آمنا و اذا خلو الیٰ شیٰطینھم قالوآ انا معکم - - - -

[اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں -]

صفحہ ۳۳ میں ہے :

اگر کاوی درونم را خیالِ خویش را یابی
پریشاں جلوۂ چوں ماہتاب اندر بیابانے !

میں لاکھ بے عمل سہی لیکن اے اللہ ! تیرا عطا کیا ایمان میرے دل کے اندر جاگزیں ہے -

صفحہ ۳۰ کی آیت دیکھیں -

صفحہ ۳۴ میں ہے :

مرغِ خوش لہجہ و شاہینِ شکاری از تست
زندگی را روشِ نوری و ناری از تست

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں اشدآء علی الکفار [کافروں پر بھاری] اور رحماء بینھم [آپس میں رحم دل] فرمایا گیا ہے۔ سورۃ المائدہ (آیت ۵۴) میں ارشاد ہے :

اذلۃٍ علی المؤمنین اعزۃٍ علی الکٰفرین ۔

[مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ۔]

یہ اللہ کے پیاروں کی خوبیاں ہیں جن پر اللہ پاک کی قہاری اور رحیمی کا پرتو ہے ۔

صفحہ ۳۵ میں ہے :

خوشتر ز ہزار پارسائی گاہے بطریقِ آشنائی

آشنائی اور محبت در اصل اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے جو ظاہری پارسائی سے افضل ہے ۔

سورۃ الزمر (آیت ۱۴) میں ہے :

قل اللہ اعبد مخلصاً لہ' دینی ○

[آپ فرما دیں ، میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں نرا اُس کا بندہ ہو کر] ۔

اسی صفحے میں ہے :

ما را ز مقامِ ما خبر کن مائیم کجا و تو کجائی ؟

اللہ پاک نے ہم کو اپنا نائب بنایا ہے (الانعام ، ۱۶۶) ۔ تو اے اللہ ہم کو اس مقام کے پہچاننے کی توفیق عطا فرما تاکہ ہم اسی منصب کے مطابق عمل کریں ۔

صفحہ ۳۶ میں ہے :

بر جہانِ دلِ من تاختنش را نگرید کشتن و سوختن و ساختنش را نگرید

رومی نے کہا تھا :

حاصلِ عمر از سہ سخن بیش نیست خام بدم ، پختہ شدم ، سوختم

اقبال نے بھی دل کے سوختن میں ساختن کے لیے وسعتیں ظاہر کی ہیں ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

مشقت اٹھانے ہی میں انسان کی زندگی ہے اور بے عملی میں اُس کی موت ہے ۔

صفحہ ۳۷ کا شعر ہے :

کجاست برقِ نگاہے کہ خانماں سوزد !
مرا معاملہ با کشت و حاصل است ہنوز

ہماری کوشش کو نتیجے سے تعلق نہیں ہونا چاہیے ۔ کوشش ہی ہمارا مقصد ہے اور کوشش ہی ہماری زندگی کا ثبوت ہے ۔ صفحہ ۲۱ کا شعر اور اُس کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۳۸ میں ہے :

دمے آسودہ با درد و غمِ خویش دمے نالاں چو جوے کوہساراں

دل کو درد و غم ہی پسند ہے اور جوے کوہسار کی طرح رونا بھی اُسے راس آتا ہے ۔ یہ سب اُس کی بیداری کی علامت ہے ۔

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان قلبٌ او القی السمع وھو شھید ٥

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو ۔]

صفحہ ۳۹ میں ہے:

ازل تاب و تبِ پیشینۂ من   ابد از ذوق و شوقِ انتظارم

انسان ازل میں بھی تھا اور ابد تک رہے گا۔ سب کچھ اُسی کے لیے ہے جیسا کہ سورۂ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے:

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ہ

[وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔]

اور سورۂ ق (آیت ۳۳) میں ایسے دل والے کے لیے آخرت کی راحتیں بیان کی گئی ہیں:

من خشی الرحمٰن بالغیب و جآء بقلبٍ منیبٍ ہ

[جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا۔]

صفحہ ۴۰ کا شعر ہے:

از من بروں نیست منزل گہِ من   من بے نصیبم، راہے نیابم

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے:

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے (تو اللہ نے اُنھیں بلا میں ڈالا کہ) اُنھیں اپنی جانیں یاد نہ رہیں (یعنی اللہ کو بھول جانے والا خود کو بھلا دیتا ہے اور اُس کو جاننے والا خود کو جان سکتا ہے)۔]

صفحہ ۴۱ میں ہے:

بجلالِ تو کہ در دل دگر آرزو نہ دارم
بجز ایں دعا کہ بخشی بہ کبوتراں عقابی!

اے اللہ تجھ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ قوم کے لوگوں میں عقابی شان پیدا ہو جائے اور وہ اس مقام پر پہنچ جائیں جس کے لیے فرمایا گیا

ہے (سورۂ لقمٰن ، آیت ۲۰) :

الم تروا ان اللہ سخرلکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہٗ ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مسخر کر دیا تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور تمھیں بھرپور دے دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور پوشیدہ ؟]

صفحہ ۲۴ میں ہے :

چہ بگویمت ز جانے کہ نفس نفس شمارد
دمِ مستعار داری ؟ غمِ روزگار داری ؟

اللہ پاک کی شان ہے کہ : کل یومٍ ھو فی شانٍ (الرحمٰن آیت ۲۹) [اُسے ہر دن ایک کام ہے] - پھر اُس کا نائب کیوں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے اور کیوں نہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے ؟

صفحہ ۴۳ میں ہے :

مقامِ بندگی دیگر ، مقامِ عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ می خواہی ! ز خاکی بیش ازاں خواہی

فرشتے ہر وقت طاعت اور عبادت میں ہیں لیکن انسان اس کے علاوہ عشق اور عمل کے لیے بھی ہے -

(سورۃ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

واللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکوا منھا سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اُس کے وسیع راستوں میں چلو (یہ وسعتیں عمل ہی کے لیے رکھی گئی ہیں) -]

صفحہ ۴۴ کا شعر ہے :

تو در ہوائے آں کہ نگہ آشنائے اوست
من در تلاش آں کہ نتابد نگاہ را !

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے:

و فی الارض آیت للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

اور اقبال ہمہ وقت اُسی کی طرف لَو لگائے رہنا چاہتے ہیں جیسا کہ سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ارشاد ہے:

ان فی ذٰلك لذکری لمن کان قلبٌ او القی السمع و ھو شھید o

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔]

صفحہ ۴۴ ہی میں ہے:

بدہ آں دل کہ مستی ہاے او از بادۂ خویش است
بگیر آں دل کہ از خود رفتہ و بیگانہ اندیش است

سورۂ ق (آیت ۳۷) کی آیت اوپر آئی ہے۔ اقبال ایسا ہی دل چاہتے ہیں۔ صفحہ ۴۵ میں ہے:

کفِ خاک برگ و سازم بہ رہے فشانم او را
بہ امیدِ ایں کہ روزے بہ فلک رسانم او را

انسان بے شک مٹی سے پیدا ہوا ہے لیکن اس کے اندر ایسی صلاحیتیں ودیعت ہیں جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو مسخر کر سکتی ہیں۔ صفحہ ۱۴ کی آیت (لقمٰن ، ۲۰) دیکھیں۔

صفحہ ۴۵ ہی میں ہے:

بحضورِ تو اگر کس غزلے ز من سراید
چہ شود اگر نوازی بہ ہمیں کہ "دانم او را"

بندے کے لیے اس سے بڑھ کر کیا خوشی اور فخر ہو سکتا ہے کہ

اُس کا آقا یہ فرما دے کہ "ہاں وہ میرا ہے"! ایسے ہی خوش نصیب شخص کے لیے سورۂ ق (آیت ۳۳) کی بشارت ہے جو صفحہ ۳۹ کے شعر کے بارے میں آ چکی ہے۔

صفحہ ۴۶ میں ہے:

ع ایں دل کہ مرا دادی لبریزِ یقیں بادا

صفحہ ۴۴ میں سورۂ ق کی آیت (۳۷) دیکھیں۔

صفحہ ۴۶ میں ہی ہے:

شوق اگر زندۂ جاوید نباشد عجب است
کہ حدیثِ تو دریں یک دو نفس نتواں گفت

سورۃ النحل (آیت ۹۶) میں ہے:

ما عندکم ینفد وما عنداللہ باقٍ ط و لنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون o

[جو تمھارے پاس ہے وہ ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو اُن کا صلہ دیں گے جو اُن کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو (اللہ کی محبت اور اُس کا ذکر ابدی ہے)۔]

صفحہ ۴۷ کا شعر ہے:

آنچہ من در بزمِ شوق آوردہ ام دانی کہ چیست
یک چمن گل، یک نیستاں نالہ، یک خمخانہ مے!

میرا کلام عشق و مستی سے لبریز ہے۔ سحر خیزی نے سحر آفرینی پیدا کر دی ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے:

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔]

سورۂ مریم (آیت ۹۶) میں بھی یہی بشارت ہے:

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودآ o

[بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کر دے گا (دوسرے لوگ بھی شوق اور محبت سے ایسے لوگوں کر دیکھیں گے اور اُنھیں قبولِ عام ہوگا کیونکہ اُن کی باتوں میں بھی محبت کا پیام ملتا ہے) ۔]

صفحہ ۴۸ میں ہے:

ع ہر چند زمیں سائیم بر تر ز ثریائیم

انسان خاک پر رہتا ہے لیکن مسجودِ ملائک ہے اور ثریا سے بہت بلند جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کتنے بلند تشریف لے گئے کہ:

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o (سورۃ النجم ، ۹) ۔

[تو اُس جلوے اور اس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۔]

اسی صفحے میں ہے:

شایانِ جنونِ ما پہنائے دوگیتی نیست
ایں راہگذر ما را ، آں راہگذر ما را !

اس کے لیے اوپر والی آیت (النجم ، ۹) ملاحظہ ہو۔

صفحہ ۹۴ میں ہے:

خاور کہ آسماں بہ کمندِ خیالِ اوست
از خویشتن گسستہ و بے سوزِ آرزوست

• • •

فکرِ فرنگ پیشِ مجاز آورد سجود
بینائے کور و مستِ تماشائے رنگ و بوست!

سورۃ النجم (آیات ۳۰ - ۳۱) میں ہے:

ذٰلک مبلغھم من العلم ط ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہٖ وھو اعلم بمن اھتدیٰ o وللہ ما فی السمٰوات وما فی الارض لیجزی الذین اساء و بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ o

[یہاں تک اُن کے علم کی پہنچ ہے - بے شک تمھارا رب خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی - اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، تا کہ بُرائی کرنے والوں کو اُن کے کیے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ دے -]

مشرق والے بے سوز ہیں اور مغرب والے بے ذوق ہیں -

صفحہ ۵۱ میں ہے:

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوے تابدار را

اے اللہ، ہم کو اپنے سے زیادہ قریب کر لے - اللہ پاک کے آگے جھکنے سے اور غیر اللہ سے اعراض کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے -

سورۃ العلق (آیت ۱۹) میں ہے:

و اسجد و اقترب -

[اور (ہم کو) سجدہ کرو اور (ہم سے) قریب ہو جاؤ -]

اقبال نے اللہ میں زیادہ کشش کے لیے اللہ سے دعا کی ہے -

صفحہ ۵۱ ہی میں ہے:

تیشہ اگر بسنگ زد ایں چہ مقامِ گفتگو است
عشق بدوش می کشید ایں ہمہ کوہسار را!

اہلِ عشق کے سامنے بڑی سے بڑی مشکل ہیچ ہے ۔ صفحہ ۴ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) کا حوالہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی سخت کوشی کا ذکر ہے ۔ گویا اُن کا عمل ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے ۔

صفحہ ۵۲ کا شعر ہے :

جانم در آویخت با روزگاراں — جوے است نالاں در کوہ ساراں!

صفحہ ۴۷ کی آیتیں یہاں بھی کافی ہوں گی ۔

صفحہ ۵۳ میں ہے :

مہ و انجم از تو دارد گلہ ہا ، شنیدہ باشی
کہ بخاکِ تیرۂ ما زدۂ شرارِ خود را

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات و الارض و الجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا و حملھا الانسان ط انہ' کان ظلوماً جھولاً o

[بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اُٹھا لیا ۔ بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔]

یا سورۃ الحجر (آیات ۲۹ - ۳۱) میں ہے :

فاذا سویتہ' و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ' سٰجدین o فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون o الا ابلیس ط ابی ان یکون مع السّٰجدین o

[پس جب میں اُسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اُس کے لیے سجدے میں گر پڑنا ۔ تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے ، سوا ابلیس کے ۔ اُس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا ۔]

صفحہ ۵۴ میں ہے :

کجا نورے کہ غیر از قاصدی چیزے نمی داند
کجا خاکے کہ در آغوش دارد آسمانے را!

فرشتہ اللہ کا پیغام لاتا ہے اور بس۔ انسان آسمانوں پر بھی قبضہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ صفحہ ۱۴ میں سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) دیکھیں۔

صفحہ ۵۵ کا شعر ہے :

چند بروے خود کشی پردۂ صبح و شام را
چہرہ کشا تمام کن جلوۂ ناتمام را

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۱۲) میں ہے :

و جعلنا الیل و النہار آیتین فمحونآ آیة الیل و جعلنا آیة النہار مبصرةً ٥

[اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے والی (یعنی روشن کہ اس میں سب چیزیں نظر آئیں)۔]

اقبال نے اللہ کے جلوے کو دیکھنا چاہا ہے جو اُس کی آیات میں موجود ہے ورنہ :

لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر ٥ (الانعام ، آیت ۱۰۴)۔

[آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اُس کے احاطے میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن ، پورا خبردار۔]

صفحہ ۵۵ ہی میں ہے :

عقل ورق ورق بگشت عشق بہ نکتہٗ رسید
طائرِ زیرکے برد دانہٗ زیرِ دام را

صفحہ ۲۰ کی آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۵۵ ہی میں ہے:

نغمہ کجا و من کجا! سازِ سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را!

اقبال اپنی قوم کو قرآن کے ذریعے صحیح راہ دکھانا چاہتے ہیں۔ یہ قرآن اُن کے کلام میں جگہ جگہ موجود ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے:

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجراً کبیراً o

[بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔]

صفحہ ۵۶ میں ہے:

درونِ سینۂ ما دیگرے! چہ بوالعجبی ست!
کرا خبر کہ توئی یا کہ ما دو چارِ خودیم!

صفحہ ۴۰ میں سورۃ الحشر کی آیت (۱۹) دیکھیں۔

صفحہ ۵۷ کا شعر ہے:

تو ز راہِ دیدۂ ما بضمیرِ ما گزشتی
مگر آنچنان گزشتی کہ نگہ خبر ندارد

صفحہ ۵۵ میں سورۃ الانعام کی آیت (۱۰۴) دیکھیں۔

صفحہ ۵۷ ہی میں ہے:

قدحِ خرد فروزے کہ فرنگ داد ما را
ہمہ آفتاب لیکن اثر سحر ندارد!

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۲) میں ہے :

زین للذین کفروا الحیٰوۃ الدنیا و یسخرون من الذین آمنوا o

[کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور وہ مسلمانوں پر ہنستے ہیں ۔]

صفحہ ۵۸ میں ہے :

عزمِ مارا بہ یقیں پختہ ترک ساز کہ ما
اندریں معرکہ بے خیل و سپاہ آمدہ ایم

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں عزم والے کے لیے یقین اور توکل کی بشارت ہے :

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین o

[اور جب تم کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسا کرو ۔ بے شک (اُس پر) بھروسا کرنے والے لوگ اللہ کو پیارے ہیں ۔]

صفحہ ۵۹ میں ہے :

بر دلِ آدم زدی عشق بلا انگیز را
آتشِ خود را بہ آغوشِ نیستانے نگر !

صفحہ ۵۳ میں سورۃ الاحزاب کی آیت (۷۲) مذکور ہے ، یعنی انا عرضنا الامانۃ ۔ ۔ ۔ ۔ اس امانت کی تشریح میں مفسرین نے بہت سے اقوال نقل کیے جن کا لب لباب وہی تقوی القوب ہے (سورۃ الحج ، آیت ۳۲) جو امورِ خیر کے لیے دل میں شوق اور رغبت پیدا کرتا ہے ۔ خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے (اسی کو اقبال کی اصطلاح میں عشق کہتے ہیں) ۔

صفحہ ۵۹ ہی میں ہے :

شوید از دامانِ ہستی داغہاے کہنہ را
سخت کوشی ہاے ایں آلودہ دامانے نگر !

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے] -

اسی جانچ سے پھر مسابقت سے سخت کوشی کا پیام ملتا ہے -

صفحہ ۶۱ میں ہے :

شاخِ نہالِ سدرہ، خار و خسِ چمن مشو
منکرِ او اگر شدی منکرِ خویشتن مشو

مسلمانوں کے آقا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچ گئے -

سورۃ النجم (آیات ۱۳ - ۱۸) میں ہے :

ولقد رآہ نزلۃً اخریٰ ० عند سدرۃ المنتہیٰ ० عندھا جنت الماویٰ ० اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ० مازاغ البصر و ماطغیٰ ० لقد رآی من آیٰت ربہ الکبریٰ ०

[اور اُنھوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا ، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس - اس کے پاس جنت الماویٰ ہے - جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ، آنکھ نہ کسی طرف پھری ، اور نہ حد سے بڑھی - بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں -]

دوسرے مصرعے میں ہے کہ اگر اللہ کے منکر ہو جاؤ تو ہو جاؤ لیکن اپنے منکر نہ ہونا - یہ ایک لطیف انداز ہے ، ورنہ اللہ کو بھولنے والا تو خود کو بھی بھول جاتا ہے جیسا کہ سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

و لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط أولٰئک ھم الفٰسقون ०

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے بھلا دے اُن کو اُن کے جی - وہ لوگ وہی ہیں بے حکم -]

صفحہ ۶۲ میں ہے :

مخور ناداں غم از تاریکیٔ شبہا کہ می آید
کہ چوں انجم درخشد داغِ سیاہے کہ من دارم

مایوس نہ ہونا چاہیے - یعقوب علیہ السلام کی زبانی فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے -

سورۂ یوسف (آیت ۸۷) میں ہے :

ولا تایئسوا من روح اللہ ط انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون o

[اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو - بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر -]

صفحہ ۶۳ کا شعر ہے :

بر خیز کہ آدم را ہنگامِ نمود آمد
ایں مشتِ غبارے را انجم بسجود آمد!

اس سے پہلے کی آیت دیکھیں اور سورۃ الانعام (آیت ۱۴۸) میں ہے :

ربکم ذو رحمۃٍ واسعۃٍ o [تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے] -

صفحہ ۶۴ میں ہے :

حیات چیست ؟ جہاں را اسیرِ جاں کردن
تو خود اسیرِ جہانی ، کجا توانی کرد !

انسان تمام جہان کو اپنے قبضے میں کر سکتا ہے -

سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) پہلے بھی آ چکی ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب] -

صفحہ ۶۴ ہی میں ہے :

مقدر است کہ مسجود مہر و مہ باشی
ولے ہنوز نہ دانی چہا توانی کرد !

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) ہی میں ہے۔

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم ٥

[اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو (لیکن یہ انسان اپنے مقام کے مطابق عمل پیش نہیں کرتا) ۔]

صفحہ ۶۵ کا شعر ہے :

مرا ز لذتِ پرواز آشنا کردند
تو در فضاے چمن آشیانہ می خواہی !

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں اچھے عمل والوں کے لیے بھلائی اور زمین کی وسعت ہے :

للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ ط و ارض اللہ واسعۃ ط انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب ٥

[جنھوں نے بھلائی کی اس دنیا میں اُن کو بھلائی ہے اور زمین اللہ کی کشادہ ہے۔ ٹھہرنے والوں ہی کو ملتا ہے اُن کا اجر بھرپور بے گنتی ۔]

ایسی نعمت حاصل کرنے والے کو گوشے میں بے عمل ہو کر بیٹھنا زیب نہیں دیتا ۔

صفحہ ۶۵ ہی میں ہے :

بکے بدامن مردانِ آشنا آویز زیار اگر نگہِ محرمانہ می خواہی

سورۃ المائدہ (آیت ۳۵) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ٥

[اے ایمان والو ، اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ ۔]

صفحہ ٦٦ میں ہے :

زمانہ قاصدِ طیارِ آن دلآرام است
چہ قاصدے کہ وجودش تمام پیغام است

سورۂ یوسف (آیت ۱۱۱) میں ہے :

لقد کان فی قصصھم عبرۃٌ لاولی الالباب o

[بے شک اُن کے واقعات سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو ۔]

زمانہ ہمیشہ احوال اور واقعات پیش کرتا ہے تا کہ ہماری آنکھیں کھلیں اور ہم صحیح نتائج پر پہنچ جائیں ۔

صفحہ ٦٦ ہی میں ہے :

ز علم و دانشِ مغرب ہمیں قدر گویم
خوش است آہ و فغان تا نگاہ ناکام است

مغرب کے علم و دانش سے آنکھیں چکا چوند نہ ہونا چاہیے ۔

سورۂ فاطر (آیت ۱۰) میں ہے :

الیہ یصعدا لکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ‘ ط و الذین یمکرون السیئات لھم عذب شدید ط و مکر اُولٰئك ھو یبور o

[اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اُسے بلند کرتا ہے اور وہ جو برے مکر کرتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اُنہی کا مکر برباد ہوگا ۔]

اسی صفحے (٦٦) میں ہے :

من از ہلال و چلیپا دگر نیندیشم
کہ فتنہ‘ دگرے در ضمیرِ ایام است !

اُس زمانے میں Red Cross اور Red Crescent کا معاملہ شروع ہوا تھا - اقبال اُس سے خبردار رہنے کو فرماتے ہیں کہ وہ بھی فتنہ ہے - اس سے اُوپر کی آیت دیکھیں -

صفحہ ٦٨ کا شعر ہے :

پیامِ شوق کہ من بے حجاب می گویم
بہ لالہ قطرۂ شبنم رسید و پنہاں گفت

اقبال نے بے حجابانہ "عشق" کا پیام دیا ہے لیکن یہی صحیح بات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی -

سورۃ ابراہیم (آیت ٢٧) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ط

[اللہ پاک ایمان والوں کو دنیوی اور اُخروی زندگی میں صحیح و محکم بات پر مستعد اور ثابت قدم رکھتا ہے -]

صفحہ ٦٩ میں ہے :

غلامِ زندہ دلانم کہ عاشقِ سرہ اند
نہ خانقاہ نشیناں کہ دل بکس نہ دہند

آج کل کے خانقاہ والے دل کا سودا نہیں کرتے اور میں دل والوں کو پسند کرتا ہوں جو ولولہ اور جوش رکھتے ہیں -

سورۃ العنکبوت (٦٩) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین o

[اور جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے ، ہم سجھا دیں گے اُن کو اپنی راہیں اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے -]

صفحہ ٦٩ ہی میں ہے :

بروں ز انجمنے درمیانِ انجمنے بخلوت اند ولے آنچناں کہ باہمہ اند

سورۃ الانشراح میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک خلاصہ آ گیا ہے ۔ اسی کے آخر میں ارشاد ہے :

فاذا فرغت فانصب o و الیٰ ربك فارغب o

[پس جب آپ (تبلیغِ احکام سے) فارغ ہو جایا کریں تو (اپنی ذاتی عباداتِ خاصہ میں) محنت کیا کیجیے (کہ یہی آپ کی شان کے مناسب ہے) ۔]

گویا باہمہ اور بےہمہ رہنے کی تعلیم دی گئی ہے ۔

صفحہ ۷۰ میں ہے :

فتنہ را کہ دو صد فتنہ بہ آغوشش بود
دخترے ہست کہ در مہدِ فرنگ است ہنوز

قرآن پاک میں بھی ایسے ہی ایک فتنے کا ذکر سورۂ یوسف (آیت ۳۰) میں ہے :

و قال نسوۃٌ فی المدینۃ امرات العزیز تراود فتٰھا عن نفسہ ج

[اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں کہ عزیز کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔]

اسی صنحے میں ہے :

از سرِ تیشہ گذشتن ز خرد مندی نیست
اے بسا لعل کہ اندر دلِ سنگ است ہنوز

مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں سبق ملتا ہے ۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہے :

واذا موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً o

[اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلتا جاؤں ۔]

صفحہ ۱۷ میں ہے :

تکیہ بر حجت و اعجاز بیاں نیز کنند
کار حق گاہ بشمشیر و سناں نیز کنند

دین کے لیے قرآن جیسی معجز بیان کتاب بھی دی گئی (البقرہ، آیت ۲۳):

و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ و ادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین o

[اور اگر کچھ تمھیں شک ہو اُس میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندے پر اُتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو -]

اور جب کفار نے ہٹ دھرمی سے کام لیا تو جہاد کا حکم بھی ہوا - سورۃ التوبہ اس طرح کفار سے بے زاری کے ساتھ شروع ہے :

براٰءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین o

[بے زاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اُن مشرکوں کو جن سے تمھارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے -]

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

گاہ باشد کہ تہ خرقہ زرہ می پوشند
عاشقاں بندۂ حال اند و چناں نیز کنند

مسلمان خرقہ بھی پہنتا ہے اور جہاد بھی کرتا ہے - اللہ اللہ بھی کرتا ہے اور اللہ کے لیے سر بھی کٹاتا ہے -

سورۃ الانشراح کی آخری آیتیں ہیں :

فان مع العسر یسراً o ان مع العسر یسراً o فاذا فرغت فانصب o و الیٰ ربک فارغب o

[پس بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے - بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے - پس جب آپ (تبلیغ احکام سے) فارغ ہو جایا کریں تو

(اپنی ذاتی عباداتِ خاصہ میں) محنت کیا کیجیے (جہاد میں ہر طرح کی دشواریاں ہوتی ہیں - وہ سب اللہ کے لیے برداشت کرنی پڑتی ہیں اور فارغ ہو کر پھر اُس کی عبادت بھی شغف کے ساتھ کی جاتی ہے) -]

سلطان محمود غزنوی ، اورنگ زیب اور سلطان ٹیپو[۳] صوفی بھی تھے اور مجاہد بھی -

صفحہ ۷۲ میں ہے :

بقصدِ صیدِ پلنگ از چمن سرا بر خیز
بکوہ رخت کشا خیمہ در بیابان کش

صفحہ ۷۰ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) دیکھیں -

صفحہ ۷۳ میں ہے :

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں

انسان کی رہبری صرف کاروانِ حجاز کے ذریعے ہو سکتی ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۸۵) میں ارشاد ہے :

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ و ھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ٥

[اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا وہ اُس ہیں ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارے میں رہے گا -]

صفحہ ۷۳ ہی میں ہے :

عمر ہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں !

۳- سلطان حیدر علی اور سلطان ٹیپو دونوں کے علم میں نقشبندی بزرگوں کے نام اور عبدالقادر جیلانیؒ کا نام لکھا ہوا تھا - دیکھیں Graham Bailey کی کتاب : *'Studies in North Indian Languages* (لنڈن ، ۱۹۳۸) ، ص ۱۸۶ - ۱۸۸ -

حق اور باطل کی پرکھ میں خاصا وقت لگ جاتا ہے تب کہیں عشق نصیب ہوتا ہے - جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجوسی اور عیسوی دین کو اختیار کرنے کے بعد سب کو چھوڑا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ جوڑا -

سورۃ الحدید (آیت ۲۸) میں ایسے عشق والوں کے لیے دو گنے اجر کا ذکر ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و آمنوا برسولہٖ یؤتکم کفلین من رحمتہٖ و یجعل لکم نوراً تمشون بہٖ و یغفرلکم ط واللہ غفورٌ رحیم o

[اے ایمان والو (جو پہلے اہلِ کتاب تھے اور اب ایمان لائے ہیں)، اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول ؐ پر ایمان لاؤ - وہ اپنی رحمت کے دو حصے (دونا اجر) تمھیں دے گا اور تمھارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مومنین اہلِ کتاب کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دونا اجر مقرر ہوا) -]

صفحہ ۲۷ میں ہے :

دلِ بے نیازے کہ در سینہ دارم گدا را دہد شیوۂ پادشاہے

غیر اللہ سے بے نیاز ہونا خود ایک بہت بڑی بادشاہت ہے - اللہ پاک نے کیسی زبردست تسلی دی ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ o (سورۃ الزمر ، آیت ۳۶) -

[کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے -]

صفحہ ۷۵ میں ہے :

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد ؟
گفتم کہ نمی سازد ! گفتند کہ برہم زن !

اگر دنیا ہمارے مطابق نہیں چلتی تو اُسے چلنا پڑے گا - جہاد (ہر معنی میں) اسی لیے فرض ہوا -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۶) میں ہے :

کتب علیکم القتال وھو کرہٌ لکم و عسیٰ ان تکرھوا شیأ و ھو خیرٌ لکم و عسیٰ تحبوا شیأ و ھو شرٌ لکمط و اللہ یعلم و انتم لا تعلمون ہ

[تم پر فرض ہوا اللہ کی راہ میں لڑنا اور وہ تمھیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں بری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں پسند آئے اور وہ تمھارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے -]

صفحہ ۷۵ ہی میں ہے :

عقل است چراغ تو؟ در راہگذارے نہ
عشق است ایاغِ تو؟ با بندۂ محرم زن

"بالِ جبریل" میں بھی ہے :

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

عقل اور فلسفہ سوچنا سکھاتے ہیں اور مشکلات کی بھیانک شکل پیش کرتے ہیں لیکن عشق ایسی چیزوں کو خاطر میں بھی نہیں لاتا - عشق کے لیے براہِ راست یہ حکم اس طرح - سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی منا کبھا - - - -

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی ، تو اُس کے راستوں میں چلو -]

اس حکم کی تکمیل ہی میں کام یابی ہے اور یہ تعمیل بھی عشق والوں کا کام ہے -

صفحہ ۷۶ میں ہے :

امیرِ قافلہ سخت کوش و پیہم کوش
کہ در قبیلۂ ما حیدری ز کراری است

سخت کوشی اور پیہم کوشی کے لیے صفحہ ۷۰ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) دیکھیں۔

صفحہ ۷۶ ہی میں ہے:

بخلوت انجمنے آفریں کہ فطرتِ عشق
یکی شناس و تماشا پسندِ بسیاری است

صفحہ ۶۹ میں سورۃ الانشراح کی آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۷۷ میں ہے:

کشاے چہرہ کہ آنکس کہ لن ترانی گفت
ہنوز منتظرِ جلوۂ کفِ خاک است

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے:

و لما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہ' ربہ' قال رب ارنی انظر الیک ط قال لن ترانی و لٰکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ' فسوف ترانی ج فلما تجلیٰ ربہ' للجبل جعلہ' دکا و خر موسیٰ صعقاً ۔۔۔

[اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اُس کے رب نے کلام فرمایا ، عرض کی ، اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں ۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو ۔ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا ۔ پھر جب اُس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا ، اُسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش ۔]

آج بھی انسان اپنے عمل کی وجہ سے اپنے مقصود کو آسانی سے حاصل کر سکتا ہے ۔

صفحہ ۷۸ میں ہے:

ہزار قافلہ' بے گانہ وار دید و گذشت　　　و لے کہ دید باندازِ محرمانہ کجاست

سورۃ الذٰریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے:

و فی الارض آیٰت للموقنین ٥ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ٥

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ؟ (گویا محرمانہ دید کی ضرورت ہے) -]

صفحہ ۷۸ ہی میں ہے :

چو موج خیز و بہ یمِ جاودانہ می آویز
کرانہ می طلبی بے خبر کرانہ کجاست !

مشکلات کو اختیار کرو اور آسانیوں سے گریز کرو ، پھر کامیابی ہے - سورۃ الانشراح (آیت ۵) میں ہے :

ان مع العسر یسراً o

[بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے (مشکل اختیار کرنے سے آسانی حاصل ہوتی ہے) -]

صفحہ ۷۹ میں ہے :

بر خویش کشا دیدہ و از غیر فروبند
دیدن دگر آموز و ندیدن دگر آموز

صفحہ ۷۸ میں سورۃ الذٰریٰت کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) دیکھیں -
صفحہ ۸۰ میں ہے :

تختِ جم و دارا سرِ راہے نفروشند
ایں کوہِ گران است بکا ہے نفروشند

با خونِ دلِ خویش خریدن دگر آموز !

(ع خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات — ''ضربِ کلیم''-)

سورۃ الطلاق (آیت ۷) میں ہے :

سیجعل اللہ بعد عسرٍ یسراً o

[قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا -]

ہر مشکل کے لیے خونِ دل کی ضرورت ہے - پھر راحتِ دل حاصل ہو سکے گی -

صفحہ ۸۱ میں ہے:

ع اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز

بیدار ہونے کی ضرورت ہے یعنی عمل ہر کام کی کامیابی کے لیے اساس ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے:

إن اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا]

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے:

ع خاور ہمہ مانندِ غبارِ سرِ راہے ست

مشرق بالکل ذلیل ہو کر رہ گیا ہے۔ اُسے چاہیے کہ سستی نہ کرے اور عمل پیش کرے۔

سورۃ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے:

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ٥

[اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ۔ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔]

صفحہ ۸۲ میں ہے:

ع تن زندہ و جاں زندہ ز ربطِ تن و جان است

تن اور جان دونوں کی زندگی ان دونوں کے ربط سے ہے۔ دونوں کو قوی رکھنا چاہیے۔ جان کی قوت کے لیے بے خوفی کی ضرورت ہے۔

سورۃ 'طٰہ' (آیت ۶۸) میں ہے:

لاتخف انك انت الا علیٰ

[خوف نہ کر۔ بے شک تو ہی غالب رہے گا۔]

جان کی قوت کے لیے سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں حکم ہے:

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ہ

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور طاقت کا سامان۔]

صفحہ ۸۳ میں ہے:

ع فریاد ز افرنگ و دل آویزیٔ افرنگ

سورۃ الانعام (آیت ۱۲۲) میں ہے:

او من کان میتاً فاحییناہُ و جعلنا لہٗ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہٗ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا ط کذالک زین للکٰفرین ما کانوا یعملون ہ

[اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے وہ اُس جیسا ہو جائے گا جو اندھیروں میں ہے اُن سے نکلنے والا نہیں۔ یونہی کافروں کی آنکھ میں اُن کے اعمال بھلے کر دیے گئے ہیں۔]

صفحہ ۸۳ میں ہے:

ع معمارِ حرم! باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے اُٹھ کر تمام عالم کو بیدار فرمایا۔

سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے:

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً ہ

[اور اے محبوبؐ ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا بھی یہی منصب ہونا چاہیے۔

صفحہ ۸۴ میں ہے :

نگاہِ شوق و خیالِ بلند و ذوقِ وجود
مترس ازیں کہ ہمہ خاکِ رہگذر گردد

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹۵) میں ارشاد ہے :

لا اُضیع عمل عاملٍ منکم ہ

[میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا -]

البتہ اچھے اور بُرے کام کی ذمہ داری کام کرنے والے پر ہے -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷) میں ہے :

ان احسنتم احسنتم لانفسکم و ان اسأتم فلہا ط

[اگر تم نے اچھا کام کیا تو اپنے لیے ہی اچھا کیا اور اگر تم نے برا کام کیا تو (وہ بھی) اپنے لیے ہی کیا -]

صفحہ ۸۵ میں ہے :

عشق بر ناقۂ ایام کشد محملِ خویش
عاشقی ؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد

عشق یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت عمل میں سرگرم رہیں اور بے عملی ہرگز اختیار نہ کریں -

سورۃ النور (آیت ۴۴) میں ہے :

یقلب اللہ الیل والنہار ط ان فی ذٰلک لعبرۃً لاولی الابصار ہ

[اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی - بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو -]

اسی صفحے میں ہے :

پیرِ ما گفت جہاں بر روشے محکم نیست
از خوش و نا خوشِ او قطعِ نظر باید کرد

سورۃ الرعد (آیت ۳۹) میں ہے :

یمحوا اللہ ما یشآء و یثبت و عندہ' اُم الکتٰب ٥

[اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے ۔ ر اصل لکھا ہوا اُس کے پاس ہے ۔]

جب خوش و نا خوش سب اُس کی طرف سے ہے اور اُس جیسا ربان کوئی نہیں تو پھر ہر حال میں راضی رہنا چاہیے ۔

صفحہ ۸۶ میں ہے :

بچشمِ مور فرومایہ آشکار آید
ہزار نکتہ کہ از چشمِ ما نہاں بود است

سورۃ النمل (آیت ۱۸) میں ہے :

حتیٰ اذا اتوا علیٰ وادِ النمل قالت نملۃ یٰایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم ج یحطمنکم سلیمٰن و جنودہ' و ھم لا یشعرون ٥

[یہاں تک کہ جب (سلیمان علیہ السلام اور اُن کے لشکر) چیونٹیوں نالے پر آئے تو ایک چیونٹی بولی ، اے چیونٹیو ، اپنے گھروں میں چلی ۔ تمھیں کچل نہ ڈالیں سیلمٰن اور اُن کے لشکر بے خبری میں ۔]

صفحہ ۸۷ میں ہے :

در نہادم عشق با فکرِ بلند آمیختند
ناتمامِ جاودانم کارِ من چوں ماہ نیست

قرآن میں ہمیشہ فکرِ بلند کے لیے بار بار تاکید ہے ، مثلاً سورۃ وم میں آیات ۱۹ سے ۲۷ تک (مسلسل) معالیِ امور کے لیے فکر کی یت ہے ۔ موت اور زندگی ، مٹی سے تخلیق ، پھر بشر ہو کر دنیا میں پھیل ا ، انسان کے جوڑے اور اُن سے سکون ، باہمی مودت اور رحمت ، نوں اور زمین کی پیدائش ، زبان اور رنگ کا فرق ، رات کا سونا اور میں اُس کے فضل کا تلاش کرنا ، بجلی کا چمکنا ، کھیتی کا تیار ہونا ، کے حکم سے آسمان اور زمین کا قائم رہنا ، قیامت کا قائم ہونا ، آسمانوں

اور زمین کا اُس کے زیرِ حکم ہونا ، دو بار تخلیق ہونا — سب معالیِ ا
ہیں جن پر فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہو۔

ایک حدیث بھی ہے :

ان اللہ یحب معالی الامور و یبغض سفسافھا ○

[بے شک اللہ بلند کاموں کو پسند اور حقیر کاموں کو ناپسند
ہے۔]

صفحہ ۸۷ میں ہے :

شعلہ می باش و خاشاکے کہ پیش آید بسوز !
خاکیاں را در حریمِ زندگانی راہ نیست

جوش اور ولولہ ، قوت اور طاقت کی ضرورت ہے ۔ کمزور لوگ
معالیِ امور کے لائق نہیں وہ محض بے کار ہیں ۔

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ و من رباط الخیل ترھبو
بہ عدواللہ و عدوکم و اٰخرین من دونھم ج لا تعلمونھم ج اللہ یعلمو

[تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت کی چ
اور جنگی گھوڑے (سامان) جس سے ڈرتے رہیں اللہ کے دشمن اور تمھ
دشمن اور دوسرے بھی ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے ، اللہ اُ
جانتا ہے۔]

''صحیح مسلم'' (ج ۲ ، ص ۱۵۸) میں بھی ہے :

المؤمن القوی خیر و احب الی اللہ من المؤمن الضعیف

[قوی مومن کمزور مومن سے خدا کے نزدیک زیادہ بہتر اور
محبوب ہے۔]

صفحہ ۸۸ میں ہے :

چو موج می تپد آمد بجستجوے وجود ہنوز تا بہ کمر درمیانۂ عدم

جو شخص صرف اپنی ذات کے لیے (روٹی، کپڑا اور مکان کے لیے) ہاتھ پاؤں مارتا ہے وہ ابھی عدم کے وجود ہی میں نہیں آیا -

سورۃ الحشر (آیت ۹) میں ہے :

و من یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون ○

[اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں -]

صفحہ ۸۸ ہی میں ہے :

بیا کہ مثلِ خلیل[۴] ایں طلسم در شکنیم
کہ جز تو ہرچہ دریں دیر دیدہ ام صنم است

ابراہیم علیہ السلام نے ’بت شکنی فرمائی تھی (سورۃ الانبیاء، آیت ۵۸) - اُن کی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ انسانی رفعت کی تعمیر کے علاوہ جو کام بھی ہو اُسے ’بت سمجھ کر توڑ دیں -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی 'ادم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً ○

[اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور اُن کو خشکی اور تری میں سوار کیا (غالب کیا) اور اُن کو ستھری چیزیں (روزی) دیں اور اُن کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا -]

بس انسان کو چاہیے کہ اس رفعت اور شان کے لیے کام کرے -

اسی غزل میں ہے :

مرا اگرچہ بہ بت خانہ پرورش دادند
چکید از لبِ من آنچہ در دلِ حرم است !

پہلے بھی وہ فرما چکے ہیں :

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی
برہمن زادۂ ، رمز آشنای روم و تبریز است

صفحہ ۸۹ میں ہے :

روبہی آموختم از خویش دور افتادہ ام
چارہ پردازان ! بہ آغوشِ نیستانم برید

"بالِ جبریل" میں بھی کہتے ہیں :

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

ابھی اس سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۷۰) آ چکی ہے
انسان کو اپنا مقام سمجھنا چاہیے اور اُسی کے مطابق عمل پیش کرنا چاہیے

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۶) میں ہے :

و ھوالذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰت
لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے
پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اُس چیز میں جو تمھیں عطا کی -]

صفحہ ۸۹ ہی میں ہے :

درمیانِ سینہ حرفے داشتم ، گم کردہ ام
گرچہ پیرم پیشِ مُلاے دبستانم برید

مسلمان نے قرآن چھوڑ دیا حالانکہ اُس کے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُس کے لیے فرما دیا تھا : "میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا
ہوں - جب تک ان دونوں کو تم مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہی
میں نہ پڑو گے - ایک قرآن پاک اور دوسری سنتِ رسول ؐ -"

سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ہے :

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القران مھجراً o

[اور رسول نے عرض کیا کہ اے میرے رب ، میری قوم نے اس قرآن
کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا -]

صفحہ ۹۰ میں ہے :

سنگ می باش و دریں کارگہِ شیشہ گذر
وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینا نہ رسید !

مشکل پسند بن اور نازک کام سے گزر جا ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں فرمایا ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

صفحہ ۹۰ ہی میں ہے :

اے خوش آن جوئے تنک مایہ کہ از ذوقِ خودی
در دلِ خـاک فرو رفت و بہ دریـا نہ رسید

اپنے لیے غیر اللہ کا محتاج ہونا نیابتِ الٰہی کے منصب کے منافی ہے ۔
صفحہ ۸۹ میں ابھی سورۃ الانعام کی آیت (۱۶۶) میں آ چکی ہے ۔ وہ دیکھیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

از کلیمے سبق آموز کہ دانائے فرنگ
جگرِ بحر شگافید و بہ سینا نہ رسید

موسیٰ علیہ السلام کی طرح مشکل پسند بننا چاہیے اور اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط رکھنا چاہیے ورنہ جب نیابتِ الٰہی نہ رہے گی تو انسان خود اپنی نگاہ میں ذلیل ہو جائے گا ۔ اپنے خالق کو نہ پہچاننا اپنی فضیلت کو فراموش کرنا ہے ۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃً ضنکاً و نحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ ٥

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے زندگی تنگ ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے ۔]

دانائے فرنگ نے جگر بحر کو توڑ دیا ہے لیکن اُسے قریب سے دیکھ
تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی ذاتی زندگی میں کس قدر زندگی سے بےزار ہے

صفحہ ۹۱ میں ہے:

عاشق آں نیست کہ گرمِ فغانے دارد
عاشق آں است کہ برکف دو جہانے دارد

اقبال کے نزدیک عاشق وہ ہے جس کے ہاتھ میں دونوں جہان ہوں

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں انسانی صلاحیتوں کا اس طرح ذکر آتا ہے:

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور تمہارے لیے مسخر کر دیا گیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب اُس کے حکم سے۔ بےشک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔]

صفحہ ۹۱ ہی میں ہے:

دلِ بیدار نہ دادند بہ دانائے فرنگ
ایں قدر ہست کہ چشم نگرانے دارد

صفحہ ۹۰ میں سورۃ 'طٰہٰ' کی آیت (۱۲۴) دیکھیں۔

صفحہ ۹۲ میں ہے:

بخود نگر! گلہ ہائے جہاں چہ می گوئی
اگر نگاہِ تو دیگر شود جہاں دگر است!

دنیا کی شکایت نہ کرو کہ اُس کی وجہ سے ہم فلاں کام نہیں کر سکتے خود نگر بنو۔

سورۂ ہود (آیت ۳) میں ہے:

و یؤتِ کل ذی فضلٍ فضلہٗ ٥

[اور ہر فضیلت والے کو فضیلت دی جائے گی -]

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکلٍ درجٰتٌ مما عملوا ج

[اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں -]

صفحہ ۹۳ میں ہے :

ہنگامہ بست از پئے دیدارِ خاکیے
نظارہ را بہانہ تماشاے رنگ و بُوست

سورۃ فصلت (آیت ۵۳) میں ہے :

سنریھم 'ایٰتنا فی الا'فاق و فی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انہ الحق ط

[ابھی ہم اُنھیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود اُن ذات میں یہاں تک کہ اُن پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے -]

صفحہ ۹۳ ہی میں ہے :

در خاکدانِ ما گُہرِ زندگی گُم است
ایں گوہرے کہ گم شدہ مائیم یا کہ اوست ؟

ہم نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ہم کو بھلا دیا -

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم ط اولٰئک ھم الفٰسقون o

[اور اُن جیسے نہ بن جاؤ جو اللہ کو بھلا بیٹھے تو اللہ نے اُن کی ذات کو بھلا دیا - وہی فاسق ہیں -]

خود کو جاننا اور اللہ کو جاننا لازم و ملزوم ہیں -

صفحہ ۹۴ میں ہے :

ع خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب

سورۃ الزخرف (آیت ۳۲) میں ہے :

اھم یقسمون رحمت ربك ط نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰ
الدنیا و رفعنا بعضھم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیتخذ بعضھم بعضاً سخریاً ط و رحم
ربك خیرٌ مما یجمعون o

[کیا تمھارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ؟ ہم نے اُن میں اُن کی زیس
کا سامان ، دنیا کی زندگی میں بانٹا اور اُن میں ایک دوسرے پر درجو
بلندی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے (یعنی مالدار غری
یا مزدور کی ہنسی کرے) اور تمھارے رب کی رحمت اُن کی جمع جتھا
بہتر ہے (دینے والا رب ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خون چوسنے
بعد جو دیتے ہیں وہ بھی ہم احسان کرتے ہیں) ۔]

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

ع شیخِ شہر از رشتۂ تسبیح صد مومن بدام

سورۃ الماعون (آیات ۴ ۔ ۷) میں ہے :

فویل للمصلین o الذین ھم عن صلاتھم ساھون o الذین
ھم یرآءون o

[اُن نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں
وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے (مکر ،
وغیرہ کی مذمت ہے) ۔]

اسی صفحے میں ہے :

ع میر و سلطاں نرد باز و کعبتینِ شاں دغل

سورۃ الکہف (آیت ۷۹) میں ایک سلطان کے دغل اور غاصبانہ حرک
کا ذکر آیا ہے :

اما السفینۃ فکانت لمسٰکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیب
و کان وراءھم ملك یاخذ کل سفینۃٍ غصباًo

[(خضر علیہ السلام نے کہا) وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں
تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے ، تو میں نے چاہا کہ اسے عیب د

کر دوں اور اُن کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشی زبردستی چھین لیتا تھا۔]

صفحہ ۹۵ میں ہے:

واعظ اندر مسجد و فرزندِ او در مدرسہ
آن بہ پیری کودکے این پیر در عہدِ شباب!

ایسے منافقوں کا ذکر سورۃ النساء (آیات ۱۴۵ - ۱۴۶) میں یوں ہے:

ان المنٰفقین فی الدرك الاسفل من النار و لن تجدلھم نصیراًo الا الذین تابوا و اصلحوا و اعتصموا باللہ و اخلصوا دینھم للہ فاولٰئك مع المؤمنین ط و سوف یؤتِ اللہ المؤمنین اجراً عظیماً o

[(دین میں خلوص نہ ہونے کی وجہ سے) بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہیں اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ مگر وہ جنھوں نے توبہ کی اور سنورے اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا۔]

اسی صفحے میں ہے:

اے مسلمانان فغاں از فتنہ ہائے علم و فن
اہرمن اندر جہاں ارزاں و یزداں دیر یاب!

سورۂ لقمٰن (آیت ۶) میں ہے:

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزواً ط اولٰئك لھم عذابٌ مھینٌ o

[اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو خریدتے ہیں کھیل کی باتیں (ہر وہ چیز جو حقیقت کے خلاف ہو) کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنا لیں۔ اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔]

آج کل کے علم و فن کا عام نتیجہ یہی ہے کہ طلبہ نے اللہ سے رشتہ توڑا ہے اور شیطان سے رشتہ جوڑا ہے۔

صفحہ ۹۵ ہی میں ہے :

ع شوخیٔ باطل نگر ! اندر کمینِ حق نشست

سورۃ البقرہ (آیت ۴۲) میں ہے :

ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون o

[اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق کو نہ چھپاؤ -]

اسی صفحے میں ہے :

در کلیسا ابنِ مریم را بہ دار آویختند !
مصطفیٰؐ از کعبہ ہجرت کردہ با اُم الکتاب !

قرآن پاک میں کفر و شرک اور عصیان کو بھی ظلم کہا گیا ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۵۹) میں ہے :

فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون o

[ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اُس کے سوا ، تو ہم نے آسمان سے اُن پر عذاب اُتارا بدلہ اُن کی بے حکمی کا -]

عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کیا گیا پھر اللہ پاک نے اُن کو اُوپر اُٹھا لیا -

سورۃ النساء (آیت ۱۶۸) میں ہے :

ان الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلٰلاً بعیداً o

[وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا بےشک وہ دور کی گمراہی میں پڑے -]

ایسے ہی لوگوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت پر مجبور کیا تھا -

صفحہ ۹۶ میں ہے :

من درونِ شیشہ ہاے عصرِ حاضر دیدہ ام
آنچناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب !

ایسے زہریلے لوگ ہی ''اصحاب الشمال'' ہیں - سورۃ الواقعہ (آیات ۴۱ - ۴۲) میں ان کے متعلق ارشاد ہے :

مآ اصحٰب الشمال o فی سموم و حمیم o

[کیسے بائیں طرف والے ؛ وہ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں (ہوں گے) -]
ایسے لوگوں کے رذائل کا ذکر ان آیتوں کے بعد آیا ہے -

صفحہ ۹۶ ہی میں ہے :

ع با ضعیفاں گاہ نیروے پلنگاں می دہند

منصب اور عہدے کے لیے اہلیت دیکھنی ضروری ہے -

سورۃ النساء (آیت ۵۸) میں ہے :

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط

[بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو -]

صفحہ ۹۷ میں ہے :

تاکِ خویش از گریہ ہاے نیم شب سیراب دار
کز درونِ او شعاعِ آفتاب آید بروں

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے :

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو - یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے - قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں -]

سورۃ الزمر کی آیت ۹ بھی دیکھیں -

صفحہ ۹۸ میں ہے :

کشادہ رو ز خوش و ناخوش زمانہ گذر
ز گلشن و قفس و دام و آشیانہ گذر

صفحہ ۸۵ میں سورۃ الرعد کی آیت (۳۹) دیکھیں -

سورۃ الانعام (آیت ۹۹) میں ہے :

و ھو الذی انشا کم من نفس واحدۃ فمستقر و مستودع ط

[اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا - پھر کیا ٹھکانا ہے (رہنے کا) اور ایک جگہ ہے سپردِ خاک ہونے کی (اسی لیے وطینت کوئی چیز نہیں ہے) -]

صفحہ ۹۹ میں ہے :

زندگی در صدفِ خویش گہر ساختن است
در دلِ شعلہ فرو رفتن و نگداختن است

صفحہ ۹۰ میں سورۃ البلد کی آیت (۴)، صفحہ ۹۲ میں سورۂ ھود کی آیت (۳) اور سورۃ الاحقاف کی آیت (۱۹) دیکھیں -

صفحہ ۹۹ ہی میں ہے :

مذہبِ زندہ دلاں خوابِ پریشانے نیست
از ہمیں خاک جہانِ دگرے ساختن است

سورۂ آل عمران کی آیت (۱۳۱) پہلے بھی آ چکی ہے، یعنی :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ٥

[اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ - تم ہی غالب آؤ گے اگر تم ایمان رکھتے ہو -]

سورۂ آلِ عمران کی آیت (۱۴۶) میں اُن خدا والوں کا بھی ذکر ہے جو انبیا علیہم السلام کے ساتھ تھے اور وہ نہ سست پڑے اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے -

صفحہ ۱۰۰ کا شعر ہے :

برون زیں گنبدِ در بستہ پیدا کردہ ام راہے
کہ از اندیشہ بر ترمی پرد آہِ سحر گاہے

صفحہ ۹۷ میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۷۹ دیکھیں اور سورۃ الزمر کی آیت ۹ بھی دیکھیں۔

صفحہ ۱۰۰ ہی میں ہے :

تو اے شاہیں نشیمن در چمن کردی ازاں ترسم
ہوائے او ببالِ تو دہد پروازِ کوتاہے!

تم مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیے گئے تھے لیکن تم عیش میں مبتلا ہو گئے ہو۔ دنیا کی راحتیں بے شک ممنوع تو نہیں ہیں لیکن اُن میں پڑ کر اپنے منصب کے مطابق عمل نہ کرنا ممنوع ضرور ہے۔

سورۃ الاعراف (آیت ۳۲) میں ہے :

قل من حرم زینۃ اللہ التی لعبادہٖ و الطیبٰت من الرزق ط قل ہی للذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃً یوم القیٰمۃ ط کذٰلک نفصل الآیٰت لقومٍ یعلمون o

[آپ فرما دیں ، کس نے حرام کی اللہ کی (دی ہوئی) وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق ؟ آپ فرما دیں کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص اُنہی کی ہے۔ ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔]

اور سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۱) میں وضاحت فرما دی ہے کہ مومن کی جان و مال اللہ نے خرید فرما لیے ہیں (اس لیے اس نظریے کے تحت اُسے اپنی زندگی گزارنی ہے) :

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ط

[بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جان و مال خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے -]

(ع تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں)

صفحہ ۱۰۱ میں ہے :

من از صبحِ نخستیں نقشبندِ موج و گردابم
چو بحر آسودہ می گردد ز طوفاں چارہ بر گیرم

انسان محض مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے - سورۃ البلد کی یہ آیت (۴) پہلے بھی آ چکی ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

صفحہ ۱۰۲ میں ہے :

یقینِ مومنے دارد گمانِ کافرے دارد
چہ تدبیر اے مسلماناں کہ کارم با دل افتادہ است

سورۂ یوسف (آیت ۱۰۶) میں ہے :

وما یؤمن اکثرھم باللہ الا و ھم مشرکون ٥

[اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے -]

اور صحیح مومن کے لیے ارشاد ہے (الحجرات آیت ۱۵) :

انما المؤمنین الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اُولٰئک ھم الصٰدقون ٥

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا - وہی سچے ہیں -]

صفحہ ۱۰۳ میں ہے :

اگر در دل جہانے تازہ داری بروں آور
کہ افرنگ از جراحت ہائے پنہاں بسمل افتاد است !

اب تو افرنگ خود اپنے کرتوت سے پریشان ہو گیا ہے ۔

سورۃ المجادلۃ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیہم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط الآ ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون o

[اُن پر شیطان غالب آ گیا تو اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں ۔ یاد رکھو ، شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ۔]

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

من آں علم و فراست با پرِ کاہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را !

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

امن ھو قانت اناء الیل ساجداً و قائماً یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ ط قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ط انما یتذکر اولوا الالباب o

[کیا وہ جس نے فرماں برداری میں رات کی گھڑیاں گزاریں سجود اور قیام میں ، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا ؟ آپ فرما دیں ، کیا برابر ہیں علم والے اور بے علم لوگ ؟ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ۔]

اس آیت میں صحیح علم والوں کا ذکر ہے اور یہی وہ ہیں جن کے متعلق سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۱) میں ہے :

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان الجنۃ ط

[بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے ۔]

اس طرح معلوم ہوا کہ صحیح علم وہی ہے جو اس کے لیے قربانی دینے پر آمادہ کرے ۔

صفحہ ۱۰۴ میں اُوپر کے شعر کے بعد ہی یہ شعر ہے :

بہر نرخے کہ ایں کالا بگیری سود مند افتد
بزورِ بازوے حیدرؓ بدہ ادراکِ رازیؒ را

علم و ادراک کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے اور حکمت بھی ۔ اس کے لیے بھی اُوپر کی آیتیں کافی ہیں ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

یؤتی الحکمۃ من یشآء و من یؤت الحکمۃ فقد اُوتی خیراً کثیراً ط و ما یذکر الا اُولوا الالباب o

[اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے دولتِ کثیر ملی ۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر (صحیح) عقل والے ۔]

صفحہ ۱۰۵ میں ہے :

آدم کہ ضمیرِ او نقشِ دو جہاں ریزد
با لذتِ آہے ہست ، بے لذتِ آہے نیست !

صفحہ ۱۰۴ کی آیات (الزمر ، آیت ۹ ، التوبہ ، آیت ۱۱۱ ، البقرہ ، آیت ۲۶۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۵ ہی میں ہے :

اقبال قبا پوشد در کارِ جہاں کوشد
دریاب کہ درویشی با دلق و کلاہے نیست !

اصل درویشی یہ ہے کہ خلقِ خدا کی بھلائی کے لیے کوشش کی جائے اور عملِ صالح پیش کیے جائیں ۔

سورۃ العصر میں ہے :

والعصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا عملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر o

[قسم ہے زمانے کی ، بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تائید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی -]

صفحہ ۱۰۶ میں ہے :

نگاہِ خویش را از نوکِ سوزن تیز تر گرداں
چو جوہر در دلِ آئینہ راہے می تواں کردن

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ، تو کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا ؟]

صفحہ ۱۰۶ ہی میں ہے :

نہ این عالم حجاب او را نہ آن عالم نقاب او را
اگر تابِ نظر داری نگاہے می تواں کردن

اگر تابِ نظر ہو تو اللہ کے بالکل قریب پہنچ کر بھی آنکھ چُندھیا نہیں ہوتی - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سورۃ النجم (آیت ۱۷) میں ارشاد ہے :

ما زاغ البصر و ما طغیٰ o

[آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی -]

صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

ز دستِ ساقیٔ خاور دو جامِ ارغواں در کش
کہ از خاکِ تو خیزد نالۂ مستانہ بے در بے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں دین کی تکمیل اور تمام نعمتوں کی تتمیم ہوئی ۔ اُن سے مستفیض ہونے کی ضرورت ہے اور کسی دوسرے سے نہیں ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو پسند کیا ۔]

جن کے پاس سب کچھ ہے اُن سے ہم نہیں مانگتے اور جن کے پاس کچھ نہیں اُن سے ہم مانگتے ہیں ۔

صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

بگرداں جام و از ہنگامۂ افرنگ کمتر گوے
ہزاراں کارواں بگذشت ازیں ویرانہ بے در پے !

صفحہ ۱۰۳ - ۱۰۴ کی آیات دیکھیں (افرنگ کی طرح بہت سی قومیں آ چکی ہیں اور ختم ہو چکی ہیں ۔ اُن سے مرعوب ہو کر احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے) ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۴۰) میں ہے :

و تلک الایام نداولھا بین الناس ہ

[اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں (کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی) ۔]

صفحہ ۱۰۸ میں ہے :

ع عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است

اس دنیا کے پیدا کرنے کا مقصد صرف انسان ہے (لولاک لما خلقت الافلاک) ۔

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے:

و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہ

[اور میں نے جن اور آدمی اس لیے بنائے کہ میری ہی بندگی کریں۔]

اللہ کی بندگی کرنے والا اور غیر اللہ سے بے تعلق ہونے والا شخص ہی اصل انسان ہے۔

صفحہ ۱۰۹ میں ہے:

تو ہم بذوقِ خودی رس کہ صاحبانِ طریق
بریدہ از ہمہ عالم بخویش پیوستند

غیر اللہ سے بے تعلق ہو کر خود اپنے اندر اللہ کی معرفت کو تلاش کرنا چاہیے۔

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے:

ولا تکونوا کالذین نسو اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور مت ہو جاؤ ویسے جنھوں نے بھلا دیا اللہ کو، پھر اُس نے بھلا دیے اُن کو اُن کے جی۔]

گویا اللہ کو یاد کرنے والے لوگ ہی خود کو پہچان سکتے ہیں۔

صفحہ ۱۱۰ میں ہے:

عشق اگر فرمان دہد از جانِ شیرین ہم گذر
عشق محبوب است و مقصود است و جان مقصود نے!

صفحہ ۱۰۴ میں سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۱) دیکھیں۔

صفحہ ۱۱۰ ہی میں ہے:

ع پیشِ من آئی؟ دمِ سردے، دلِ گرمے بیار

اس کے لیے بھی صفحہ ۱۰۴ کی آیتیں (الزمر، آیت ۹، التوبہ، آیت ۱۱۱) دیکھیں۔

صفحہ ۱۱۱ میں ہے :

ع نیش ہم باید کہ آدم را رگِ خوابے زند

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۵) میں ہے :

و لنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرات ط

[اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے -]

صفحہ ۱۱۳ میں ہے :

ز رسم و راہِ شریعت نہ کردہ ام تحقیق
جز ایں کہ منکرِ عشق است کافر و زندیق !

شریعت بھی عمل کی تعلیم دیتی ہے جو عشق ہے -

صفحہ ۱۰۵ میں سورۃ العصر کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۱۳ ہی میں ہے :

ہزار بار نکو تر متاعِ بے صبری
ز دانشے کہ دل او را نمی کند تصدیق

ایسا علم جس کی تصدیق دل نہ کرے اُس سے بے علمی ہی بہتر ہے -

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط انما یتذکر اولو الالباب o

[آپ فرما دیں ، کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان؟ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو (صحیح) عقل والے ہیں -]

صحیح علم کی صحیح عقل اور دل ہی سے تصدیق ہو سکتی ہے -

صفحہ ۱۱۴ میں ہے :

ع یقینِ سادہ دلاں بہ ز نکتہ ہائے دقیق

فلسفیوں کی باریک باتوں سے سادہ دل لوگوں کا یقین اور ایمان زیادہ بہتر ہے۔ (اصل چیز ایمان اور یقین ہے جو عمل کے لیے سرگرم رکھتا ہے اور فلسفی کی طرح صرف گتھیوں کے سلجھانے میں مصروف نہیں رکھتا۔)

صفحہ ۱۱۵ میں ہے :

از ہمہ کس کنارہ گیر صحبتِ آشنا طلب
ہم ز خدا خودی طلب ہم ز خودی خدا طلب

اللہ پاک بھی یہی چاہتا ہے کہ انسان خود دار ہو اور غیر اللہ کے آگے اپنا سر نہ جھکائے۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر م لا الٰہ الا ھو o

[اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔]

اللہ کو پہچاننے والوں کی صحبت میں بھی یہی ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

صفحہ ۱۱۵ ہی میں ہے :

راہ رواں برہنہ پا راہ تمام خار زار
تا بہ مقامِ خود رسی راحلہ از رضا طلب !

ابراہیم علیہ السلام نے کتنی سخت آزمائشوں کی راہ طے کی تھی اور وہ راہ صرف رضا و تسلیم کے ذریعے طے کی تھی۔

سورۃ الصّٰفّٰت (آیات ۱۰۳-۱۰۶) میں ہے :

فلما اسلما و تلّہ' للجبین o و نادینٰہ ان یا براھیم o قد صدقت الرءیا انا کذالک نجزی المحسنین o ان ھٰذا لھو البلٰؤ المبین o

[تو جب ان دونوں (ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام) نے ہمارے حکم پر گردن رکھ دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا (اُس وقت کا حال نہ پوچھ) اور ہم نے اُسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم

بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا - ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو - بے شک یہ روشن جانچ تھی -]

صفحہ ۱۱۵ ہی میں ہے :

ع چوں بہ کمال می رسد فقر دلیلِ خسروی است

اللہ کو مانگنے والا جب کمال کو پہنچتا ہے تو وہی مقام اُس کی بادشاہی کا ہے -

ابھی صفحہ ۱۱۵ میں سورۃ القصص کی آیت (۸۸) آ چکی ہے -

صفحہ ۱۱۶ میں ہے :

بینی جہاں را خود را نہ بینی تاچند نادان غافل نشینی ؟

خود کو پہچاننا چاہیے ، دنیا کو دیکھنے سے خود کو دیکھنا بہتر اور ضروری ہے -

صفحہ ۱۰۹ میں سورۃ الحشر کی آیت (۱۹) دیکھیں -

صفحہ ۱۱۶ ہی میں ہے :

ع دستِ کلیمی در آستینی

موسیٰ علیہ السلام کی طرح یدِ بیضا تمھارے پاس بھی ہو سکتا ہے اور دنیا کو اُس سے روشنی ہو سکتی ہے -

سورۂ 'طٰہٰ' (آیات ۲۲ - ۲۳) میں ہے :

واضمم یدك الی جناحك تخرج بیضآء من غیر سوءٍ آیۃً اُخریٰ ۝ لنریك من آیٰتنا الکبریٰ ۝

[اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا ، خوب سفید نکلے گا بے کسی مرض کے - ایک اور نشانی کہ ہم نے تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں -]

موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیت کو مغلوب کیا - تم بھی اُن کے طریقے پر عمل کر کے باطل کو مغلوب اور مرعوب کر سکتے ہو -

صفحہ ۱۱۶ ہی میں ہے :

ع آدم بمیرد از بے یقینی

انسان کی اصل زندگی ایمان اور یقین ہے کیونکہ اس کے اللہ کی ہر بات سچ ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۱۶) میں ہے :

و تمت کلمت ربك صدقاً و عدلاً ط لامبدل لکلمتہٖ وھو السمیع العلیم o

[اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں ۔ اُس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی سنتا ہے اور جانتا ہے ۔]

ایسا یقین ہو جائے تو انسان ہر عیب سے بچ سکتا ہے اور ہر خیر سے زندگی حاصل کر سکتا ہے ۔

صفحہ ۱۱۷ میں ہے :

آہے کہ ز دل خیزد از بہرِ جگر سوزی است
در سینہ شکن او را آلودہ مکن لب ہا !

آہ کے اظہار کی ضرورت نہیں ، دل کو متاثر کرنے کی ضرورت ہے ۔

سورۃ الزمر (آیت ۲۲) میں ہے :

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نورٍ من ربہٖ ط

[تو وہ کیا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (یقین اور ہدایت پر) ۔]

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

تو کیستی ؟ ز کجائی ؟ کہ آسمانِ کبود
ہزار چشم براہِ تو از ستارہ کشود !

آدم کو خلیفہ اللہ (الانعام ، آیت ۱۶۶) بتایا گیا اور بنی آدم میں سے بہترین ہستی کو (یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو) اللہ پاک نے عرش پر بلایا ۔

سوۃ النجم (آیت ۱۱) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ o ماکذب الفؤاد ماراٰی o

[تو اُس جلوے اور اُس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی ۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا ۔]

اللہ نے بنی آدم کو کس قدر فضیلت دی ! و لقد کرمنا بنی آدم سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۷۰ اس پر گواہ ہے ۔

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

فرنگ اگرچہ ز افکار تو گرہ بکشاد بجرعۂ دگرے نشۂ ترا افزود

مغرب نے گوکہ مسلمانوں ہی سے استفادہ کیا ہے لیکن اب انہوں نے مسلمانوں سے لی ہوئی چیزوں کو اپنے رنگ میں پیش کر کے اُن کو اپنا فریفتہ بنا لیا ہے ۔

صفحہ ۱۰۳ میں سورۃ المجادلہ کی آیت (۱۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۹ میں ہے :

بہ ضبطِ جوشِ جنوں کوش در مقامِ نیاز
بہ ہوش باش و مرو با قبائے چاک آنجا !

اللہ سے نیاز مندی بھی ہو اور ولولہ بھی ہو تو کام یابی یقینی ہے ورنہ محض اندھا پن ہے ۔

سورۃ الزخرف (آیت ۳۶) میں ہے :

و من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہٗ شیطٰناً فھو لہ قرین o

[اور جسے رتوند آئے رحمٰن کے ذکر سے (اللہ کی ہدایت سے بے نیازی ہو) ہم اُس پر ایک شیطان متعین کرتے ہیں کہ وہ اُس کا ساتھی رہے ۔]

اللہ کا انکار کر کے ترقی کرنے والے لوگ اندھے ہوتے ہیں کہ خود تو تخلیق کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے خالق کو نہیں پہچانتے ۔

صفحہ ۱۲۰ میں ہے :

دانشِ مغربیاں ، فلسفۂ مشرقیاں
ہمہ بت خانہ و در طوفِ بتاں چیزے نیست

مغرب کے علوم اور مشرق کا فلسفہ صرف علم تو سکھا دیتا ہے لیکن عمل کے لیے آمادہ نہیں کرتا۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ہے :

لهم قلوبٌ لایفقهون بها و لهم اعینٌ لایبصرون بها و لهم آذانٌ لایسمعون بها ط

[وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں ۔]

صفحہ ۱۲۰ ہی میں ہے :

از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگذر
کہ تو ہستی و وجودِ دو جہاں چیزے نیست

سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) پہلے بھی آ چکی ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔]

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں بھی ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منه ط

[اور تمھارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُس کے حکم سے ۔]

صفحہ ۱۲۱ میں ہے :

بروزِ بزم سراپا چو پرنیان و حریر
بروزِ رزم خود آگاہ و تن فراموشند

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کے اوصاف بیان ہوئے ہیں :

و الذین معہ، اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ٥

[اور وہ لوگ اُن کے (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے) ساتھی ہیں ۔ وہ کافروں پر بہت زیادہ سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم دل ہیں ۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اوصاف کا اُن پر پرتو پڑا تھا جن کے متعلق سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم ج و لوکنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولك ٥

[تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب ؐ تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمھارے گرد سے پریشان ہو جاتے ۔]

صفحہ ۲۲ : میں ہے :

نفس بہ سینہ گدازم کہ طائرِ حرمم
توان ز گرمیٔ آوازِ من شناخت مرا

مسلمان وہی ہے کہ جس کے نفس میں گرمی ہو اور وہ بیداری کا پیام دے ۔

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے :

للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ ط و ارض اللہ واسعۃ ط

[جنھوں نے بھلائی کی اُن کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے ۔]

سورۃ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

واللہ جعل لکم الارض بساطاً ٥ لتسلکوا منھا سبلاً فجاجاً ٥

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اُس کے وسیع راستوں میں چلو (یہ سب چیزیں ترغیب ہیں عمل کے لیے)۔]

صفحہ ۱۲۳ میں ہے:

مثلِ شرر ذرہ را تن بہ تپیدن دہم
تن بہ تپیدن دہم، بالِ پریدن دہم!

قرآن پاک کے متعلق سورۃ الشوریٰ (آیت ۵۲) میں ہے:
و کذٰلک اوحینا الیک روحاً من امرنا ط

[اور اسی طرح ہم نے تمھیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔]

یہ جانفزا چیز جو دلوں میں زندگی پیدا کرتی ہے قرآن پاک ہے جس کی ترجمانی اقبال کر رہے ہیں۔

صفحہ ۱۲۳ ہی میں ہے:

چوں ز مقامِ نمود نغمۂ شیریں زنم
نیم شباں صبح را میلِ دمیدن دہم!

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے:
ان قرآن الفجر کان مشھوداً o

[بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔]

مفسرین لکھتے ہیں کہ فجر کے قرآن (فجر کی نماز) کے وقت رات کے اور دن کے فرشتے بھی حاضر رہتے ہیں۔

انسان کو بھی عملی طور پر بیدار ہو جانا چاہیے۔

صفحہ ۱۲۴ میں ہے:

خودی را مردم آمیزی دلیلِ نارسائی ہا
تو اے درد آشنا بیگانہ شو از آشنائی ہا

فرد کی خودی کو تنہائی اور ذاتی آشنائی چاہیے۔

سورۃ العصر میں ارشاد ہے :

"زمانے کی قسم ! بے شک آدمی ضرور گھاٹے میں ہے سوائے وہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی -"

اس سورۂ مبارکہ میں ایمان اور عمل صالح (دو چیزیں) فرد کے لیے ہیں اور حق اور صبر (دو دوسری چیزیں) جماعت کے لیے ہیں -

(فرد کے لیے ایمان اور عمل صالح ذاتی آشنائی کے لیے ہیں -)

صفحہ ۱۲۵ میں ہے :

چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما
اے جوانانِ عجم جانِ من و جانِ شما !

صفحہ ۱۲۳ میں سورۃ الشوریٰ کی (آیت ۵۲) دیکھیں - اقبال اپنے جوانوں کو قرآن کی تعلیم دے کر بیدار کرنا چاہتے ہیں -

صفحہ ۱۲۶ میں ہے :

ع فروغ آدمِ خاکی ز تازہ کاری ہاست

سورۃ الزخرف (آیت ۱۰) میں ہے :

الذی جعل لکم الارض مہداً و جعل لکم فیہا سبلاً لعلکم تہتدون ○

[وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے کیے کہ تم راہ پاؤ -]

یہ راستے اسی لیے ہیں کہ انسان راہ پائے اور تازہ تازہ عمل پیش کرے جو اُس کے منصب کو زیب دیں -

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

شنیدہ ام سخنِ شاعر و فقیہ و حکیم
اگرچہ نخلِ بلند است برگ و بر ندہد !

یہ لوگ لمبی چوڑی باتیں بہت کرتے ہیں لیکن عمل سے خالی ہیں -

سورۃ الصف (آیت ۳) میں ہے :

کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ○

[کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو -]

صفحہ ۱۲۹ میں ہے :

ع ترا ناداں امید غم گساریہا ز افرنگ است ؟

احساسِ کمتری کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں نے افرنگ کو اپنا امام بنا لیا ہے حالانکہ وہ شیطان کے مطیع ہیں -

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیهم الشیطٰن فانسٰهم ذکر اللہ ط اولئٰک حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن هم الخٰسرون ○

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے - پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے - یہ شیطان کی جماعت ہے - یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اُٹھانے والی ہے -]

صفحہ ۱۲۹ ہی میں ہے :

سخن از بود و نابود جہاں با من چہ می گوئی
من این دانم کہ من ہستم ندانم این چہ نیرنگ است

پہلے خود کو پہچاننا اور جاننا ضروری ہے - دنیا میں کیا ہو رہا ہے ، یہ دیکھنا بعد کی بات ہے -

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض اٰیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم میں ، تو کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا ؟]

صفحہ ۱۳۰ میں ہے :

زندگی انجمن آرا و نگہدار خود است
اے کہ در قافلہ بے ہمہ شو با ہمہ رو

اجتماعی اور انفرادی دونوں قسموں کی زندگی ضروری ہے۔ اجتماعی زندگی کو اقبال نے بے خودی سے تعبیر کیا ہے اور انفرادی زندگی کو خودی کہا ہے۔ صفحہ ۱۳۴ میں سورۃ العصر کی آیات دیکھیں جن میں فرد کے لیے ایمان اور عمل صالح کو ضروری کہا گیا ہے اور جماعت کے لیے حق اور صبر کی تاکید کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اگر فرد اور جماعت میں یہ خصوصیات نہ ہوں تو پھر انسان خسارے ہی میں رہے گا۔

صفحہ ۱۳۱ میں ہے :

مرا ایں خاکدان من ز فردوس بریں خوشتر
مقام ذوق و شوق است ایں ، حرم سوز و ساز است ایں

اس دنیا میں عمل ، سرگرمی اور بیداری کی ضرورت ہے اس لیے ہم کو یہ دنیا زیادہ پسند ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الی حین ٍ ○

[اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے (یعنی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا نہیں ہے) ۔]

سورۂ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے :

للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃٌ ط و ارض اللہ واسعۃٌ ط

[جنھوں نے بھلائی کی اُن کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے ۔]

سورۂ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا کہ تمھاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے -]

سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا - - - -

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی تو اُس کے راستوں میں چلو -]

سورۂ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

واللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکوا منھا سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اُس کے وسیع راستوں میں چلو (یہ سب راستے ذوق و شوق اور سوز و گداز کے لیے ہیں) -]

صفحہ ۱۳۲ میں ہے :

بہ نگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم
ہمہ ذوق و شوق دیدم ہمہ آہ و نالہ دیدم

اوپر کی آیتیں یہاں کے لیے بھی کافی ہیں -

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

جہانِ رنگ و بو دانی ولے دل چیست می دانی ؟
مہے کز حلقۂ آفاق سازد گردِ خود ہالہ !

دل کی وسعت تمام عالم کو احاطہ کیے ہوئے ہے -

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھیدٌ o

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو -]

ایسے دل اور ایسی غائر نظر والے لوگ ہی کامیاب ہیں ۔ سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ہے کہ اللہ کی جماعت میں ایسے ہی لوگ شامل فرمائے گئے ہیں :

أولٰئك كتب فی قلوبهم الایمان و ایدهم بروح منه ط

[یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی ۔]

صفحہ ۱۳۵ میں ہے :

باز این عالمِ دیرینہ جواں می بائست
برگِ کاہش صفتِ کوہِ گراں می بائست

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ۔ ۔ ۔ ۔

[اور تم تیار رکھا کرو ان کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور طاقت کا سامان ۔]

اور اسی سورۃ (آیت ۵۳) میں ہے :

ذٰلك بان اللہ لم يك مغيراً نعمةً علیٰ قومٍ حتیٰ یغیروا ما بانفسهم ۔ ۔ ۔ ۔

[یہ اس لیے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی گئی تھی بدلا نہیں جب تک کہ وہ خود نا بدل جائیں ۔]

اللہ پاک نعمت اور عزت دیتا ہے پھر جب انسان ان کی قدر نہیں کرتا تو پھر اللہ پاک وہ نعمت چھین لیتا ہے اور دوسروں کو دے دیتا ہے انسان کو ہر وقت عمل اور جد و جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ نعمت نہ چھن جائے ۔

صفحہ ۱۳۶ میں ہے :

برقِ سینا شکوہ سنج از بے زبانی ہای شوق
ہیچ کس در وادیٔ ایمن تقاضائے نداشت !

ع اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لا تخف (''بالِ جبریل'')

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

قلنا لا تخف انك انت الاعلیٰ -

[ہم نے (موسیٰ سے) کہا ، ڈر نہیں ، بے شک تو ہی غالب ہے -]

مانگنے والا ہو تو اب بھی سب کچھ مل سکتا ہے -

سورۃ المؤمن (آیت ۶۰) میں ہے :

و قال ربکم ادعونی استجب لکم ط

[اور تمھارے رب نے فرمایا ، مجھ سے مانگو ، میں قبول کروں گا -]

صفحہ ۱۳۶ ہی میں ہے :

عشق از فریاد ما ہنگامہ ہا تعمیر کرد
ورنہ ایں بزم خموشاں ہیچ غوغائے نداشت !

صفحہ ۱۳۱ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۳۷ میں ہے :

ع بے زورِ سیل کشتیٔ آدم نمی رود

اس کے لیے بھی صفحہ ۱۳۱ کی آیتیں دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

آمیختم نفس بہ نسیمِ سحر گہی !
گشتم دریں چمن بہ گلاں نا نہادہ پائے

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

امن ھو قانت آناء الیل ساجداً و قائماً یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ ط

[کیا وہ جس نے فرماں برداری میں رات کی گھڑیاں گزاریں سجود میں

اور قیام میں ، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ، کیا
وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا ؟]

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۷۹) بھی دیکھیں - (آہ سحرگاہی اور نسیم سحرگاہی دونوں کا پیام بیداری ہے -)

صفحہ ۱۳۸ میں ہے :

داغے بسینہ سوز کہ اندر شبِ وجود
خود را شناختن نتوان جز بایں چراغ

عشق کے بغیر خودی پیدا نہیں ہوتی اور عشق کا جذبہ اسی د... کی تعمیر کے لیے ہے - اس کے لیے صفحہ ۱۳۱ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۳۹ میں ہے :

ع عشق است امامِ من ، عقل است غلامِ من

"بالِ جبریل" میں ہے :

ع جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

عقل اور فلسفے سے ظن و تخمین پیدا ہوتا ہے اور عشق محض ایمان یقین ہے -

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ما لهم به من علم ط ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور انھیں اس کی کوئی خبر نہیں ، وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں ... بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا -]

اس صفحے کے تمام اشعار میں اسی یقین والے عشق کا ذکر ہے -

صفحہ ۱۴۱ میں ہے :

بے منزل آرمیدند پا از طلب کشیدند
شاید کہ خاکیاں را در سینہ دم نماندہ

انسان کس لیے پیدا کیا تھا ؟ اس مقصد کو اس نے بھلا دیا ہے ۔
فحہ ۱۳۱ کی آیتیں یہاں کے لیے بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۴۵ : ''گلشنِ رازِ جدید'' ۔

جب اسلام نے ایران کو دعوت دی تو وہاں کے لوگوں نے بعد میں
یوسیت اور افلاطونیت سے متاثر ہو کر ''نفیِ خودی'' کو اسلامی تصوف
ں داخل کیا اور غالباً سب سے پہلے (۱) اوحدی کرمانی ، (۲) بابا فغانی
ر (۳) محمود شبستری نے اس ''نفیِ خودی'' کی تبلیغ میں زور صرف کیا ۔
انچہ مسلمانوں کے قوای عمل میں اضمحلال پیدا ہوا ۔ علامہ اقبال نے
مود شبستری کی مثنوی ''گلشنِ راز'' کے جواب میں یہ مثنوی (''گلشنِ
رِ جدید'') لکھی اور اس ''نفیِ خودی'' کے نظریے کی نفی کی ۔ اس لیے
ہتے ہیں :

بطرزِ دیگر از مقصود گفتم — جوابِ نامۂ محمود گفتم
ز عہد شیخ تا ایں روزگارے — نہ زد مردے بجانِ ما شرارے
کفن در بر بخاکے آرمیدم — ولے یک فتنۂ محشر نہ دیدم

ی انداز سے ان کے اشعار آتے ہیں ۔ اس کے بعد محمود شبستری کی طرح
ال بھی سوال اُٹھاتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے جاتے ہیں ۔ پہلا
وال یہ ہے :

ست از فکرِ خویشم در تحیر — چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر
دامیں فکرِ ما را شرطِ راہ است ؟ — چرا گہ طاعت و گاہے گنہ است

اس کا جواب یہ ہے (صفحہ ۱۴۸) :

درونِ سینۂ آدم چہ نور است !
چہ نور است ایں کہ غیبِ او حضور است

نی عشق وہ نور ہے جس سے اس زندگی میں بیداری اور روشنی پیدا
وتی ہے ، اور (صفحہ ۱۵۰) :

دو عالم می شود روزے شکارش فتد اندر کمندِ تابدارش
اگر ایں ہر دو عالم را بگیری ہمہ آفاق میرد ، تو نہ میری
منہ پا در بیابانِ طلب سست نخستیں گیر آں عالم کہ در تست

پھر آخر میں ہے (صفحہ ۱۵۰) :

شکوہِ خسروی این است این است
ہمیں ملک است کو توام بدین است

انسان کے لیے دونوں جہانوں کی ہر چیز مسخر کی گئی ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لایٰتٍ لقومٍ یتفکرون o

[اور تمھارے لیے مسخر کیے گئے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

سوچنے والے لوگ یعنی تسخیرِ نفس کرنے والے ہی تسخیرِ آفاق کر سکتے ہیں -

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں بھی ہے :

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپُور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور پوشیدہ -]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں بھی ارشاد ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہیں سب کا سب (اللہ کے نائب اور خلیفہ کے لیے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز بنائی گئی ہے

صفحہ ۱۵۱ - سوال ۲ :

چہ بحر است این کہ علمش ساحل آمد ؟
ز قعرِ او چہ گوہر حاصل آمد ؟

اس کے جواب میں علامہ اقبال فرماتے ہیں :

حیاتِ پُر نفس بحرِ روانے شعور و آگہی او را کرانے

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ٥

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے -]

پہلے زندگی ہے پھر جانچ ہے ، جس جانچ میں شعور و آگہی کی مدد سے کامیابی حاصل ہوتی ہے -

اسی سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں پھر ارشاد ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا و کلوا من رزقہٖ ط و الیہ النشور ٥

[وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام کر دی تو اُس راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے -]

اس زندگی میں عقل و شعور ہی کی مدد سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے -

صفحہ ۱۵۴ - سوال ۳ :

وصالِ ممکن و واجب بہم چیست ؟
حدیثِ قرب بعد و بیش وکم چیست ؟

اِس کے جواب میں ہے :

کمان را زہ کن و آماج دریاب ز حرفم نکتۂ معراج دریاب

ممکن الوجود کا واجب الوجود سے اتصال اس انداز سے ہو سکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف میں حاصل ہوا -

سورۃ النجم (آیت ۹) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o

[پس اُس جلوے اور اس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ ا
سے بھی کم -]

پھر اقبال کہتے ہیں :

مجو مطلق دریں دیر مکافات   کہ مطلق نیست جز نور السمٰوات

دنیا میں واجب الوجود کو صرف اس طرح دیکھ سکتے ہیں جس طر
سورۃ النور (آیت ۳۵) میں مذکور ہے :

اللہ نور السمٰوات و الارض ط

[اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا (یعنی نور موجود ہے ، پھر بھ
اُس کو چھو نہیں سکتے) -]

صفحہ ۱۵۵ میں ہے :

چو لنگ است او سکوں را دوست دارد
نہ بیند مغز و دل بر پوست دارد

عقل لنگڑی اور بے طاقت ہے - اس لیے سکون اور جمود کو پس
کرتی ہے ، حرکت اور عمل سے گریز کرتی ہے اور ظن و گمان میں مبت
کر دیتی ہے - اس لیے حقیقت سے دور ہے -

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا -]

۴- علامہ اقبال نے اپنے دوسرے خطبے (انگریزی) میں اس موضو
پر بحث کی ہے -

صفحہ ۱۵۵ ہی میں ہے:

مہ و سالت نمی ارزد بیک جو بحرفِ "کم لبثتم" غوطہ زن شو

سورۃ الکہف (آیت ۱۹) میں ہے:

قال قائلٌ منھم کم لبثتمط قالوا لبثنا یوماً او بعض یومٍط

[ان میں (اصحابِ کہف میں سے) ایک کہنے والا بولا، تم یہاں کتنی دیر رہے؟ کچھ بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم (یعنی زمان۵ کو ہماری عقل احاطہ نہیں کر سکتی)۔]

صفحہ ۱۵۵ ہی میں ہے:

تن و جان را دو تا گفتن کلام است
تن و جاں را دو تا دیدن حرام است
بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است
بدن حالے ز احوالِ حیات است
عروسِ معنی از صورت حنا بست
نمودِ خویش را پیرایہ ہا بست۶

سورۃ البقرہ (آیت ۲۴۷) میں ہے:

قال ان اللہ اصطفٰہ علیکم و زادہٗ بسطۃً فی العلم والجسم ط

[(اُن کے نبی نے فرمایا) بے شک اللہ نے آسے (طالوت کو) تم پر چن لیا اور اُسے علم اور جسم میں کشادگی دی۔]

۵- زمان کے مسئلے سے علامہ اقبال کو بہت دلچسپی تھی۔ دیکھیں "مکاتیبِ اقبال"، ۱/۱۱۵، ۱۵۶، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۸۰ وغیرہ۔

۶- علامہ اقبال نے اپنے تیسرے انگریزی خطبے میں اس موضوع پر بحث کی ہے اور چوتھے خطبے میں بھی یہ بحث ہے۔

اور رومیؒ کہتے ہیں:

پیکر از ما ہست شد نے ما ازو باده از ما مست شد نے ما ازو

علم اور جسم دونوں کی کشادگی دے کر چنا گیا ۔ علم کا تعلق جا
سے اور توانائی کا تعلق جسم سے ہوتا ہے ۔ گویا جان اور جسم دونوں
ذمہ داری ہے ۔

صفحہ ۱۵۵ ہی میں ہے :

بدن را تا فرنگ از جاں جدا دید نگاہش ملک و دیں را ہم دوتا دید

اسی لیے فرنگیوں نے اپنی سیاست کو دین سے الگ رکھا ہے او
اسی رنگ میں بعض اور لوگ بھی رنگ گئے ہیں ۔ حالانکہ دین وہ نعم
ہے جو سیاست کو بھی احاطہ کیے ہوئے ہے ۔ (پھر روح اور جسم
تقسیم ہی غلط ہے ۔ ایسی تقسیم ہی سے فلسفہ مذہب میں بیسیوں ناقابل
حل مسئلے پیدا ہوگئے ہیں ۔ اسلام انسان کو ایک زندہ شخصیت تصو
کرتا ہے اور یہ تصوّر قرآن میں نہ صرف اسی ارضی زندگی کے لیے استعم
ہوتا ہے بلکہ حشر اور حیات بعد الموت کے لیے بھی قائم رہتا ہے ۔)[۷]

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۵۵) میں ہے :

منها خلقنٰکم و فیها نعیدکم و فیها نخرجکم تارة أخرىٰ ○

[اسی (مٹی) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمھیں پھر
جائیں گے اور اسی سے تمھیں دوبارہ نکالیں گے ۔]

پھر سورة النساء (آیات ۵۶ - ۵۷) میں جسمانی سزا اور جزا کا ذک
بھی آتا ہے ۔

صفحہ ۱۵۶ میں ہے :

جہانِ چند و چوں زیرِ نگیں کن بگردوں ماہ و پرویں را مکیں ک

سورة الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعاً منه ط ان فی ذٰل
لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ○

۷۔ خواجہ عبدالحمید کا مضمون "آثارِ اقبال" (حیدر آباد دکن
۱۹۴۶) ، صفحات ۷۲ - ۷۳ میں دیکھیں ۔

[اور مسخر کیے تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

صفحہ ١٥٧ - سوال ۴ :

قدیم و محدث از ہم چوں جدا شد
کہ ایں عالم شد آں دیگر خدا شد
اگر معروف و عارف ذاتِ پاک است
چہ سودا در سرِ ایں مشتِ خاک است

جواب :

خودی را زندگی ایجادِ غیر است فراقِ عارف و معروف خیر است

خالق و مخلوق اور عارف و معروف کی تفریق اپنی جگہ ایک سببِ خیر ہے اور اسی سے انسانی خودی متعین ہو سکتی ہے -

سورۃ الاعراف (آیت ١١) میں ہے :

و لقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم ٥

[اور بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا ، پھر تمھارے نقشے بنائے ، پھر ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو -]

انسان کو فضیلت دی اور اسے اس کی خودی سے آگاہ کیا -

جواب کے اشعار کی وضاحت علامہ اقبال کے ایک مکتوب سے بھی ہو سکتی ہے - وہ فرماتے ہیں :

"یہ دنیا عجیب قسم کی فرضی کامیڈی کا ٹریجیڈی پر مبنی انجام ہے جس ڈرامے کی ایکٹنگ ہم آپ جیسے انسان انجام دے رہے ہیں - اُس کے ڈائرکٹر کی انسان نوازی پر فخر کرنا چاہیے کہ اس نے اپنے ڈرامے کی شوٹنگ کے لیے انسان کو مختص فرمایا - دنیا میں انسان کی کامیابی یا ناکامی کوئی معنی نہیں رکھتی - یہ دونوں بے معنی لفظ ہیں اور اسی دھن میں دنیا کی اکثریت مبتلا ہے - انسان صرف جویائے محبت اور اپنے یارِ حقیقی کی دھن

میں لگا رہے - باقی تمام عبث اور خیالی دنیا کا بیہودہ فلسفہ ہے - ہم اس کو ڈھونڈتے رہیں جو ہم کو ڈھونڈنا چاہتا ہے - اس کو ڈھونڈیں ، خوب ڈھونڈیں اور اتنا ڈھونڈیں کہ اپنے آپ کو پا لیں -۸"

یہی بات وہ جواب میں اس طرح کہتے ہیں :

اگر او را تو در گیری فنا نیست
بہ بحرش گم شدن انجام ما نیست

صفحہ ۱۶۰ - سوال ۵ :

کہ من باشم مرا از "من" خبر کن
چہ معنی دارد "اندر خود سفر کن"؟

جواب میں ہے :

خودی تعویذ حفظ کائنات است
نخستیں پرتو ذاتش حیات است
حیات از خواب خوش بیدار گردد
درونش چوں یکے بسیار گردد
نہ او را بے نمود ما کشودے
نہ ما را بے کشود او نمودے

اوپر کی آیت (الاعراف ، ۱۱) اس کے لیے بھی کافی ہے -

ع سفر در خود کن و بنگر کہ من چیست؟

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور ان جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے ان کو بھلا دیا (یعنی جو اللہ کو بھول جاتا ہے تو گویا خود کو بھلا بیٹھتا ہے اور اگر انسان خود کو پہچان لے تو وہ یقیناً اللہ کو پہچان سکتا ہے - یہی چیز ہے جسے "اندر خود سفر کن" کہتے ہیں) -]

صفحہ ۱۶۲ میں ہے :

چہ گویم از "من" و از توش و تابش
کند اِنّا عرضنا بے نقابش

۸- "مکاتیب" ، ۱/۲۹۷ -

سورة الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانة علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان ط انہ' کان ظلوماً جھولاً o

[بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اُٹھا لیا ۔ بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔]

اسی لیے اقبال کہتے ہیں (صفحہ ۱٦۳) :

فلک را لرزہ بر تن از فرِ او زمان و ہم مکان اندر برِ او

صفحہ ۱٦۳ - سوال ٦ :

چہ جزو است آنکہ او از کل فزون است ؟
طریقِ جستنِ آن جزو چون است ؟

جواب میں ہے :

خودی ز اندازہ ہائے ما فزون است
خودی زاں کل کہ تو بینی فزون است

انسان ضعیف البنیان ہونے کے باوجود اللہ کا نائب ہے اور اُس کی صلاحیتیں بہت وسیع و عریض ہیں ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱٦٦) میں ہے :

وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اُس چیز میں جو تمھیں عطا کی ۔]

صفحہ ۱۶۵ میں ہے :

ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است
خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است

صفحہ ۱۵۷ کے سلسلے میں علامہ اقبال کی تحریر کا ایک اقتباس آ چکا ہے۔ وہ وہ یہاں کے لیے بھی کافی ہے۔

سورۃ الکہف (آیت ۴۶) میں ہے :

والبٰقیٰت الصّٰلحٰت خیرٌ عند ربك ثواباً و خیرٌ املاً ٥

[اور باقی رہنے والی اچھی باتیں (اعمالِ خیر) ان کا ثواب تمھارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی ہیں (یعنی خیر کو بقا حاصل ہوگی۔ انسان اپنے منصب کے مطابق اور خودی کے لحاظ سے جو خیر پیش کرے گا اُسے فنا نہیں ہے)۔]

صفحہ ۱۶۶ ۔ سوال ۷ :

مسافر چوں بود رہرو کدام است ؟ کرا گویم کہ او مردِ تمام است ؟

جواب میں ہے :

اگر چشمے کشائی بر دلِ خویش درونِ سینہ بینی منزلِ خویش !
سفر اندر حضر کردن چنیں است سفر از خود بخود کردن ہمیں است

یہ سفر در اصل خودی کا ارتقائی سفر ہے، یعنی خودی کی مسلسل ترقی یافتہ درجات تک پہنچنے کے لیے ہے، لیکن اس سفر کی کوئی آخری منزل نہیں ہے اور اگر انجام آ گیا تو آرزو بھی ناپید ہو جائے گی اور زندگی بھی ختم ہو جائے گی :

مجو پایاں کہ پایانے نداری بپایاں تا رسی جانے نداری

کمالِ زندگی دیدارِ ذات ہے :

چناں با ذاتِ خود خلوت گزینی ترا او بیند و او را تو بینی

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سورۃ النجم (آیات ۹ - ۱۰) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ o

[تو اُس جلوہ (جلوۂ خدا) اور اُس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم - اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی -]

ایسے ہی انسانِ کامل کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں :

کسے کو "دید" عالم را امام است | من و تو ناتمامیم او تمام است!
اگر او را نیابی در طلب خیز | اگر یابی بد امانش در آویز

صفحہ ۱۶۹ - سوال ۸ :

کدامی نکتہ را نطق است انا الحق | چہ گوئی ہر زہ بود آں رمزِ مطلق

جواب میں ہے کہ ایک مُغ بھی کہتا ہے کہ زندگی فریب میں آکر من (انا) کا تصور پیدا کر دیتی ہے ، مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام عالم (انسان بھی) ایک سوتے ہوئے خدا کا خواب ہے - چنانچہ دلِ بیدار ، عقلِ نکتہ بیں ، گمان و یقین سب کے سب خواب ہیں -

اقبال کہتے ہیں کہ تمام عالم کے وجود پر شک ہو سکتا ہے لیکن شک کرنے والا نفس کبھی موہوم نہیں ہو سکتا - حقیقتِ مطلق یعنی خدا کی ذات بھی حق ہے اور انسانی نفس (خودی) بھی حق ہے :

خودی را حق بداں باطل مپندار
خودی را کشتِ بے حاصل مپندار

شنکر اچاریہ اور منصور حلاج دونوں نے اپنے اپنے رنگ میں انا الحق کہا - ہم کو چاہیے کہ ایسے اقوال کو پسِ پشت ڈال کر عرفانِ خودی سے عرفانِ خدا حاصل کریں :

دگر از شنکر و منصور کم گوے ! | خدا را ہم براہِ خویشتن جوی

سورۃ الحشر کی (آیت ۱۹) پہلے بھی آ چکی ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنھیں اُن کی جانیں بھلا دیں (یعنی خدا کی معرفت حاصل کرو گے تو خود کی معرفت بھی حاصل ہو سکے گی) -]

صفحہ ۱۷۲ - سوال ۹ :

شناسائے چہ آمد عارف آخر ؟ کہ شد بر سرِّ وحدت واقف آخر ؟

جواب میں پہلے تمام کائنات کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے - پھر بتایا ہے (صفحہ ۱۷۳) کہ صرف خودی ایسی چیز ہے جس کو فنا نہیں :

خودی را لازوالے می تواں کرد فراقے را وصالے می تواں کرد

پھر فرماتے ہیں (صفحات ۱۷۳ - ۱۷۴) کہ :

خدائے زندہ بے ذوقِ سخن نیست
تجلی ہائے او بے انجمن نیست
الست از خلوتِ نازے کہ برخاست ؟
بلیٰ از پردۂ سازے کہ برخاست ؟

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے :

و اذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم علیٰ انفسھم ج الست بربکم ط قالوا بلیٰ -

[اور (اے محبوبؐ یاد کرو) جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی نسل نکالی اور اُنھیں خود اُن پر گواہ کیا ، کیا میں تمھارا رب نہیں ؟ سب بولے ، کیوں نہیں ؟]

اگر مائیم ، گرداں جامِ ساقی است بہ بزمش گرمیٔ ہنگامہ باقی است[9]

۹- ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے "فکرِ اقبال" (باب ۱۵) میں "گلشنِ رازِ جدید" پر مفصل بحث کی ہے -

انسان ہی کی خاطر یہ دنیا بنائی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے:

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔]

صفحہ ۱۸۰ میں ہے:

از غلامی مردِ حق زنار بند از غلامی گوہرش نا ارجمند

علامہ اقبال اپنے ایک مکتوب میں بھی کہتے ہیں:

''غلام قوم مادیات کو روحانیت پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہے۔''[10]

اسی چیز کو صفحہ ۱۸۳ (موسیقی) میں بیان کیا ہے:

الحذر این نغمہٴ موت است و بس نیستی در کسوتِ صوت است و بس

یہی بات صفحہ ۱۸۶ (مصوری) میں ہے:

ہمچناں دیدم فنِ صورت گری نے براہیمی درو نے آزری

اور صفحہ ۱۸۷ میں ہے:

عامِ حاضر پیشِ آفل در سجود شک بیفزود و یقیں از دل ربود

سورۃ الانعام (آیت ۷۷) میں ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے:

قال لا اُحب الآفلین o [بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے]۔

موجودہ علومِ مغربی شک اور گمان پیدا کرتے ہیں اور یقین سے دور کرتے ہیں۔

۱۰- ''مکاتیب''، ۱/۲۰۱۔

صفحہ ۱۹۰ میں ہے کہ غلامی میں عشق و مذہب بھی بے وقعت بن جاتے ہیں :

در غلامی، عشق و مذہب را فراق انگبینِ زندگانی بد مذاق

لیکن آزاد مردوں کا فن بھی آزاد اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے (صفحہ ۱۹۳) :

سنگہا با سنگہا پیوستہ اند روزگارے را بہ آنے بستہ اند

جاوید نامہ

(پہلی اشاعت ۱۹۳۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاوید نامہ

علامہ اقبال ۲۰ جنوری ۱۹۳۱ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''میرے زیرِ نظر حقائق اخلاق و ملی ہیں ۔ زبان میرے لیے ثانوی حیثیت رکھتی ہے ۔ بلکہ فنِ شعر سے بھی بحیثیت فن کے نابند ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ آخری نظم 'جاوید نامہ' جس کے دو ہزار شعر ہوں گے ابھی ختم نہیں ہوئی ۔ ممکن ہے کہ مارچ تک ختم ہو جائے ۔ یہ ایک قسم کی ڈوائن کامیڈی ہے اور مثنوی مولانا روم کے طرز پر لکھی گئی ہے ۔ اس کا دیباچہ بہت دلچسپ ہوگا اور اس میں غالباً ہندوستان و ایران بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے نئی باتیں ہوں گی ۔ ایرانیوں میں حسین ابن منصور حلاج ، قرۃ العین ، ناصر خسرو علوی وغیرہ کا نظم میں ذکر آئے گا ۔ جمال الدین افغانی کا پیغام مملکتِ روس کے نام ہوگا ۔''[1]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ معراج نے علم و ادب کو بھی نوازا اور مختلف ادوار میں ایسے شاہکار تیار ہوئے جو بالواسطہ یا بالواسطہ اس عظیم واقعے سے متاثر ہیں ۔ ابو العلاء المعری (م ۴۴۹ھ) کا ''رسالۃ الغفران'' اور محی الدین ابن العربی (م ۶۳۸ھ) کی ''الفتوحات المکیہ'' کے بعد ڈانٹے (م ۲۱ ۷/۱۳۲۱) کی ''طربیۂ الٰہیہ'' (*Divine Comedy*) بھی اسی واقعے سے متاثر ہے ۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شاہکار یعنی ''جاوید نامہ'' بھی اسی

۱- ''مکاتیب'' ، ۲۱۶/۱ -

سے اثر پذیر ہے اور اس کا محرک وہ جذبہ ہے جو شاعر کو زمان و مکان کے تعینات سے گزر جانے کے لیے بے تاب کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ طبیعی حواس سے رہائی حاصل کر کے سیاحتِ افلاک اور ماورائے افلاک کے لیے روانہ ہوتا ہے اور مختلف اشخاص سے ملاقات بھی کرتا ہے اور اُن کے جذبات اور خیالات کی ترجمانی بھی کرتا ہے۔ ایسے شاعر کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ (صفحہ ۳۵) :

مردے اندر جستجو آوارۂ ثابتے با فطرتِ سیارۂ!

چونکہ یہ نظم شروع سے آخر تک رمزیہ ہے اس لیے بے محل نہ ہوگا اگر ہم یہاں اس کا ایک خلاصہ پیش کر دیں۔

"جاوید نامہ" کی ابتدا مناجات سے ہوتی ہے۔ شاعر فریاد کرتا ہے کہ اس کے حصولِ مقاصد میں کوئی اس کا معاون نہیں۔ مادی دنیا سے اللہ کے حضور میں پہنچنا چاہتا ہے اور التجا کرتا ہے کہ اُس کا پیام آئندہ نسلوں کے لیے ہدایت اور تقویت کا ذریعہ بنے۔

"تمہیدِ آسمانی" میں آسمان کا زمین پر طنز ہے کہ وہ فطرتاً تاریک اور پست ہے اور آسمان کے نور سے مستنیر ہے۔ زمین خجل ہو جاتی ہے لیکن آسمانوں کے اُدھر سے ندا آتی ہے کہ تو غمگین نہ ہو کہ تجھے بہت بڑی امانت دی گئی ہے۔ "نغمۂ ملائک" میں اسی ندا کا اعادہ ہے۔ پھر سفر نامۂ افلاک کی اصل ابتدا "تمہیدِ زمینی" سے ہوتی ہے۔ شاعر اپنی دنیا کے ہنگاموں سے علٰحدہ ہوکر دریا کے کنارے خلوت گزیں ہوتا ہے جہاں وہ کیف و سرور کے عالم میں رومی کی ایک غزل "آرزوست" والی گنگناتا ہے۔ سورج کے غروب کے بعد رومیؒ کی روح نمودار ہوتی ہے جس سے شاعر حقیقتِ وجود اور جان و تن وغیرہ مسائل کی وضاحت چاہتا ہے اور معراج کے اسرار جاننا چاہتا ہے۔ رومی کے کلام سے شاعر بے خود ہو جاتا ہے۔ اتنے میں زمان و مکان کا فرشتہ نمودار ہوتا ہے جو اس کے قیود و حجابات کو توڑنے کی ترکیب بتاتا ہے کہ لی مع اللہ وقتٌ کے یقین سے یہ طلسم ٹوٹ سکتا ہے۔ پھر شاعر مادی حجابات سے گزر کر رومیؒ کی رہبری میں دوسری دنیا میں پہنچتا ہے اور اس کی پہلی منزل

فلکِ قمر ہوتی ہے۔ وہاں ایک غار میں عارفِ ہندی ''جہاں دوست'' ملتا ہے جس سے شاعر کو حیات و ممات اور دوسرے بہت سے اسرار کی تشریح حاصل ہوتی ہے۔ پھر شاعر کی نظر سروش پر پڑتی ہے جس کی تخلیق اندیشۂ یزداں میں ہوئی تھی اور جو شاعروں کے الہامی نغمات کا محرک ہے۔ رومی یہاں بتاتا ہے کہ وہ شاعری جو نوعِ انسان کے اندر رفعت و عظمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے ''پیغمبری'' کی وارث ہے۔ پھر شاعر کو رومی[۳] طواسینِ (نبوت ؟) کی سیر کراتا ہے۔ طاسینِ[۲] اول میں گوتم بدھ ہیں۔ طاسین دوم میں زرتشت اور اہرمن مصروفِ مکالمہ ہیں۔ زرتشت کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ خودی کی تقویت کے لیے بلا اور مصیبت بہت مفید ہیں اور یہ کہ خودی کے ارتقا میں خلوت بھی ہے اور اُس سے آگے جلوت بھی ہے جس کے بغیر خودی ناتمام ہے۔ طاسینِ سوم میں طالسطائےؔ اور افرنگین کا مکالمہ ہے جس سے افرنگین کہتی ہے کہ تو نے مسیح[۴] کی ملت کے ساتھ وہ سلوک کیا جو فلاطوس نے میرے جسم کے ساتھ کیا تھا۔ طالسطائے کہتا ہے کہ تیرا جرم میرے جرم سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ تو نے مذہبِ مسیح[۴] کی روح کو مسخ کر دیا ہے۔ طاسینِ چہارم میں ابوجہل کی روح اسلام کے فروغ پانے پر جاہلی روایات کا ماتم کر رہی ہے۔

طواسین کی سیر کے بعد شاعر فلکِ عطارد میں پہنچتا ہے جہاں میدانوں کی شادابی اور دریاؤں کے ترنم سے شاعر مسرور ہوتا ہے۔ اتنے میں اذان کی آواز آتی ہے۔ رومی بتاتا ہے کہ یہ اولیا کا مقام ہے اور حضرت آدم[۴] جنت چھوڑنے کے بعد تھوڑے عرصے کے لیے یہاں ٹھہرے تھے۔ پھر دونوں اذانوں کی سمت روانہ ہوتے ہیں جہاں جمال الدین افغانی نماز پڑھا رہے ہیں اور سورۃ النجم کی تلاوت کر رہے ہیں جس سے شاعر پر وجد اور بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد رومی نے شاعر کا تعارف افغانی سے اور سعید حلیم پاشا سے کرایا ہے اور یہ بھی کہا ہے

۲- ''طٰسٓ'' قرآن کے حروف مقطعات میں سے ہیں جو رمزیہ ہیں۔ منصور حلاج کی ''کتاب الطواسین'' کا ذکر ''مکاتیب''، ۱/۵۸ - ۷۹، میں آتا ہے۔

کہ اس شاعر کو اُس کی طبیعت کی جولانی اور سرمستی کی وجہ سے میں ''زندہ رود'' کہتا ہوں ۔ شاعر بتاتا ہے کہ عالمِ خاکی کے مسلمانوں کو وطنیت کے بڑھتے ہوئے رجحانات نے آفاقی تعلیم سے بے گانہ کر دیا ہے ، نیز مغربی ملوکیت اور روسی اشتراکیت نے بڑے فتنے کھڑے کر دیے ہیں ۔ افغانی اور سعید حلیم پاشا سے مشرق اور مغرب کی فطرت کے بنیادی فرق پر بھی گفتگو ہوئی ۔ پاشا نے یہ بھی بتایا کہ تقلیدِ فرنگ سے مصطفیٰ کمال کو قوم کی نئی زندگی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ عالمِ قرآنی کی تشکیل کی ضرورت ہے ۔ افغانی نے اس تشکیل کے لیے (۱) خلافتِ آدم ، (۲) حکومتِ الٰہی ، (۳) ارض ، ملکِ خداست (۴) حکمت ، خیرِ کثیر است کو وسائل بتایا ہے اور اس کی تشریح بھی کی ہے ۔ افغانی کو ملتِ روسیہ کے ہاتھوں ملوکیت و استبداد کے خاتمے کی کچھ امید نظر آتی ہے لیکن وہ اس ملت کو اسلامی نظام ہی کی دعوت دیتے ہیں ۔ پھر فلکِ زہرہ میں رومی کے ساتھ شاعر پہنچتا ہے جہاں ہر قوم اور ہر عہد کے معبود جمع ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ انسان اب پھر اُن کی پرستش قبول کر رہا ہے اور :

از چراغِ مصطفیٰؐ اندیشہ چیست ؟

رومی اور شاعر (زندہ رود) آگے بڑھتے ہیں ۔ دریائے زہرہ موجیں مار رہا تھا لیکن موجیں ان دونوں کو راستہ دیتی ہیں ۔ رومی سورۂ 'طٰہٰ' پڑھتا ہوا اپنے ساتھی کو لے کر آگے بڑھتا ہے جہاں ایک چاند سے تاریکی میں روشنی دکھائی دیتی ہے ۔ وہاں فرعون اور برطانوی جنرل کچنر کی روحیں عذاب میں مبتلا نظر آئیں ۔ فرعون آرزو کرتا ہے کہ کاش موسیٰ سے ایک بار ملنا نصیب ہو اور میں اُس سے دلِ آگاہ مانگوں ۔ کچنر فخر سے کہتا ہے کہ یورپ والوں نے مصر میں عہدِ قدیم کے آثار اور بیش بہا معلومات کے ذخیرے کھود نکالے ہیں ۔ فرعون طنز سے کہتا ہے :

قبرِ مـا را علم و حکمت بر کشود   لیکن اندر تربتِ مہدی چہ بود ؟

پھر سودانی مہدی کی روح نمودار ہوتی ہے جو کچنر سے کہتی ہے کہ یہ میری خاک کا انتقام تھا کہ تجھے قبر کے لیے دو گز زمین بھی نہ مل سکی ۔

پھر سہدی نے عربوں کو پیغام دیا ہے کہ وہ بیدار ہوں اور مدینہ سے مستفیض ہوں ۔

پھر رومی اور شاعر فلکِ مریخ میں داخل ہوتے ہیں ۔ رومی بتاتا ہے کہ وہاں کے لوگ علوم و فنون کے دل دادہ ہیں اور ان کے یہاں دل حاکم ہے اور بدن محکوم ، اس لیے باہم کوئی تصادم نہیں ۔ پھر یہ دونوں سیاح حکیم مریخی سے ملتے ہیں جو فلزاتِ زمین کی تحقیق سے بہت دلچسپی رکھتا ہے ۔ پھر وہ ان دونوں کو مرغدین شہر کی سیر کراتا ہے جہاں کے لوگوں کو دولت اور وسائلِ سعیشت کے احتکار کی ہوس نہیں ہے ۔ زندہ رود (شاعر) کو وہ حکیم یہ بھی بتاتا ہے کہ تقدیر کی تبدیلی نفس یا خودی کی تبدیلی کی تابع ہے ۔ پھر یہ لوگ ایک میدان میں پہنچتے ہیں جہاں افرنگ کی ایک عورت ہے جو عورتوں کو محکومی سے آزاد کرنے کی دعوت دے رہی ہے ۔ رومی تبصرہ کرتے ہیں کہ واقعی نئی تہذیب کا مقصد مرگِ امومت ہے اور عورتوں کو ہر پابندی سے آزاد کرانا ہے ، نیز یہ کہ یورپ میں عشق مفقود ہے جس سے زندگی میں حرارت اور تابندگی پیدا ہوتی ہے ۔

پھر یہ لوگ فلکِ مشتری میں داخل ہوتے ہیں جہاں روشنی کے لیے کئی چاند ہیں لیکن زندگی کے ہنگامے نہیں ہیں ۔ حلاج ، غالب اور قرۃ العین طاہرہ یہیں ہیں ۔ زندہ رود پہلے حلاج سے سوال کرتا ہے کہ تم لوگ مقامِ مومنین سے کیوں دور ہو ؟ حلاج جواب دیتا ہے کہ سیرِ دوام کی لذتیں خلد کی نعمتوں سے کم نہیں ۔ نیز یہ بتایا کہ میں خودی کے ''نور و نار'' کا رمز شناس تھا لیکن میری قوم والے اُسے نہ سمجھے اور مجھے سولی پر چڑھا دیا ۔ پھر زندہ رود نے غالب سے اُس کے شعر (قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ) کے معنی پوچھے جس کی اُس نے اقبال کے رنگ میں تشریح کی ۔ پھر زندہ رود نے اُس سے نبوت سے متعلق اُس کے معرکۃ الآرا اشعار کی روشنی میں دریافت کیا تو وہ خود کچھ اُلجھا ہوا معلوم ہوا اور اُس نے یہ شعر کہہ کر بات ختم کر دی :

آنچہ تو از من بخواہی کافری ست　　کافری کو ماورائے شاعری ست

حلاج دوبارہ نبوت ، خودی اور دیدارِ الٰہی کے مسائل چھیڑتا ہے لیکن

پھر رخصت ہو جاتا ہے کہ ہم ایک جگہ قیام کرنا اپنی طبیعت کے خلاف سمجھتے ہیں ۔

اس کے بعد فضا میں تاریکی ہو جاتی ہے اور ابلیس (خواجۂ اہلِ فراق) نظر آتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میرا حرفِ استکبار صرف فراق کی لذتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے تھا اور یہ کہ آدم سے مجھے ہمدردی تھی کہ وہ میرے بعد مجبوری سے مختاری تک پہنچا ۔ پھر ابلیس فریاد کرتا ہے کہ میں آدم سے زیادہ پختہ ایک حریف چاہتا ہوں کیونکہ اس میں مدافعت اور میرے فرمان سے سرکشی کی قوت ہی نہیں ۔

پھر رومی اپنے ساتھی کو فلکِ زحل کی سیر کراتا ہے جہاں غداروں کی روحیں مبتلائے عذاب ہیں اور جنھیں دوزخ نے بھی قبول نہیں کیا ۔ یہاں ایک سمت میں ایک نازنین ہے جو حسن و تابناکی کے باوجود زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے ۔ یہ روحِ ہندوستان ہے جو اہلِ ہند کی بے حسی پر نالاں ہے اور ان غداروں میں ایک یوں کہہ رہا ہے :

نے عدم ما را پذیرد نے وجود   وائے از بے مہریِ بود و نبود

پھر رومی اور زندہ رود عالمِ بے جہات (آنسوئے افلاک) میں پہنچتے ہیں ۔ وہاں سرحد پر جرمنی فلسفی نطشے کا مقام ہے ۔ پھر آگے فردوس میں داخل ہوتے ہیں جہاں عیش و راحت کے تمام سامان ہیں لیکن رومی تنبیہ کرتا ہے کہ اعتباراتِ حواس سے دھوکا نہ کھاؤ ۔ یہ سب ''تجلیٔ ذات'' کے مناظر ہیں ۔ یہیں سامنے ایک شان دار محل نظر آتا ہے جو پنجاب کی ایک شاہزادی شرف النساء کا ہے ۔ اُس نے مرتے وقت اپنی ماں کو وصیت کی تھی کہ قرآن اور تلوار کو مرنے کے بعد بھی اُس سے جدا نہ کیا جائے ۔ اس محل سے آگے سید علی ہمدانی اور 'ملا' طاہر غنی کشمیری سے ملاقات ہوتی ہے ۔ ہمدانی نصیحت کرتا ہے کہ اب مسلمان روحانی سر بلندی اور عزت کو دوبارہ حاصل کریں اور مادہ پرستی سے احتراز کریں ۔ غنی کشمیری بھی اسی طرح کی گفتگو کرتا ہے ۔ پھر یہ دونوں (رومی اور زندہ رود) روانہ ہوتے ہیں کہ راستے میں برتری ہری سے ملاقات ہوتی ہے جو شاعری کے محرکات سے بحث کرتا ہے اور ایک غزل میں اپنے وطن

والوں کو جد و جہد کا پیام دیتا ہے - پھر ان کا گزر ایک محل سرائے سے ہوتا ہے جہاں نادر شاہ، ''ابدالی'' اور ٹیپو سلطان رہتے ہیں - ان سے حالاتِ حاضرہ اور بعض اصولی اور فلسفیانہ مباحث پر گفتگو ہوتی ہے - اسی موقع پر فارسی شاعر ناصر خسرو کی روح نمودار ہوتی ہے اور ایک غزل سنا کر غائب ہو جاتی ہے - پھر زندہ رود کے ذریعے سلطان ٹیپو دریائے کاویری کو ایک پیام دیتا ہے جس میں حیات و ممات اور شہادت کی حقیقت بیان کی ہے - اب یہ دونوں فردوس سے رخصت ہوتے ہیں - راستے میں زندہ رود سے ایک غزل کے لیے حوریں فرمائش کرتی ہیں - ان سے رخصت ہو کر ''حضور'' کا مقام ہے - زندہ رود وہاں حقیقتِ وجود اور آئینِ حیات کے متعلق سوال کرتا ہے - ''ندائے جمال'' میں ان کا جواب ہوتا ہے - پھر زندہ رود جرأت کر کے ''تقدیر شرق و غرب'' کو بے حجاب دیکھنے کی آواز کرتا ہے کہ ناگاہ برقِ تجلی گرتی ہے اور گرد و پیش اس سے غرقِ نور ہو جاتے ہیں، اور یہ تماشائی اپنے وجود کو تماشا میں منسلک ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہے کہ اب :

از ضمیرِ عالمِ بے چند و چوں　　یک نوائے سوز ناک آید بروں

یہ ''نوائے سوز ناک'' یہ ہے :

بگذر از خاور و افسونیٔ افرنگ مشو
کہ نیرزد بجوے ایں ہمہ دیرینہ و نو

• • •

زندگی انجمن آرا و نگہدارِ خود است
اے کہ در قافلہٴ بے ہمہ شو با ہمہ رو!
تو فروزندہ تر از مہرِ منیر آمدۂ
آنچناں زی کہ بہ ہر ذرہ رسانی پرتو!

اس نوا کے ساتھ یہ سیر ختم ہو جاتی ہے -

یہ پوری نظم اقبال کے پسندیدہ خیالات و جذبات کا نچوڑ اور اُس کے محبوب شعرا، علما اور زعما کا خاکہ ہے -

اس جائزے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اس نظم کے قرآنی مضامین کا استقصا کیا جائے۔

صفحہ ۷ میں ہے :

آدمی اندر جہانِ ہفت رنگ
ہر زماں گرمِ فغاں مانندِ چنگ!
آرزوے ہم نفس می سوزدش
نالہ ہاے دل نواز آموزدش
لیکن ایں عالم کہ از آب و گل است
کے تواں گفتن کہ داراے دل است

آدمی کو دل دیا گیا ہے اور ہم نفس کی آرزو بھی۔ علامہ اقبال کو بھی ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جن کے پاس تڑپتا ہوا اور بے قرار دل ہو۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ارشاد ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ○

[بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا مشقت میں رہتا (پس وہ انسان ہی کیا جس کے پاس عمل کے لیے سرگرم دل نہ ہو)۔]

صفحہ ۷ ہی میں ہے :

گرچہ بر گردوں ہجومِ اختر است
ہر یکے از دیگرے تنہا تر است
ہر یکے مانندِ ما بیچارہ ایست
در فضاے نیلگوں آوارہ ایست
کارواں برگِ سفر ناکردہ ساز!
بیکراں افلاک و شب ہا دیر باز
ایں جہاں صید است و صیادیم ما ؟
یا اسیرِ رفتہ از یادیم ما

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

و الشمس و القمر و النجوم مسخراتٍ بامرہ ط الا لہ الخلق و الامر تبارک اللہ رب العلمین ○

[اور سورج اور چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع ہیں ۔ سن لو ، اُسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہانوں کا ۔]

لیکن انسان کی حیثیت ان سب سے جدا ہے ۔ کیا وہ بھلا دیا گیا ''رفتہ از یاد'' ؟ اس کا مقام بہت بلند ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا ہے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔]

پھر اس کے بعد والی آیت (۳۰) میں ہے (صفحہ ۸) :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفةً ط

[(اللہ نے فرشتوں سے فرمایا) "میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔]

مذکورہ بالا اشعار کے بعد ہی یہ شعر آتا ہے (صفحہ ۸) :

زار نالیدم صدائے بر نخاست ہم نفس فرزندِ آدم را کجاست ؟

اور رومیؒ کہتے ہیں :

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گردِ شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

صفحہ ۸ میں علامہ اقبال اُس دن کی آرزو کرتے ہیں جس دن انسان کو بیداری حاصل ہو سکے :

اے خوش آں روزے کہ از ایام نیست صبحِ او را نیمروز و شام نیست

روشن از نورش اگر گردد رواں — صوت را چوں رنگ دیدن می تواں
غیب ہا از تاب او گردد حضور — نوبتِ او لا یزال و بے مرور
اے خدا روزی کن آں روزے مرا — واریاں زیں روز بے سوزے مرا

ایسا دن گو کہ ابھی نصیب نہیں لیکن ضرور نصیب ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ایک حل سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں موجود ہے:

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر ما ما بانفسہم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا]

صفحہ ۸ ہی میں ہے:

آیۂ تسخیر اندر شان کیست؟ — ایں سپہرِ نیلگوں حیرانِ کیست؟

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۲) میں ہے:

و سخرلکم ما فی السمٰوت وما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب کے سب۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔]

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے:

الم تروا أن اللہ سخر لکم ما فی السمٰوت وما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمیں میں ہیں اور تمھیں بھر پور نعمتیں دیں ظاہر اور چھپی ہوئی۔]

اسی صفحے میں ہے:

رازدانِ علم الاسما کہ بود؟
مستِ آں ساقی و آں صہبا کہ بود؟

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا ٥ [اور سکھائے آدم کو تمام چیزوں کے نام] ۔

جب فرشتوں نے اللہ پاک کے سامنے انسان کو خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا تو اس موقع پر انسان کی صلاحیت ظاہر کرنے کے لیے اللہ پاک نے اس کو تمام چیزوں کے نام سکھا کر اس کے شرف اور فضیلت کو فرشتوں پر ظاہر کیا ۔

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

اے ترا تیرے کہ ما را سینہ سفت
حرفِ ادعونی کہ گفت و با کہ گفت ؟

سورۃ المؤمن (آیت ٦٠) میں ہے :

و قال ربکم ادعونی استجب لکم ٥

[اور تمھارے رب نے فرمایا ، مجھ سے مانگو ۔ میں تمھاری درخواست قبول کروں گا (گویا مقبولیت کا وعدہ بھی اللہ پاک نے فرمایا) ۔]

صفحہ ۹ میں ہے :

عمرہا بر خویش می پیچد وجود تا یکے بے تاب جاں آید فرود

آدم علیہ السلام کے واقعے میں ہے کہ پہلے شیطان نے اُن کو فریب دیا لیکن پھر اللہ نے اُن کی توبہ قبول کی اور اُنھیں چُن لیا ، گویا بے تاب جان کے لیے بھی ایک وقت درکار ہوتا ہے ۔

سورۂ 'طہٰ' (آیات ۱۲۱ - ۱۲۲) میں ہے :

و عصیٰ آدم ربہ' فغویٰ ٥ ثم اجتبٰہ ربہ' فتاب علیہ و ھدیٰ ٥

[اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی ۔ پھر اُس کے رب نے اُس کو چُن لیا تو اُس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمایا اور اپنے قربِ خاص کی راہ دکھائی ۔]

صفحہ ۱۰ میں ہے:

علم در اندیشہ می گیرد مقام عشق را کاشانہ قلبِ لاینام

ناقص علم وہم و گمان پیدا کرتا ہے، لیکن عشق کا مقام قلب ہے جہاں یقین ہی یقین ہے۔ سورۃ التوبہ (آیت ۴۵) میں ایسے ناقص علم اور غیر یقینی ایمان والوں کے متعلق ہے کہ وہ لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد سے بچنے کے لیے رخصت مانگتے ہیں:

انما یستا ذنك الذین لایؤمنون باللہ و الیوم الآخر و ارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون ٥

[آپؐ سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں۔]

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے:

زیرِ گردوں خویش را یابم غریب
زاں سوے گردوں بگو انی قریب

اے اللہ، میں خود کو اس دنیا میں غریب پاتا ہوں۔ مجھے زمان مکان کی قید سے آزاد کر کے اپنا قرب عطا فرما دے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۶) میں ہے:

و اذا سالك عبادی عنی فانی قریبؕ ط اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ٥

[اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب وہ مجھے پکارے۔ تو اُنھیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔]

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے :

تو فروغِ جاودان ما چوں شرار یک دو دم داریم و آں ہم مستعار !۲

سورۃ الرحمٰن (آیات ۲۶ - ۲۷) میں ہے :

کل من علیہا فانٍ ہ و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ہ

[زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے آپ کے رب کی ذات جو عظمت اور بزرگی والا ہے ۔]

صفحہ ۱۳ میں ہے :

زندگی از لذتِ غیب و حضور بست نقشِ ایں جہانِ نزد و دور

اللہ سے جدائی کے بعد دوبارہ اُس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے اس زمان و مکان کی دنیا میں انسان آیا ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ہ

[اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۔]

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے :

ماہ و اختر را خرام آموختند صد چراغ اندر فضا افروختند !

۳- اسی سلسلے میں کہتے ہیں (اسی صفحہ ۱۰ میں) :

ع آنیم من جاودانی کن مرا

مکاتیب" (۱/۲۰۲) میں ہے :

"حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے ۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے ۔ بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے ۔"

سورۂ فصلت (آیت ۱۲) میں ہے :

و زینا السماء الدنیا بمصابیح ٥

[اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا -]

صفحہ ۱۴ میں ہے :

بر سپہر نیلگوں زد آفتاب	خیمۂ زربفت با سیمیں طناب

سورۃ النبا (آیات ۱۲ - ۱۳) میں ہے :

و بنینا فوقکم سبعاً شداداً ٥ و جعلنا سراجاً و ھاجاً ٥

[اور تمھارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے اور اُن میں ایک نہایت چمکتا چراغ (سورج) رکھا -]

اسی صفحے میں ہے :

از اُفق صبحِ نخستیں سر کشید	عالمِ نو زادہ را در بر کشید

سورۂ یٰس (آیت ۳۷) میں ہے :

و آیۃ لھم الیل نسلخ منه النھار ٥

[اور ایک نشانی اُن کے لیے رات ہے کہ ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں -]

صفحہ ۱۴ ہی میں ہے :

اے امینے از امانت بے خبر	غم مخور ، اندر ضمیرِ خود نگر

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت و الارض و الجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا و حملھا الانسان ط انه' کان ظلوماً جھولاً ٥

[بے شک ہم نے امانت کو پیش کیا آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو اُنھوں نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان

نے اُسے اٹھا لیا - بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے -]

صفحہ ۱۵ میں ہے :

عقلِ آدم بر جہاں شبخوں زند — عشقِ او بر لامکاں شبخوں زند

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے -]

جانچ اور کام کے اچھے بُرے کی پہچان عقل ہی کے ذریعے ہوتی ہے ، لیکن عشق کا مقام یہ ہے جو سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہے :

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک -]

اس کے بعد سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں اس مبارک سفر سے متعلق ہیں -

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

''ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را — اوست سیّد جملہ موجودات را''

جمالِ ذات کے عاشقؐ کا ذکر ابھی سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں آیا ہے -

سورۃ الکہف (آیت ۳۸) میں ہے :

ھو ربی و أشرك بربی احداً o

[وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہراتا -]

یہ یقین انسان کو نہ صرف خلیفۃ اللہ بناتا ہے بلکہ ساری موجودات کا سردار بھی ، کیونکہ اُسی کے لیے سب کچھ پیدا کیا گیا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ۔۔۔

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔]

اسی مضمون کا شعر آئندہ صفحہ (۱۶) پر آتا ہے :

فروغِ مشتِ خاک از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکبِ تقدیرِ او گردوں شود روزے

اگر انسان اپنے مقام کو پہچان لے اور اپنے مقام (نیابتِ الٰہی) کے مطابق عمل پیش کرے تو خود زمین کا درجہ بلند ہو جائے گا ۔ اُس کی قوتِ تسخیر کا ذکر ابھی صفحہ ۸ کے شعر کے سلسلے میں سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) اور سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں آیا ہے ۔ سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں اس عزت اور فضیلت کا وعدہ ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم o [اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی دی] ۔

صفحہ ۱۸ میں ہے :

جانم ملول گشت ز فرعون و ظلمِ او
آں نورِ جیبِ موسیِ عمرانم آرزوست

سورۃ النمل (آیت ۱۲) میں ہے :

و ادخل یدك فی جیبك تخرج بیضآءَ من غیرِ سوءٍ

[تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ ، وہ بلا کسی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا ۔]

موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ ہے کہ جن کے سامنے فرعونیت پارہ پارہ ہو جاتی ہے ۔

صفحہ ۱۹ میں ہے:

انجمن روزِ الست آراستند | بر وجودِ خود شہادت خواستند

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے:

و اذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم و اشهدهم علیٰ انفسهم الست بربكم ط قالوا بلیٰ ج شهدنا ج ان تقولوا یوم القیٰمة انا كنا عن هٰذا غٰفلین ٥

[اور (یاد کرو) جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی نسل نکالی اور اُنھیں خود اُن پر گواہ کیا، کیا میں تمھارا رب نہیں، سب بولے، کیوں نہیں؟ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی۔]

اس شعر کے بعد ہی یہ اشعار ہیں:

زندۂ یا مردۂ یا جاں بلب | از سہ شاہد کن شہادت را طلب
شاہدِ اوّل شعورِ خویشتن | خویش را دیدن بنورِ خویشتن
شاہدِ ثانی شعورِ دیگرے | خویش را دیدن بنورِ دیگرے
شاہدِ ثالث شعورِ ذاتِ حق | خویش را دیدن بنورِ ذاتِ حق
پیشِ ایں نور ار بمانی استوار | حیّ و قائم چوں خدا خود را شمار[۳]
بر مقامِ خود رسیدن زندگی است | ذات را بے پردہ دیدن زندگی است

تم زندہ ہو یا مردہ ہو؟ اس امر کے لیے تین گواہ لاؤ۔ پہلا گواہ تو خود تمھارا عمل ہے کہ واقعی تم نے اپنے عمل سے اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے یا نہیں۔ دوسرا گواہ وہ شخص ہے جو تمھارے عمل کو دیکھ کر کہ سکے کہ واقعی تم زندہ ہو، پھر تیسرا گواہ اللہ پاک ہے جو تمھارے عمل کو اپنی بارگاہ میں مقبول بنائے۔ اس طرح انسان صحیح معنی میں

۳۔ آگے چل کر (صفحہ ۲۰) لکھتے ہیں:

شاہدِ عادل کہ بے تصدیقِ او | زندگی ما را چو گُل را رنگ و بُو
در حضورش کس نماند استوار | ور بماند ہست او کامل عیار

اپنے مقام کو متعین کرنے کے قابل ہو سکتا ہے اور زندہ و پایندہ بن سکتا ہے - یہی ''سبیل اللہ'' ہے اور یہی ''شہادت'' ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ ط بل احیآءٌ و لٰکن لا تشعرون o

[اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ، ہاں تمھیں خبر نہیں -]

صفحہ ۱۹ ہی میں ہے :

مردِ مومن در نسازد با صفات مصطفیٰ راضی نہ شد الاّ بذات

ایک مشہور شعر ہے :

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ بھی چکاچوند نہ ہوئی -

سورۃ النجم (آیات ۹ - ۱۸) میں تفصیل ہے :

فکان قاب قوسینِ او ادنیٰ o - - - ما زاغ البصر و ما طغیٰ o

[پھر اللہ کے جلوے میں اور محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم - - - (لیکن حضورؐ کی) آنکھ نہ چکا چوند ہوئی ، نہ حد سے بڑھی -]

صفحہ ۲۰ میں ہے :

امر و خالق بروں از امر و خلق ما ز شستِ روزگاں خستہ حلق ؟

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

الا لہ الخلق والامر ط تبٰرک اللہ رب العٰلمین o

[سن لو ، اُسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا - بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہانوں کا -]

صفحہ ۲۰ ہی میں ہے :

نکتۂ ''الا بسلطان'' یاد گیر ورنہ چون مور و ملخ در گِل بمیر

سورۃ الرحمٰن (آیت ۵۵) میں ہے :

یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا ط لا تنفذون الا بسلطٰنٍ ٥

[اے جن و انسان کے گروہ ، اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ ، جہاں جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے -]

صفحہ ۲۱ میں ہے :

جان بیدارے چو زاید در بدن لرزہ ہا افتد دریں دیر کہن
گفتم ''ایں زادن نمی‌دانم کہ چیست؟'' گفت ''شانے از شیون زندگی است''

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ ٥ [اُسے ہر دن ایک کام ہے] -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

لا تأخذہ' سنۃ' ولا نوم ٥ [اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند] -

یہ اللہ پاک کی بیداری اور ہمہ وقت عمل کا ذکر ہے - اس کے نائب کو بھی ہمہ وقت عمل کرنا چاہیے اور اس قدر کرنا چاہیے کہ اُس کی صلاحیتوں کو دیکھ کر ایک عالم لرز جائے - اسی عملِ پیہم کو اقبال ''عشق'' کہتے ہیں ، یعنی :

می نداند عشق سال و ماہ را دیر و زود و نزد و دورِ راہ را

صفحہ ۲۲ میں ہے :

عشق شبخونے زدن بر لا مکان گور را نادیدہ رفتن از جہان!

صفحہ ۱۵ کے شعر کے سلسلے میں سورۃ الملک (آیت ۲) اور سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت دیکھیں -

صفحہ ۲۲ ہی میں ہے :

عشق با نانِ جویں خیبر کشاد   عشق در اندامِ مہ چاکے نہاد !

جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر اُس کا فعل اللہ کا ہوتا ہے۔ سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے :

و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمیٰ o

[اور (اے محبوبؐ) وہ خاک جو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی ۔]

اسی صفحے میں ہے :

کلمۂ نمرود بے ضرب بے شکست   لشکرِ فرعون بے حربے شکست !

سورۃ الانبیاء (آیت ۶۹ - ۷۰) میں ہے کہ (جب نمرود والوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا تو) :

قلنا ینار کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم o وارادوا بہٖ کیداً فجعلنٰھم الاخسرین o

[ہم نے فرمایا ، اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیمؑ پر ۔ اور اُن لوگوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے انھیں سب سے زیادہ زیاں کار کر دیا (اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں پر مچھر بھیجے جو اُن کا گوشت کھا گئے اور خون پی گئے اور ایک مچھر نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اُس کی ہلاکت کا سبب ہوا) ۔]

اور سورۃ الشعراء (آیت ۶۵ - ۶۶) میں ہے :

و انجینا موسیٰ و من معہٗ اجمعین o ثم اغرقنا الآخرین o

[اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اُس کے سب ساتھ والوں کو ، پھر دوسروں کو (فرعون اور اُس کی قوم کو) ڈبو دیا ۔]

جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر اُس کا فعل اور عمل اللہ کا فعل اور اللہ کی رضا کا ہو جاتا ہے بلکہ ایسے انسان کی رضا ہی اللہ کی رضا بن جاتی ہے ۔

صفحہ ۲۳ میں ہے :

آدمی دید است باقی پوست است دید آں باشد کہ دیدِ دوست است
جملہ تن را در گداز اندر بصر در نظر رو در نظر رو در نظر

سورۃ الذاریٰت (آیت ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ۔ کیا تم نہیں دیکھتے ؟]

اللہ کو پہچاننے والا ہی آنکھ والا ہے اور اُسے بھولنے والا اندھا ہے ۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً و نحشرہٗ یوم القیمٰہ اعمیٰ o

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے زندگانی تنگ ہے اور ہم قیامت کے دن اُس کو اندھا اُٹھائیں گے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

چشم بکشا بر زمان و بر مکاں
ایں دو یک حال است از احوالِ جاں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج زمان و مکان کے تمام قیود و حدود سے آزادی کی روشن دلیل ہے ۔

صفحہ ۱۵ میں سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت آ چکی ہے ۔

صفحہ ۲۴ میں ہے :

چیست جاں ؟ جذب و سرور و سوز و درد
ذوقِ تسخیرِ سپہرِ گرد گرد !
چیست تن ؟ با رنگ و بُو خو کردن است
با مقامِ چارسو خو کردن است

از شعور است ایں کہ گوئی نزد و دور
چیست معراج ؟ انقلاب اندر شعور

جان اور زندگی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان سر گرمِ عمل ہو اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آسمانوں اور زمین کے اندر کی تمام چیزوں کو مسخر کرے۔ سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) اور سورۃ لقمٰن کی آیت (۲۰) صفحہ ۸ میں آ چکی ہے۔

جو لوگ صرف تن پروری کو اپنی معراج سمجھتے ہیں اور دنیوی کمال ہی کو اصل کمال سمجھتے ہیں وہ اسی چار سُو میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں اور وہ بھی نصیب نہیں ہوتے۔ ابھی صفحہ ۲۳ میں سورۂ 'طٰہٰ' کی آیت (۱۲۴) آ چکی ہے۔ وہ دیکھیں۔

پھر ''انقلاب اندر شعور'' کے لیے (معراج شریف کے لیے) صفحہ ۱۵ کی آیت (سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱) دیکھیں۔

صفحہ ۲۶ میں زروان جو زمان و مکان کا فرشتہ ہے کہتا ہے:

آدم و افرشتہ در بندِ من است　　عالمِ شش روزہ فرزند من است!
لی مع اللہ ہر کرا در دل نشست　　آں جوانمردے طلسمِ من شکست

عالمِ شش روزہ کے متعلق سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے:

خلق السمٰوات و الارض فی ستۃ ایام ○

[آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔]

''لی مع اللہ وقت'' [میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے] حدیث ہے۔

جب انسان اللہ پاک کی معیت اور قربت حاصل کر لیتا ہے تو پھر زمان و مکان کی ہر قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں اسی زمان و مکان سے آزادی کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔

صفحہ ۲۷ میں ہے :

ع عقلِ تو حاصلِ حیات ، عشقِ تو سرِ کائنات

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

و من یؤت الحکمۃ فقد اُوتی خیراً کثیراً ط

[اور جسے حکمت دی گئی تو اسے دولتِ کثیر دی گئی -]

اسی عمل اور عشق کے متعلق سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکل درجٰتٌ مما عملوا o

[اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں -]

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

صدق و صفا ست زندگی ، نشو و نما ست زندگی
تا ابد از ازل بتاز ملکِ خداست زندگی

آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک زندگی قائم ہے - زندگی کی یہ بقا اپنی جگہ اس کی نشو و نما کی دلیل ہے اور صحیح زندگی وہی ہے جس میں صدق و صفا ہو -

سورۃ الشمس (آیات ۷ - ۱۰) میں ہے :

و نفس وما سوٰیھا o فالھمھا فجورھا و تقوٰیھا o قد افلح من زکٰیھا o و قد خاب من دسّٰھا o

[اور جان کی (قسم) اور اُس کی جس نے اسے ٹھیک کیا ، پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی - بے شک مراد کو پہنچا جس نے اُسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا -]

صفحہ ۲۸ میں ہے :

دبدبۂ قلندری ، طنطنۂ سکندری
آں ہمہ جذبۂ کلیم ، ایں ہمہ سحرِ سامری

موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیت اور غیر اللہ کی اطاعت سے قوم کو آزاد کرانا چاہا اور سامری نے اپنے سحر سے گمراہ کرنا چاہا۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۸۵) میں ہے :

قال فانا قد فتنا قومک من بعدک و اضلھم السامری ٥

[(اللہ نے) فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا اور انھیں سامری نے گمراہ کر دیا (پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف غصے میں تشریف لے گئے)۔]

موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں سامری نے ایک بچھڑے کے ذریعے لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر دیا کہ وہ اُن کا معبود کہا گیا۔

صفحہ ۲۸ ہی میں ہے :

ضربِ قلندری بیار ، سدِ سکندری شکن
رسمِ کلیم تازہ کُن ، رونقِ ساحری شکن

سورۃ الکہف (آیت ۹۳) میں ہے :

حتّٰی اذا بلغ بین السدین و جد من دونھا قوماً لا یکادون یفقھون قولاً ٥ ۔۔۔

[(سکندر ذوالقرنین) جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو اُن سے اُدھر ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ (انھوں نے کہا ، اے ذوالقرنین ، بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ خرچ مقرر کر دیں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنا دیں ؟)۔]

تمام برائیوں ، فتنوں اور طاغوتی طاقتوں کو ختم کرنا ایک مردِ مومن کی شان ہے۔

صفحہ ۳۱ میں ہے :

ایں زمین و آسماں مُلکِ خداست
ایں مہ و پروین ہمہ میراثِ ماست !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۸۴) میں ہے :

للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض ○

[اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔]

سورۃ الاعراف (آیت ۱۲۸) میں ہے :

ان الارض للہ یورثھا من یشآء من عبادہٖ ط

[بے شک زمین کا مالک اللہ ہے ۔ اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث بنائے ۔]

صفحہ ۳۱ ہی میں ہے :

در بیابان طلب دیوانہ شو ! یعنی ابراہیم ایں بت خانہ شو !

سورۃ الصّٰفّٰت (آیت ۹۳) میں ہے :

فراغ علیھم ضرباً بالیمین ○

[پھر اُن (بتوں) پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے (یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ ڈالا تھا ، تم بھی تمام مشکلات اور دقتوں کے بتوں کو توڑ ڈالو) ۔]

اسی صفحے میں ہے :

از خدا ہفت آسمان دیگر طلب صد زمان و صد مکان دیگر طلب

سورۃ الطلاق (آیت ۱۲) میں ہے :

اللہ الذی خلق سبع سمٰوات و من الارض مثلھن ط

[اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اُنہی کی طرح زمین بھی ۔]

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اپنے حوصلے کو بلند کرو اور اس سے بھی زیادہ اپنے اللہ سے مانگو ۔

صفحہ ۳۱ ہی میں ہے :

گر نجاتِ ما فراغ از جستجوست
گور خوشتر از بہشتِ رنگ و بوست

طلب اور جستجو کا نہ ہونا مر جانے کے مترادف ہے۔

سورۃ المؤمنون (آیت ۱۱۵) میں ہے :

ام حسبتم انما خلقنکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ہ

[تو کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمھیں بے کار بنایا اور تمھیں ہماری طر پھرنا نہیں ؟]

اور سورۃ القیمٰہ (آیت ۳۶) میں ہے :

ایحسب الانسان ان یترک سدیً ہ

[کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا ؟ (اللہ پ کے یہاں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا کیا اور کیا عمل صالح لایا)۔]

صفحہ ۳۵ میں ہے :

مردے اندر جستجو آوارۂ ثابتے با فطرتِ سیارۂ!

علامہ اقبال یہ شعر اپنے متعلق رومیؒ سے کہلاتے ہیں یعنی وہ انسان کو سرگرمِ عمل دیکھنا چاہتے ہیں۔

سورۃ العنبکوت (آیت ۶۹) میں ارشاد ہے :

و الذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ط

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے ر دکھائیں گے ۔]

سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبها و کلوا رزقه ط و الیه النشور ہ

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی - تو اُس کے راستوں
میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے -]

سورۂ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

واللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکوا منھا سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اُس کے وسیع
راستوں میں چلو - (یہ سب سہولتیں اور راہیں اسی لیے ہیں کہ انسان ہاتھ
پاؤں توڑ کر نہ بیٹھے) -]

صفحہ ۳۶ میں ہے :

چشم بر حق باز کردن بندگی است خویش را بے پردہ دیدن زندگی است

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے
انھیں بلا میں ڈالا کہ بھلا دیے اُن کو اُن کے جی (یعنی جو اللہ کو
بھول جائے تو خود کو بھول جائے گا اور جو اللہ کو پہچانے گا وہ خود
کو پہچان لے گا) -]

منصبِ خلافتِ الٰہی دراصل خود شناسی کے لیے اصل محرک ہے -
صفحہ ۳۷ میں ہے کہ کوہستانِ قمر میں ایک فرشتہ کو اُترتے ہوئے
دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ تو جو ہماری دنیا کو دیکھے جا رہا ہے تو کیا :

از جمالِ زہرۂ بگداختی ؟ دل بہ چاہِ بابلے انداختی ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۱۰۲) میں ہے :

و ما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت ط

[اور (وہ نافرمان لوگ) اُس علم کے پیچھے ہو لیے جو اُترا دو فرشتوں
پر بابل میں جن کا نام ہاروت اور ماروت تھا (دو فرشتے زہرہ کی

محبت میں گرفتار ہوئے تھے اور اس کے نتیجے میں بابل کے کنویں میں قیا
کیے گئے تھے) -]

اُس فرشتے نے مشرق کے روشن مستقبل کی امید دلائی اور کہ
(صفحہ ۳۷) :

لعلہا از سنگِ رہ آید بروں   یوسفانِ او ز چہ آید بروں !

یہ تلمیح سورہ یوسف (آیت ۱۹) کی ہے :

و جاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلیٰ دلوہ ط قال یٰبشری ھٰذا غلٰم

[اور ایک قافلہ آ نکلا ، تو انھوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسط
بھیجا اور اُس نے اپنا ڈول ڈالا اور کہنے لگا ، لو یہ تو بڑی خوشی کی با
ہے - یہ تو ایک لڑکا ہے -]

وہی فرشتہ پھر کہتا ہے (صفحہ ۳۷) کہ مشرق اب :

رخت بندد از مقامِ آزری   تا شود خوگر ز ترکِ بُت گری

اس شعر میں جو تلمیح ہے سورۃ الانعام (آیت ۷۵) کی ہے :

و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناماً آلھۃ انی ارٰىك و قومك
ضلٰلٍ مبینٍ ۝

[اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا ، کیا تم
کو خدا مانتے ہو ؟ بے شک میں تمھیں اور تمھاری قوم کو کھلی گمر
میں پاتا ہوں -]

صفحہ ۳۷ ہی میں ہے :

اے خوش آں قومے کہ جانِ او تپید
از گلِ خود خویش را باز آفرید !

وہ قوم کیسی خوش نصیب ہے کہ پھر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو
ہے اور عملِ صالح کی زندگی اختیار کرتی ہے - صفحہ ۳۵ کی آیتیں د
کہ کس طرح اللہ پاک نے انسان کے لیے بیدار ہونے کے اسباب بنائے

صفحہ ۳۷ ہی کا شعر ہے :

عرشیاں را صبح عید آں ساعتے چوں شود بیدار چشم ملتے

جب کوئی ملت ایمان کے لحاظ سے بیدار ہو جاتی ہے اور اُس میں یقین پیدا ہو جاتا ہے تو فرشتے بھی خوش ہوتے ہیں ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۴۳) میں ہے :

ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور ط و کان بالمؤمنین رحیماً o

[وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر بہت مہربان ہے ۔]

صفحہ ۳۷ ہی میں ہے :

پیر ہندی اندکے دم در کشید
باز در من دید و بے تابانہ دید
(۱) گفت مرگ عقل ؟ گفتم ترک فکر
گفت مرگ قلب ؟ گفتم ترک ذکر
(۲) گفت تن ؟ گفتم کہ زاد از گرد رہ
گفت جاں ؟ گفتم کہ رمز لا الہ
(۳) گفت آدم ؟ گفتم از اسرار اوست
گفت عالم ؟ گفتم او خود رو بروست
(۴) گفت ایں علم و ہنر ؟ گفتم کہ پوست
گفت حجت چیست ؟ گفتم روے دوست
(۵) گفت دین عامیاں ؟ گفتم شنید
گفت دین عارفاں ؟ گفتم کہ دید

(۱) اللہ پاک نے بار بار غور و فکر کی دعوت دی ہے ، مثلاً سورۃ بقرہ (آیت ۲۱۹) میں ہے :

کذٰلک یبین لکم الآیٰت لعلکم تتفکرون o فی الدنیا و الآخرۃ o

[اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو (اگر کوئی ایسا نہ کرے تو گویا اُس کی عقل مردہ ہے) -]

اسی طرح بار بار ذکر (اللہ کی یاد) کے لیے فرمایا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۲) میں ہے :

فاذ کرونی اذ کر کم ○

[پس تم میری یاد کرو - میں تمھارا چرچا کروں گا -]

اور سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہ' معیشۃً ضنکاً و نحشرہ' یوم القیمٰۃِ اعمیٰ ○

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے زندگانی تنگ ہے اور ہم قیامت کے دن اُسے اندھا اُٹھائیں گے -]

(۲) تن کوئی چیز نہیں - جان وہ ہے جو اللہ کو پہچانے اور تقویٰ اختیار کرے -

سورۃ الشمس (آیت ۹) میں ہے :

قد افلح من زکّٰھا ○

[بے شک مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو ستھرا کیا (برائیوں سے ستھرا کیا - اللہ کے پہچاننے ہی سے وہ ایسا کر سکتا ہے) -]

(۳) سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط

[(اللہ نے فرشتوں سے فرمایا) بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں -]

اسی لیے انسان ''اسرارِ الٰہی'' میں سے ہے اور خود یہ دنیا بھی اسی لیے ہے کہ اللہ کو پہچانا جائے۔

(۴) علم و ہنر بھی اللہ ہی کو پہچاننے کے لیے ہونا چاہیے۔
سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے:

و علم آدم لاسماء کلھا o

[اور اللہ نے آدم کو تمام (اشیا کے) نام سکھائے (تا کہ انسان خلافتِ الٰہی کے منصب پر فائز ہو اور اس خلافت کے ذریعے اپنے الٰہی کو پہچانتا رہے)۔]

(۵) عام لوگ دین کو سن لیتے ہیں لیکن خواص تو دین کی حقیقت کو دیکھتے ہیں اور نیابتِ الٰہی کے احساس سے کمالاتِ انسانی کی معراج تک پہنچتے ہیں۔

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ابھی آ چکی ہے:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک (اللہ پاک کا قرب حاصل کرنے کے لیے)۔]

صفحہ ۳۸ میں ہے:

ذاتِ حق را نیست ایں عالم حجاب　　غوطہ را حائل نگردد نقشِ آب

اللہ پاک کو اس دنیا میں بھی دیکھا جا سکتا ہے قرآن کے ذریعے۔
سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۴۵) میں ہے:

و اذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون بالآخرۃ حجاباً مستوراً o

[اور جب (اے محبوبؐ) تم نے قرآن پڑھا تو ہم نے تمھارے اور اُن کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ حائل کر دیا (قرآن اللہ پاک سے ہم کلامی کا ذریعہ بھی تو ہے)۔]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے :

ان قرآن الفجر کان مشهوداً ٥

[بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو ۔]

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

زادن اندر عالمے دیگر خوش است   تا شباب دیگرے آید بدست!

دوسری زندگی ایمان اور عمل صالح والوں کے لیے ہر طرح ایک زبردست انعام ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۶۲) میں ہے :

من آمن باللہ و الیوم الآخر و عمل صالحاً فلهم اجرهم عند ربهم و لاخوفٌ علیهم ولاهم یحزنون ٥

[جو سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور عمل صالح کریں اُن کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم ۔]

اس شعر کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ :

ع   اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبها و کلوا من رزقه ط

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی تو اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ ۔]

اللہ پاک نے زمین میں بہت سے راستے اور اسباب پیدا کر دیے ہیں تاکہ انسان دنیوی ترقی بھی کرے ۔

اسی صفحے میں ہے :

ع   حق ورائے مرگ و عین زندگی است

اصل زندگی مرنے کے بعد ہی ہے ۔ دوسری زندگی میں ایمان اور عمل صالح والے کے لیے جو اجر ہے اُس کا اندازہ مرنے سے پہلے نہیں ہو سکتا ۔ سورۃ الرحمٰن کی آیات (۴۶ سے آخر تک) میں ان نعمتوں کا ذکر ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۶۰) میں ہے :

و ھو الذی یتوفٰکم بالیل و یعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجلٌ مسمیٰ ۝

[اور وہی ہے جو رات کو تمھاری روحیں قبض کرتا ہے (نیند سے) اور جانتا ہے جو کچھ تم دن میں کماؤ ، پھر دن میں اُٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو ۔]

صفحہ ۳۹ میں ہے :

وقت ؟ شیرینی بہ زہر آمیختہ   رحمتِ عامے بہ قہر آمیختہ

وقت ایک مشکل پسند زندگی کی دعوت دیتا ہے ، جیسا کہ سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ۝

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

امام شافعیؒ کا مقولہ ہے : الوقت سیفٌ = وقت ایک تلوار ہے ۔
صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

کافری مرگ است اے روشن نہاد   کے سزد با مردہ غازی را جہاد !
مردِ مومن زندہ و با خود بجنگ   بر خود افتد ہمچو بر آہو پلنگ

مردِ مومن آسانیوں کو اختیار نہیں کرتا بلکہ صرف مشکلات کو دعوت دیتا ہے ۔ اُوپر سورۃ البلد کی آیت (۴) مذکور ہوئی ۔
اسی صفحے میں ہے :

کافرِ بیدار دل پیشِ صنم   بہ ز دیندارے کہ خفت اندر حرم !

اگر مسلمان اپنے اللہ کے آگے جا کر بھی اللہ سے غافل رہے تو اس کا مسلمان ہونا کس کام کا ہے؟ نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت اسی لیے مسلمان پڑھتا ہے:

انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین ○ (سورة الانعام ، آیت ۸۰)

[بے شک میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اُسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں -]

صفحہ ۴۰ میں ہے:

ع چشم کو راست ایں کہ بیند ناصواب

سورة الانعام (آیت ۵۰) میں ہے:

قل هل یستوی الاعمیٰ و البصیر ط افلا تتفکرون ○

[آپ فرما دیں ، کیا برابر ہو جائیں گے اندھے (کافر) اور انکھیارے (مومن)؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟]

صفحہ ۴۰ ہی میں ہے:

صحبتِ گل دانہ را سازد درخت | آدمی از صحبتِ گل تیرہ بخت!
دانہ از گل می پذیرد پیچ و تاب | تا کند صیدِ شعاعِ آفتاب!

مٹی کی صحبت سے دانہ درخت ہو جاتا ہے لیکن انسان اس سے بھی سبق نہیں لیتا - یہ دنیا ، انسان کے لیے آخرت کی کھیتی ہے -

سورة البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے:

و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ○

[اور تمھیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے (ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھنا ہے) -]

پھول کہتا ہے (صفحہ ۴۰) :

جاں بہ تن ما را ز جذبِ این و آں　　جذبِ تو پیدا و جذبِ ما نہاں !

پھول بھی ایک جذبہ اور جوش اپنے اندر رکھتا ہے ، لیکن افسوس ہے اُس انسان پر جو عمل کا جذبہ ہی نہ رکھتا ہو ۔

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ ٥

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اُس نے کوشش کی ۔]

صفحہ ۴۱ میں ہے :

شانِ او جبریلی و نامش سروش　　می برد از ہوش و می آرد بہوش

سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیتیں یہ ہیں :

الرحمٰن ٥ علم القرآن ٥ خلق الانسان ٥ علمه البیان ٥

مولانا احمد رضا خان صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :

''رحمٰن نے اپنے محبوبؐ کو قرآن سکھایا ، انسانیت کی جان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا ۔ ما کان و ما یکون کا بیان اُنھیں سکھایا ۔''

یہ بیان اور گویائی اگر رحمٰن کی طرف متوجہ کر دے تو انسانیت کا مقصد پورا ہو سکتا ہے ۔ اقبال نے اسی چیز کو سروش کہا ہے ۔

صفحہ ۴۲ میں ہے :

چوں سرمۂ رازی را از دیدہ فروشستم
تقدیرِ اُمم دیدم پنہاں بہ کتاب اندر !

منطقیانہ اور متکلمانہ انداز کے سوچنے کے بجائے اگر عشق اور وجدان سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس عشق کی وجہ سے اُمتوں کی تقدیر بن سکتی ہے ۔ یہ عشق سوچنا نہیں سکھاتا بلکہ عمل کے لیے مشکلات کا مقابلہ کرنا سکھاتا ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کی سخت کوشی اور مشکل پسندی سے سبق لینا چاہیے ۔

سورة الکہف (آیت ۶۰) میں ہے :

و اذ قال موسیٰ لفتٰىه لا ابرح حتىٰ ابلغ مجمع البحرين او امضى حقباً ٥

[اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں ۔]

اسی بات کو بعد کے شعر میں کہا ہے :

برکشت و خیاباں پیچ ، بر کوہ و بیاباں پیچ
برقے کہ بخود پیچد میرد بہ سحاب اندر

صفحہ ۴۳ میں ہے :

رومی آں عشق و محبت را دلیل تشنہ کاماں را کلامش سلسبیل
گفت آں شعرے کہ آتش اندروست اصلِ او از گرمیٔ اللہ ہو ست !

شعر ہو یا گویائی (بیان) ہو اللہ کے رشتے ہی سے تاثیر اور سرگرمی پیدا کرتا ہے ۔

صفحہ ۴۱ میں سورة الرحمٰن کی ابتدائی آیتیں دیکھیں ۔

گویائی (بیان) اللہ کی طرف سے جوشِ عمل کا پیام ہوتا ہے (صفحہ ۴۳) :

خوں ازو اندر بدن سیار تر قلب از روح الامیں بیدار تر

سورة الشعراء (آیات ۱۹۲ - ۱۹۴) میں ہے :

و انه لتنزيل رب العٰلمين ٥ نزل به الروح الامين ٥ علىٰ قلبك لتكون من المنذرين ٥

[اور بے شک یہ قرآن ، رب العٰلمین کا اُتارا ہوا ہے ۔ اُسے روح الامین لے کر اُترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ ۔]

اسی طرح جو کلام منشاے الٰہی کے مطابق ہو وہ بھی : از دل خیزد و بر دل ریزد ۔

صفحہ ۴۴ میں ہے :

اے بسا شاعر کہ از سحرِ ہنر — رہزنِ قلب است و ابلیسِ نظر !
شاعرِ ہندی ! خدایش یار باد — جانِ او بے لذتِ گفتار باد
عشق را خنیا گری آموختہ — با خلیلاں آزری آموختہ !

اسی قسم کے شعرا کے متعلق سورۃ الشعراء (آیات ۲۲۴ - ۲۲۶) میں ہے :

و الشعراء یتبعھم الغاون o الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون o و انھم یقولون ما لا یفعلون o

[اور (ایسے) شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ۔]

صفحہ ۴۴ ہی میں ہے :

شعر را مقصود اگر آدم گری است — شاعری ہم وارثِ پیغمبری است

شعر اور گویائی سے اگر انسان میں عمل اور حق پسندی پیدا ہوتی ہے تو یہ ایک طرح سے پیغمبری کی تقلید ہے جو انسان کو غیراللہ سے ہٹا کر اللہ کی طرف لاتی ہے ۔ ایسے شعرا کو حدیث میں الشعراء تلامیذ الرحمٰن کہا گیا ہے ۔

سورۂ ابراہیم (آیات ۲۴ - ۲۵) میں ہے :

الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء o تؤتی اکلھا کل حینٍ باذنِ ربھا ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے کیسی مثال فرمائی پاکیزہ بات کی ، جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ۔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے ۔]

اسی صفحے میں پیغمبری کے فضائل بیان کرتے ہیں :

پاک سازد استخوان و ریشہ را — بالِ جبریلے دہد اندیشہ را

ہائے و ہوئے اندرونِ کائنات از لبِ او نجم و نور و نازعات

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۴) میں بیان کی گئی ہیں :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ○

[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ لوگ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے -]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۱) میں بھی قریب قریب انہی الفاظ میں یہ تمام خصوصیات مذکور ہیں - یہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے فضائل تھے جن سے فکر و اندیشہ اور علم و عمل کو پرواز اور ولولہ حاصل ہوا اور اُن کی زبانِ مبارک سے سورۃ النجم ، سورۃ النور اور سورۃ النازعات وغیرہ تلاوت ہوئیں جن میں کائنات کے رموز بیان ہوئے ہیں -

صفحہ ۴۵ میں ہے :

شوق راہِ خویش داند بے دلیل شوقِ پروازے ببالِ جبرئیل!

عشق کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں - وہ "جادۂ صد سالہ" کو بھی چشمِ زدن میں طے کر لیتا ہے - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اس شوق کا منتہا ہے -

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے :

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً ○

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا -]

پھر سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں اسی شوق کے سفر کی تفصیل میں ہیں -

صفحہ ۴۶ میں ہے :

از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگذر
کہ تو ہستی و وجود دو جہاں چیزے نیست

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ۝

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔]

اور سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ۝ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ۝

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ، تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

خود اندیشی اور خود شناسی ہی سے نیابت الٰہی کے منصب کا احساس ہو سکتا ہے - پھر اسی منصب کے مطابق عمل بھی ہونا چاہیے -

صفحہ ۴۷ میں ہے :

ع حسن کردار و خیالات خوشاں چیزے ہست

صفحہ ۴۸ میں ہے :

ع عشق بدوش می کشد ابن ہمہ کوہسار را !

عشق صرف مشکل پسندی سکھاتا ہے جو انسان کی فطرت کا تقاضا بھی ہے -

صفحہ ۳۹ میں سورۃ البلد کی آیت (۴) آ چکی ہے - وہ دیکھیں -

صفحہ ۹۴ میں ہے :

زندہ حق از جلوۂ سینائے تست مرگ من اندر ید بیضائے تست !

صفحہ ۹۴ کی تمام باتیں شیطان کہہ رہا ہے زرتشت سے - سورۃ التین (آیت ۲) میں طور سینین کا ذکر ہے اور سورۃ الاعراف (آیت ۱۰۸) میں

موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ:

و نزع یدہ' فاذا ھی بیضاء للنّٰظرین o

[اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا -]

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے:

ع اره و کرم و صلیب انعامِ اوست!

اره سے حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے جو ایک درخت میں چھپ گئے تھے - کافروں نے اُن کو درخت سمیت آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا -

کرم (کیڑا) سے اشارہ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف ہے جن کے جسمِ اطہر میں کیڑے پڑ گئے تھے اور آپ صبر کرتے رہے یہاں تک کہ دعا کی:

اذ نادیٰ ربہ' انی مسنی الشیطٰن بنصبٍ و عذابٍ o ارکض برجلك ھٰذا مغتسل باردٌ و شراب o (سورۂ ص ، آیات ۴۱ - ۴۲)

[جب اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا دی (ہم نے فرمایا) زمین پر اپنا پاؤں مار - یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو (اس میں نہانے سے ان کو شفا ہوگئی) -]

صلیب سے اشارہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جن کو لوگوں نے بزعمِ خود ، سولی پر چڑھا دیا تھا ، لیکن سورۃ النساء (آیت ۱۵۷) میں ہے:

و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لٰکن شبہ لھم ط

[اور ہے یہ کہ انھوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے سولی دی بلکہ اُن کو اشتباہ ہو گیا (اُن کے لیے اُن کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا -]

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

ع جز دعاہا نوح تدبیرے نداشت

نوح علیہ السلام نے خدا کی طرف بہت بلایا لیکن لوگوں نے پروا نہیں کی ۔ سورۃ نوح میں تفصیل ہے ۔ آخر آپ نے اللہ سے عرض کیا (آیت ۲۱) :

و قال نوحٌ رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیاراً ٥

[اور نوح نے عرض کیا ، اے میرے رب ، زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ (اس کے بعد طوفان آیا) ۔]

اسی صفحے میں ہے :

ع شہر را بگذار و در غارے نشیں

اصحاب کہف نے یہی کیا تھا ۔ ظالم بادشاہ سے تنگ آ کر شہر چھوڑ دیا تھا ۔

سورۃ الکہف (آیت ۱۰) میں ہے :

اذ اوی الفتیۃ الی الکہف ۔ ۔ ۔ ۔

[جب اُن نوجوانون نے غار میں پناہ لی ۔]

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

ع در کہستاں چوں کلیم آوارہ شو

موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف چلے گئے جو فرعون کے قلمرو سے آٹھ روز کی مسافت پر تھا ۔ سورۃ القصص (آیات ۲۱ - ۲۹) میں اس سفر کی تفصیل ہے اور شعیب علیہ السلام کے یہاں رہنے کا واقعہ بھی ہے ۔ اسی سفر میں وہ کہستان کا علاقہ ہوگا ۔

و لما توجہ تلقاء مدین ٥ (سورۃ القصص آیت ۲۲) ۔

[اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوا ۔]

صفحہ ۵۰ میں ہے :

مردِ حق بیں جز بحق خود را ندید — لا الٰہ می گفت و در خوں می تپید !
عشق را در خوں تپیدن آبروست — ارہ و چوب و رسن عیدینِ اوست !

پہلے مصرعے کو حضرت مجددِ الفِ ثانی (م ۱۰۳۴ھ) کے قول کی روشنی میں دیکھیے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ منصور حلاج نے غلبۂ حال میں خود کو نہیں دیکھا اور کہہ دیا کہ اناالحق ۔ اگر وہ غلبۂ حال میں نہ ہوتا تو اُس کا ایسا کہنا کفر قرار دیا جاتا ۔ چنانچہ ''معنی اناالحق آنست کہ حق است ، نہ من ۔''۵

مردِ حق بیں صرف خدا کو دیکھتا ہے ، غیر اللہ کی نفی کرتا ہے اور مشکلات کا مقابلہ کرنا اپنی عزت کے لیے ضروری سمجھتا ہے ۔ صفحہ ۳۴ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) دیکھیں ۔

ارہ و چوب و رسن کی تلمیح صفحہ ۹۴ میں آ چکی ہے ۔

صفحات ۵۰ - ۵۱ میں ہے :

چیست خلوت ؟ درد و سوز و آرزو ست
انجمن دید است و خلوت جستجوست

• • •

چیست آں ؟ بگذشتن از دیر و کنشت
چیست ایں ؟ تنہا رفتن در بہشت !

فرد اور جماعت کی ''خودی'' اور ''بے خودی'' جو اقبال کا خاص پیام ہے ان شعروں میں مذکور ہے ۔

سورۃ العصر میں ارشاد ہے :

و العصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا و عملو الصٰلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر o

---

۵۔ ''مکتوباتِ مجددی'' ، دفتر اول ، مکتوب ۴۳ ۔

[(زمانے کی تاریخ کو گواہ کر کے ارشاد فرمایا ہے) انسان بے شک گھاٹے میں ہے مگر وہ جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (یعنی ایمان اور عمل صالح ہر فرد کے لیے ہے اور جماعت کے لیے صبر کی تاکید ہو تو پھر انسان اور اُس کی جماعت خسارے میں نہیں ہو سکتی) ۔]

طالسطائے افرنگین سے کہتا ہے (صفحہ ۵۳) کہ تو نے (افرنگ نے) دینِ مسیحؑ کی روح کو مسخ کر دیا ہے اور اپنے ہنر کے ذریعے دوسروں پر چنگیزی کی ہے :

حکمتے کو عقدۂ اشیا کشاد　　با تو غیر از فکرِ چنگیزی نہ داد

یعنی علم اشیا میں ترقی کر کے دوسروں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا ہے ۔ اسی لیے وہ آخر میں کہتا ہے :

مرگِ تو اہلِ جہاں را زندگی است
باش ! تا بینی کہ انجامِ تو چیست !

سورۃ الحج (آیت ۱۱) میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے جو کہنے کو تو دین پر ہیں لیکن دین سے الگ رہ کر اپنا عمل پیش کرتے ہیں :

و من الناس من یعبد اللہ علیٰ حرفٍ فان اصابہٗ خیرٌ ن اطمان بہٖ و ان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علیٰ وجہہٖ خسر الدنیا والآخرۃ ط ذٰلک ھو الخسران المبین ٥

[اور کچھ لوگ اللہ کی بندگی ایک کنارے پر رہ کر کرتے ہیں ۔ پھر اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچ گئی جب تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ آ پڑی تو منہ کے بل پلٹ گئے ۔ دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے صریح نقصان ۔]

صفحہ ۴۵ میں ابوجہل کہ رہا ہے کہ :

سینۂ ما از محمدؐ داغ داغ !

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۱) میں ہے :

و قل جاء الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقاً o

[اور آپ فرما دیں کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا ۔]

صفحہ ۵۶ میں ہے :

صرصرے دہ با ہوا ے بادیہ   انھم اعجاز نخلِ خاویہ

قوم عاد کو بادِ صرصر کے ذریعے ہلاک کرنے کا واقعہ سورۃ الحاقۃ میں آیا ہے کہ وہ قوم ہلاک کی گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کھجوروں کے تنے گرے ہوئے ہیں ۔ یہاں ابوجہل اپنے بتوں سے کہ رہا ہے کہ ان مسلمانوں کو ختم کر دو اسی طرح جیسا کہ سورۃ الحاقہ کی آیت (۷) میں ہے :

۔ ۔ ۔ کانھم اعجاز نخلِ خاویہ o

[گویا وہ کھجور کے ٹنڈ ہیں گرے ہوئے ۔]

لیکن ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں کی گمراہی اور خسران بالکل یقینی ہے ۔

سورۃ الحج (آیت ۱۲) میں ہے :

یدعوا من دون اللہ ما لا یضرہ' و ما لا ینفعہ' ط ذٰلک ھو الضلٰل البعید o

[وہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے کو پوجتے ہیں جو اُن کا برا بھلا کچھ نہ کرے ۔ یہی ہے دور کی گمراہی ۔]

صفحہ ۶۰ میں ہے :

سید السادات مولانا جمال   زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار آن حلیمِ دردمند   فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند

ایسے ہی لوگوں کے متعلق سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۱۴) میں ارشاد ہے :

یؤمنون باللہ و الیوم الآخر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یسارعون فی الخیرات ط و اولٰئک من الصٰلحین ٥

[وہ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہی لوگ صالحین میں سے ہیں -]

صفحات ۶۰ - ۶۱ میں ہے :

قرأتِ آن پیر مردے سخت کوش | سورۂ و النجم و آن دشتِ خموش !
قرأتے کز وے خلیل آید بہ وجد | روحِ پاکِ جبرئیل آید بہ وجد !

جمال الدین افغانیؒ ایسا قرآن پڑھتے تھے -

سورۃ الانفال (آیت ۲) میں ہے :

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم آیٰتہ' زادتھم ایماناً و علیٰ ربھم یتوکلون ٥

[ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اُس کی آیتیں پڑھی جائیں تو اُن کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا کریں -]

اسی کے آگے ہے :

ع بے حجاب اُم الکتاب از قرأتش !

سورۂ آلِ عمران ، آیت ۷ ؛ سورۃ الرعد ، آیت ۳۹ ؛ سورۃ الزخرف ، آیت ۴ میں اُم الکتاب (قرآن) کی شان مذکور ہے -

صفحہ ۶۲ میں ہے :

ترک و ایران و عرب مستِ فرنگ | ہر کسے را در گلو شستِ فرنگ

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط

[اُن پر شیطان نے قابو پا لیا ہے۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ وہ شیطان کی جماعت ہے -]

صفحہ ۶۳ میں ہے :

آن کفِ خاکے کہ نامیدی وطن — این کہ گوئی مصر و ایران و یمن
با وطن اہلِ وطن را نسبتے است — زانکہ از خاکش طلوعِ ملتے است
اندریں نسبت اگر داری نظر — نکتۂ بینی ز مو باریک تر
گرچہ از مشرق بر آید آفتاب — با تجلی ہائے شوخ و بے حجاب
در تب و تاب است از سوزِ دروں — تا ز قیدِ شرق و غرب آید بروں

مسلمانوں میں وطن اور نسل کوئی چیز نہیں ہے -

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط

[بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

ایمان کی تب و تاب اصل عزت اور پرہیزگاری ہے -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم o

[اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی (یعنی اولادِ مشرق و اولادِ مغرب کو نہیں) -]

یہ اولادِ آدم ہی خلٰئف الارض (سورۃ الانعام ، آیت ۱۶۵) ہے -

اشتراکیت نے "مساواتِ شکم" کی تعلیم دی ہے اور ملوکیت نے

"مرگِ باطن" پر زور دیا ہے، حالانکہ (صفحہ ۶۵) :

زندگانی سوختن با ساختن　　در گلے تخمِ دلے انداختن

دل ہوگا تو مشکل پسندی اور سخت کوشی ہی زندگانی کا مقصود ہوگا۔

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعآئر اللہ فانہا من تقوی القلوب o

[اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔]

مولانا سلیمان ندوی نے تقویٰ کی حقیقت یوں بیان کی ہے :

"وہ ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے---۔ تقویٰ کا اصلی تعلق دل سے ہے اور وہ سلبی کیفیت (بچنا) کے بجائے ایجابی اور ثبوتی کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ امورِ خیر کی طرف دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے اور شعائرِ الٰہی کی تعظیم سے ان کو معمور کرتا ہے۔"[6]

اسی صفحہ ۶۵ میں سعید حلیم پاشا کی زبانی یہ شعر آتا ہے :

عشق چوں با زیرکی ہمبر شود　　نقشبندِ عالمِ دیگر شود

سورۃ الذاریٰت (آیت ۲۱) میں افلا تبصرون o [کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟] اسی زیرکی کو بیدار کرنے کے لیے ہے۔

صفحہ ۶۶ میں ہے :

بندۂ مومن ز آیاتِ خدا ست　　ہر جہاں اندر برِ او چوں قباست
چوں کہن گردد جہانے در برش　　می دہد قرآں جہانے دیگرش

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے :

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین

۶۔ "سیرۃ النبیؐ" (اعظم گڑھ، ۱۹۵۲)، ۳۲۸/۵۔

یعملون الصّٰلحٰت ان لهم اجراً کبیراً o

[بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو عملِ صالح پیش کریں کہ اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے -]

صفحہ ۶۷ میں ہے :

عالمے در سینہٗ ما گم ہنوز　　عالمے در انتظارِ قم ہنوز

قرآن ہر وقت بیداری سکھاتا ہے -

سورۂ مدثر (آیات ۱ - ۳) میں ہے :

یٰاَیها المدثر o قم فانذر o ربك فکبر o

[اے بالا پوش اوڑھنے والے ، کھڑے ہو جاؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو -]

پھر یہ شعر ہے :

باطنِ او از تغیر بے غمے　　ظاہرِ او انقلابِ ہر دمے

قرآن سے جو دنیا بنتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۷) میں ہے :

هو الذی انزل علیك الکتٰب منه آیٰتٌ محکمٰتٌ هن اُم الکتٰب o

[وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اُتاری جس کی بعض آیتیں محکم یعنی واضح معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں (ہر تغیر سے پاک ہیں) -]

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آیاتِ محکمات اور آیاتِ متشابہات کی وضاحت کر دی جائے - حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے "مکتوبات" (دفتر اوّل ، مکتوب ۲۷۶) میں اس موضوع پر بحث کی - اس کا ترجمہ یہ ہے :

"اللہ پاک نے قرآن مجید کو دو قسم پر نازل فرمایا ہے : ایک محکمات ، دوسرے متشابہات - قسمِ اوّل علمِ شرائع اور احکام کا منشا اور مبدا ہے اور قسمِ ثانی حقائق و اسرار کے علم کا مخزن ہے ، اور

چہرہ اور قدم اور ساق اور اُنگلیاں ، پورے جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں یہ سب متشابہات میں سے ہیں اور اسی طرح حروفِ مقطعات جو قرآن مجید کی بعض سورتوں کے شروع میں آئے ہیں وہ بھی متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل علمائے راسخین کے سوا کسی اور کو نہیں دی گئی ۔ یہ فقیر قرآن مجید کی نسبت کیا لکھے ؟ اُس کا ایک ایک حرفِ مقطعات مثل دریائے مَوّاج کے ہے اور علمِ محکمات علمِ متشابہات کی نسبت مثل پوست کے ہے ۔ جو شخص علمِ محکمات سے واقف ہے اور وہ علمِ متشابہات کی تاویل ڈھونڈے اور صورت کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف دوڑے وہ ایسا جاہل ہے جس کو اپنی جہالت کی خبر نہیں اور ایسا گمراہ ہے کہ جس کو اپنی گمراہی کا ہوش نہیں'' [ترجمہ' ملخصاً] ۔؎

صفحہ ۶۸ سے جمال الدین افغانیؒ کی طرف سے ''محکماتِ عالمِ قرآنی'' بیان کیے ہیں اور وہ چار ہیں : (۱) خلافتِ آدم ، (۲) حکومتِ الٰہی ، (۳) ارض ، ملکِ خداست ، (۴) حکمت ، خیرِ کثیر است ۔

(۱) خلافتِ آدم کے تحت فرماتے ہیں :

در دو عالم ہر کجا آثارِ عشق
ابنِ آدم سرے از اسرارِ عشق

* * *

کوکبِ بے شرق و غرب و بے غروب
در مدارش نے شمال و نے جنوب

انسان کے لیے یہ دنیا پیدا کی گئی ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ہ

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب (اسی لیے اس زمین کو برتنا ہوگا) ۔]

؎۔ تفصیل کے لیے اصل فارسی مکتوب دیکھیں ۔ یہ صرف خلاصہ ہے ۔

پھر سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۵) میں ہے :

وللہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ط ان اللہ واسعٌ علیمٌ ٥

[اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے ۔ تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ) ہے ۔ بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے (ہر سمت میں رہنے والے انسان کے لیے اللہ کی رحمت عام ہے) ۔]

نیابتِ الٰہی اور خلافتِ خداوندی آدم علیہ السلام کو حاصل ہوئی ۔ یہ بہت بڑا انعام ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں فرشتوں سے اللہ پاک کا فرمان مذکور ہے :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ٥

[بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔]

حرفِ انی جاعلٌ تقدیرِ او از زمیں تا آسماں تفسیرِ او

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ لقوم یتفکرون ٥

[اور تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب کے سب ۔]

بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔ سورۂ لقمٰن آیت ۲۰ ، میں بھی اسی طرح ارشاد ہے ۔

خلافتِ آدم کے ذیل میں علامہ اقبال نے اپنی تمام تعلیمات کا نچوڑ پیش کر دیا ہے ، جن کا اعادہ ضروری معلوم نہیں ہوتا ۔

صفحہ ۷۰ میں ہے :

چشمِ موسیٰ خواست دیدارِ وجود   ایں ہمہ از لذتِ تحقیق بود
لن ترانی نکتہ ہا دارد دقیق   اند کے گم شو دریں بحرِ عمیق

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے :

قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی و لکن انظر الی الجبل ○

[موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ، اے میرے پروردگار ! اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ۔ ارشاد ہوا کہ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو ۔]

ان دو شعروں سے پہلے یہ شعر ہے :

صاحبِ تحقیق را جلوت عزیز   صاحبِ تخلیق را خلوت عزیز

صاحبِ تحقیق علم چاہتا ہے اور صاحبِ تخلیق عشق سے تعلق رکھتا ہے ۔ اسی لیے موسیٰ علیہ السلام مقامِ محبیت میں تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ محبوبیت میں تھے ۔[۸]

''محکماتِ عالمِ قرآنی'' کا دوسرا جز حکومتِ الٰہی ہے ۔
صفحہ ۷۱ میں ہے :

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام   نے غلام او را نہ او کس را غلام

وہ صرف اللہ کا ہوتا ہے اور غیر اللہ سے بے نیاز ہوتا ہے ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰہا آخر ○

[اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود نہ پکڑو ۔]

۸۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مکتوبات'' (دفتر اول ، مکتوب ۴۴ ، دفتر دوم ، مکتوب ۶) میں اس محبیت اور محبوبیت پر بحث کی ہے ۔

پھر صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

رسم و راہ و دین و آئینش ز حق
زشت و خوب و تلخ و نوشینش ز حق
عقلِ خود بیں غافل از بہبودِ غیر
سودِ خود بیند ، نہ بیند سودِ غیر

بندۂ حق صرف اللہ اور قرآن سے تعلق رکھتا ہے اور ہر شخص کا بھلا چاہتا ہے لیکن عقلِ خودبیں (مثلاً فرنگ) دوسروں کا گلا گھونٹ کر اپنا فائدہ دیکھتی ہے ۔ مدینہ والوں کے ایثار کے متعلق سورۃ الحشر (آیت ۹) میں ہے :

و الذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃً مما اوتوا و یؤثرون علیٰ انفسھم و لوکان بھم خصاصۃ ط و من یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون ○

[اور جنھوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ طیبہ) اور ایمان میں گھر بنا لیا وہ دوست رکھتے ہیں اُنھیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز سے جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنھیں شدید محتاجی ہو اور اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں ۔]

یعنی جو اپنے نفس کے لالچ میں گرفتار ہوا وہ ضرور خسارے میں ہے ۔ اسی کو شعر میں عقلِ خودبیں کہا گیا ہے ۔

محکماتِ عالمِ قرآنی کا تیسرا جز "ارض ، ملکِ خدا ست" صفحہ ۲۷ میں مذکور ہے ۔ زمین پر سب کا حق ہے ۔ دوسروں کا خون چوس کر عیش کرنا ایک انسان کا شیوہ نہیں ہونا چاہیے ۔

صفحہ ۳۷ میں یہ شعر ہے :

باطنِ الارض للہ ظاہر است   ہر کہ ایں ظاہر نہ بیند کافر است

سورة الاعراف (آیت ۱۲۸) میں ہے :

ان الارض للہ یورثھا من یشآء من عبادہ o

[بے شک زمین اللہ کی ہے جس کو چاہیں مالک بنا دیں اپنے بندوں میں سے -]

پھر اسی صفحہ ۷۳ میں ہے :

از طریقِ آزری بیگانہ باش　　بر مرادِ خود جہانِ نو تراش !

آزر کی طرح بت پرست نہ بن جاؤ اور زمین سے محبت نہ کرو بلکہ ہر وقت ایک نئی دنیا اور نئے نئے کام (لوگوں کے فائدے کے لیے) بناؤ -

سورة الانعام (آیت ۷۴) میں آزر کا ذکر آتا ہے :

و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناماً آلھة o

[اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو ؟]

صفحہ ٦٨ میں انسانی صلاحیتوں سے متعلق سورة الجاثیہ کی آیت (۱۳) آ چکی ہے -

صفحہ ۷۴ میں ''محکماتِ عالمِ قرانی'' کا چوتھا جز آتا ہے یعنی حکمت خیرِ کثیر است'' :

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر　　ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

سورة البقرہ (آیت ۲٦۹) میں ہے :

یؤتی الحکمة من یشآء و من یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً o

[دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس کو دین کا فہم مل جائے اُسے بڑی خیر کی چیز مل گئی -]

صفحہ ۷۴ ہی میں ہے :

چشمِ او بر وارداتِ کائنات　　تا ببیند محکماتِ کائنات

علم اور علم والے کی آنکھ کائنات کی واردات اور محکمات دیکھتی ہے-

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۱) میں ہے:

ان فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل و النھار لآیٰت لاولی الالباب ० الذین یذکرون اللہ قیٰماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوات و الارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً ०

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل موجود ہیں اہلِ عقل کے لیے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی، اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے پروردگار! آپ نے اس مخلوق کو لا یعنی پیدا نہیں کیا۔]

صفحہ ۷۵ میں ہے:

علم بے عشق است از طاغوتیاں علم با عشق است از لاہوتیاں

وہ علم بے کار ہے جس پر عمل نہ ہو، لیکن اگر عمل بھی ہو تو بہت بڑا انعام ہے۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتو العلم درجٰتٍ ط و اللہ بما تعملون خبیرٌ ०

[اللہ تمھارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمھارے عمل کی خبر ہے (ایمان کے لیے علم اور عمل دونوں کی ضرورت ہے)۔]

صفحہ ۷۵ ہی میں ہے:

رفت سوزِ سینۂ تاتار و کُرد یا مسلماں مُرد یا قرآں بمرد!

تاتاریوں اور کُردوں نے اسلام کی خاطر کتنی قربانیاں دی ہیں لیکن اب عمل نہ ہونے سے مسلمان مسلمان نہیں رہا اور قرآن کو چھوڑ رہا ہے۔

سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے :

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً ۝

[اور رسول نے عرض کیا کہ اے میرے رب ! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا ۔]

صفحہ ۷۶ میں ہے :

دینِ حق از کافری رسوا تر است　　زآنکہ "ملا" مومنِ کافر گر است !

غلط قسم کے ملاؤں نے دین کو بدنام کیا ہے اور :

ع　دینِ "ملا" فی سبیل اللہ فساد

سورۃ البقرہ میں ایسے سرکش لوگوں کے متعلق ارشاد ہے (آیت ۱۶) :

اولٰئک الذین اشتروا الضلٰلۃ بالھدی فما ربحت تجارتھم ۝

[یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو اُن کا سودا کچھ نفع نہ لایا ۔]

صفحہ ۷۷ میں مردِ حق کے لیے فرمایا کہ :

تو کلیمی چند باشی سرنگوں　　دستِ خویش از آستیں آور بروں

سورۃ النمل (آیت ۱۲) میں موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے :

و ادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوءٍ ۝

[اور اپنا ہاتھ اپنے گریباں میں ڈال ۔ نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۔]

اسی طرح مردِ حق کو بے خوف ہو کر اللہ کے احکام بجا لانا چاہیے ۔

صفحہ ۷۷ ہی میں ہے :

مردِ حق از کس نگیرد رنگ و بُو
مردِ حق از حق پذیرد رنگ و بُو

سورۃ البقرہ (آیت ۱۳۸) میں ہے :

صبغۃ اللہ ج و من احسن من اللہ صبغۃً و نحن لہٗ عٰبدون ۝

[ہم نے قبول کیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے اور اسی (اللہ) کی عبادت کرتے ہیں -]

عیسائی لوگ جب اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے یا کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اُسے اُس میں غوطہ دیتے اور کہتے کہ یہ اب سچا عیسائی ہو گیا ہے - اللہ پاک نے یہاں اس کا رد فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ کا رنگ سچا ہے -

مردِ حق کی شان یہ ہوتی ہے کہ (صفحہ ۷۷) :

ہر زماں اندر تپش جانے دگر
ہر زماں او را چو حق شانے دگر
رازہا با مردِ مومن باز گوے
شرح رمزِ کل یومٍ باز گوے

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

یسئلہ من فی السمٰوات و الارض کل یومٍ ھو فی شانٍ ۞

[اُس سے سب آسمانوں اور زمین والے مانگتے ہیں - وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے (یعنی ہر وقت اُس کا الگ کام اور ہر روز اُس کی نئی شان ہے) -]

اللہ کے نائب کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے -

صفحہ ۷۹ میں ''ملتِ روسیہ'' سے خطاب میں ہے :

کہنہ شد افرنگ را آئین و دیں ۔۔۔ سوے آں دیرِ کہن دیگر مبیں
کردۂ کارِ خداونداں تمام ۔۔۔ بگذر از لا جانبِ الا خرام

افرنگ کے بے عمل دین کو چھوڑ کر روس نے اُس سے نفرت یہاں تک بڑھا لی کہ اُس دین کے خدا سے بھی انکار کر دیا - ''خداونداں'' کا انکار تو صحیح ہے لیکن اللہ کا انکار سب سے بڑا جرم ہے -

سورۃ الانفال (آیت ۵۵) میں ہے :

ان شتر الدوآب عند اللہ الذین کفروا فھم لا یؤمنون ۞

[بے شک سب جانوروں میں بدتر (اللہ کے نزدیک) وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لائے ۔]

صفحہ ۷۹ میں اسی ملتِ روسیہ سے پھر خطاب ہے :

فکر را روشن کن از اُم الکتاب　　داستانِ کہنہ شستی باب باب
مژدۂ لا قیصر و کسریٰ کہ داد ؟　　با سیہ فاماں یدِ بیضا کہ داد ؟

سورۂ ابراہیم (آیت ۵) میں ہے :

و ذکرھم بایام اللہ ٥

[اور اُنھیں اللہ کے دن (یعنی تاریخ) یاد دلا ۔]

کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا رنگ سفید نہیں تھا ۔ اسی لیے ''سیہ فاماں'' کہا ہے ۔ یدِ بیضا کا ذکر ابھی صفحہ ۷۷ میں (سورۃ النمل ، آیت ۱۲) آ چکا ہے ۔ ''لا قیصر و کسریٰ'' کا مژدہ بھی قرآن نے ہی دیا تھا (سورۃ الروم ، آیات ۲ تا ۶) :

غلبت الروم ٥ فی ادنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون ٥ فی بضع سنین ط للہ الامر من قبل و من بعد و یومئذٍ یفرح المؤمنون ٥ بنصر اللہ ط ینصر من یشاء ط و ھو العزیز الرحیم ٥ وعد اللہ ط لایخلف اللہ وعدہ' و لکن اکثر الناس لایعلمون ٥

[رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں ۔ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اُس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے ۔ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان ۔ اللہ کا وعدہ ہے ۔ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۔]

عرب کے مشرکین فارس کے مجوسیوں کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن رومی چونکہ اہلِ کتاب تھے اس لیے ان کو مسلمان پسند کرتے تھے ۔ بہر حال مسلمانوں کی پسند کو اللہ نے پسند کیا اور اہلِ فارس کو شکست ہوئی اور اس شکست کی خبر قرآن ہی نے دی تھی ۔

صفحہ ۸۰ میں ہے :

فقرِ قرآں اختلاطِ ذکر و فکر
فکر را کامل ندیدم جز بذکر
ذکر ؟ ذوق و شوق را دادن ادب
کارِ جان است ایں نہ کارِ کام و لب

قرآن فکر بھی سکھاتا ہے (الذاریٰت ، آیت ۲۱) :

افلا تبصرون ٥ [کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

قرآن ذکر بھی سکھاتا ہے (المؤمن ، آیت ۱۴) :

فادعو اللہ مخلصین لہ الدین ولوکرہ الکٰفرون ٥

[پس پکارو اللہ کو نرے اُس کے بندے ہو کر ۔ گو کہ کافروں کو ناگوار ہو ۔]

ذوق و شوق کو ادب سکھانا یہی ہے کہ اس کو خالص اللہ کے لیے پیدا کیا جائے تاکہ غیر اللہ کو زک پہنچے اور اس کے لیے "کارِ جاں" اور سخت کوشی کی ضرورت ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کی سخت کوشی کا ذکر صفحہ ۴۲ (سورۃ الکہف ، آیت ۶۰) میں آ چکا ہے ۔

صفحہ ۸۰ ہی میں ہے :

چیست قرآں ؟ خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیرِ بندۂ بےساز و برگ !
ہیچ خیر از مردکِ زرکش مجو
لن تنالوا البر حتی تنفقوا

خواجہ (سرمایہ دار) کی موت کا سبق قرآن میں ملتا ہے ۔ سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۹) میں ہے :

و یسئلونک ما ذا ینفقون قل العفو ط

[اور آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو آپ فرما دیں کہ جو تمھاری خالص ضرورت سے زیادہ ہو ۔]

پھر سورۂ آلِ عمران (آیت ۹۲) میں ہے:

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون و ما تنفقوا من شیء
فان اللہ بہ علیم ٥

[تم خیرِ کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ تم اپنی
پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی تم خرچ
کرو گے اللہ کو معلوم ہے۔]

صفحہ ۸۰ ہی میں ہے:

از ربا آخر چہ می زاید؟ فتن! کس نداند لذتِ قرضِ حسن!

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۰) میں ہے:

یایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضٰعفۃً و اتقوا اللہ
لعلکم تفلحون ٥

[اے ایمان والو! مت کھاؤ سود دونے پر دونا اور ڈرو اللہ سے
تاکہ تم فلاح پاؤ۔]

یعنی سود سے بچنے میں فلاح ہے، ورنہ فساد ہی فساد ہے۔ اور اگر
اللہ کو قرض دیا جائے یعنی اُس کی راہ میں خرچ کیا جائے تو یہ فائدہ
ہے جو سورۃ التغابن (آیت ۱۷) میں ہے:

ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضٰعفہ لکم و یغفر لکم و اللہ شکور
حلیم ٥

[اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ اُس کو تمہارے لیے
بڑھاتا چلا جائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا قدر دان بڑا
بردبار ہے۔]

اسی صفحے میں ہے:

تن خود را از زمیں بردن رواست این متاعِ بندہ و مِلکِ خداست

سورۃ البقرہ (آیت ۲۲) میں ہے:

و انزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم ٥

[اور برسایا آسمان سے پانی ، پھر نکالے اس سے میوے تمھارے کھانے کے لیے -]

اس مضمون کی آیتیں بہت سی ہیں جن میں بتایا ہے کہ اللہ پاک نے پانی برسا کر زمین پر انسان کو رزق عطا کیا اس لیے اُسے زمین پر ہی اپنی روزی تلاش کرنی چاہیے - لیکن یاد رہے کہ متاعاً لکم (النازعات ، آیت ۳۳) یعنی صرف تمھارے فائدے کے لیے ہے ، ورنہ حقیقت میں یہ زمین اللہ کی ہے :

ان الارض للہ ٥ (الاعراف ، آیت ۱۲۸) [بے شک زمین کا مالک اللہ ہے] -

صفحہ ۸۰ ہی میں ہے :

بندۂ مومن امیں ، حق مالک است　　غیرِ حق ہر شے کہ بینی ہالک است

سورۃ القصص (آیت ۸۷) میں ہے :

کل شیء ٍ ہالک الا وجہہٗ ٥

[ہر چیز فنا ہونے والی ہے بجز اُس کی ذات کے -]

سورۃ الرحمٰن (آیات ۲۶ - ۲۷) میں ہے :

کل من علیہا فان ٍ ٥ و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلٰل والا کرام ٥

[جتنے روے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جائے گی -]

صفحہ ۸۱ میں ہے :

رایتِ حق از ملوک آمد نگوں　　قریہ ہا از دخلِ شان خوار و زبوں

سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں ہے :

ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوہا و جعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃً ج کذٰلک یفعلون ٥

[بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُس کو خراب

دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں اور یہ لوگ ایسا ہی کریں گے -]

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے :

آب و نانِ ماست از یک مائدہ — دودۂ آدم کنفسٍ واحدہ

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۸) میں ہے :

وما خلقکم ولا بعثکم الا کنفسٍ واحدۃٍ ان اللہ سمیعٌ بصیرٌ ○

[تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا - بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا (اور) سب کچھ دیکھتا ہے -]

اسی صفحے میں قرآن کے متعلق ہے :

مثلِ حق پنہاں و ہم پیداست ایں — زندہ و پایندہ و گویاست ایں

سورۃ الحدید (آیت ۳) میں ہے :

ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن و ھو بکل شیءٍ علیم ○

[وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے -]

جب اللہ ایسا ہے تو اُس کا قرآن بھی ایسا ہوگا - اللہ خود اپنے ایسے قرآن کی حفاظت فرماتا ہے -

سورۃ الحجر (آیت ۹) میں ہے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحٰفظون ○

[ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اُس کے محافظ ہیں -]

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے :

با مسلماں گفت جاں برکف بنہ — ہرچہ از حاجت فزوں داری بدہ

قرآن نے مسلمان کو جہاد کا حکم دیا اور ضرورت سے زیادہ مال کے خرچ کرنے کا حکم دیا۔

سورۃ الفرقان (آیت ۵۲) میں ہے :

فلا تطع الکٰفرین و جاھدھم بہٖ جھاداً کبیراً ○

[سو آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجیے اور اس کے ذریعے اُن کا زور شور سے مقابلہ کیجیے۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۹) میں ضرورت سے زائد مال کے خرچ کر دینے کا حکم ہے :

و یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ○

[اور آپ سے لوگ دریافت کرتے ہے کہ کتنا خرچ کریں ۔ آپ فرما دیں کہ جو بچے اپنے خالص خرچ سے ۔]

صفحہ ۸۲ میں ہے :

ترسم از روزے کہ محرومش کنند آتشِ خود بردلِ دیگر زنند !

جب کوئی قوم اپنے رسول اور کتاب کی پیروی نہیں کرتی تو اُن پر کوئی دوسری قوم مسلط کر دی جاتی ہے ۔ موجودہ بے عمل مسلمان کو دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس پر کوئی دوسری قوم مسلط نہ کر دی جائے ۔

سورۂ یونس (آیت ۱۴) میں ہے :

ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ○

[پھر ہم نے اُن (نافرمانوں) کے بعد تمھیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ۔]

صفحہ ۸۲ ہی میں ہے :

جاں زامید است چوں جوے رواں ترکِ امید است مرگِ جاوداں

سورۂ یوسف (آیت ۸۷) میں ہے :

انہ' لایایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون ٥

[بے شک اللہ کی رحمت سے نااُمید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ۔]

صفحہ ۸۳ میں ہے :

امتحانِ پاک مرداں از بلاست تشنگاں را تشنہ تر کردن رواست

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۵) میں ہے :

و لنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع و نقصٍ من الاموال والانفس و الثمرات ط

[اور ضرور ہم تمھیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ۔]

صفحہ ۸۳ ہی میں ہے :

در گذر مثلِ کلیم از رودِ نیل سوے آتش گام زن مثلِ خلیل

سورۃ الشعراء (آیات ۶۵ - ۶۶) میں ہے :

و انجینا موسیٰ و من معہ' اجمعین ٥ ثم اغرقنا الآخرین ٥

[اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اُس کے سب ساتھیوں کو ۔ پھر دوسروں کو (یعنی فرعون اور اس کی قوم کو) ڈبو دیا ۔]

سورۃ الانبیاء (آیت ۸۵) میں ہے :

فجعلھم جذاذاً الا کبیراً لھم ٥

[پس (ابراہیم نے) ان سب کو چورا کر دیا مگر ایک کو جو سب کا بڑا تھا ۔]

شعر میں موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح آزمائشوں اور مشکلوں میں مبتلا ہونے کی دعوت ہے ۔

صفحہ ۸۷ میں ہے :

در رہِ او مرگ و حشر و حشر و مرگ
جز تب و تابے ندارد ساز و برگ
در فضائے صد سپہرِ نیلگوں
غوطہ پیہم خوردہ باز آید بروں
خود حریمِ خویش و ابراہیمِ خویش
چوں ذبیح اللہ در تسلیم خویش!
پیشِ او نُہ آسماں نُہ خیبر است
ضربتِ او از مقامِ حیدر است

اللہ کے پاک بندوں کے جوش، ولولہ، سخت کوشی اور مشکل پسندی کا ذکر ان اشعار میں ہے اور ان تلمیحات کی وضاحت پہلے کئی مرتبہ آچکی ہے۔ یہ سب مخصوص عبدیت کے عَلَم بردار تھے اور اس عبدیت کا منتہیٰ حضور انور صلی اللہ کی ذاتِ گرامی میں نظر آتا ہے :

تا ز ما زاغ البصر گیرد نصیب   بر مقامِ عبدہ' گردد رقیب

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اسی مخصوص اور ممتاز مقامِ عبدیت کا ذکر ہے :

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ ہ

[پاک ہے اُس کی جس نے بھیجا اپنے عبد کو ۔]

پھر سورۃ النجم (آیت ۱۰) میں ہے :

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ہ

[پھر وحی کی اپنے عبد کی طرف جو وحی کی ۔]

اللہ اور اس کے محبوبؐ ہی کو اس مقامِ قرب کے راز و نیاز سے آگاہی ہوگی ۔

اس کے بعد اسی سورۃ النجم (آیت ۱۷) میں ہے :

ما زاغ البصر و ما طغیٰ ہ [نگاہ جو نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی] ۔

ع   تا ز ما زاغ البصر گیرد نصیب

اُسی ممتاز ترین عبد کا حصہ تھا جو باعثِ تخلیقِ کائنات ، باعثِ تکمیل دین اور سارے جہانوں کے لیے رسول بھی اور رحمت بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔ اس عبدیت کو عینِ ذات کا قرب حاصل ہوا :

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات　　تو عینِ ذات می نگری در تبسمے

صفحہ ۸۸ میں ہے :

وصل اگر پایانِ شوق است الحذر　　اے خنک آہ و فغانِ بے اثر !

اگر حصولِ مقصد سے شوق ختم ہو جاتا ہے تو ایسے حصول ہی کی ضرورت نہیں ۔ انسان مسلسل اور پیہم سعی و عمل کے لیے پیدا ہوا ہے ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ارشاد ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

اور اس طرح تسلی بھی دی ہے (سورۃ الانشراح ، آیت ۶) کہ :

ان مع العسر یسراً ٥ [بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے] ۔

صفحہ ۹۰ میں ہے :

اس وادی (فلکِ زہرہ) میں ''خدایانِ کہن'' موجود تھے اور اُن میں سے ہر ایک اللہ کے ''ذکرِ جمیل'' سے اعراض والا تھا ۔ صفحہ ۹۰ ہی کا شعر ہے :

ہر یکے ترسندہ از 'ذکرِ جمیل'　　ہر یکے آزردہ از ضربِ خلیل

سورۃ الزخرف (آیت ۳۶) میں ہے :

و من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ' شیطٰناً فھو لہ' قرینٌ ٥

[اور جس کو رتوند آئے رحمٰن کے ذکر سے ہم اُس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی ہے ۔]

سورۃ الصّٰفّٰت (آیت ۹۳) میں ابراہیم علیہ السلام کی ضرب کا ذکر ہے :

فراغ علیهم ضرباً بالیمین ۝

[پھر ان (بتوں) پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور توڑنے لگے -]

شیطان (بعل) خوش ہو کر کہتا ہے کہ (صفحہ ۹۱) :

ع در دلِ آدم بجز افکار چیست

آج کا آدم صرف سوچنا جانتا ہے ، عمل نہیں جانتا - بہر حال عمل کرنا یا نہ کرنا سب اللہ پر روشن ہے -

سورۂ یونس (آیت ۶۱) میں ہے :

ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھوداً اذ تفیضون فیہ ط

[اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تم پر ، جب تم لگتے ہو اس میں -]

پھر وہی شیطان خوشی میں کہتا ہے (صفحہ ۹۱) :

در نگر آں حلقۂ وحدت شکست آلِ ابراہیم بے ذوقِ الست !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے :

واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم ط قالوا بلیٰ شھدنا ۝

[اور جب تمھارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور اقرار کرایا اُن سے اُن کی جانوں پر ، کیا میں نہیں ہوں تمھارا رب ، بولے ہاں ہے ، ہم اقرار کرتے ہیں -]

لیکن آج آلِ ابراہیم جو بت شکن تھی اللہ کی محبت سے سرشار نہیں ، حالانکہ اس کے متعلق سورۃ النساء کی آیت ۵۴ میں ہے :

فقد آتینا آل ابراھیم الکتٰب و الحکمۃ و آتینٰھم ملکاً عظیماً ۝

[پس ہم نے دی ابراہیمؑ کے گھر میں کتاب اور حکمت اور اُن کو دی ہم نے بڑی سلطنت -]

صفحہ ۹۵ میں ہے :

حاکمی بے نورِ جاں خام است خام
بے یدِ بیضا ملوکیت حرام
حاکمی از ضعفِ محکوماں قوی است
بیخش از حرمانِ محروماں قوی است !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۰۸) میں بھی موسیٰ علیہ السلام کے یدِ بیضا کا ذکر ہے :

و نزع یدہ' فاذاھی بیضآء للنٰظرین ٥

[اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ۔]

اللہ پاک کی ایسی نشانی حاصل ہو جائے تو صحیح حاکمی ہوگی ورنہ نہیں ۔ جہاں اللہ کی نشانی نہیں ہے وہاں عدل نہیں اور وہاں جبر ہی حاکمی کرتا ہے ، حالانکہ اللہ پاک ہر موقع پر عدل و احسان کا امر کرتا ہے ۔

سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ہے :

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتآیٔ ذی القربیٰ و ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون ٥

[بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے ۔ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو ۔]

صفحہ ۹۶ میں ہے :

سرگذشتِ مصر و فرعون و کلیم — می تواں دیدن ز آثارِ قدیم !

مختلف ادوار میں انبیا علیہم السلام تشریف لا کر ہدایت فرماتے رہے لیکن ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی فرعون اُن کو جھٹلاتا رہا ۔ اللہ پاک نے بارہا آثارِ قدیمہ کے مطالعے کے لیے فرمایا ہے تا کہ عبرت حاصل ہو ، مثلاً سورۃ الانعام (آیت ۱۲) میں ہے :

قل سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبة المکذبین ○

[آپ فرما دیں کہ ذرا زمین میں چلو ، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ۔]

آل عمران ، آیت ۱۳۷ ۔ النمل ، آیت ۶۹ وغیرہ میں بھی ایسی آیتیں ہیں ۔

لیکن قومِ فرنگ جو مصر میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کراتی ہے اُس کا مقصد ''علم و حکمت'' کی تلاش نہیں ہے بلکہ اُن سے انتقام اور اُن کی تباہی اُس قوم کا مقصد ہے ۔ آخر مہدی سودانی کی قبر کو کھدوانے کی کیا ضرورت در پیش تھی ؟ (دراصل مہدی سودانی کے ہاتھوں بہت سے انگریز مارے گئے تھے ۔)

صفحہ ۹۷ میں مہدی سودانی کی روح کے نمودار ہونے کا ذکر ہے جو لارڈ کچنر سے خطاب کرتی ہے کہ میری خاک کا یہ انتقام تھا کہ تجھے قبر کے لیے دو گز زمین بھی نہ مل سکی ۔ (مہدی سودانی کے ہاتھوں بہت سے انگریز مارے گئے تھے تو فتح سوڈان کے بعد لارڈ کچنر نے مہدی سودانی کی قبر کو کھدوا کر اُن کی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کرائے اور اُن کو دریائے نیل میں پھینک دیا ۔ لیکن خود کچنر ۱۹۱۸ میں روس کی سفارت پر جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہوگیا : ع مرقدے جز در یمِ شورے نداد ۔)

مہدی سودانی کی زبانی یہ پیام ہے :

خاکِ بطحا ، خالدِ دیگر بزاے نغمۂ توحید را دیگر سراے
اے نخیلِ دشتِ تو بالندہ تر برنخیزد از تو فاروقے دگر ؟

اب پھر حضرت خالدؓ اور حضرت عمرؓ جیسے بزرگوں کی ضرورت ہے جن کی شان سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے :

اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ○

[کافروں پر بہت سخت ، آپس میں بہت نرم ۔]

صفحہ ۹۸ میں ہے :

ساربان یاران بہ یثرب ما بہ نجد
آن حدی کو ؟ ناقہ را آرد بہ وجد !

اب پھر (عربی) ایمانی جوش کی ضرورت ہے تا کہ نجد اور دوسرے باہر کے اسلامی ملک نئے سرے سے ایمان تازہ کریں اور کفر کا سختی سے مقابلہ کریں ۔ سورۃ التوبہ (آیت ۷۳) میں اسی ایمانی جوش کو بیدار کرنے کا پیام ہے :

یـٰایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین و اغلظ علیھم ط

[اے نبیؐ ! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور اُن پر سختی کرو ۔]

صفحہ ۱۰۲ میں ہے :

مستی و ذوق و سرور از حکمِ جان — جسم را غیب و حضور از حکمِ جان !

جان (دل) ہی کی وجہ سے مستی اور جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے اور اُسی کی بدولت جسم کو حضور (عمل) یا غیب (بے عملی) حاصل ہوتا ہے جان کے بغیر جسم کی کوئی قیمت نہیں ، لیکن جسم کے بغیر جان کو حضور نہیں ۔

سورۃ الشمس (آیات ۷ - ۱۰) میں ہے :

و نفس و ما سوٰىھا ○ فالھمھا فجورھا و تقوٰىھا ○ قد افلح من زکّٰىھا ○ وقد خاب من دسّٰىھا ○

[اور جان کی (قسم) اور اُس نے جس نے اسے ٹھیک بنایا ۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی ۔ بے شک مراد کو پہنچا جس نے اُسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا ۔]

صفحہ ۱۰۵ میں ہے :

ع تا ابو الآبا فریبِ او نخورد

آدم علیہ السلام کو شیطان نے بہکایا تھا۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۰) میں ہے :

فوسوس الیہ الشیطٰن ○ [تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا]۔

صفحہ ۱۰۶ میں ہے :

ع خدمت آمد مقصدِ علم و ہنر

علم و ہنر بلکہ خود اسلام ہی بنی نوع انسان کے فائدے کے لیے ہے۔

سورۃ النحل (آیت ۹۷) میں ہے :

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ و ھو مؤمن فلنحیینہٗ حیوٰۃً طیبۃً ○

[جو عمل صالح کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اُسے اچھی زندگی جلائیں گے۔]

صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

گر ز یک تقدیر خوں گردد جگر خواہ از حق حکمِ تقدیرِ دگر

اگر ایک کام میں کام یابی نہیں ہوتی اور خواہ مخواہ جگر کاوی ہوتی ہے تب بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ دوسرے مقصد کی طرف بڑھنا چاہیے۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولاتھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ○

[اور نہ سستی کرو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔]

یہی بات صفحہ ۱۰۸ میں ہے :

رنج بے گنج است ، تقدیر ایں چنیں گنج بے رنج است ، تقدیر ایں چنیں

صفحہ ۱۰۹ میں ہے :

اے کہ می گوئی متاعِ ما ز ماست — مردِ ناداں ایں ہمہ ملکِ خداست
ارضِ حق را ارضِ خود دانی بگو — چیست شرحِ آیۂ لا تفسدوا ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۱۰۷) میں ہے :

الم تعلم ان اللہ لہ' ملک السمٰوات والارض ط

[کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی (خدا کی زمین کو تو اپنی زمین کہتا ہے اس سے بڑھ کر فساد فی الارض اور کیا ہوگا ؟)]

سورۃ الاعراف (آیت ۵۶) میں ہے :

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ط

[اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اُس کے سنورنے کے بعد (صحیح چیز تو یہ ہے کہ زمین ایک مقررہ وقت تک فائدہ اُٹھانے کے لیے دی گئی ہے) ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

ولکم فی‌الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ○

[اور تمھارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت تک ۔]

صفحہ ۱۱۱ میں ہے :

از امومت زرد روے مادراں ! — اے خنک آزادیٔ بے شوہراں !

اللہ پاک کا حکم ہے (سورۃ النساء ، آیت ۱) :

یٰایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاً کثیراً و نساءً و اتقوا اللہ الذی تسآءلون بہٖ والارحام ط ان اللہ کان علیکم رقیباً ○

[اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے ۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو ۔ بے شک اللہ ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے ۔]

صفحہ ۱۱۲ میں ہے :

زندگی را شرع و آئیں است عشق !
اصل تہذیب است دیں ، دیں است عشق !

دین ہی اصل تہذیب ہے جس سے زندگی منظم بن جاتی ہے ۔ منظم ، مہذب اور متمدن قومیں دین کی وجہ سے ہیں اور یہ دین محض اللہ کے لیے عشق اور ولولہ پیدا کرتا ہے ۔

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

و عد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط

[اللہ نے وعدہ کیا اُن لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ وہ اُن کو زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور اُن کے لیے اُن کے دین کو مضبوط کر دے گا جس کو اُس نے پسند کر لیا ہے اور وہ اُن کے خوف کو دور کرنے کے بعد امن سے بدل دے گا ۔]

صفحہ ۱۱۵ میں ہے :

کارِ حکمت دیدن و فرسودن است کارِ عرفاں دیدن و افزودن است !
آں بسنجد در ترازوے ہنر ایں بسنجد در ترازوے نظر !
آں بدست آورد آب و خاک را ایں بدست آورد جانِ پاک را !

حکمت اور فلسفہ صرف سوچنا سکھاتا ہے اور عرفان و عشق کا کام عمل میں آمادہ کرنا ہے ۔ اس عرفان و عشق کے لیے نظر (صحبت)* اور

جان کی ضرورت ہے اور یہی صحیح علم اور صحیح عقل ہے جو عمل کے لیے آمادہ کرے۔

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے:

قل یٰعبادی الذین آمنوا اتقوا ربکم ط للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃٌ ط و ارض اللہ واسعۃٌ ط انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب ٍ o

[آپ فرما دیں، اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو۔ جنھوں نے بھلائی کی اُن کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے۔ صابروں ہی کو اُن کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔]

صبر اور ہمت والوں کو اس دنیا میں بھی اجر ہے کہ اللہ کی زمین میں بڑے بڑے کاموں کے لیے بڑی وسعت ہے۔ زمین کی وسعت عمل والے کے لیے ہے، صرف سوچنے والوں کے لیے نہیں ہے۔

صفحہ ۱۱۷ میں ہے:

مرید ہمت آں رہروم کہ پا نہ گذاشت
بہ جادۂ کہ در و کوہ و دشت و دریا نیست

میں ایسے شخص کو پسند کرتا ہوں جو مشکلات سے گھبراتا نہیں بلکہ پسند کرتا ہے، کیونکہ اللہ پاک کی بشارت ہے (الانشراح، آیات ۵ - ۶):

فان مع العسر یسراً o ان مع العسر یسراً o

[پس بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔]

صفحہ ۱۱۸ میں ہے:

حیدریم من و تو ز ما عجب نبود   گر آفتاب سوے خاوراں بگردانیم

ایک روایت مشہور ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حضرت علیؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اس حالت میں عصر کی نماز کا وقت جاتا رہا۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

تو سورج مغرب سے مشرق کی طرف لوٹا اور پھر دونوں نے نماز عصر ادا کی -

(ہر کہ در آفاق گردد بو تراب باز گرداند زمغرب آفتاب)

مسلمان اگر مسلمان بن جائیں تو مشرق میں اب بھی آن کا آفتاب طلوع ہو سکتا ہے -

سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے :

و ما رمیت اذ رمیت و لٰکن اللہ رمٰی ٥

[آپ نے خاک پھینکی تو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی -]

سورۃ الفتح (آیت ۱۰) میں ہے :

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط

[بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں -]

صفحہ ۱۲۰ میں ہے :

جنّتِ مُلاّ مے و حور و غلام جنّتِ آزادگاں سیرِ دوام !

ایک نرا مُلاّ حور و قصور کی خاطر سعیِ عبادت کرتا ہے لیکن آزاد (احرار) لوگ مرنے کے بعد بھی سیرِ دوام میں مصروف رہتے ہیں -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ ط بل احیاءٌ و لٰکن لا تشعرون ٥

[اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ، ہاں تمھیں خبر نہیں -]

حدیث شریف میں ہے کہ شہدا کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں -

صفحہ ۱۲۱ میں ہے :

ر کہ از تقدیر دارد ساز و برگ لرزد از نیروے او ابلیس و مرگ !
بر دین مرد صاحب ہمت است جبر مردان از کمال قوت است !

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدّوا لھم ما استطعتم من قوۃ ط

[اور اُن کے لیے تیار رکھو جو قوت تمھیں بن پڑے -]

ایمانی قوت کے ساتھ جسمانی قوت کی بھی ضرورت ہے - اسی سے
ومون کی تقدیریں بنتی ہیں - یہی بات صفحہ ۱۲۴ میں ہے :

از گناہ بندۂ صاحب جنوں کائنات تازۂ آید بروں !
شوق بے حد پردہ ہا را بر درد کہنگی را از تماشا می برد !

صفحہ ۱۲۳ میں ہے :

ومناں با خوے و بوے کافراں لا الہ گویان و از خود منکراں !
ر حق گفتند نقش باطل است زانکہ او وابستۂ آب و گل است

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۵) میں ہے :

و یسئلونك عن الروح ط قل الروح من امر ربی و ما اوتیتم
ن العلم الا قلیلاً o

[اور یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں - آپ فرما دیں
نہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا
یا ہے -]

انسانی فہم و فراست اس روح کو کیا سمجھے ؟ بس اللہ ہی کی
ی ہوئی ہے اور وہی لے لیتا ہے — ہم پیدا ہوئے تھے کہ ہماری روح
ہاں تھی اور جب مر جائیں تو یہ روح کہاں رہے گی ؟ یہ سب باتیں
ھوٹی سی کھوپڑی والا کیا سمجھ سکتا ہے !

صفحہ ۱۲۶ میں ہے :

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود رحمة للعالمینے ہم بود !

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''حال کے ہیئت داں کہتے ہیں کہ بعض ستاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے - اگر ایسا ہو تو رحمة للعالمین ؐ کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے -''[9]

سورة الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

وما ارسلنٰک الا رحمةً للعالمین ٥

[اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے -]

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست رحمةٌ للعالمینی انتہاست !

سورة الاعلیٰ (آیات ۱ - ۳) میں ہے :

سبح اسم ربک الاعلیٰ ٥ الذی خلق فسویٰ ٥ والذی قدر فھدیٰ ٥

[پاکی بیان کرو اپنے رب کی جو سب سے بلند ہے - جس نے بنا کر ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ پر رکھا ، پھر راہ بتائی -]

خلق اور تقدیر اور ہدایت کا منتہا رحمة للعالمینی ہے -

۹- ''مکاتیب'' ، ۱/۱۱۷ - مولانا سلیمان ندوی نے اس پر نوٹ لکھا ہے :

''اسی معنی کا ایک اثر بھی تفسیروں میں مروی ہے جو اثر ابن عباس کے نام سے ہے - اس اثر کی تاویل و تشریح میں مولانا قاسم صاحب کا رسالہ 'تحذیر الناس فی اثر ابن عباس' اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا ایک مضمون ہے جو اس بحث میں دیکھنے کے قابل ہے -''

صفحہ ۱۲۸ میں ہے:

شاعراں بزمِ سخن آراستند　　　　این کلیماں بے یدِ بیضاستند

آج کل کے شعرا کے کلام میں بیداری، روشنی اور عمل کا پیام کہیں نہیں ہے - یدِ بیضا کا ذکر ابھی صفحہ ۷۷ میں (سورۃ النمل، آیت ۱۲) آ چکا ہے -

صفحہ ۱۲۸ ہی میں ہے:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو　　　　آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیؐ او را بہا ست　　　　یا ہنوز اندر تلاش مصطفیؐ است

• • •

پیشِ او گیتی جبیں فرسودہ است　　　　خویش را خود عبدہ' فرمودہ است!

صفحہ ۱۲۶ کا اقتباس اس سے پہلے کے صفحہ ۸۷ کی بحث مقامِ عبدیت سے متعلق دیکھیں - صفحہ ۱۲۸ میں حلاج کی زبانی یہی بحث بالتفصیل آتی ہے -

صفحہ ۱۲۹ میں ہے:

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت　　　　تا نہ بینی از مقامِ ما رمیت

اس مخصوص اور سب سے ممتاز مقامِ عبدیت کو اُسی وقت سمجھا جا سکتا ہے جب کہ سورۃ الانفال کی یہ آیت (۱۷) سمجھی جائے:

وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ ○

[اور (اے محبوبؐ) وہ خاک جو آپ نے پھینکی، آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی -]

صفحہ ۱۳۰ میں ہے:

معنیِ دیدارِ آں آخر زماںؐ
حکمِ او بر خویشتن کردن رواں

در جہاں زی چوں رسولؐ انس و جاں
تاچو او باشی قبولِ انس و جاں
باز خود را بیں ، ہمیں دیدارِ اوست
سنتِ او سرے از اسرارِ اوست

سورۂ آل عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ہ

[آپ فرما دیں کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو - اللہ تمھیں اپنا دوست رکھے گا -]

صفحہ ۱۳۰ ہی میں ہے :

نقشِ حق اول بجاں انداختن
باز او را در جہاں انداختن !
نقشِ جاں تا در جہاں گردد تمام
می شود دیدارِ حق دیدارِ عام !

• • •

نقشِ حق داری ؟ جہاں نخچیرِ تست
ہم عنانِ تقدیر با تدبیرِ تست

دل میں کلمۂ توحید کا نقش بٹھانا گویا غیر اللہ سے آزادی ہے اور جب یہ نقش پختہ ہو جاتا ہے تو تمام عالم ''نخچیر'' بن جاتا ہے -

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ ہ [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے اُسے غیر اللہ کی ضرورت نہیں ہوتی -

صفحہ ۱۳۱ میں ''نقشِ حق'' کس طرح بٹھایا گیا ہے ؟ اس سوال کا جواب یہ ہے :

یا بزورِ دلبری انداختند   یا بزورِ قاہری انداختند!
زانکہ حق در دلبری پیدا تر است   دلبری از قاہری اولیٰ تر است![۱۰]

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتقا کے متعلق ہے:

والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم o

[اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے لیے بہت سخت ہیں لیکن آپس میں بہت نرم۔]

صفحہ ۱۳۲ میں ہے:

زاہد اندر عالمِ دنیا غریب   عاشق اندر عالمِ عقبیٰ غریب!

زاہد اس دنیا کو مسافر خانہ سمجھتا ہے جو بالکل صحیح ہے لیکن عاشق دوسری دنیا کو بھی مسافر خانہ سمجھتا ہے اور وہاں بھی نچلا نہیں بیٹھنا چاہتا ہے بلکہ عمل چاہتا ہے۔ ابدی زندگی والے (مثلاً شہدا) دوسری دنیا میں بھی اپنی زندگی کا ثبوت اپنے عمل سے دینا چاہتے ہیں۔

سورۃ الرحمٰن (آیت ۴۶) میں ہے:

و لمن خاف مقام ربہٖ جنتٰن o

۱۰۔ نقشبندیہ حضرات شروع ہی سے دل میں اللہ کا نقش بٹھانے کی سعی کرتے ہیں۔ دوسرے سلاسل بھی ایسا کرتے ہیں لیکن بعد میں کرتے ہیں۔
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ''مکتوبات'' (۳۷/۱ - ۴۶ : ۳/۳) میں کلمۂ طیبہ کی حقیقت پر بحث کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی ہیں کہ دل میں سوائے اللہ کے کوئی اور نہ مطلوب ہو اور نہ مقصود و معبود اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں کہ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی بھی پیروی نہ کی جائے۔ ''مکتوبات''، ۱۰۹/۱ - ۱۱۶ - ۱۵۳ وغیرہ میں یہی بحث آتی ہے۔
۱۱۔ اس موضوع کے لیے دیکھیں: ''مکاتیبِ اقبال''، ۲۰۳/۱ - ۳۱۵۔

[اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اُس کے لیے دو جنتیں ہیں -]

دل میں خشیتِ الٰہی رکھنے والے صحیح معنی میں اللہ سے رشتہ رکھتے ہیں - اُنہی کے لیے دو جنتیں ہیں : ایک جنت اپنے رب سے ڈرنے کا صلہ اور دوسری جنت دنیا کی محبت ترک کرنے کا صلہ - (دنیا کی محبت ترک کرنے والے ہی اللہ کی محبت رکھتے ہیں اور وہی صحیح معنی میں عاشق ہیں -)

صفحہ ۱۴۲ ہی میں ہے :

معرفت را انتہا نابودن است زندگی اندر فنا آسودن است ؟

اس سوال کا جواب یہ ہے :

سُکرِ یاران از تہی پیمانگی است نیستی از معرفت بیگانگی است

اے کہ جوئی در فنا مقصود را در نمی یابد عدم موجود را !

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے - جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے - بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے - لیکن ہندی اور ایرانی صوفیہ میں سے اکثر نے مسئلۂ فنا کی تفسیر فلسفۂ ویدانت اور بدھ مت کے زیرِ اثر کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اس وقت عملی اعتبار سے ناکارۂ محض ہے -''

دراصل معرفت کا صحیح اور بہترین ذوق رکھنے والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے - کیا کبھی انھوں نے اپنے قول یا فعل سے معرفت کے معنی ''نابودن'' بتائے ہیں یا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر سب سے زیادہ زور دیا ہے ؟ اللہ پاک نے اپنی محبت اور معرفت رکھنے کے لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اساس قرار دیا ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ o

[آپ فرما دیں ، اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (پس) اللہ تم سے محبت کرے گا -]

صفحہ ۱۳۳ میں خواجۂ اہلِ فراق یعنی شیطان کے متعلق کہا ہے :

کفرِ او ایں راز را برما کشود ! ما جہول ، او عارفِ بود و نبود
عیشِ افزودن ز دردِ کاستن ! از فتادن لذتِ برخاستن
سوختن بے نارِ او نا سوختن ! عاشقی در نارِ او وا سوختن

سورة الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

و حملها الانسان ط انه' کان ظلوماً جهولاً o

[اور انسان نے (وہ امانت) اُٹھا لی - بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے -]

انسان کے برعکس شیطان کو شیطٰناً مّریداً (سرکش شیطان — النساء ، آیت ۱۱۷) کہا گیا ہے - اُس کی سرکشی اور (اس کے نتیجے میں) درماندگی سے اس میں ''آتشِ فراق'' پیدا ہوئی جو (بقولِ اقبال) ایک لحاظ سے عشق کی علامت ہے -

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

ع ہر زماں دیدن تپیدن کارِ ماست

یہ عاشق کا عمل ہوتا ہے کہ وہ ہر لمحے بے قرار رہتا ہے -

ابھی سورة الاحزاب کی آیت (۷۲) مذکور ہوئی - ''ظلوماً'' کے معنی ہی اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والے کے ہیں - پھر سورة البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں رہتا -]

صفحہ ۱۳۶ میں شیطان کہتا ہے :

من 'بلیٰ' در پردۂ 'لا' گفتہ ام
گفتۂ من خوشتر از نا گفتہ ام !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) میں ارشاد ہے :

و اذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم و اشهدهم علیٰ انفسهم الست بربکم ط قالوا بلیٰ شهدنا ٥

[اور جب نکالی آپ کے رب نے آدم کی اولاد اُن کی پیٹھ سے اور اقرار کروایا اُن سے اُن کی جان پر ، کیا میں نہیں ہوں رب تمھارا ؟ بولے ، کیوں نہیں ؟ ہم تو قائل ہیں ۔]

یہاں بلیٰ اور لا کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان انکار ہی کا اقرار کرتا ہے کہ یہ انکار صرف فراق کی لذتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے تھا اور یہ کہ مجھے آدم سے ہمدردی تھی کہ وہ میرے بعد مجبور سے مختاری تک پہنچا ۔ پھر شیطان فریاد کرتا ہے کہ یہ آدم مجھ سے سرتابی نہیں کرتا اس لیے اس سے زیادہ پختہ حریف مجھے چاہیے :

ع خاکش از ذوقِ اِبا بیگانۂ

صفحہ ۱۴۱ میں ہے :

صد ہزار افرشتۂ تندر بدست
قہرِ حق را قاسم از روزِ الست !
درہ پیہم مسی زند سیارہ را
از مدارش پُر کند سیارہ را

سورۃ الحجر (آیات ۱۶ - ۱۸) میں ہے :

و لقد جعلنا فی السماء بروجاً و زینٰها للنٰظرین ٥ و حفظنٰها من کل شیطٰنٍ رجیم ٥ الا من استرق السمع فاتبعه شهابٌ مبین ٥

[اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج اور رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں اور محفوظ رکھا ہم نے اُس کو ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا تو اُس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا ہوا ۔]

سورۂ والصٰفٰت آیات ۶ - ۱۰ اور سورۃ الجن آیت ۹ میں بھی یہ مضمون ہے ۔

فلکِ زحل میں ارواحِ رذیلہ ملتی ہیں جنھوں نے ملک و ملت سے غداری کی تھی اور اس خباثت کی وجہ سے دوزخ بھی انھیں قبول نہیں کرتا۔[۱۲] انہی ارواحِ رذیلہ میں یہ تھے:

ع جعفر از بنگال و صادق از دکن

یہیں ایک سمت میں روحِ ہندوستان ہے جو اپنے حسن و خوبی کے باوجود زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اور فریاد کرتی ہے کہ اس کے لوگ صرف ماضی کو دیکھتے ہیں، حال پر نظر نہیں کرتے۔

صفحہ ۱۴۴ میں ہے:

از تشِ افسردہ می سوزد جگر — بر زمانِ رفتہ می بندد نظر

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۵) میں ہے:

قدجآء کم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہٖ و من عمی فعلیہا ط

[تم کو پہنچ چکیں سوجھ کی باتیں تمہارے رب سے۔ پھر جو سوجھا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے برے کو۔]

اللہ پاک اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے۔ کوئی نہ دیکھے تو اُس کا قصور ہے۔ ماضی کو لیے بیٹھنا اور حال کو بھول جانا بھی اندھا پن ہے۔

صفحہ ۱۴۶ میں ہے:

گفت، جاں سرے ز اسرارِ من است — حفظِ جان و ہدمِ تن کارِ من است

سورۃ الحجر (آیت ۲۳) میں ہے:

و انا لنحن نحیٖ و نمیت و نحن الوارثون ٥

[اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی رہ جائیں گے۔]

۱۲- صفحہ ۱۴۷ میں ان غداروں کے متعلق ہے:

ع بندۂ غدار را مولا کجاست؟

صفحہ ۱۵۱ سے "آں سوے افلاک" کی سیر شروع[13] ہوتی ہے اور سرحد پر جرمن نطشہ Nietzsche کی روح سے ملاقات ہوتی ہے (صفحہ ۱۵۲):

درمیانِ ایں دو عالم جاے اوست
نغمۂ دیرینہ اندر نا‌ے اوست!

اس کے متعلق صفحہ ۱۵۳ میں ہے:

او بہ لا در ماند تا الا نرفت از مقامِ عبدہٗ بیگانہ رفت!

• • •

کاش بودے در زمانِ احمدے تا رسیدے بر سرورے سرمدے

عیسائیت نے گوشہ نشینی اور بے عملی کی تعلیم دی تو وہاں کے مفکرین نے نہ صرف عیسائیت سے بلکہ عیسائیت کے خدا سے بھی احتراز کیا۔ طالسطاے کا ذکر اُوپر آ چکا ہے۔ اُسی کی طرح نطشہ بھی ایسے خدا کا منکر تھا۔ اُوپر کے شعر میں احمدے سے مراد (جیسا کہ خود علامہ اقبال نے حاشیے میں لکھا ہے) حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ ہیں جنھوں نے اکبری فتنے کے خلاف (تن تنہا) سر دھڑ کی بازی لگائی اور اسلام کا عَلم بلند کیا اور دین میں جو خرابیاں پیدا کر دی گئی تھیں اُن کو دور کر کے صحیح دین پھر پیش کیا۔ ایسے ہی لوگوں کی ضرورت مغرب میں بھی تھی۔ بہرحال بغیر اللہ کو مانے ہوئے انسانی فضیلت کے لیے کوئی عیار قائم نہیں ہو سکتا۔

سورۃ آل عمران (آیت ۸۵) میں ہے:

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ٥

۱۳- اس سیر کے سلسلے میں یہ شعر بھی ہے:

چشمِ من صد عالم شش روزہ دید تا حدِ ایں کائنات آمد پدید!

اس عالمِ شش روزہ کے متعلق سورۃ ق (آیت ۳۸) میں ہے:

و لقد خلقنا السمٰوٰت و الارض وما بینھما فی ستۃ ایام ٥

[اور ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں۔]

[اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارے میں رہے گا۔]

صفحہ ۱۵۵ میں رومیؒ سمجھاتے ہیں کہ جنت کیا ہے:

این کہ بینی قصر ہائے رنگ رنگ
اصلش از اعمال و نے از خشت و سنگ!

بہت سی آیتوں میں آتا ہے، مثلاً سورۂ محمدؐ (آیت ۱۲) میں ہے:

ان اللہ یدخل الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت جنّٰت ٍ o

[بے شک اللہ داخل کرے گا اُن کو جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے جنتوں میں۔]

اور جنت میں یہ بھی ہوگا:

زندگی این جا ز دیدار است و بس
ذوقِ دیدار است و گفتار است و بس!

سورۃ الدھر (آیت ۱۱) میں ہے:

فوقٰھم اللہ شر ذلک الیوم و لقّٰھم نضرۃً و سروراً o

[سو اللہ اُن کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا۔]

صفحہ ۱۵۷ میں ہے:

ع مومناں را تیغ با قرآں بس است

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے:

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہٖ عدواللہ و عدوکم و آخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم ط

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم ہو سکے قوت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے (ساز و سامان) جس سے ڈرتے رہیں اللہ کے دشمن اور تمھارے دشمن اور دوسرے بھی اُن کے سوا جن کو تم نہیں جانتے، اللہ اُن کو جانتا ہے۔]

یہ تو تیغ اور ساز و سامان کے متعلق حکم ہے اور قرآن کی فضیلت یہ ہے (سورۂ یونس ، آیت ۵۷) :

یٰٓایہا الناس قد جاءتکم موعظۃٌ من ربکم و شفاءٌ لما فی الصدور و ھدًی و رحمۃ للمؤمنین o

[اے لوگو ، تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اور دلوں کی بیماری کے لیے شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے -]

صفحہ ۱۵۹ میں ہے :

از تو خواہم سرّ یزداں را کلید طاعت از ما جست و شیطاں آفرید

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون o

[اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر صرف اپنی ہی عبادت کے لیے -]

اور شیطان کو اسی لیے پیدا کیا کہ اُس کی برائی کو دیکھ کر دین کی اچھائی کی تمیز ہو سکے -

سورۂ فاطر (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

و ما یستوی الاعمیٰ والبصیر o ولا الظلمٰت ولا النور o

[اور برابر نہیں اندھا اور آنکھ والا اور نہ اندھیرا اور اُجالا -]

سورۃ الحج (آیت ۶۲) میں ہے :

و ان ما یدعون من دونہٖ ھو الباطل o

[اور جس کو وہ پکارتے ہیں اُس (اللہ) کے سوا ، وہی باطل ہے -]

صفحہ ۱۶۰ میں ہے :

بزم با دیو است آدم را وبال رزم با دیو است آدم را جمال !

اس سے پہلے کی آیتیں یہاں کے لیے بھی کافی ہیں ۔

صفحہ ۱۶۱ میں ہے :

دستِ مزدِ او بدستِ دیگران ماہیٔ رودش بہ شستِ دیگران !

اس کی مثال ایسی ہے جیسی سورۃ النحل (آیت ۷۵) میں ہے :

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیءٍ و من رزقناہ منا رزقاً حسناً o

[اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ۔ ایک غلام ہے جو دوسرے کے بس میں ہے ۔ کسی چیز پر اُس کا بس نہیں چلتا اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا کی ہے (یعنی وہ قدرت رکھتا ہے اور دوسرا قدرت نہیں رکھتا ، تو کیا یہ دونوں برابر ہوں گے ؟) ۔]

صفحہ ۱۶۲ میں ہے :

بادِ صبا اگر بہ جنیوا گذر کنی چرخے ز ما بہ مجلسِ اقوام باز گوے

دہقان و کشت و جوے و خیابان فروختند
قومے فروختند و چہ ارزان فروختند

''پیامِ مشرق'' میں بھی کہا ہے :

ع بہرِ تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

جنیوا کی مجلس اقوام ہو یا آج کی کوئی بھی ایسی انجمن ہو ، سب کا واحد مقصد کمزوروں کو ہڑپ کرنا ہے ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۲) میں ہے :

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ط

[باہم مدد کرو نیکی اور تقویٰ کے کام میں اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی گناہ اور زیادتی میں ۔]

سورۃ النساء آیت ۸۵) میں ہے :

من یشفع شفاعۃً حسنۃً یکن لہ، نصیبٌ منہا و من یشفع شفاعۃً سیئۃً یکن لہ، کفلٌ منہا ط و کان اللہ علیٰ کل شیءٍ مقیتاً o

[جو کسی نیک کام کے لیے سفارش کرے اُس کے لیے اُس میں سے حصہ ہوگا اور جو سفارش کرے ، بُری سفارش (یعنی بُرے کام کے لیے) اُسے بھی اُس میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا ہے -]

صفحہ ۱۶۳ میں ہے :

جلوہ مستی ؟ خویش را دریافتن ! در شباں چوں کوکبے برتافتن !
خویش را نا یافتن بودن است یافتن ، خود را بخود بخشودن است !

ہر کہ خود را دید و غیر از خود ندید
رخت از زندانِ خود بیروں کشید !

خود شناسی اور خود نگری کی ضرورت ہے -

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کو اور خود تمھارے اندر - کیا تم کو سوجھ نہیں ؟]

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

و لا تکونوا کالذین نسوااللہ فانسٰھم انفسھمط اولٰئک ھم الفٰسقون o

[اور مت ہو جاؤ اُن جیسے جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا - تو اللہ نے اُن کو بھلا دے اُن کے جی - وہ لوگ وہی ہیں بے حکم -]

صفحات ۱۶۴ - ۱۶۵ میں ہے :

فاش گویم با تو اے والا مقام باج را جز با دو کس دادن حرام !
یا 'اولی الامرے'، کہ 'منکم' شانِ اوست آیہ' حق حجت و برہانِ اوست
یا جواں مردے چو صرصر تند خیز شہر گیر و خویش باز اندر ستیز

روزِ کیں کشور کشا از قاہری روزِ صلح از شیوہ ہائے دلبری

سورہ النساء (آیت ۵۹) میں ہے:

یٰاَیہا الذین آمنوا اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم ط

[اے ایمان والو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور جو تم میں سے امر (اختیار والے) ہیں (یعنی اُسی امیر کی اطاعت کا حکم ہے جو خود بھی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اور وہ ایمان والوں میں سے ہے۔ یعنی اگر وہ اللہ کی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے تو پھر تم بھی اُس کی اطاعت مت کرو)۔]

یا تو ایسے امیر کی اطاعت کرو یا اُس کی جو دشمن (کفر و باطل) کے لیے بہت سخت ہو اور اپنوں کے لیے بہت نرم۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے:

والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینہم ۝

[اور وہ لوگ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہیں کافروں کے لیے بہت سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں (یہی لوگ سخت کوش اور مشکل پسند ہوتے ہیں اور یہی لوگ بڑی سے بڑی سلطنت (طاقت) کو آسانی سے زیر کرلیتے ہیں)۔]

پھر صفحہ ۱۶۵ میں غنی کی زبانی بتایا ہے کہ کشمیر کے برہمن زادگان جو اسلام لا کر سخت کوش ہو جاتے ہیں اُن سے فرنگ بھی ڈرتا ہے، تو پھر وہ مایوس کیوں؟ صفحہ ۱۵۶ میں ہے:

ع زندگی جولاں میانِ کوہ و دشت

پھر کہتے ہیں (صفحات ۱۶۶ - ۱۶۷):

کاروانہا را صدائے تو درا تو ز اہلِ خطہ نومیدی چرا؟

* * *

باش تا بینی کہ بے آوازِ صور ملتے برخیزد از خاکِ قبور!

یہ پاکستان کی تشکیل کی پیشین گوئی ہے ۔ الہ آباد میں ۱۹۳۰ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں علامہ اقبال نے صدارت کی تھی اور مسلمانوں کے لیے ایک علحدہ وطن کا مطالبہ کیا تھا ۔

سورۃ التوبہ سے اس مبارک موقع کے لیے یہ آیت (۳) لی جا سکتی ہے :

و اذانٌ من اللہ ورسولہٖ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریءٌ من المشرکین و رسولہٗ ط

[اور اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول دونوں دستبردار ہوتے ہیں مشرکوں سے ۔]

فتح مکہ کے بعد حج کے موقع پر اعلان ہوا کہ چار مہینے ان مشرکین کو مہلت دی جاتی ہے جیسا کہ اس سے پہلے والی آیت میں ہے کہ اس مدت میں خواہ لڑائی کریں خواہ وطن چھوڑیں یا مسلمان ہو جائیں ، اور یہ عجب اتفاق ہے کہ علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت ۲۹ - ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ کو فرمائی یعنی ۸ - ۹ شعبان ۱۳۴۹ کو اور وہ حج کی تاریخوں سے پورے چار مہینے پہلے فرمائی تھی ۔ وہ اعلان حج کے موقع پر تھا اور یہ اعلان حج سے پہلے ۔

پھر رومی اور زندہ رود (شاعر) آگے بڑھتے ہیں تو راستے میں برتری ہری سے ملاقات ہوتی ہے (صفحہ ۱٦۹) :

پادشاہے با نوائے ارجمند　　　　ہم بہ فقر اندر مقامِ او بلند !

اُس سے شاعر پوچھتا ہے :

شعر را سوز از کجا آید بگوے　　　　از خودی یا از خدا آید بگوے

برتری ہری جواب دیتا ہے (صفحہ ۱۷۰) :

جانِ ما را لذت اندر جستجو ست　　　　شعر را سوز از مقامِ آرزو ست !

یعنی وہ بھی قرآن کے انداز میں اُس بات (اور شعر) کو صحیح قرار

دیتا ہے جو ستھری ہو اور آرزو یا جستجو (خیر) کی طرح لے جائے۔

سورۂ ابراھیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ٥

[مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے ، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔]

پھر برتری ہری صرف عمل کو زندگی کا ثبوت قرار دیتا ہے" خواہ وہ عمل کیسا ہی ہو (صفحہ ۱۷۱) :

ع زندگانی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت !

اور پھر کہتا ہے :

پیش آئینِ مکافاتِ عمل سجدہ گذار
ز انکہ خیزد ز عمل دوزخ و اعراف و بہشت !

برتری ہری اور اقبال کے پیام میں یہیں سے فرق قائم ہو جاتا ہے۔

پھر (۱) نادر شاہ ، (۲) ابدالی اور (۳) سلطان ٹیپو شہید سے حالاتِ حاضرہ وغیرہ پر گفتگو ہوتی ہے۔ نادر شاہ سے شاعر نے ایران کی یہ کیفیت بتائی ہے (صفحات ۱۷۴ - ۱۷۵) :

کارِ آں وارفتۂ ملک و نسب
ذکرِ شاپور است و تحقیرِ عرب !
روزگارِ او تہی از واردات
از قبورِ کہنہ می جوید حیات !

* * *

آہ احسانِ عرب نشناختند
از تشِ افرنگیاں بگداختند !

انھوں نے ملک و نسبت پر فخر کرنا شروع کیا ہے اور عرب سے آئے ہوئے دین کو فراموش کر دیا ہے حالانکہ سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں یہ ارشاد ہے :

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ٥

[بے شک عزت اللہ کے یہاں اُسی کو بڑی جس کا تقویٰ بڑا ۔]

اسی دوران شاعر ناصر خسرو ایک مستانہ غزل سنا کر غائب ہو

جاتا ہے۔ اس کا ایک شعر یہ ہے (صفحہ ۱۷۶) :

دیں گرامی شد بہ دانا و بنادان خوار گشت
پیشِ ناداں دیں چو پیشِ گاہ باشد یاسمن !

سورۃ الانفال (آیت ۵۵) میں ہے :

ان شر الدوآب عنداللہ الذین کفروا فھم لا یؤمنون ○

[بے شک سب سے بدتر جانور اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا۔ پھر وہ نہیں مانتے ۔]

صفحہ ۱۷۷ میں ہے :

در نہادِ ما تب و تاب از دل است
خاک را بیداری و خواب از دل است !

(ابدالی کہتے ہیں کہ) دل زندہ ہے تو انسان زندہ ہے ۔

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکرٰی لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھید ○

[اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر ۔]

صفحہ ۱۷۸ میں ہے :

علم و فن را اے جوانِ شوخ و شنگ
مغز می باید نہ ملبوسِ فرنگ !

مغربی تہذیب سیکھ لینے سے علم و فن میں ترقی نہیں ہو جاتی ۔
''ضربِ کلیم'' (صفحہ ۱۷۸) میں بھی ہے :

کھلے ہیں سب کے لیے غریبوں کے میخانے
علومِ تازہ کی سر مستیاں گناہ نہیں

اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوزِ لا اللہ نہیں

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لا ینفع مالٌ ولا بنون ० الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ ०

[جس دن نہ کام آئے گا مال اور نہ بیٹے مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل (کفر اور شرک سے پاک) لے کر آئے -]

صفحہ ۱۸۲ میں سلطان ٹیپو کی زبانی اقبال کے کلام کی مقبولیت بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ظاہر ہوتی ہے - پھر سلطان شہید اقبال کے ذریعے دریائے کاویری کو پیام دیتے ہیں - اُن کا مشہور پیام تو یہ ہے (صحفہ ۱۸۵) :

زندگی را چیست رسم و دین و کیش ؟
یک دمِ شیری بہ از صد سالِ میش !

سورۃ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انك انت الاعلیٰ ०

[خوف نہ کر - بے شک تو ہی غالب رہے گا -]

سورۃ لقمٰن (آیت ۱۷) میں ہے :

و اصبر علیٰ مآ اصابك ط ان ذٰلك من عزم الامور ०

[اور استقلال اختیار کر اُس پر جو مصیبت تجھ پر پڑے - بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے -]

سورۃ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الا علون ان کنتم مؤمنین ०

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو ، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو -]

اسی صفحے (۱۸۵) میں ہے :

بندۂ حق ضیغم و آہوست مرگ یک مقام از صد مقامِ اوست مرگ !
می فتد بر مرگ آں مردِ تمام مثلِ شاہینے کہ می افتد بر حمام !

* * *

جنگِ شاہانِ جہاں غارت گری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است !

سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں ہے :

ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها و جعلوا اعزة اهلها اذلة o
[بے شک جب بادشاہ داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو اُس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو بے عزت -]

اور سورۃ النساء (آیت ٧٦) میں ہے :

الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ و الذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت o
[جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں -]

صفحہ ۱۸٦ میں ہے :

ع جنگِ مومن چیست ؟ ہجرت سوے دوست !

صفحہ ۱۸٧ میں ہے :

راہرو کو داند اسرارِ سفر ترسد از منزل ز رہزن بیشتر

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یوم ہو فی شان o [ہر دن اس (اللہ) کو ایک دھندا ہے] -
اسی طرح اللہ کے خلیفہ کو بھی ہر وقت سرگرمِ عمل ہونا چاہیے -

صفحہ ۱۸٧ ہی میں ہے :

بہ آدمے نہ رسیدی ، خدا چہ می جوئی
ز خود گریختہ آشنا چہ می جوئی !

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے:

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط

[اور مت ہو جاؤ اُن جیسے جنھوں نے بھلا دیا اللہ کو تو اُس نے بھلا دیے اُن کو اُن کے جی (یعنی جو اللہ کو بھلا دے وہ خود کو بھلا دیتا ہے - اس کے برعکس یہ معنی ہیں کہ جو خود کو پہچان لیتا ہے وہ خدا کو پہچان لیتا ہے) -]

صفحہ ۱۸۸ میں ہے:

علم را مقصود اگر باشد نظر می شود ہم جادہ و ہم راہبر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے "تزکیۂ نفس" ہوتا ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۶۴) میں ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ ہ

[بے شک اللہ نے بہت بڑا احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا اُن میں رسول اُنھی میں کا پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اللہ کی اور سنوارتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور دانش (کام) کی بات -]

صفحہ ۱۹۰ میں ہے:

آنکہ گوید لا الٰہ بے چارہ ایست فکرش از بے مرکزی آوارہ ایست!
چار مرگ اندر پئے این دیر میر سود خوار و والی و مُلا و پیر!

ہمارے غریب مسلمان اپنی مرکزیت سے جدا کر دیے گئے ہیں - اُن کو ہمارے سود خوار دشمنوں نے، حاکموں نے، ان پڑھ ملاؤں اور نذرانے وصول کرنے والے پیروں نے غلام بنا رکھا ہے - ان چار دشمنوں کے برعکس قرآن پاک میں نظامِ تمدن کے یہ چار ارکان سورۃ الحدید (آیت ۲۵) میں بیان فرمائے گئے ہیں:

لقد ارسلنا رُسلنا بالبینٰت و انزلنا معھم الکتٰب و المیزان لیقوم الناس بالقسط و انزلنا الحدید فیہ بأسٌ شدید و منافع للناس و لیعلم اللہ من

ینصرہ و رسلہ' بالغیب ط ان اللہ قوی عزیز ۝

[ہم نے رسولوں کو دلائل (واضح احکام) کے ساتھ بھیجا ہے اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری ہے تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اُتارا (پیدا کیا) - اس میں سخت طاقت (جنگی) ہے اور لوگوں کے لیے کئی منافع ہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ جان لے کہ کون اُس کی اور اُس کے رسولوں کی بِن دیکھے مدد کرتا ہے - بے شک اللہ بہت قوت والا اور زبردست ہے -]

(۱) رسول اپنی عملی زندگی پیش کرتے ہیں -

(۲) کتاب وہ صحیفہ ہے جسے ''دستور'' کہنا چاہیے اور جس پر عمل کرنے سے انسان کی شخصی اور اجتماعی زندگی بنتی ہے -

(۳) میزان میں عدل و توازن ہے - اس میں دولت اور مبادلہ' اشیا وغیرہ سب آ جاتی ہیں -

(۴) حدید (لوہا) سے جنگی سامان ، مشینیں اور جدید آلات بنتے ہیں -

نظامِ تمدن ان چار چیزوں سے درست ہوتا ہے اور اُن چار شخصیتوں سے تباہ ہوتا ہے جن کا ذکر اُوپر کے اشعار میں ہے -

صفحات ۱۹۰ - ۱۹۱ میں ہے :

چیست بودن دانی اے مردِ نجیب ؟   از جمالِ ذاتِ حق بُردن نصیب !

• * •

ہر کہ او را قوّتِ تخلیق نیست   پیشِ ما جز کافر و زندیق نیست !

خلیفۃ اللہ کو اللہ کے اوصاف کا پرتو اپنے اُوپر ڈال کر غیر معمولی کام انجام دینا چاہیے کیونکہ اُسے ہر چیز کو مسخر کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے -

سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) پہلے بھی آ چکی ہے :

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاہرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے مسخر کیے تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بھر دیں تمھیں اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی -]

صفحہ ۱۹۲ میں ہے :

زندگانی نیست تکرار نفس اصل او از حیّ و قیوم است و بس!

زندگی صرف سانسوں کا اُلٹ پھیر نہیں ہے بلکہ اس میں حی و قیوم والی صفات ہونی چاہیں۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ٥

[اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے اور سب کا تھامنے والا۔]

صفحہ ۱۹۱ کی آیت بھی دیکھیں۔

صفحہ ۱۹۲ ہی میں ہے :

قربِ جاں بہ آنکہ گفت انی قریبؓ از حیاتِ جاوداں بردن نصیب!

سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۶) میں ہے :

و اذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ ٥

[اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں۔ منظور کر لیتا ہوں عرضی درخواست کرنے والے کی، جب کہ وہ میرے حضور میں درخواست کرے۔]

بندہ اپنے اللہ سے اس قدر قریب ہے تو پھر اسے حیاتِ جاودانی کیونکر نصیت نہ ہوگی؟

صفحات ۱۹۲ - ۱۹۳ میں ہے :

چیست ملت اے کہ گوئی لا الٰہ؟ با ہزاراں چشم بودن یک نگہ!

* * *

یک نگاہی را بچشمِ کم مبیں از تجلی ہائے توحید است ایں!

ملتے چوں می شود توحید مست قوّت و جبروت می آید بدست!

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۳) میں ہے :

کانَ الناس اُمۃً واحدۃ ٥ [پہلے سب لوگ ایک ہی اُمت تھے]۔

سورۂ آل عمران (آیت ۹٦) میں ہے :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکاً و ھدًی للعٰلمین ○

[بے شک پہلا گھر جو ٹھہرا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے ، برکت والا اور نیک راہ جہانوں کے لوگوں کے لیے -]

اللہ پاک نے لوگوں کو ہدایت پر متحدہ فرمانے کے لیے مکہ کو پہلا گھر بنایا - یہ اتحاد تمام قوت و جبروت کا پیش خیمہ ہے -

صفحہ ۱۹۴ میں ہے :

زندگی خواہی خودی را پیش کن چار سو را غرق اندر خویش کن

صفحہ ۱۹۱ میں سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) دیکھیں - اس کے علاوہ سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) دیکھیں -

پھر زندہ رود (شاعر) جرأت کر کے "تقدیرِ غرب و شرق" کو بے حجاب دیکھنے کی آرزو کرتا ہے کہ ناگاہ برقِ "تجلی جلال" گرتی ہے اور گرد و پیش اس سے غرقِ نور ہو جاتے ہیں اور یہ تماشائی اپنے وجود کو "جلوہ مست" دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اب (صفحہ ۱۹۵) :

از ضمیرِ عالمِ بے چند و چوں یک نوائے سوز ناک آید بروں !

یہ "نوائے سوز ناک" یہ ہے :

بگذر از خاور و افسونیٔ افرنگ مشو
کہ نیرزد بہ جوے ایں ہمہ دیرینہ و نو

یہ غزل ، "زبورِ عجم" صفحہ ۱۳۰ کی ہے -

اس کے بعد "خطاب بہ جاوید" (سخنے بہ نژاد نو) ہے -

صفحہ ۱۹۹ میں ہے :

گرچہ من صد نکتہ گفتم بے حجاب نکتۂ دارم کہ ناید در کتاب !
گر بگویم می شود پیچیدہ تر حرف و صوت او را کند پوشیدہ تر !
سوزِ او را از نگاہِ من بگیر یا ز آہِ صبح گاہِ من بگیر !

آخری شعر میں ''نگاہ''[۱۴] سے مراد ''صحبت'' ہے اور ''آہِ صبح گاہی'' کے متعلق سورۃ المزمل (آیت ۶) میں ہے :

ان ناشئۃ الیل ھی اشد و طاً و اقوم قیلاً ہ

[بے شک رات کا اُٹھنا خوب مؤثر ہے (نفس کے) کچلنے میں اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے -]

ایسے لوگوں کو سورۃ الذاریٰت ، آیات ۱۵ - ۱۶ ، میں متقین اور محسنین کہا گیا ہے اور یہ بھی کہ :

کانوا قلیلاً من الیل ما یھجعون ہ و بالاسحارھم یستغفرون ہ و فی اموالھم حق للسائلٌ و المحروم ہ (الذاریٰت ، آیات ۱۷ - ۱۹) -

[وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقت معافی مانگتے اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے کا اور محتاج کا -]

گویا صبح اُٹھنے والے یعنی شب بیدار لوگ ہی صحیح بصیرت سے نوازے جاتے ہیں اور انہی کی صحبت اکسیر کا کام کرتی ہے -

صفحہ ۲۰۰ میں ہے :

آنکہ بود اللہ او را ساز و برگ فتنۂ او حبِ مال و ترسِ مرگ ![۱۵]

پہلے کا مسلمان جو اللہ کا ہوتا تھا وہ حبِ مال کو فتنہ سمجھتا تھا -

---

۱۴- ''ملفوظاتِ اقبال'' (صفحہ ۶۸) میں ہے کہ علامہ اقبال نے بتایا کہ نظر (نگاہ) سے مراد صحبت ہے -

۱۵- اسی کے بعد یہ شعر آتے ہیں :

صحبتش با عصرِ حاضر در گرفت
حرفِ دیں را از دو ''پیغمبر'' گرفت
آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد !

محمد علی باب اور غلام احمد قادیانی نے موجودہ نسل کو گمراہ کیا ہے -

سورۃ التغابن (آیت ۱۵) میں ہے :

انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ط

[تمھارے اموال اور اولاد تمھارے لیے فتنہ (آزمائش کی چیز) ہیں ۔]

صفحہ ۲۰۱ میں ہے :

آں شکوہِ ربی الاعلیٰ کجاست   ایں گناہِ اوست یا تقصیرِ ماست ؟

مسلماں جب ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہتا تھا تو پوری کائنات (غیر اللہ کی) کانپ جاتی ہے کیونکہ وہ صرف خدا کو غالب اور غیرِ خدا کو مغلوب ہونے کا اعلان کرتا تھا ۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انك انت الا علیٰ o

[خوف نہ کر ۔ بے شک تو ہی غالب رہے گا ۔]

آج کل ''ایشیا'' کے لوگ ایسے ہیں (صفحہ ۲۰۱) :

قلبِ او بے وارداتِ نو بنو
حاصلش را کس نگیرد باد و جو !

* * *

عقل و دین و دانش و ناموس و ننگ
بستۂ فتراکِ لردانِ فرنگ !

سخت کوشی اور مشکل پسندی ترک کر دی ہے اور احساسِ کمتری میں "لردانِ فرنگ'' نے مبتلا کر دیا ہے ۔ (جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں) ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ہے :

لاتجد قوماً یؤمنون باللہ و الیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ و رسولہ' o

[جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اُن کو تو ایسا نہیں پائے گا کہ وہ محبت کریں اُن سے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔]

اسی سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے:

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔]

اس غلفت سے چونکا دینے کے لیے اقبال نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے (صفحہ ۲۰۲):

حرفِ پیچا پیچ[۱۶] و حرفِ نیش دار
تا کنم عقل و دلِ مرداں شکار!

صفحہ ۲۰۳ میں ہے:

سوختن می باید اندر نارِ حس تا بدانی نقرۂ خود را ز مس!
علمِ حق اول حواس، آخر حضور آخرِ او می نگنجد در شعور!

علمِ حق وہی ہے جو حواس میں "سوختن" (گرمی اور بیداری) پیدا کرے اور اچھے برے میں تمیز سکھائے، پھر اللہ کے حضور میں پہنچا دے۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجٰتٍ ط و اللہ بما تعملون خبیرٌ O

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور

۱۶۔ "حرفِ پیچا پیچ" سے مراد کتاب "تشکیلِ جدیدِ الٰہیاتِ اسلامیہ" (انگریزی) ہے۔ علامہ اقبال نے حاشیے میں اس بات کی صراحت بھی کر دی ہے۔

اُن کے جنھیں علم دیا گیا اور اللہ اُس سے جو تم عمل کرتے ہو خوب واقف ہے -]

یہ علم حق والوں کے لیے بشارت ہے اور اسی علم کو صحیح علم کہتے ہیں -

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ٥

[کیا برابر ہوتے ہیں علم والے اور بے علم لوگ ؟]

جو لوگ رات کی گھڑیوں میں سجدے کرتے ہیں ، اُس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں ، آخرت سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے رحمت کی اُمید رکھتے ہیں ، اُن کو اسی آیت میں علم والا کہا گیا ہے -

صفحہ ۲۰۳ ہی میں ہے :

منکرِ حق نزدِ ملا کافر است منکرِ خود نزدِ من کافر تر است !

عالم تو یہی فتویٰ دے گا کہ خدا کا منکر جو بھی ہے کافر ہے لیکن ہمارے نزدیک وہ شخص زیادہ بڑا کافر ہے جو خود کو نہیں پہنچاتا -

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط اولٰئک ھم الفٰسقون ٥

اور تم لوگ اُن جیسے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے خود اُن کی جان سے اُن کو فراموش کرا دیا - یہی لوگ نافرمان ہے -]

اللہ کو بھول جانا اور خود کو بھول جانا لازم و ملزوم ہو گیا -

اسی صفحے میں ہے :

آں بہ انکارِ وجود آمد عجول این عجول وہم ظلوم و ہم جہول

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۱۱) میں ہے :

و یدع الانسان بالشر دعاءہ' بالخیر ط و کان الانسان عجولاً ٥

[اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جیسی بھلائی کی درخواست اور انسان جلد باز ہے (وہ چاہتا ہے کہ اُس کی دعا جلد قبول ہو حالانکہ اُس کے لیے اس میں خیر نہیں ہے) -]

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

و حملها الانسان انه' کان ظلوماً جهولاً o

[اور وہ (امانت) انسان نے اپنے ذمہ لے لی - بے شک وہ بے ترس اور نادان ہے -]

صفحہ ۲۰۳ ہی میں ہے :

شیوۂ اخلاص را محکم بگیر پاک شو از خوفِ سلطان و امیر

اخلاصِ محض کے لیے سورۃ الزمر (آیت ۲) میں ارشاد ہے :

فاعبدالله مخلصاً له الدین o

[پس بندگی کر اللہ کی خالص کر کے اُس کے واسطے بندگی -]

اور سلطان و امیر کی پروا نہ کرو -

سورۃ المائدہ (آیت ۴۴) میں ہے :

فلا تخشوا الناس و اخشونِ o

[پس تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو -]

سورۃ الاحزاب (آیت ۳۷) میں ہے :

و الله احق ان تخشٰه' o

[اور اللہ سے زیادہ چاہیے تجھ کو ڈرنا - غیر اللہ سے ڈر کوئی چیز نہیں -]

غیر اللہ کے خلاف نبرد آزمائی سے اللہ سے تعلق بڑھتا ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۷۳) میں ہے :

الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم ایماناً و قالوا حسبنا الله و نعم الوکیل o

[یہ ایسے (متقی اور نیک) لوگ ہیں کہ لوگوں نے اُن سے کہا کہ ان لوگوں نے (اہلِ مکہ نے) تمھارے لیے سامان جمع کیا ہے سو تم کو اُن سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس نے اُن کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہ دیا کہ ہم کو اللہ کافی ہے اور وہی کیا خوب کار ساز ہے۔]

صفحہ ۲۰۳ ہی میں ہے:

عدل در قہر و رضا از کف مدہ   قصد در فقر و غنا از کف مدہ

عدل کے لیے سورۃ المائدہ (آیت ۸) میں ہے:

ولا یجر منکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا ط

[اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث عدل کو ہرگز نہ چھوڑو۔]

قصد کے لیے سورۃ لقمٰن (آیت ۱۹) میں ہے:

و اقصد فی مشیك و اغضض من صوتك o

[اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر اپنی آواز۔]

فقر و غنا میں قصد (بیچ کی چال) کے لیے سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۲۹) میں ہے:

ولا تجعل یدك مغلولۃً الیٰ عنقك ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوماً محسوراً o

[اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ، تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے۔]

غایت بخل اور اسراف سے اجتناب کریں اور کسی[1] کے فقر و احتیاج پر رحم کھا کر خود کو پریشانی میں نہ ڈالیں۔

صفحہ ۲۰۴ میں ہے:

ع سیر آدم را مقام آمد حرام!

مسلسل کوشش اور پیہم جستجو ہی انسان کا اصل مقام ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے کتنا بڑا سبق ملتا ہے۔ سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہے:

و اذ قال موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً o

[اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنے خادم سے کہ میں باز نہ رہوں گا جب تک کہ نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک ، یا چلتا جاؤں قرنوں (سالہا سال)۔]

''سیروا فی الارض'' کی کئی آیتیں قرآن پاک میں ہیں۔

صفحہ ۲۰۳ ہی میں ہے:

سِتّرِ دیں صدقِ مقال ، اکلِ حلال خلوت و جلوت تماشائے جمال!

(۱) صدقِ مقال کے لیے سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۹) میں ہے:

یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصٰدقین o

[اے ایمان والو ، ڈرتے رہو اللہ سے اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔]

سورۃ الحج (آیت ۳۰) میں ہے:

و اجتنبوا قول الزور o [اور بچتے رہو جھوٹی بات سے]۔

(۲) اکلِ حلال کے لیے سورۃ البقرہ (آیت ۵۷) میں ہے:

کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم ط

[کھاؤ پاک چیزوں میں سے جو ہم نے روزی کی ہے تم کو۔]

(۳) ''خلوت و جلوت تماشائے جمال'' کے لیے سورۃ الملک (آیت ۱۳) میں ہے:

و اسروا قولکم او اجھروا بہٖ ط انہٗ علیمٌ بذات الصدور o

[اور تم لوگ چھپی کہو اپنی بات یا کھول کر۔ بے شک وہ جانتا ہے دلوں کے بھید۔]

سورۃ التغابن (آیت ۳) میں بھی یہی مضمون ہے ۔

صفحہ ۴۰۲ ہی میں ہے :

در رہِ دیں سخت چوں الماس زی دم بحق بر بند و بے وسواس زی !

سورۃ الصف (آیت ۴) میں ہے :

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہٖ صفاً کانھم بنیانٌ مرصوص[۱۷] o

[بے شک اللہ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کی راہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

مردِ مومن را عزیز اے نکتہ رس چیست جز قرآن و شمشیر و فرس ؟

قرآن کے متعلق سورۃ فصلت (آیت ۴۲) میں ہے :

لَا یأتیہ الباطل من بین یدیہٖ ولا من خلفہٖ o

[اس کے پاس باطل نہیں آتا ، نہ اس کے سامنے سے نہ اس کے پیچھے سے ۔]

اور سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل o

[اور تیار رکھو اُن کے لیے جتنا ہو سکے قوت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے (جنگی ساز و سامان) ۔]

۱۷- سورۃ التوبہ (آیت ۱۲۳) میں ہے :
قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدو فیکم غلظۃً ط
[اُن کفار سے لڑو جو آس پاس ہیں اور اُن کو تمھارے اندر سختی پانا چاہیے ۔]

صفحہ ۲۰۵ میں ہے :

دیں سراپا سوختن اندر طلب انتہایش عشق و آغازش ادب !

دین کی ابتدا ادب اور تزکیۂ نفس سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا عشق ہے -

سورۃ الشمس (آیات ۷ - ۱۰) میں ہے :

و نفسٍ و ما سوٰیھا ۵ فالھمھا فجورھا و تقوٰیھا ۵ قد افلح من زکّٰیھا ۵ و قد خاب من دسّٰیھا ۵

[اور جان کی (قسم) اور اُس کی جس نے اُس کو درست بنایا - پھر اُس کی بدکرداری اور پرہیزگاری کا اُس کو القا کیا - یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اُس کو پاک کر لیا اور نامراد ہوا جس نے خاک میں ملایا -]

نفس کو پاک کرنا بامراد ہونا ہے اور جب ابتد ایسی ہوگی تو تو عمل میں سرگرمی ہوگی - اسی سے خوش حالی اور نیک انجامی ہوگی -

سورۃ الرعد (آیت ۲۹) میں ہے :

الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآب ۵

[جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے اُن کے لیے خوش حالی اور نیک انجامی ہے -]

صفحہ ۲۰۵ ہی میں ہے :

حرفِ بد را بر لب آوردن خطا ست
کافر و مومن ہمہ خلقِ خدا ست !

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۸) میں ہے :

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ۵

[اور برا مت کہو (دشنام مت دو) اُن کو جن کی یہ لوگ خدا کو

چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں (جھوٹے معبودوں کو بھی دشنام نہ دو ۔ تو پھر جھوٹے پجاریوں کو کیونکر دشنام دینا صحیح ہو سکتا ہے) ؟]

صفحہ ۲۰۵ ہی میں ہے :

آدمیت احترامِ آدمی باخبر شو از مقامِ آدمی!

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر و البحر و رزقناھم من الطیبٰت و فضلنا علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً ٥

[اور بے شک ہم نے برتری دی آدم کی اولاد کو اور خشکی و تری میں اُن کو سوار کر دیا اور عمدہ اور پاک چیزوں کی اُن کو روزی دی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی ۔]

صفحہ ۲۰۶ میں ہے :

اے بسا مردِ حق اندیش و بصیر می شود از کثرتِ نعمت ضریر !

سورۃ الشوریٰ (آیت ۲۷) میں ہے :

و لوبسط اللہ الرزق لعبادہٖ لبغوا فی الارض ٥

[اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کے لیے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے ۔]

صفحہ ۲۰۷ میں موجودہ مسلمانوں کے ادبار کا ذکر ہے جیسا کہ علامہ اقبال کے ''مکاتیب'' (۱/۲۵۰) میں مذکور ہے ۔ پھر صفحہ ۲۰۷ میں مردِ حق کے اوصاف بیان کیے ہیں :

اول اندر نارِ خود سوزد ترا بعد ز سلطانی بیاموزد ترا
ما ہمہ با سوز او صاحب دلیم ورنہ نقشِ باطلِ آب و گلیم

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط وان اللہ لمع المحسنین o

[اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ۔]

صفحہ ۲۰۷ ہی میں ہے :

ترسم ایں عصرے کہ تو زادی دراں
در بدن غرق است و کم داند ز جاں !

آج کے لوگ ہوا و ہوس کو خدا بنا بیٹھے ہیں ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۳) میں ہے :

افرءیت من اتخذ الٰھہ' ھواہ' و اضلہ اللہ علیٰ علم و ختم علیٰ سمعہٖ و قلبہٖ و جعل علیٰ بصرہٖ غشٰوۃً ط

[تو کیا آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہشِ نفسانی کو بنا رکھا ہے اور اللہ نے اُس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اُس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے ۔]

صفحہ ۲۰۸ میں ہے :

رقصِ تن در گردش آرد خاک را رقصِ جاں برہم زند افلاک را !
علم و حکم از رقصِ جاں آید بدست ہم زمیں ہم آسماں آید بدست !

جان کو عمل کے لیے آمادہ کرنے سے زمین و آسمان کی ہر چیز مسخر ہو جاتی ہے ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰت لقومٍ یتفکرون o

[اور مسخر بنایا جو کچھ آسمانوں کے اندر اور زمین کے اندر ہے سب کو اپنی طرف سے - بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کے لیے دلائل ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں -]

اسی طرح سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں بھی یہی مضمون ہے -

یہ تمام نصائحؒ جاوید اقبال (صاحبزادہ) کے ذریعے قوم کے تمام نوجوانوں کے لیے ہیں :

سِرِّ دینِ مصطفیٰؐ گویم ترا! ہم بقبر اندر دعا گویم ترا!

بالِ جبریل

(پہلی اشاعت ۱۹۳۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالِ جبریل

صفحہ ۵ میں ہے:

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں!
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں!

اللہ کو اللہ ہی کی خاطر چاہنے والا جب اُس کے حریم میں پہنچتا ہے تو ایک شور اُٹھتا ہے کہ کیا ایسا بھی کوئی چاہنے والا ہے جو صفات کی وجہ سے نہیں بلکہ ذات کی وجہ سے مجھے چاہتا ہے؟ اور عالمِ صفات میں بھی ایک ہلچل مچ جاتی ہے کہ صفات کی پروا نہ کرتے ہوئے یہ چاہنے والا سیدھا حریمِ ذات میں پہنچ رہا ہے۔ یہ ایک خاص الخاص موحد کی شان ہے۔

سورۃ الکہف (آیت ۳۸) میں ہے:

ھواللہ ربی ولآ أشرك بربي احداً o

[وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہراتا۔]

اقبال نے یوں بھی کہا ہے:

مردِ مومن در نسازد با صفات   مصطفیٰؐ راضی نشد الا بذات

یہ ایک شعر بھی شہرت رکھتا ہے :

موسیٰؑ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
توؐ عین ذات می نگری در تبسمے

صفحہ ۵ ہی میں ہے :

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں !

گو کہ انسان دیر و حرم ہی کے توسط سے اللہ پاک تک پہنچتا ہے لیکن جب وہ اُس کا ہو جاتا ہے تو پھر زمان و مکان کا پابند نہیں رہتا ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۵) میں ہے :

و للہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ط ان اللہ واسع علیم ٥

[اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے ۔ تو تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ) ہے ۔ بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے) ۔]

اسی صفحے میں ہے :

تو نے یہ کیا غضب کیا ، مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں !

انسان جیسے ضعیف البنیان کو خلیفۃ اللہ کا منصب عطا فرمایا جانا ہی اللہ پاک کا سب سے عظیم راز ہے جو فاش کیا گیا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

و اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک ط قال انی اعلم ما لا تعلمون ٥

[اور جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا ، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ، بولے کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح اور تیری پاکی بولتے ہیں - فرمایا ، مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے -]

صفحہ ٦ میں ہے :

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یا رب ! لامکاں تیرا ہے یا میرا ؟

لامکاں میں عشق نہیں - فرشتے ضرور عبادت کرتے ہیں لیکن دردِ دل صرف انسان کو بخشا گیا ہے - چنانچہ "ہنگامہ ہائے شوق" کے لیے انسان اس دنیا میں خلیفۃ اللہ بن کر آیا ہے -

صفحہ ٦ ہی میں ہے :

اُسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر ؟
مجھے معلوم کیا ! وہ رازداں تیرا ہے یا میرا ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے :

و اذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ط ابیٰ واستکبر و کان من الکٰفرین o

[اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا ، سوائے ابلیس کے ، کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا -]

ابلیس کا غرور اور اُس کا انکار بھی اللہ پاک کا ایک راز معلوم ہوتا ہے -

اسی صفحے (۶) میں ہے :

محمدؐ بھی ترا ، جبریل بھی ، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا ؟

یہاں ''حرفِ شیریں'' غالباً اقبال نے اپنے کلام ہی کے متعلق کہا ہے جو قرآن کی ترجمانی کرتا ہے اور جس کے متعلق ''رموزِ بے خودی'' کے آخر میں اُنھوں نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس طرح ''عرضِ حال'' کیا ہے :

گر دلم آئینۂ بے جوہر است — ور بحرفم غیرِ قرآں مضمر است
اے فروغت صبحِ اعصار و دہور — چشمِ تو بینندۂ ما فی الصدور
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن — این خیاباں را ز خارم پاک کن
تنگ کن رختِ حیات اندر برم — اہلِ ملت را نگہدار از شرم
سبز کشتِ نا بسامانم مکن — بہرہ گیر از ابرِ نیسانم مکن
خشک گرداں بادہ در انگورِ من — زہر ریز اندر مۓ کافورِ من
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا — بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا
گر دُرِ اسرارِ قرآں سفتہ ام — با مسلماناں اگر حق گفتہ ام
اے کہ ازاحسانِ تو کس نا کس است — یک دعایت مزدِ گفتارم بس است
عرض کن پیشِ خدائے عز و جل — عشقِ من گردد ہم آغوشِ عمل

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں اس ہدایت اور بشارت کے متعلق ارشاد ہے :

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجراً کبیراً o

[بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ اُن کے لیے بڑا اجر ہے ۔]

صفحہ ۶ ہی میں ہے :

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

صفحہ ۶ کی پہلی آیت یہاں کے لیے بھی کافی ہے ۔

صفحہ ۷ میں ہے :

گیسوے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر
ہوش و خرد شکار کر ، قلب و نظر شکار کر !

اے اللہ ، تو اپنے اندر اور بھی کشش پیدا کر دے تاکہ لوگ تیری محبت میں اپنا ہوش و خرد اور قلب و نظر سب کچھ کھو بیٹھیں ۔ لیکن اللہ کی محبت کا دار و مدار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری پر ہے ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ط واللہ غفورٌ رحیم o

[(اے محبوبؐ) آپ فرما دیں کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ ۔ (پھر) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔]

صفحہ ۷ ہی میں ہے :

باغ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں ؟
کارِ جہاں دراز ہے ، اب مرا انتظار کر !

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ و قلنا اھبطوا بعضکم لبعضٍ عدوٌ ج و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حین o

[پس شیطان نے اس سے (جنت سے) اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے اُنھیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا ، نیچے اُترو ۔ آپس میں ایک تمھارا دوسرے کا دشمن اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۔]

صفحہ ۸ میں ہے :

یہ مشتِ خاک ، یہ صرصر ، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ ستم ، تیری لذتِ ایجاد !

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل !
یہی ہے فصلِ بہاری ؟ یہی ہے بادِ مراد ؟

انسان ایسا کہ سورۃ التین (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی احسنِ تقویم o

[بے شک ہم نے انسان اچھی صورت پر بنایا ۔]

لیکن یہ انسان جلد فنا ہو جاتا ہے ۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۳۵) میں ہے :

کل نفسٍ ذائقۃ الموتِ ط و نبلوکم بالشر والخیرِ فتنۃً ط و الینا ترجعون o

[ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تمھاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے ، جانچنے کو ۔ اور ہماری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے ۔]

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

قصور وار ، غریب الدیار ہوں ، لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد !

سورۃ البقرہ کی آیات ۳۰ - ۳۴ - ۳۶ کا ذکر صفحات ۶ - ۷ میں آچکا ہے -

اسی صفحے میں ہے :

مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد !

سورۃ البلد (آیت ۴) اور سورۃ التین (آیت ۴) کی آیتوں کا ابھی ذکر ہوا - اسی جفا طلب انسان نے اس دنیا کو آباد کر کے ''احسنِ تقویم'' کا مقام حاصل کیا -

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد !

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے (جو ابھی پچھلے صفحے میں مذکور ہے) :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں رہتا -]

اسی لیے انسان کو مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آسانیوں سے گریز کرنا ہی زیب دیتا ہے -

صفحہ ۹ میں ہے :

میری بساط کیا ہے ؟ تب و تابِ یک نفس !
شعلے سے بے محل ہے اُلجھنا شرار کا

انسان ایک دم کے لیے جیتا ہے اس لیے وہ کہاں تک مشقتوں کی مشق کرتا رہے گا ؟

سورۃ الانبیاء کی آیت ۳۵ اوپر صفحہ ۸ میں آ چکی ہے کہ :

کل نفسٍ ذائقۃ الموت ط و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃً ط و الینا ترجعون ٥

[ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے ۔ اور ہم تمھاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے ، جانچنے کو ۔ اور ہماری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے ۔]

صفحہ ۹ ہی میں ہے :

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوے حیدرؓ بھی عطا کر

جب کامل ایمان کی دولت حاصل ہو جاتی ہے تو نانِ شعیر کھانے کے باوجود درِ خیبر کو اکھاڑ دینے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے ۔

سورۃ المنافقون (آیت ۸) میں ہے :

و للہ العزۃ و لرسولہٖ و للمؤمنین و لٰکن المنٰفقین لا یعلمون ٥

[اور زور اللہ کا ہے اور اُس کے رسولؐ کا اور ایمان والوں کا ، لیکن منافق نہیں سمجھتے ۔]

صفحہ ۱۰ میں ہے :

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے!
جو مشکل اب ہے یا رب پھر وہی مشکل نہ بن جائے!

اگر میں سراپا دل بن گیا تو پھر مزید مشکلات کو دعوت دینی ہوگی ، کیونکہ دل ہی تمام مشکلات کو لبیک کہتا ہے اور عشق ہی مشکل پسندی کا دوسرا نام ہے ۔

سورۂ ق (آیت ۳۳) میں جنت اُس کے لیے مقرر کی گئی ہے جو

اخلاص مند، طاعت پذیر اور صحیح العقیدہ دل رکھتا ہے:

من خشی الرحمٰن بالغیبِ و جاء بقلبٍ منیب ہ

[جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا۔]

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے:

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجکو
یہ میری خود نگہداری مرا ساحل نہ بن جائے!

عشق اور جوش (ولولہ) کی وجہ سے جو خود نگری کی وجہ سے ہے عمل والے کی وسعت اور صلاحیت کی کوئی حد نہیں رہتی۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے:

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً ط ان فی ذٰلک لآیٰت لقومٍ یتفکرون ہ

[اور تمہارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اُس کے حکم سے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔]

اسی صفحے میں ہے:

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!

انسان کی صلاحیتوں اور اُس کی تسخیری قوتوں کو دیکھ کر ستارے بھی (گویا) سہمے جاتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج انسانی رفعت کا منتہیٰ ہے، کیونکہ وہ اللہ سے اتنے قریب پہنچ گئے کہ:

فکان قاب قوسین او ادنیٰ ہ سورۃ النجم (آیت ۹)۔

[تو اس جلوے اور اس محبوبؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم -]

صفحہ ۱۱ میں ہے :

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی !

مسلمانوں کے دلوں میں سوزِ آرزو اس لیے کم ہے کہ اللہ پاک کو اُنھوں نے ابھی تک پوری طرح سمجھنے کی کوشش نہیں کی - حالانکہ آسمانوں اور زمین وغیرہ کی خلقت ہی مسلمانوں کے لیے غور و فکر اور اللہ کے عرفان کا بیش بہا سرمایہ پیش کرتی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶۵) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل و النہار و الفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتھا و بث فیھا من کل دابۃٍ ص و تصریف الریاح و السحاب المسخر بین السماء الارض لآیٰتٍ لقومٍ یعقلون ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں اُن چیزوں کو لے کر چلتی ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور اس میں جو اللہ ابر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد اور اس میں پھیلا دیتا ہے ہر طرح کے جان دار اور ہواؤں کے پلٹانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مطیع ہیں اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں -]

ان تمام چیزوں میں اللہ کی ''پیدائی'' اور ظہور موجود ہے -

صفحہ ۱۱ ہی میں ہے :

نہ اُٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گلِ ایراں ، وہی تبریز ہے ساقی !

سورۂ مریم (آیت ۹۶) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودآ o

[بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب اُن کے لیے رحمٰن محبت کر دے گا -]

اللہ کے پیارے بندے اپنے عملِ صالح کی وجہ سے قبولِ عام حاصل کر لیتے ہیں - افسوس کہ اب ایران میں ایسے بندے نہیں رہے -

صفحہ ۱۱ ہی میں ہے :

نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زر خیز ہے ساقی !

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں کلمہ گو لوگوں کے لیے ثبات اور فلاح کی بشارت ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ

[اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (کلمۂ ایمان پر) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں -]

ایمان کا جذبہ عود کر آتا ہے اور مومن اسی سے ثبات حاصل کرتا ہے -

صفحہ ۱۲ میں ہے :

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی !

حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروق سرہندی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اعلاء کلمۃ الحق کے لیے جابر حکومت کا مقابلہ کیا - ایسے ہی بزرگوں کے لیے سورۃ الجمعہ (آیت ۳) میں ارشاد ہے :

و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ط و ھو العزیز الحکیم o

[اور اُن میں سے (اُمیوں میں سے) اوروں کو (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو

اُن اگلوں سے نہیں ملے اور وہی عزت اور حکمت والا ہے -]

صفحہ ۱۲ ہی میں ہے :

عشق کی تیغِ جگر دار اُڑا لی کس نے ؟
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی !

علم بغیر عشق کے مکمل نہیں اور عشق دراصل ایمان ہی سے پیدا ہوتا ہے -

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اُوتوا العلم درجٰت ط

[اللہ پاک تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا -]

علم کے ساتھ ایمان ہوگا تو عمل کے لیے عشق اور ولولہ پیدا ہوگا -

صفحہ ۱۳ میں ہے :

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الا ھو

سورۃ التوبہ (آیت ۳۱) میں ہے :

لا الٰہ الا ھوط سبحٰنہ' عما یشرکون ٥

[اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں - اُسے پاکی ہو اُن کے شرک سے] -

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے :

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو !

جو اللہ کا ہو جاتا ہے اُسے غیر اللہ کی پروا نہیں ہوتی - کیونکہ اللہ ہی سے اُسے دنیا بھی مل سکتی ہے اور آخرت بھی -

سورۃ النجم (آیت ۲۵) میں ہے۔

فللہ الآخرۃ و الاولیٰ ٥

پس آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہو۔

صفحہ ۱۴ میں ہے:

ع متاع بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی

سورۂ فاطر (آیت ۱۵) میں ہے:

یٰایھا الناس انتم الفقرآء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید ٥

[اے لوگو، تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں والا۔]

اللہ کا محتاج ہونا اور اُسی سے اپنی آرزو رکھنا بہت بڑا سرمایہ ہے۔

صفحہ ۱۴ ہی میں ہے:

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

سورۃ الصّٰفّٰت (آیت ۱۰۲) میں ہے:

فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی ارٰی فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا ترٰی ط قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شآء اللہ من الصّٰبرین ٥

[پھر جب وہ (اسمٰعیل علیہ السلام) اُس کے ساتھ (ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) کام کے قابل ہوگیا ہے، کہا، اے میرے بیٹے، میں نے خواب میں دیکھا، میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ اب تو دیکھ، تیری کیا رائے ہے؟ کہا، اے میرے باپ، کیجیے جس بات کا آپ حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔]

صفحہ ۱۵ میں ہے:

رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے میکدوں میں نہ رہی مئے مغانہ!

صفحہ ۱۱ میں سورۂ مریم (آیت ۹۶) کی تلمیح ملاحظہ ہو -

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

مرے خاک و خوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے ؟ تب و تاب جاودانہ !

یہ دنیا مسلمان کے جہاد اور شہادت کی وجہ سے آباد ہے -

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

و جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ط ھو اجتبٰکم و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ٥

[اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا - اُس نے تمھیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی -]

اور شہید کو "تب و تاب جا و دانہ" (ابدی زندگی) حاصل ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولٰکن لا تشعرون ٥

[اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ، ہاں تمھیں خبر نہیں -]

صفحہ ۱۶ میں ہے :

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز !

صفحہ ۱۲ کی آیت (سورۃ المجادلہ ۱۱) ملاحظہ فرمائیں -

صفحہ ۱۶ ہی میں ہے :

نہ چھین لذتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز !

سورۃ المزمل (آیت ۶) میں ہے :

ان ناشئة الیل هی اشد وطأً و اقوم قیلاً o

[بے شک رات کا اُٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے -]

رات کا اُٹھنا بہت بڑی سعادت اور برکت ہے - اُس وقت اُٹھنے سے سمجھ بوجھ اور غور و فکر کی بھی بڑی صلاحیت پیدا ہوتی ہے -

اسی صفحے (۱۶) میں ہے :

حدیثِ بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز!
زمانہ با تو نسازد ، تو با زمانہ ستیز!

حالات کو اپنے مطابق بنانا چاہیے - حالات کا شکار نہیں بننا چاہیے -

سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ہے :

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ط و یدخلھم جنّٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ط اولٰئک حزب اللہ ط الآ ان حزب اللہ ھم المفلحون o

[تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مخالفت کی - اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں - یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں - ان میں ہمیشہ رہیں - اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی - یہ اللہ کی جماعت ہے — سنتا ہے ، اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے -]

صفحہ ۱۷ میں ہے :

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی!

اللہ پاک نے انسان کو بزرگی دی لیکن وہ اللہ کو چھوڑ دیتا ہے تو شیطان کے قبضے میں چلا جاتا ہے ۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر دالبحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور البتہ ہم نے آدمؑ کی اولاد کو بزرگی دی اور اُن کو سوار کر دیا (مسلط کر دیا) خشکی اور تری پر اور اُن کو روزی دی اچھی چیزوں سے اور اُن کو بڑی فضیلت دی بہتوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ۔]

لیکن ایسی فضیلت والا انسان جب شیطان کے قبضے میں چلا جاتا ہے تو سب فضیلت کھو بیٹھتا ہے ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون o

[اُن پر شیطان غالب آ گیا تو اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں ۔ یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے ۔]

۱۔ اس شعر سے پہلے یہ اچھا سا شعر ہے :
اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی ، کبھی پیچ و تابِ رازی !
علم و عشق کے مقابلے کے لیے اشعار آ چکے ہیں ۔ رومی کا شعر ہے :
حاصلِ عمرم سہ سخن بیش نیست   خام بدم پختہ شدم سوختم

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی ، وہ نگہ کی تیغ بازی !

اللہ کے پیاروں کی نگاہ میں وہ تاثیر ہوتی ہے کہ ایک عالم اُن کا گرویدہ ہو جاتا ہے - صفحہ ۱۱ کی تلمیح (سورۂ مریم ، آیت ۹۶) ملاحظہ ہو -

بادشاہ اپنی فوجی طاقت سے غالب ہو جاتا ہے اور اللہ والے اپنے عملِ صالح اور خُلقِ عظیم سے تمام لوگوں پر چھا جاتے ہیں -

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

کوئی کارواں سے ٹوٹا ، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوے دل نوازی !

آج کل کے رہنماؤں کا حال یہ ہے کہ اُن کی نفس پرستی کی وجہ سے لوگ اُن سے دور ہو جاتے ہیں - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ''خوے دل نوازی'' سے سب کو اپنا شیدا بنائے ہوئے تھے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فبما رحمةٍ من اللہ لنت لھم ج و لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک ص فاعف عنھم و استغفرلھم و شاورھم فی الامر ج فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین ٥

[تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوبؐ تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج ، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمھارے گرد سے پریشان ہو جاتے - تو تم اُنھیں معاف کر دو اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسا کرو - بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں -]

صفحہ ۱۸ میں ہے :

عشق کی اک جَست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

صحیح ایمان حاصل ہو تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب قبضۂ قدرت میں آ سکتا ہے، کیونکہ سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے:

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ، ط ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یتفکرون o

[اور تمہارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

سورۂ لقمٰن، آیت ۲۰ میں بھی ایسا ہی مضمون ہے -

صفحہ ۱۹ میں ہے:

اک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی، حیرت کی فراوانی!

''پیامِ مشرق'' میں بھی ہے (صفحہ ۲۱۴):

با نوریاں بگو کہ ز عقلِ بلند دست
ما خاکیاں بدوشِ ثریا سوارہ ایم

اور اسی صفحے (۲۴۷) میں ہے:

ع عقلے بہم رساں کہ ادب خوردۂ دل است

قلب وہی ہے جو اللہ کو پہچانے اور اُس پر پورا یقین رکھ کر اُس کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائے -

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے:

ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہ، قلب ---

[بے شک اس (قرآن) میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہے ----]

اسی کو دانشِ نورانی بھی کہتے ہیں - ورنہ دانشِ برہانی تو صرف بحث کرنا سکھاتی ہے -

سورۃ الشوریٰ (آیت ۱۶) میں ہے:

و الذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ، حجتھم داحضۃ

عند ربهم و علیهم غضبٌ و لهم عذابٌ شدیدٌ o

[اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اُس کی دعوت قبول کر چکے ہیں ، اُن کی دلیل محض بے ثبات ہے اُن کے رب کے پاس اور اُن پر غضب ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے -]

صفحہ ۱۹ ہی میں ہے :

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے ، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی !

انسان کے لیے ایمان والا دل ہی سب سے زیادہ اہم ہے اور وہ اللہ کے لیے ہے -

سورۃ النحل (آیت ۱۰۶) میں ہے :

و قلبہٗ مطمئنٌ بالایمان o

[اور اُس کا دل ایمان کے ساتھ اطمینان حاصل کرتا ہے -]

اور اصلی نیکی بھی ایمان والا دل ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۷۷) میں ہے :

و لٰکن البر من آمن باللہ - - - -

[ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ پر - - - -]

اسی صفحے میں ہے :

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی !

سورۃ الاعلیٰ (آیت ۳) میں اللہ کی قدرت کا ذکر ہے کہ :

و الذی قدر فھدیٰ o

[اور جس نے ٹھہرایا (تقدیر لکھی) ، پھر راہ بتائی (یعنی اللہ پاک نے تقدیر بے شک بنائی ہے ، لیکن راہِ ہدایت بھی بتائی ہے) -]

صفحہ ۲۰ میں ہے :

یا رب ! یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنرمند ؟

مردانِ صفا کیش کے لیے سورۃ النساء (آیت ۷۷) میں فرمایا ہے :

قل متاع الدنیا قلیلٌ والآخرۃ خیرٌ لمن اتقیٰ o

[آپ فرما دیں کہ دنیا کی متاع تھوڑی اور آخرت اچھی ہے تقویٰ والے کے لیے -]

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۳۱) میں ہے :

ولا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجاً منھم زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ط و رزق ربك خیرٌ و ابقیٰ o

[اور نہ دوڑا اپنی نگاہوں کو اُن چیزوں کی طرف جن سے ہم نے کافروں کے جوڑوں کو بہرہ مند کیا ہے (یعنی دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف) جیتی دنیا کی تازگی ، تاکہ ہم اس کے سبب اُنھیں فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے -]

دنیا حاصل ہوتے ہوئے بھی دنیا سے بے رغبتی ہی صفا کیشی ہے -

صفحہ ۲۲ میں ہے :

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا ، نہ میں سمجھا

خودی سے مراد تعینِ ذات یا عرفانِ نفس ہے - یہ ہر چیز کی اندرونی ماہیت کا نام ہے اور اُس کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ آگے بڑھے اور راہِ عمل طے کرے خودی دنیا کے ہر ذرے میں موجود ہے اور کائنات میں تمام تغیرات اور حرکات اسی فطرت کے مظاہر ہیں -

سورۃ المائدہ (آیت ۱۰۵) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم ج لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم ط

الیٰ اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون o

[اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو (اپنی خودی کی محافظت کرو) ۔ تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو ۔ تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے ۔ پھر وہ بتا دے گا جو تم کرتے تھے ۔]

انسانی خودی جس قدر حق تعالیٰ کی خودی کے قریب آتی جائے گی اُسی قدر کامیاب کہلائے گی ۔ انسان کے اندر خدا کے وجود کا وجدانی شعور اور اُس کے پانے کی حقیقی تڑپ اور کشش پائی جاتی ہے ۔

اُوپر کے شعر میں اسی خودی کو توحید کا منشا کہا گیا ہے ۔ گویا ہر چیز کی اندرونی ماہیت اسی توحید کے حصول کے لیے گام زن ہے ۔

صفحہ ۲۲ ہی میں ہے :

نگہ پیدا کر اے غافل تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

اللہ پاک کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے ۔ اس لیے ہر چیز اپنی مخفی قوتوں کو بروے کار لانے کے لیے بے قرار ہے ۔ خودی کی اصل وحدت ہے جو کثرت میں ظہور کیے ہوئے ہے ۔ لیکن مقصدِ حیات جذب و شوق ہے ، فنا نہیں ہے ۔

سورۂ فصّلت (آیت ۵۳) میں ہے :

سنریهم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتّٰی یتبین لهم انه الحق ط

[ابھی ہم اُنھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود اُن کے اندر ، یہاں تک کہ اُن پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ۔

صفحہ ۲۳ میں ہے :

رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

وہ علم ، وہ فلسفہ اور وہ عقل جو صرف سوچنا سکھائے اور عمل کے

لیے آمادہ نہ کرے ، اقبال کے نزدیک بے کار ہے ۔ البتہ وجدان اور عرفان ہی سرفروشی سکھاتا ہے ۔

سورۃ الانبیاء (آیات ۶۸ - ۷۰) میں ہے :

قالوا حرقوہ و انصروا آلھتکم ان کنتم فٰعلین ٥ قلنا یٰنار کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم ٥ و ارادوا بہٖ کیداً فجعلنٰھم الاخسرین ٥

[(کفار) بولے اُس (ابراہیمؑ) کو جلا دو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ، اگر کچھ کرتے ہو ۔ ہم نے کہا ، اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ہو جا ابراہیمؑ پر ۔ اور وہ (کفار) چاہنے لگے اُس کو برا ، پھر اُنھی کو ہم نے خسارے میں ڈالا ۔]

صفحہ ۲۳ ہی میں ہے :

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں ، غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا !

سورۂ ابراہیم (آیت ۸) میں ہے :

و قال موسیٰ ان تکفروا انتم و من فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنیٌ حمیدٌ ٥

[اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ ، تو بے شک اللہ بے پروا ، سب خوبیوں والا ہے ۔]

اللہ کا نائب بھی اسی طرح بے پروا ہوتا ہے ۔

استغنا یہی ہے کہ سب سے رشتہ توڑ کر صرف اللہ سے رشتہ جوڑا جائے اور صرف اُس پر بھروسہ رکھا جائے ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۲۳) میں ہے :

و علی اللہ فتوکلوآ ان کنتم مؤمنین ٥

[اور اللہ ہی پر بھروسا کرو اگر تم مومن ہو ۔]

صفحہ ۲۳ ہی میں ہے :

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا ، وہاں بے ذوق ہے صہبا !

مشرق میں دین تو ہے لیکن دین سے محبت پیدا کرانے والے مخلص لوگ اب نہیں ہیں اور مغرب میں جو دین ہے اُس میں کوئی کشش نہیں ہے -

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۲) میں دین سے صحیح محبت کرنے والوں کی زندگی کا ذکر اس طرح آتا ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین o

[آپ فرما دیں کہ بے شک میری نماز ، میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے -]

صفحہ ۲۴ میں ہے :

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مے لا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ الا

تہذیبِ حاضر اللہ کی منکر ہے - صرف لا ہی کہتی ہے ، اس لیے تباہی کی طرف جا رہی ہے -

سورۂ 'طٰہ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً و نحشرہٗ یوم القیٰمۃ اعمیٰ o

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے تنگ زندگانی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے -]

اسی صفحے میں ہے :

غلامی کیا ہے ؟ ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ، ہے وہی زیبا !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ایسے گمراہ لوگوں کے متعلق ہے :

لھم قلوبٌ لایفقھون بھا و لھم اعینٌ لایبصرون بھا و لھم آذانٌ لا یسمعون بھا ط أولٰئك کالانعام بل ھم اضل ط اولٰئك ھم الغٰفلون ○

[وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں - وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ - وہی غفلت میں پڑے ہیں (یعنی صحیح راہ والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں ، دیکھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں) -]

صفحہ ۲۴ ہی میں ہے :

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

و لتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ ط

[اور چاہیے کہ ہر شخص دیکھتا رہے کہ اُس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے -]

صفحہ ۲۵ میں ہے :

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۰۸) اور سورۃ الشعراء (آیت ۳۳) میں ہے :

و نزع یدہٗ فاذا ھی بیضآء للنّٰظرین ○

[اور (موسیٰ علیہ السلام نے) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا (فرعونیت حیرت میں پڑ گئی) -]

صفحہ ۲۵ ہی میں ہے :

محبت خویشتن بینی ، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا

سورۂ مریم (آیت ۹۶) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل و لھم الرحمٰن ودآ o

[بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے عنقریب اُن کے لیے رحمٰن محبت کر دے گا ۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے :

بعثت لا تمم مکارم الاخلاق o

[میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں ۔]

دین ہی صحیح محبت پیدا کراتا ہے جس سے سب کے حقوق ادا ہو سکتے ہیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول ، وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسیں ، وہی طاہا !

(۱) سورۃ النحل (آیت ۹) میں ہے :

و علی اللہ قصد السبیل o [اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے ۔]

سورۃ الفاتحہ (آیت ۵) میں ہے :

اھدنا الصراط المستقیم o [ہم کو سیدھی راہ چلا ۔]

ٹھیک اور سیدھی راہ پر قائم کرنے والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ۔

سورۂ یٰسٓ (آیت ۳ - ۴) میں ہے :

انک لمن المرسلین o علیٰ صراطٍ مستقیم o

[بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھی راہ پر -]

(۲) سورۃ الاحزاب (آیت ۴۰) میں ہے :

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبین ط و کان اللہ بکل شیءٍ علیماً o

[محمدؐ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے - اور اللہ سب کچھ جانتا ہے -]

(۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کے لیے کہ وہ کل کائنات[۲] میں افضل و اولیٰ ہیں اللہ پاک اور اُس کے فرشتے ہر وقت اُن پر درود و سلام بھیجتے ہیں - مسلمانوں پر بھی درود بھیجتے ہیں (سورۃ الاحزاب ، آیت ۴۳) -

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۶) میں ہے :

ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی ط

[بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں غیب کے بتانے والے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر -]

(۴) سورۃ التین (آیات ۱ - ۵) میں ہے :

و التین و الزیتون لا و طور سینین لا و ھٰذا البلد الامین لا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویمٍ ز ثم رددنٰہ اسفل سافلین لا

[انجیر کی قسم اور زیتون اور طورِ سینا اور اس امان والے شہر کی (قسم) ، بے شک ہم نے انسان کو بنایا خوب سے خوب اندازے پر - پھر پھینک دیا اُس کو نیچوں سے نیچے -]

۲- البوصیری کے قصیدۂ بردہ میں ہے :

محمد سید الکونین و الثقلین و الفریقین من عربٍ و من عجم

ان آیات میں اللہ پاک نے انجیر اور زیتون کو انسان کی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے مذکور فرمایا ہے اور اس کی روحانی صحت کے لیے کوہ سینا کی موسوی ہم کلامی اور حضرر انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کو ایک نمونہ بنا کر پیش فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ پاک کو اس طرح یاد کرنا کہ گویا ہم کلامی ہو رہی ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بڑی سے بڑی مشکل کو خوشی اور رغبت سے اور رضائے الٰہی سمجھ کر برداشت کرنا انسانی کمالات کے لیے سب سے بڑا اسوۂ حسنہ ہے۔ اگر ان چیزوں کو انسان اختیار کرے تو وہ احسنِ تقویم پر پہنچ جاتا ہے، ورنہ اسفل سافلین میں ڈھکیل دیا جاتا ہے۔

(۵) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے پیام کے پہنچانے میں سب سے زیادہ تکلیفیں اُٹھائیں۔

سورۂ ہود (آیت ۱۱۲) میں ارشاد ہے :

فاستقم کما امرت ٥

[(اے حبیبؐ) قائم رہو جیسا تمھیں حکم ہے۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے :

شیبتنی سورة ہود ٥

[سورۂ ہود نے مجھے بوڑھا بنا دیا (یعنی سورۂ ہود میں جو حکم آیا ہے اس کی تعمیل نے مجھے بوڑھا بنا دیا)۔]

جب مکہ معظمہ کے سارے قبیلوں کے سردار جمع ہو کر ابو طالب سے شکوہ کرنے آئے کہ تمھارے بھتیجے کو اب خاموش ہو جانا چاہیے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اے چچا، اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر لا رکھیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر، تب بھی میں اپنے کام سے نہ ہٹوں گا اور خدا کے حکم میں ایک حرف بھی کم و بیش نہ کروں گا۔ اس کام میں خواہ میری جان بھی جاتی رہے۔"

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دین کی تبلیغ میں جس عشق و مستی سے سرگرم رہے ہیں اس کی مثال اولین میں (آخرین میں تو کیا) نظر نہیں آتی ۔

(۶) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وحی ہے ۔ سورۃ النجم (آیات ۳ - ۴) میں ہے :

و ما ینطق عن الھویٰ o ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ o

[اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۔ وہ تو نہیں ، مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے (یعنی حضور کا ہر قول وحی کا مقام رکھتا ہے) ۔]

(۷) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول (اوپر کی دلیل سے) فرقان بھی ہے (یعنی حق اور باطل کے درمیان فیصلہ ہے) ۔

سورۃ الفرقان کی پہلی آیت ہے :

تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعٰلمین نذیراً o

[بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو سارے جہانوں کو ڈر سنائے ۔]

(۸) یٰس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

(۹) 'طٰہٰ' بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

صفحہ ۲۶ میں ہے :

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز !
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز !

اقبال ایسے درویشوں کو پسند کرتے ہیں جو لوگوں کو عمل کے لیے آمادہ کر دیں اور اُن کا تزکیہ اس طرح ہو کہ لوگوں کے باطنی امراض

دور ہو جائیں ۔ سورۂ آل عمران (آیت ۱۶۴) میں (اور اسی سے ملتی جلتی آیت الجمعہ ۲ میں) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات اس طرح بیان فرمائی ہیں :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبینٍ ٥

[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے -]

قرآن سناتا ہے جو انھوں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا ، کفر و ضلالت اور ملکاتِ رذیلہ سے پاک کرتا ہے اور نفس کی قوتِ عملیہ و علمیہ دونوں کی تکمیل فرماتا ہے ۔

جو لوگ اپنے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کہلاتے ہیں اُن کا عمل بھی یہی ہونا چاہیے ورنہ دعویٰ بلا دلیل ہے ۔

صفحہ ۲۶ ہی میں ہے :

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز !

سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں ملکہٗ سبا کی زبانی فرمایا گیا ہے :

قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا و جعلوآ اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذٰلک یفعلون ٥

[بولی ، بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اُس کے عزت والوں کو ذلیل ۔ اور ایسا ہی کرتے ہیں -]

صفحہ ۲۷ میں ہے :

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں

جو خود محکوم ہو وہ مجھ پر کیا اثر انداز ہوگا اور میری تقدیر کو وہ کیا بنائے گا یا بگاڑے گا ؟

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

والشمس والقمر والنجوم مسخرات، بامرہ ط الا له الخلق والامر ط

[اور سورج اور چاند اور ستارے اُس کے حکم کے دیے ہوئے ہیں اور اور یاد رکھو ، اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۔]

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

حیات کیا ہے ؟ خیال و نظر کی مجذوبی !
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناں گوں !

جب انسان مختلف وہم و گمان کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ پھر کچھ نہیں کر سکتا ، گویا اُس کی خودی مر جاتی ہے ، لیکن جب خیال اور نظر کو وہ یقین کے تابع کر لیتا ہے تو پھر وہ صحیح زندگی حاصل کر سکتا ہے ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۴) میں منکرین کے متعلق فرمایا ہے کہ :

وما لھم بذالک من علم، ان ھم الا یظنون o

[اور انہیں اس (بات کا) علم نہیں ، وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں (یعنی علم اور یقین والے لوگ ظن و گمان میں نہیں پڑے رہتے ۔]

سورۃ الانعام (آیات ۱۱۶ - ۱۴۸) ، سورۃ یونس (آیت ۶۶) وغیرہ میں بھی ایسے اٹکل لگانے والے اور ظن و گمان پڑنے والے لوگوں کا ذکر ہے جو یقین سے محروم ہیں اور جب یقین سے محروم ہیں تو پھر گویا اپنے نظریات کو کسی ایک مرکزِ خیال پر قائم نہیں کر سکتے ۔

اسی صفحے میں ہے :

ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیٔ شوق
نہ مال و دولتِ قاروں ، نہ فکرِ افلاطوں !

ایک مردِ مومن نہ دولت کی ہوس رکھتا ہے اور نہ افلاطون جیسی کھوکھلی عقل رکھتا ہے بلکہ وہ اللہ پر یقین رکھ کر پاک ضمیر ، بلند نگاہ اور جذب و مستی حاصل کرتا ہے ۔

(۱) پاک ضمیر کے لیے ارشاد ہے :

قد افلح من زکّٰھا (سورۃ الشمس ، آیت ۹) ۔

[بے شک مراد کو پہنچا جس نے اُسے (نفس کو) ستھرا کیا ۔]

(۲) بلند نگاہ کے لیے ارشاد آتا ہے :

افلم ینظروآ الی السمآء فوقھم کیف بنینٰھا و زینّٰھا و مالھا من فروج o والارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی و انبتنا فیھا من کل زوجٍ بھیج o تبصرۃً و ذکرٰی لکل عبدٍ منیبٍ o (سورۃ ق ، آیات ۶ - ۹) ۔

[تو کیا اُنھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ؟ ہم نے اُسے کیسا بنایا اور سنوارا اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اُس میں لنگر ڈالے اور اُس میں ہر جا با رونق جوڑا اُگایا ۔ سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لیے ۔ (یہ سب اس لیے ہے کہ بینائی اور بصیرت حاصل ہو) ۔]

(۳) مستیِ شوق کے لیے ارشاد ہے :

انما المؤمنون آمنوا باللہ و رسولہٖ ثم لم یرتابوا و جاھدو بـاموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ط اُولٰئک ھم الصّٰدقون o (سورۃ الحجرات ، آیت ۱۵) ۔

[ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے ، پھر شک نہ کیا ، اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ۔ وہی سچے ہیں ۔]

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ ؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج انسانی رفعت اور فضیلت کے منتہیٰ کی سب سے بڑی دلیل ہے -

سورۃ النجم (آیت ۹) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ o

[پس اُس جلوے اور اس محبوب ؐ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (قرب اپنے کمال کو پہنچا اور نزدیکی اپنی غایت کو پہنچی) -]

صفحہ ۲۸ میں ہے :

علاج آتشِ رومی ؒ کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں !

فرنگیوں نے احساسِ کمتری پیدا کر کے بے عمل بنا دیا ہے - رومی ؒ (اُن کے برعکس) سخت کوشی اور عشق کی تعلیم دیتے ہیں - وہ فرماتے ہیں :

ع کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

اور قرآن پاک میں (سورۃ البلد آیت ۴) ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

صفحہ ۲۸ ہی میں ہے :

عالمِ آب و خاک و باد ! سرِ عیاں ہے تو کہ میں ؟
وہ جو نظر سے ہے نہاں اُس کا جہاں ہے تو کہ میں ؟

سورۃ النحل (آیت ۳) میں ہے :

خلق السمٰوات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون ٥

[اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا بجا (طور پر) ۔ وہ اُن کے شرک سے بر تر ہے ۔]

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور مسخر کیے تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اپنے حکم سے ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

صفحہ ۲۹ میں ہے :

تو ابھی رہ گزر میں ہے ، قیدِ مقام سے گزر !
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر !

مسلمان کسی مقام کا بن کر نہیں رہ جاتا ۔ اس کے یہاں مقام کا پیوند کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ اُس کے لیے سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ارشاد ہے :

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ٥

[بے شک اللہ کے یہاں تم سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے ۔]

سورۃ الانعام (آیت ۹۸) بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۲۹ ہی میں ہے :

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر ، بادہ و جام سے گزر !

اللہ کے نیک بندے جنت کے لالچ سے اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ محض اللہ کی رضا کے لیے اُس کی عبادت کرتے ہیں ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں ہے:

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ○

[آپ فرما دیں کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔]

اسی صفحے (۲۹) میں ہے:

گرچہ ہے دلکشا بہت حسنِ فرنگ کی بہار
طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!

سورۃ العنکبوت (آیت ۳۸) میں ہے:

و زین لھم الشیطٰن اعمالھم فصدھم عن السبیل ○

[اور شیطان نے اُن کے اعمال اُن کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور اُنھیں صحیح راہ سے روک دیا۔]

اسی طرح کا مضمون سورۃ الانفال (آیت ۴۸) اور سورۃ النمل (آیت ۲۴) میں بھی آتا ہے۔

"حسنِ فرنگ" میں شراب، جوا، بت پرستی، شگون لینا وغیرہ خاص ہیں۔

سورۃ المائدہ (آیت ۹۰) میں ہے:

یٰایھا الذین آمنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○

[اے ایمان والو، بے شک شراب اور جوا اور بت (یا عبادت کے لیے نصیب کی ہوئی چیزیں) اور فال، شیطان کے عمل کی ناپاکی ہے۔ پس تم اس (ناپاکی) سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔]

اسی صفحے میں ہے:

کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گزر!

سورۃ البقرہ (آیت ۶۰) میں ہے :

و اذ استسقیٰ موسیٰ لقومہٖ فقلنا اضرب بعصاك الحجر ط

[اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو ۔]

موسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر ہم کو بھی بالواسطہ مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا سکھایا گیا ہے ۔ صفحہ ۲۸ کی سورۃ النحل (آیت ۳) اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۳) کی آیتیں بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۳۰ میں ہے :

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں
نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی !

سخت کوشی اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی کامیابی کا پیش خیمہ ہے ۔ کم زوری اور حسرت و یاس ایک مسلمان کا شیوہ نہیں ۔

موسیٰ علیہ السلام کا طریقہ اس سے پہلے والے شعر کے ذیل میں آ چکا ہے ۔ پھر اُن کا طریقہ' سخت کوشی سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہمارے لیے ایک نمونہ ہے :

لا ابرح حتّٰی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ٥

[میں باز نہ رہوں گا جب تک کہ وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں (سالہا سال چلتا جاؤں) ۔]

صفحہ ۳۰ ہی میں ہے :

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی !

ہم کوئی جوش اور اُمنگ ہی نہیں رکھتے ۔ یہی سب سے بڑا مرض ہے ۔ حالانکہ ہمارے لیے سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ارشاد ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے پیدا کیا ہے

سب کا سب ۔]

اسی صفحے (۳۰) میں ہے :

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم ، یہ لہو ، آب و ناں کی ہے بیشی !

روٹی اور پانی سے جو پُتلا بنا ہے وہ انسان کا نہیں جب تک کہ اُس میں آرزو اور اُمنگ نہ ہو ۔ اس سے پہلے والی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۳۱ میں ہے :

اپنے مَن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بَن ، اپنا تو بَن

سورۃ المائدہ (آیت ۱۰۵) میں ہے (جس کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے) :

یٰٓاَیُّھا الذین آمنوا علیکم انفسکم ج لا یضرکم من ضل اذ اھتدیتم ط الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعلمون ٥

[اے ایمان والو ، تم پر فرض ہے خودی کی محافظت ۔ اگر تم ہدایت پر ہو تو وہ شخص جو گمراہ ہے تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا ۔ تم سبھوں کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال پر مطلع کر دے گا ۔]

اسی صفحے میں ہے :

مَن کی دنیا ؟ مَن کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تَن کی دنیا ؟ تَن کی دنیا سُود و سودا مکر و فن

سورۃ النحل (آیت ۱۰۶) میں ہے :

و قلبہ' مطمئن' بالایمان ٥

[اور اس (مومن) کا دل ایمان کے ساتھ ہی اطمینان حاصل کرتا ہے ۔]

جوش اور ولولہ (عمل کے لیے جذبہ) دل ہی میں پیدا ہوتا ہے ۔ صفحہ ۳۰ کی آیتیں بھی دیکھیں ۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۰) میں بھی عمل کی ترغیب ہے کہ :

ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم ط

[بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے -]

صفحہ ۳۱ ہی میں ہے :

پانی پانی کرگئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا ، نہ تن !

جب غیر اللہ کے آگے انسان (جو مسجودِ ملائک ہے) جُھک جاتا ہے تو 'من کے ساتھ وہ اپنا تن بھی بیچ دیتا ہے - پھر 'من اور 'تن دونوں کی توہین ہے -

سورۃ الحج (آیت ۳۱) میں ہے :

و من یشرک باللہ فکانما خر من السماءِ فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکانٍ سحیق o

[اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اُچک لے جاتے ہیں یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے -]

اسی صفحے میں ہے :

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

سورۃ آل عمران (آیت ۱۰۳) میں ہے :

- - فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً o

[پس اُس نے تمھارے دلوں میں اُلفت ڈال دی تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہوگئے -]

سورۃ الفتح (آخری آیت) میں ہے :

رحماء بینھم o

[آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور مہربانی کرنے والے -]

صفحہ ۳۲ میں ہے :

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا!

اربابِ تعلیم نے مسلمانوں کو پیٹ کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا سبق دیا ہے حالانکہ مسلمان صرف ایسی تعلیم کے لیے پیدا نہیں کیا گیا تھا -

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا o

[اور اللہ نے آدمؑ کو تمام (اشیا) کے نام سکھائے (یعنی اشیا کے حقائق کی تعلیم دی) -]

اور سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم o

[اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی دی -]

اس بزرگی اور فضیلت (خلیفۃ اللہ) کی حیثیت سے اُس کے عمل ہونے چاہییں -

صفحہ ۳۲ ہی میں ہے :

قلندر جز دو حرفِ لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا!

ہمارے وہ علما جو صرف علم کی نمائش کرتے ہیں وہ ایسے قلندر کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے جو غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا -

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ارشاد ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ o

[کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے ؟]

صفحہ ۳۲ ہی میں ہے :

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا !

مسلمان مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے -

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

اسی صفحے میں ہے :

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب o

[اور جو شخص شعائر الٰہی کا احترام کرتا ہے اُس کا طریقِ عمل قلب کے تقویٰ کا نتیجہ ہے -]

تقویٰ دراصل ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے - گویا تقویٰ جو اقبال کی زبان میں عشق ہے ایک ایجابی صفت ہے جو پہلے دل سے تعلق رکھتی ہے ، پھر تمام جوارح سے اور اسی سے بیداری پیدا ہوتی ہے جو انسان کو عملِ پیہم کے لیے آمادہ کرتی ہے -

صفحہ ۳۳ میں ہے :

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم !

صفحہ ۳۱ میں سورۃ الحج کی آیت ۳۱ ملاحظہ فرمائیں۔

صفحہ ۳۳ ہی میں ہے :

دل کی آزادی شہنشاہی ، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم ؟

پیٹ کی خاطر دوسروں کی غلامی اختیار کرنا کس قدر مذموم ہے۔ دل کی آزادی چاہیے۔

سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ہے :

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ٥

[سن لو ، اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔]

یہی دل کا اطمینان اور چین ، دل کی آزادی ہے۔

اسی صفحے میں ہے :

دل سوز سے خالی ہے ، نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

صفحہ ۳۲ میں سورۃ الحج کی آیت ۳۲ کا ذکر آ چکا ہے۔ جو شخص ایسا دل نہیں رکھتا وہ نڈر نہیں ہو سکتا۔ بے خوف دل اُس کا ہوتا ہے جو غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۳۹) میں ہے :

الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ و یخشونہ' احداً الا اللہ ط

[وہ جو اللہ کا پیام پہنچاتے اور اُس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے۔]

صفحہ ۳۳ ہی میں ہے :

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل ! تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے !

انسان محض عقل نہیں رکھتا بلکہ اللہ سے ہم کلام اور اُس کے دیدار سے بھی مشرف ہو سکتا ہے ۔ صفحہ ۲۵ میں سورۃ التین کی تفسیر دیکھیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پُرکار و سخن ساز ہے ! نم ناک نہیں ہے !

صفحہ ۲۹ میں سورۃ العنکبوت (آیت ۲۸) کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۴۳ میں ہے :

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے !

ایک حدیث آتی ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک ○ [اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ، اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان بھی پیدا نہ کرتا] ۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۵) میں ہے :

ان الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون ○

[کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے ۔]

سورۃ الاحزاب (آیت ۲۷) میں ہے :

و اورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم و ارضاً لم تطؤھا ط وکان اللہ علی کل شیءٍ قدیراً ○

[اور ہم نے تمھارے ہاتھ لگائے اُن (کافروں) کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے ۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔]

اور سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ص

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیے کہ ضرور اُنھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلے لوگوں کو دی -]

صفحہ ۴۳ ہی میں ہے :

ہزار خوف ہو ، لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق !

قول و فعل میں یکسانیت ایک مسلمان کا شیوہ ہے -

سورۃ الصّف (آیت ۳) میں ہے :

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ٥

[کیسی سخت نا پسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو-]

اسی صفحے میں ہے :

علاجِ ضعفِ یقیں اُن سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

امام رازیؒ کی متکلمانہ شان کے سبھی معترف ہیں لیکن یقین کی پختگی ہی انسان کو صحیح منزل تک پہنچا سکتی ہے -[۳]

۳- امام فخرالدین رازیؒ کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ نزع کے وقت شیطان اُن کو ورغلانا اور بہکانا چاہتا تھا اور اُن کے متکلمانہ دلائل کو رد کر رہا تھا - اتنے میں اُن کے شیخ (نجم الدین کبریٰؒ) کو پتا چلا تو انھوں نے رازیؒ سے فرمایا کہ شیطان سے کہ دو کہ میرا ایمان اللہ پر ایسا ہی ہے جیسا کہ میرے شہر کی بوڑھی عورتوں کا ہوتا ہے (یعنی بغیر دلیل کے اُن کا یقین کامل ہوتا ہے) ، لیکن اس قصے کی صحت کے لیے کوئی سند نہیں ہے -

سورۃ القصص (آیت ۶۷) میں ہے :

فاما من تاب و آمن و عمل صالحاً فعسیٰ ان یکون من المفلحین o

[پس وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ فلاح یاب لوگوں میں سے ہو۔]

یہی ایمانِ کامل اور یقینِ کامل تمام فلاح اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

صفحہ ۳۵ میں ہے :

اگر ہو عشق ، تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو ، تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق !

صفحہ ۳۲ میں سورۃ الحج کی آیت ۳۲ سے عشق کی تشریح کی گئی ہے ۔ اگر "تقوی القلوب" ہی نہ ہو تو نام کی مسلمانی بےکار ہو ۔

صفحہ ۳۵ ہی میں ہے :

کافر ہے مسلماں ، تو نہ شاہی ، نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی !

سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

قالتِ الاعراب آمنا ط قل لم تؤمنو ولٰکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم ط و ان تطیعوا اللہ و رسولہ' لا یلتکم من اعمالکم شیئاً ط ان اللہ غفورٌ رحیم o

[گنوار بولے ، ہم ایمان لائے ۔ آپ فرما دیں ، تم ایمان تو نہیں لائے ، ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ۔ اور ابھی ایمان تمھارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ؟ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کروگے تو تمھارے کسی عمل کا تمھیں نقصان نہ دے گا ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔]

مومن ہو تو اُس کا عمل صحیح ہوگا اور اُس میں شانِ استغنا پیدا ہوگی ۔

صفحہ ۳۵ میں ہے :

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی !

سورۃ الحجرات کی اوپر والی آیت کے بعد ہی یہ آیت (۱۵) ہے :

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابو او جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ط أولٰئك ھم الصٰدقون o

[ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول ؐ پر ایمان لائے - پھر شک نہ کیا اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا - وہی سچے ہیں -]

ایمان والوں کا ایمان ہی کافروں کو مرعوب کر دیتا ہے - اسلحہ تو علیحدہ چیز ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۱) میں ہے :

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بمآ اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہٖ سلطٰناً ج و ما وٰاھم النار ط و بئس مثوی الظٰلمین o

[کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے کہ انھوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اُس نے کوئی سمجھ نہ آتاری اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بڑا ٹھکانا ظالموں کا ہے -]

یعنی مشرک بننے سے بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بزدلی شمشیر رکھنے سے ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان حاصل کرنے سے ختم ہوتی ہے -

صفحہ ۳۶ میں ہے :

یہ حوریانِ فرنگی ، دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں جلوہ ہائے پا بہ رکاب !

صفحہ ۹۲ کی آیات (العنکبوت ، ۳۸ ، النمل ، ۲۴ ، المائدہ ، ۹۰) دیکھیں -

صفحہ ۳۶ ہی میں ہے :

وہ سجدہ ، روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب !

سورۃ النساء (آیت ۳۶) میں ہے :

واعبدو اللہ ولا تشرکو بہٖ شیئاً ٥

[اور اللہ کی بندگی کرو اور اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ (نہ جاندار کو نہ بے جان کو ، نہ اُس کی ربوبیت میں اور نہ اُس کی عبادت میں) ۔]

دراصل ایسا سجدہ کرنے والے ہی نہ رہے ورنہ اُن کے سامنے غیراللہ طاقتیں کانپ جاتیں ۔ یہ سجدہ ایک چیلنج ہے تمام غیراللہ کو اور ایک اعلان ہے بندے کا کہ وہ اب صرف اللہ کے آگے جھکے گا اور غیر اللہ کی نفی کرے گا ۔

صفحہ ۳۷ میں ہے :

دلِ بیدار فاروقی ، دلِ بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

''تقوی القلوب'' کا ذکر صفحہ ۳۲ میں آ چکا ہے ۔ سورۂ ق (آیت ۳۷) میں بھی قلب سے متعلق ارشاد ہے :

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شہیدٌ ٥

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہے ۔]

دل سے سمجھنے والا اور غور سے سننے والا ہی صحیح معنوں میں بیدار ہے اور اسی بیداری سے وہ بڑے بڑے کارنامے انجام دے سکتا ہے ۔

صفحہ ۳۷ ہی میں ہے :

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری !

خلوص اور ایثار کا فقدان ہے اور ہر جگہ عیاری ہی عیاری ہے -

سورة النساء (آیت ۱۴۶) میں ہے :

۔ ۔ ۔ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولٰئک مع المؤمنین ط و سوف یؤت اللہ المؤمنین اجراً عظیماً o

[مگر وہ جنھوں نے توبہ کی اور سنورے اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو اجرِ عظیم دے گا -]

یہ تمام باتیں اخلاص ہی کا نتیجہ ہو سکتی ہیں ، ورنہ ریا اور منافقت ہے جس کا ذکر اسی سورة میں مذکورہ آیت سے پہلے ہی آیا ہے -

صفحہ ۳۸ میں ہے :

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے ، باطن میں گرفتاری !

سورة المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکراللہ ط

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے - پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے -]

اسی لیے گرفتاری بھی آزادی معلوم ہوتی ہے -

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی ، تو بے لذتِ نیاز نہیں

خودی کے معنی (اقبال کے یہاں) تکبر نہیں بلکہ خود شناسی ہیں -

جب انسان اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے اور خلیفۃ اللہ ہونے کا احساس اپنے دل میں کرنے لگتا ہے تو عظیم کارنامے انجام دیتا ہے - پھر اللہ سے نیاز مندانہ ناز بھی کرنے لگتا ہے جیسا کہ اقبال نے جگہ جگہ کیا ہے - مثلاً :

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم   بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

سورۂ یونس (آیت ۱۴) میں ہے :

ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعد هم لننظر کیف تعملون ٥

[پھر ہم نے اُن کے بعد تمھیں زمین میں (اپنا) جانشین بنایا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو -]

سورة الذٰریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ الموقنین ٥ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ٥

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں - تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے !
شکارِ مردہ سزاوارِ شاہ باز نہیں

شہباز[۴] (شاہین) کبھی مردار نہیں کھاتا - اسی طرح بیدار دل والا مسلمان کبھی گھٹیا چیزوں پر نظر نہیں کرتا اور بیدار دل کا تعلقِ عشق سے ہے جو زور اور مستی پیدا کرتا ہے - صفحہ ۳۷ کی آیت (سورۂ ق ، ۳۷) ملاحظہ ہو -

---

۴- ''اقبال نامہ'' ، ۱/۲۰۵ ، میں شاہین کی خصوصیات بیان کی ہیں : (۱) خود دار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا ، (۲) بے تعلق ہے کہ (۳) آشیانہ نہیں بناتا ، (۴) بلند پرواز ہے ، (۵) خلوت پسند ہے ، (۶) تیز نگاہ ہے -

صفحہ ۳۹ میں ہے :

میرے سپاہ نا سزا ، لشکریاں شکستہ صف
آہ ! وہ تیرِ نیم کش ، جس کا نہ ہو کوئی ہدف

آج کل کے لیڈروں میں وہ صلاحیت نہیں ہے جو قوم کو متحد کر کے باطل کے سامنے کھڑا کر دے ۔ حالانکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کو یک جان و دو قالب کر کے کفر و باطل کے خلاف بنیان مرصوص بنا دیا تھا ۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت اس طرح شروع ہوتی ہے :

محمد رسول اللہ ط و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم o

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے سخت ہیں کافروں پر اور نرم ہیں آپس میں ۔]

سورۃ الصّف (آیت ۴) میں ہے :

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص o

[بے شک اللہ دوست رکھتا ہے اُنھیں جو اُس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر ، گویا وہ عمارت ہے رانگا پلائی ۔]

صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

کھول کے کیا بیاں کروں سرِّ مقامِ مرگ و عشق
عشق ہے مرگِ باشرف ، مرگ ، حیاتِ بے شرف !

اللہ کی محبت میں قتل ہونا ابدی زندگی ہے ۔ عشق اور تقوی القلوب ہی تن من دھن کی بازی لگانے پر آمادہ کرتا ہے ۔

سورۃ البقرہ کی مشہور آیت (۱۵۴) ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء و لکن لا تشعرون o

[اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مردہ نہ کہو ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ، ہاں تمھیں خبر نہیں ۔]

صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

صحبتِ پیرِ رومؒ سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب ، ایک کلیم سر بہ کف !

مولانائے رومؒ کے کلام کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ لاکھوں فلاسفر جو صرف سوچنا سکھاتے ہیں ہیچ ہیں ایک سرفروش اور باعمل کلیم کے مقابلے میں جو عمل اور عشق سکھاتا ہے ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۷۷) میں ہے :

ولا تتبعوآ اھوآء قوم قد ضلوا من قبل و اضلوا کثیراً وضلوا عن سواء السبیل ۝

[اور ایسے لوگوں کی پیروی (اُن کی خواہش کی پیروی) نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ۔]

ایسے ہی لوگوں کے لیے سورۃ الحج کی آیت ۴۶ میں ارشاد ہے کہ یہ لوگ دل رکھتے ہیں لیکن سمجھنے کی صلاحیت نہیں ۔

صفحہ ۴۰ میں ہے :

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

سورۃ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

قلنا لاتخف انك انت الاعلیٰ ۝

[ہم نے کہا (اے موسیٰ) مت ڈرو ۔ بے شک تم ہی غالب ہو ۔]

موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح کی تسلی کا ذکر سورۃ 'طٰہٰ' (آیت ۲۱) ، سورۃ النمل (آیت ۱۰) ، سورۃ القصص (آیت ۳۱) میں بھی ہے ۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی شان بھی یہی تھی کہ وہ ڈٹ کر اپنے کام میں لگ جاتے تھے ۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں ہے:

و اذ قال موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتّٰی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً o

[اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا، میں باز نہ رہوں گا جب تک میں وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں۔]

صفحہ ۸۰ ہی میں ہے:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

ملوکیت ہو یا جمہوریت ہو، عدل کی ضرورت ہے جو دین کے لوازم میں سے ہے۔

سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ہے:

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتآیٔ ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشآء و المنکر و البغی ج یعظکم لعلکم تذکرون o

[بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔]

دین اور اسلام کی حکومت کی غرض و غایت سورۃ الحج (آیت ۴۱) میں بیان فرمائی ہے:

الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلٰوۃ وآتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ط و للہ عاقبۃ الامور o

[(وہ مسلمان ہیں) جن کو اگر ہم زمین میں غلبہ اور اقتدار دیں تو وہ نماز کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھی باتوں کا حکم دیں گے اور برائی سے لوگوں کو روکیں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔]

صفحہ ۱۴ میں ہے :

نخچیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطفِ خلشِ پیکاں ، آسودگیٔ فتراک !

عشق والوں کی پہچان یہی ہے کہ وہ ہر مشکل میں راحت حاصل کرتے ہیں ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبد ٍ o

[بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

اسی لیے مشقت اُٹھانا اُس کی فطرت کا تقاضا ہے ۔ اگر وہ ایسا نہ ہو تو پھر اُس کی زندگی بے کار ہے ۔

صفحہ ۱۴ ہی میں ہے :

اے رہروِ فرزانہ ! بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا ، نے شاخِ یقیں نمناک !

ایمان کے ساتھ عمل اور یقینِ کامل دونوں ضروری ہیں ۔ پھر انسان اشرف المخلوقات بن سکتا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۸) میں ہے :

قد بینا الاٰیٰت لقوم ٍ یوقنون o

[بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے ۔]

اور سورۃ البینہ (آیت ۷) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت اولٰئك هم خیر البریة o

[بے شک جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ۔]

صفحہ ۴۲ میں ہے :

کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری
کمالِ ترک ہے تسخیرِ خاکی و نوری !

گوشہ نشینی اور ترکِ دنیا کے معنی یہ نہیں کہ دنیا کی چیزوں سے خود کو محروم کر لیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام کائنات کو مسخر کر لیا جائے ، کیونکہ سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ارشاد ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون o

[اور تمھارے لیے مسخر کر دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

صفحہ ۴۲ ہی میں ہے :

نہ فقر کے لیے موزوں ، نہ سلطنت کے لیے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری

خاندانِ مغلیہ جب بے عمل ہو گیا تو وہ نہ فقر کے لیے موزوں رہا اور نہ سلطنت کے لیے ۔

سورۃ العصر میں ہے :

و العصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر o

[زمانے کی قسم (زمانے کی تاریخ اٹھا کر دیکھو) بے شک انسان ضرور گھاٹے میں ہے مگر وہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ۔]

بغیر ایمان اور عمل صالح ، نیز حق اور صبر کے ، انسان خسارے میں ہے ۔

صفحہ ۴۲ ہی میں ہے :

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

سورۂ یونس (آیت ۱۱) میں ہے :

فنذر الذین لا یرجون لقاء نا فی طغیانهم یعمهون ٥

[پس ہم چھوڑ رکھتے ہیں جن کو اُمید نہیں ہماری ملاقات کی ، اپنی شرارت میں بھکتے -]

جن کو اللہ سے اُمید نہیں اُن کے لیے ہر جگہ محرومی ہے -

صفحہ ۴۳ میں ہے :

عقل گو آستاں سے دور نہیں — اس کی تقدیر میں حضور نہیں

صفحہ ۳۹ میں سورۃ المائدہ (آیت ۷۷) اور سورۃ الحج (آیت ۴۶) کی آیتیں مذکور ہیں - وہی یہاں کے لیے بھی دیکھیں -

صفحہ ۴۴ ہی میں ہے :

نا صبوری ہے زندگی دل کی — آہ ! وہ دل کہ نا صبور نہیں !

وہ دل ہی کیا جس میں تڑپ نہ ہو اور عمل کے لیے لگن نہ ہو -

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں تقوی القلوب کا ذکر ہے - صفحہ ۳۲ - ۳۵ میں بھی اس کا ذکر آ چکا ہے -

اسی صفحے میں ہے :

ہر گُہر نے صدف کو توڑ دیا — تو ہی آمادۂ ظہور نہیں

ہر چیز بڑھ رہی ہے اور اُگ رہی ہے ، لیکن انسان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گیا ہے - اسی لیے گھاٹے میں ہے - صفحہ ۴۴ میں سورۃ العصر کا ذکر آ چکا ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۴) میں ہے :

و فی خلقکم و ما یبث من دآبۃٍ آیٰتٌ لقومٍ یوقنون ○

[اور تمھاری تخلیق میں اور جتنے جان دار جو وہ بکھیرتا ہے نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں -]

گویا ہر چیز جو پیدا ہوئی ہے وہ بڑھ رہی ہے اور اللہ پاک کی معرفت کا سبق دے رہی ہے -

صفحہ ۴۳ ہی میں ہے :

ارنی میں بھی کہ رہا ہوں مگر یہ حدیثِ کلیمؑ و طور نہیں !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک کے دیدار کے لیے عرض کیا :

قال رب ارنی انظر الیک ط

[(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کیا ، اے رب میرے ، مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں -]

لیکن اقبال نے یہاں ارنی سے یہ مراد لی ہے کہ انسان اپنی شان کے مطابق عمل دکھائے ورنہ وہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ق

[وہی ذات ہے جس نے تمھارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

جب یہ سب کچھ اُسی کے لیے ہے تو وہ کیوں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھتا ہے ؟

صفحہ ۴۴ میں ہے :

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں !

جب انسان اپنی خودی کو پہچان لیتا ہے اور اپنی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کر لیتا ہے تو زمین و آسمان کی حدود سے بھی گزر جاتا ہے ۔

سورۃ الجاثیہ کی آیت ۱۳ کا ذکر صفحہ ۳۴ کے شعر کے ساتھ آ چکا ہے ۔ وہ ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۵۴ میں ہے :

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقامِ پادشاہی !

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذی آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ص

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیے کہ ضرور اُنھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلے لوگوں کو دی ۔]

خودی کو پہچاننے والے لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تو نے
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے ، تو نہ رہ نشیں ، نہ راہی !

فلسفی تو صرف سوچنا سکھاتا ہے ، منزلِ مقصود کے لیے عمل پیرا ہونا نہیں سکھاتا ۔

صفحہ ۳۹ میں سورۃ المائدہ کی آیت ۷۷ ملاحظہ ہو ۔

صفحہ ۵۴ ہی میں ہے :

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الٰہ الا !
لغتِ غریب ، جب تک ترا دل نہ دے گواہی !

آج کا مسلمان کہیں کا ہو ، دل سے لا الٰہ الا اللہ نہیں کہتا ، ورنہ اسے غیر اللہ کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی ۔

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ ٥ [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

صفحہ ۶۴ میں ہے :

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ !

موجودہ مدرسوں نے لا الہ الا اللہ کا صحیح عقیدہ ہی دل سے دور کرا دیا ہے ۔ اس لیے طلبہ کی اقدار ہی بدل گئی ہیں ۔ اس سے اوپر والے شعر کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۴۷ میں ہے :

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

صفحہ ۳۹ میں سورۃ المائدہ کی آیت ۷۷ ملاحظہ ہو ۔

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے :

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

حیات بڑھنے کا نام ہے اور ممات مرنے کا نام ہے ، یعنی عمل والے زندہ ہیں اور بے عمل لوگ مردہ ہیں ۔

سورۃ الزخرف (آیت ۳۲) میں ہے :

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا و رفعنا بعضھم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیتخذ بعضھم بعضاً سخریاً ط

[ہم نے دولت و مال میں لوگوں کو متفاوت کیا تا کہ ایک دوسرے سے مال کے ذریعے خدمت لے اور دنیا کا نظام مضبوط ہو ۔]

غریب کو ذریعۂ معاش ہاتھ آئے اور مال دار کو کام کرنے والے مل جائیں ۔ تو اس پر کون اعتراض کر سکتا ہے کہ فلاں کو کیوں غنی

کیا اور فلاں کو فقیر ، یعنی پورا نظامِ عالم ایک نظامِ عمل ہے ۔ بے عملی نہیں ہے ۔

اسی صفحے (۴۷) میں ہے :

رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں

اس کے لیے بھی اُوپر کی آیت کافی ہے ۔

صفحہ ۴۸ میں ہے :

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے !
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے !

دوسروں سے چھین جھپٹ کر کے بادشاہ بن جانا بادشاہی نہیں بلکہ گداگری ہے ۔ اہلِ فقر جو خدا کے سوا کسی کے محتاج نہیں ، ایسی بادشاہی کو ہیچ سمجھتے ہیں ۔ ایسے لوگ جو اللہ سے رجوع ہوتے ہیں اُن کے لیے سورۂ ھود (آیت ۳) میں یہ بشارت ہے :

و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجلٍ مسمیً و یؤتِ کل ذی فضلٍ فضلہ ط

[اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو ، پھر اُس کی طرف توبہ کرو تمھیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو اُس کا فضل پہنچائے گا (یعنی دین و دنیا میں) ۔]

اور جو لوگ پیسہ بٹورتے ہیں اُن کے لیے یہ وعید سورۃ التوبہ (آیت ۳۴) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا ان کثیراً من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ ط و الذین یکنزون الذھب و الفضۃ و لا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذابٍ الیمٍ ہ

[اے ایمان والو ، بے شک بہت سے پادری اور جوگی لوگ لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔ اُنھیں بشارت سناؤ دردناک عذاب کی ۔]

یہاں ناحق مال کھانے والوں پر بھی وعید ہے۔

صفحہ ۴۸ ہی میں ہے :

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے !

غیر اللہ سے امید رکھنا یعنی ایسوں سے امید رکھنا جو خود کوئی طاقت نہیں رکھتے یقیناً کفر ہے ۔

سورۃ الحج (آیت ۷۳) میں ہے :

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباباً و لو اجتمعوا لہ، ط و ان یسلبھم الذباب شیئاً لایستنقذوہ منہ ط ضعف الطالب و المطلوب o

[وہ جنھیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگر سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں ۔ کتنا کمزور چاہنے والا اور جس کو چاہا گیا ۔]

اسی صفحے میں ہے :

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے !

سورۃ الذٰریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض ایٰت للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ، تو کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا ؟ (سوجھتا نہیں) ۔]

صفحہ ۹۴ میں ہے :

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تُو نہیں جہاں کے لیے

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

اسی صفحے میں ہے :

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیستاں کے لیے !

عقل کو چاہیے کہ خار و خس کے لیے نہ ہو (بے کار سوچنے کے لیے نہیں) بلکہ نیستاں کے لیے ہو کہ جہاں آگ لگا دے اور دل کی طرح محبت اور عشق کی دمساز ہو ، کیونکہ دل وہی ہے جو اللہ کی ہدایت پاتا ہے -

سورۃ التغابن (آیت ۱۱) میں ہے :

و من یؤمن باللہ یھد قلبہ‘ ط

[اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اُس کے قلب کو ہدایت فرماتا ہے -]

اور جو لوگ اس ہدایت سے محروم ہیں اُن کے پاس دل تو ہیں لیکن اس دل میں صحیح سمجھ کا مادہ نہیں ہے -

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ہے :

لھم قلوبٌ لایفقھون بھا o

[وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں -]

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

نگہ بلند ، سخن دل نواز ، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فبما رحمة من الله لنت لهم ج و لوکنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولك ص فاعف عنهم و استغفرلهم و شاورهم فی الامر ج فاذا عزمت فتوکل علی الله ط ان الله یحب المتوکلین ○

[تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب ؐ تم اُن لوگوں کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج ، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے ، تو تم اُنھیں معاف فرما دو اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو ، اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسا کرو ۔ بے شک توکل والے لوگ اللہ کو پیارے ہیں ۔]

''میرِ کارواں'' کے لیے ضروری صفات اس آیت میں مذکور ہوئیں ۔

صفحہ ۵۰ میں ہے :

تو اے اسیرِ مکاں ! لامکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں

سورۂ ق (آیت ۱۶) میں ہے :

و نحن اقرب الیه من حبل الورید ○

[اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں ۔]

صفحہ ۵۱ میں ہے :

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبال
مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ !

ایک جگہ (صفحہ ۸۳ میں) اور بھی فرمایا ہے :

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے !

صفحہ ۹۳ میں سورۃ التغابن (آیت ۱۱) اورسورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹)

کی آیتیں آ چکی ہیں ۔ شوق (عشق) عمل کی طرف آمادہ کرتا ہے اور بغیر عمل کے کچھ بھی حاصل نہیں ۔

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

و ان للانسان الا ما سعیٰ o

[اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر جو اس نے کوشش کی ۔]

صفحہ ۵۲ میں ہے :

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب و تاب اوّل ، سوز و تب و تاب آخر !

عشق میں سرگرمی اور تڑپ شروع سے آخر تک رہتی ہے ۔ انسان کی تخلیق ہی مشقت سے ہے ۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں رہتا ۔]

صفحہ ۵۲ ہی میں ہے :

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل ، طاؤس و رباب آخر !

قوموں کو پہلے مشقت اُٹھانی پڑتی ہے ، بعد میں آرام نصیب ہوتا ہے ۔

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۴۶ میں بادشاہ بننے کے لیے شمشیر و سناں کی ضرورت کا ذکر ضمناً آیا ہے :

الم تر الی الملا من بنی اسرائیل من بعد موسیٰؑ اذ قالوا لنبیٍ لھم ابعث لنا ملکاً نقاتل فی سبیل اللہ ط

[اے محبوبؐ ، کیا تم نے نہیں دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰؑ کے بعد ہوا ۔ جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ، ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں ۔]

صفحہ ۵۳ میں ہے :

ہر شے مسافر ہر چیز راہی ! کیا چاند تارے ، کیا مرغ و ماہی !

ہر چیز راہِ سفر میں ہے اور ایک جگہ ٹھہری ہوئی نہیں ہے -

سورۃ المؤمن (آیت ۶۷) میں ارشاد ہے :

ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوآ اشدکم ثم لتکونوا شیوخاً ط و منکم من یتوفیٰ من قبل و لتبلغوآ اجلاً مسمیً و لعلکم تعقلون ہ

[وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے بنایا ، پھر پانی کی بوند سے ، پھر خون کی پھٹک سے ، پھر تمھیں نکالتا ہے بچہ ، پھر تمھیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو ، پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو - اور تم میں کوئی پہلے ہی اُٹھا لیا جاتا ہے اور اس لیے کہ تم ایک مقررہ وعدہ تک پہنچو اور اس لیے کہ سمجھو -]

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں بھی کھیتی کے پھوٹنے ، اُگنے اور بڑھنے کی مثال آئی ہے :

کزرعٍ اخرج شطاہ' فآزرہ' فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہٖ ہ

[جیسے ایک کھیتی - اُس نے اپنا پٹھا نکالا ، پھر اُسے طاقت دی ، پھر دبیز ہوئی ، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی -]

اسی طرح ہر مخلوق چل رہی ہے اور ایک مقام پر نہیں ہے -

صفحہ ۵۳ ہی میں ہے :

تو مردِ میداں تو میرِ لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ہ

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

صفحہ ۵۳ ہی میں ہے :

ہر چیز ہے محوِ خود نمائی ہر ذرہ شہیدِ کبریائی !

اسی صفحے کی اُوپر کی آیتیں دیکھیں ۔

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلك لذکریٰ لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھید ۝

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو رکھتا ہو ، یا کان لگائے اور متوجہ ہو ۔]

اسی صفحے میں ہے :

بے ذوقِ نمود زندگی ، موت تعمیرِ خودی میں ہے خدائی !
رائی زورِ خودی سے پربت پربت ضعفِ خودی سے رائی!

ہر چیز میں اُگنے اور بڑھنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے ۔ جب یہ صلاحیت نہیں رہتی تو موت واقع ہو جاتی ہے ۔

سورۃ الزخرف (آیت ۱۰) میں ہے :

الذی جعل لکم الارض مھداً و جعل لکم فیھا سبلاً لعلکم تھتدون ۝

[وہ جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمھارے لیے اس میں راستے کیے کہ تم راہ پاؤ (اپنے منازل و مقاصد کی طرف) ۔]

جب یہ راستے تلاش نہیں کیے جاتے تو زندگی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔

صفحہ ۵۴ میں ہے :

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ !
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ !

علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۵ میں برطانیہ حکومت کے زوال کی یہ پیشگوئی کر دی ہے ۔

سورۂ آلِ عمران کی آیتیں (۱۴۰ - ۱۴۱) ہیں :

ان یمسسکم قرحٌ مس القوم قرحٌ مثلہٗ ط و تلک الایام نداولھا بین الناس و لیعلم اللہ الذین آمنوا و یتخذ منکم شھدآء ط و اللہ لایحب الظٰلمین o و لیمحص اللہ الذین آمنوا و یمحق الکٰفرین o

[اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ (کافر) بھی ویسے ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں (کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی) اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے۔ اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔]

علامہ اقبال نے ظالموں کے ظلم کی وجہ سے اُن کے زوال کی پیشگوئی کی تھی جو صحیح ثابت ہوئی۔

صفحہ ۴۵ ہی میں ہے :

اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ ، کردار قاہرانہ !

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کے متعلق ارشاد ہے :

والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم o

[اور جو لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم دل۔]

صفحہ ۵۵ میں ہے :

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے ، بتا تیری رضا کیا ہے !

جب بندہ اللہ کی رضا کے لیے خود کو وقف کر دیتا ہے اور اپنی حیات و ممات اُس کے آگے پیش کر دیتا ہے تو پھر اللہ بھی اُس کی رضا کو

اپنی رضا قرار دیتا ہے ۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسی لیے کہا گیا ہے کہ الذی کان رائیہ' موافق بالوحی و الکتاب ۔)

سورۃ الفتح (آیات ۱۸ - ۲۲) میں یہ بشارتیں ہیں :

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحاً قریباً o و مغانم کثیرۃً یاخذونھا ط وکان اللہ عزیزاً حکیماً لا وعدکم اللہ مغانم کثیرۃً تاخذونھا فعجل لکم ھٰذہٖ و کف ایدی الناس عنکم ج و لتکون آیۃً للمؤمنین و یھدیکم صراطاً مستقیماً لا و اُخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا ط و کان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیراً o و لو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون و لیاً ولا نصیراً o

[بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس درخت کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اُتارا اور اُنھیں جلد آنے والی فتح (فتح خیبر) کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم حاصل کرو گے ، تو تمھیں یہ جلد عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تمھیں سیدھی راہ دکھائے ۔ اور ایک فتح اور (فتح مکہ) جو تمھارے بل کی نہ تھی ، وہ اللہ کے قبضے میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمھارے مقابلے سے پیٹھ پھیر دیں گے ، پھر کوئی حایتی نہ پائیں گے ، نہ مددگار ۔]

جب بندہ اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر کے اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر جو وہ چاہتا ہے اللہ بھی وہی چاہتا ہے ۔

سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے :

وما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمیٰ o

[جب آپ نے تیر چلایا تو آپ نے نہیں چلایا بلکہ اللہ نے چلایا ۔]

صفحہ ۵٦ میں ہے :

ع نوائے صبح گاہی نے جگر خوں کر دیا میرا

سورۃ المزمل (آیت ٦) میں ہے :

ان ناشئۃ الیل ھی اشد وطأً و اقوم قیلاً ٥

[بے شک رات کا اُٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے -]

صفحہ ۵٦ ہی میں ہے :

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی !

جب عشق اور لگن کے ساتھ خود شناسی حاصل ہو جاتی ہے اور انسان خود کو خلیفۃ اللہ سمجھنے لگتا ہے تو اُس کا عمل بھی اسی منصب کے مطابق ہوتا ہے اور وہ کسی بادشاہ سے کم نہیں ہوتا -

سورۃ الانعام (آیت ١٦٦) میں ہے :

ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اُس چیز میں جو تمھیں عطا کی (اللہ کا نائب ہونا ہی سب سے بڑی شاہی ہے) -]

اسی صفحے میں ہے :

عطار ہو ، رومی ہو ، رازی ہو ، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی !

ابھی سورۃ المزمل کی آیت (٦) مذکور ہوئی -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

و من اللیل فتھجد بہٖ نافلۃً لك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً ○

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو - یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے - قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے جہاں سب تمھاری حمد کریں (مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے) -]

صفحہ ۵۶ ہی میں ہے :

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی !

سورۃ الحشر (آیت ۹) میں ہے :

و من یوق شح نفسہٖ فاولٰئك ھم المفلحون ○

[اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں -]

غیر اللہ کی محتاجی ، نفس کے لالچ کی وجہ سے ہوتی ہے جو انسان کو اُس کی بلندی سے گرا دیتی ہے - اور وہ لوگ جو اس لالچ سے بچ جاتے ہیں وہی کامیاب ہیں -

صوفیہ کے نزدیک چار عالم ہیں :

(۱) عالمِ لاہوت (ذات) ؛ (۲) عالمِ جبروت (صفات) ؛ (۳) عالمِ ملکوت (اسماء) ؛ (۴) عالمِ ناسوت (عالمِ ظاہر) -

صفحہ ۵۷ میں ہے :

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی !

جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا -

سورۂ یونس (آیات ۶۲-۶۳) میں ہے:

الا ان اولیآء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون ٥ الذین آمنوا و کانوا یتقون ٥

[سن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔]

ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ اسی لیے ولی اپنے اللہ کے قرب کی وجہ سے ہر وقت نصرت والا ہوتا ہے اور وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

صفحہ ۳۳ میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۹ بھی دیکھیں۔

صفحہ ۵۸ میں ہے:

نہ ہو طغیانِ مشتاق تو میں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے؟ یہی طغیان مشتاق!

صرف مشکلات کو لبیک کہنا زندگی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے کردار میں اس پیہم کوشش اور مشکل پسندی کا اس طرح بیان سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں آتا ہے:

و اذ قال موسیٰ لفتٰہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ٥

[اور یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں۔]

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے:

ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ط

[بے شک اللہ اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔]

صفحہ ۵۸ ہی میں ہے :

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی براقی !

صفحہ ۲۹ میں سورۃ العنکبوت کی آیت ۳۸ دیکھیں ۔ سورۃ الانفال (آیت ۴۸) اور سورۃ النمل (آیت ۲۴) بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۵۹ میں ہے :

فطرت کو خرد کے روبرو کر تسخیرِ مقامِ رنگ و بُو کر

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم وجهك للدين حنيفاً ط فطرت الله التي فطر الناس عليها ط لا تبديل لخلق الله ط ذالك الدين القيم و لٰكن اكثر الناس لا يعلمون o

[پس تم یک سو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف رکھو ۔ اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اُس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے ۔ پس سیدھا دین یہی ہے ، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔]

انسان کی قابلیت اور صلاحیت اللہ پاک کی قوت و قدرت کی پیروی میں ہونا چاہیے ۔ خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرتِ الٰہیہ کا اتباع کرنا چاہیے ۔

صفحہ ۵۹ ہی میں ہے :

تاروں کی فضا ہے بے کرانہ تو بھی یہ مقام آرزو کر

تاروں کی فضا کی وسعت کی طرح انسان کی آرزو میں بھی وسعت ہونی چاہیے کیونکہ اس کے لیے سب کچھ پیدا کیا گیا ہے ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لكم ما في السمٰوات و ما في الارض جميعاً منه ط ان في ذالك لآيٰتٍ لقومٍ يتفكرون o

[اور تمہارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب کا سب اُس کی طرف سے ، بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

صفحہ ۵۹ ہی میں ہے :

یقیں پیدا کر اے ناداں ! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی ، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری !

اللہ نے بندے کو اپنا نائب بنایا ۔ یہ سب سے افضل مقام ہے جو یقین کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے ۔ صفحہ ۵۶ میں سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۶ دیکھیں ۔

صفحہ ۶۰ میں ہے :

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے ، دوری

دل زندہ نہ ہو تو انسان اپنی ادراک سے بھی محروم ہو جاتا ہے ۔ ایسے ہی دل کے متعلق صفحہ ۳۲ کی سورۃ الحج کی آیت ۳۲ اور سورۂ ق کی آیت ۳۷ بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۶۰ میں ہے :

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلاّ ہے ، نہ زاہد ، نہ حکیم !

عقل کے غلط استعمال سے بے عملی کے لیے ہزار حیلے بن جاتے ہیں لیکن عشق ان حیلوں سے بے نیاز ہے ۔ ایسی عقل کے متعلق سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ہے :

لهم قلوبٌ لا يفقهون بها و لهم اعينٌ لا يبصرون بها ولهم آذانٌ لا يسمعون بها ط اولٰئك كالانعام بل هم اضل ط اولٰئك هم الغٰفلون ○

وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے

نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں - وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے زیادہ گمراہ - وہی غفلت میں پڑے ہیں -]

صفحہ ۶۱ میں ہے :

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر، نظر آتے ہیں مقیم !

اہلِ عشق کبھی ایک منزل پر مقیم نہیں ہو جاتے بلکہ آگے بڑھتے رہتے ہیں -

صفحہ ۵۳ میں سورۃ ق کی آیت ۳۷ اور سورۃ الزخرف کی آیت ۱۰ ملاحظہ ہو -

صفحہ ۶۱ ہی میں ہے :

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانندِ نسیم !

بڑی سے بڑی مشکل (عشق کی وجہ سے) آسان ہو سکتی ہے -

صفحہ ۵۸ میں سورۃ الکہف (آیت ۶۰) اور سورۃ الرعد (آیت ۱۱) کی آیتیں دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

ستاروں سے آگے جہاں اَور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اَور بھی ہیں

اس سے پہلے والی آیتوں کے حوالے کافی ہیں - اس غزل کے دوسرے اشعار میں بھی ''عیشِ منزل'' اور ''زمان و مکاں'' کی قید کو حرام قرار دیا ہے اور عشق کی صلاحیتوں اور اس کے اعجاز کا تذکرہ کیا ہے -

صفحہ ۶۲ میں ہے :

تھا ارنی گو کلیمؑ، میں ارنی گو نہیں
اُس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے دیدار کے لیے عرض کیا :

قال رب ارنی انظر الیک ٥

[موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا ، اے رب میرے ! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں ۔]

موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ پاک کا جلوہ دیکھنے کی آرزو کی ۔ وہ محب تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوبیتِ تام حاصل تھی۔۵ اسی لیے اللہ پاک نے (آلِ عمران ، آیت ۳۱) یوں فرمایا :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ٥

[اے میرے محبوب ! آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ ۔ اللہ تم سے محبت فرمائے گا ۔]

صفحہ ۶۳ میں ہے :

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل !

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

امن ہو قانتٌ آناء الیل ساجداً و قائماً یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہٖ ط قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون ط انما یتذکر اولوالالباب ٥

[کیا وہ جسے فرماں برداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں ، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا ؟ آپ فرما دیں ، کیا برابر ہیں علم والے اور بے علم والے ؟ نصیب تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ۔]

۵۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہٗ نے یہی بات ''مکتوبات'' (دفتر دوم ، مکتوب ۷) میں تحریر فرمائی ہے ۔

علم اور قرآن کا تعلق جبریل علیہ السلام سے ہے اور عشق و عمل کی بیداری کے لیے گویا صورِ اسرافیل مفید ہے۔ سورۃ المجادلہ کی آیت ۱۱ میں بھی ایسے علم والے کے بلند درجات کا ذکر ہے۔ اور عمل صالح اور عشق والے کے لیے ہر چیز آسان ہو جاتی ہے۔ سورۃ الکہف (آیت ۸۸) میں ہے:

و اما من آمن و عمل صالحاً فله، جزآء ن الحسنیٰ و سنقول له، من امرنا یسراً o

[اور جو ایمان لایا اور عمل صالح کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اُسے آسان کام کہیں گے (اس کے کام آسان ہو جائیں گے)۔]

صفحہ ۶۳ ہی میں ہے:

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ!

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہمارے دین کو دینِ ابراہیمؑ کہا ہے:

ملة ابیکم ابراهیم ط [تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین]۔

گویا یہ دینِ ابراہیمی ہے جس میں تسلیم و رضا کی خونی داستان ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے صاحبزادے کی قربانی اللہ کی رضا کے لیے دی اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی اور اپنے بہتر رفقا کی قربانی اللہ کی رضا کے لیے دی ہے۔

و من جاهد فانما یجاهد لنفسه (۲۹ : ۶)۔
و من تزکی فانما یتزکیٰ لنفسه (۳۵ : ۱۸)۔
من عمل صالحاً فلنفسه (۴۵ : ۱۵)۔

ان تمام قربانیوں کا محرک صرف دین ہے اور یہی داستانِ حرم ہے۔

صفحہ ۶۴ میں ہے:

علم کی حد سے پَرے بندۂ مومن کے لیے
لذتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

ایسے علم اور فلسفے سے جو صرف سوچنا سکھائے اور مشکلات کی بھیانک شکل دکھا کر عمل سے روک دے ، کوئی فائدہ نہیں ۔ اس کی جگہ عشق (جذبۂ عمل) کی ضرورت ہے جو حضور میں پہنچا دیتا ہے ۔

سورۃ التوبہ (آیت ۵۹) میں اللہ سے رشتہ رکھنے کی اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کی باتیں ہیں :

انا الی اللہ راغبون ○

[ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (شوق اور رغبت ہی سے حضوری حاصل ہو سکتی ہے) ۔]

صفحہ ٦۵ میں ہے :

نہ ستارے میں ہے ، نے گردشِ افلاک میں ہے
تیری تقدیر مرے نالۂ بیباک میں ہے !

لوگوں نے گردشِ افلاک اور ستاروں کو اپنی تقدیر پر اثر انداز سمجھ لیا ہے ۔ یہ بات غلط ہے ۔ اقبال کے نالہ و زاری سے قوم میں ایسی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے جو عمل کے لیے کھڑی ہو جائے ۔ یہ نالہ و زاری قوم کی بیداری کے لیے ہے ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا تھا (المدثر آیات ۲ - ۳) :

قم فانذر ○ و ربك فكبر ○

[کھڑے ہو جاؤ ، پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو ۔]

صفحہ ٦۵ ہی میں ہے :

خراب کوشکِ سلطان و خانقاہِ فقیر
فغاں کہ تخت و مصلیٰ کمالِ زراق !

حکومت اس لیے دی جاتی ہے کہ اوامر و نواہی کی پابندی ہو ۔

سورۃ الحج (آیت ۴۱) میں ہے :

الذين ان مكناهم فی الارض اقاموا الصلوٰة و آتوا الزکوٰة و

امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر ط وللہ عاقبۃ الامور o

[وہ مسلمان ہیں) جن کو اگر ہم زمین میں غلبہ و اقتدار دیں تو وہ نماز کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے ۔]

لیکن حاکموں نے یہ منصب چھوڑ دیا ہے ۔ اسی لیے دوسروں سے بھیک مانگتے ہیں اور ہماری خانقاہوں میں بھی ریا کاری رہ گئی ہے ۔

سورۃ الماعون (آیات ۴ - ۷) میں ہے :

فویلٌ للمصلین لا الذین ہم عن صلاتہم ساہون لا الذین ہم یراؤن لا و یمنعون الماعون o

[پس خرابی ہے اُن نمازیوں کی جو اپنی نماز (کی حقیقت) سے بھولے بیٹھے ہیں ۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ۔]

صفحہ ٦٦ میں ہے :

نہ چینی و عربی وہ ، نہ رومی و شامی
سما سکا نہ دو عالم میں مردِ آفاقی !

مسلمان کا پیوند کسی جگہ سے نہیں ہے ۔

سورۃ الحجرات ، (آیت ۱۲) میں ہے :

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۔

[بے شک تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا ، اللہ کے نزدیک ، وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت آفاقی ہے ۔

سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً ۔

[اور اے محبوبؐ ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے ، خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا ۔]

صفحہ ٦٦ میں ہے :

مئے یقیں سے ضمیرِ حیات ہے پُر سوز
نصیبِ مدرسہ یا رب یہ آبِ آتش ناک !

آج کل کی تعلیم والوں کے دلوں میں یقین کی قوت نہیں ہے۔ اسی لیے عشق اور گرمی سے محروم ہیں۔

صفحہ ٥٦ میں سورۃ الانعام کی آیت ١٦٦ ملاحظہ ہو۔

صفحہ ٦٧ میں ہے :

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک !

صفحہ ٦٠ میں سورۃ الاعراف کی آیت ١٧٩ ملاحظہ ہو۔

جنوں اور عشق ہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

سورۃ الکہف (آیت ٨٨) میں ہے :

و اما من آمن و عمل صالحاً فلہ' جزاء نِ الحسنیٰ و سنقول لہ' من امرنا یسراً o

[اور جو ایمان لایا اور عمل صالح کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اُسے آسان کام کہیں گے (اُس کے کام آسان ہو جائیں۔)]

صفحہ ٦٧ ہی میں ہے :

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
مرے کلام پہ حجت ہے نکتہ' لولاک !

صفحہ ۴۳ میں سورۃ الانبیاء (آیت ١٠٥) اور سورۃ الاحزاب (آیت ٢٧) کی آیتیں ملاحظہ ہوں۔

صفحہ ٦٧ ہی میں ہے :

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ !
یک رنگی و آزادی اے ہمت مردانہ !

کمال حاصل کرنا ہے تو ایک طرف ہو کر لگ کر اُس کے ہو جاؤ۔ سورۃ الانعام (۹۱) میں نہایت بلیغ انداز میں ہے :

قل اللہ ثم ذرھم ٥ [کہو اللہ، پھر اُنھیں (غیر اللہ کو) چھوڑ دو۔]

بس اللہ کے ہو کر رہو اور غیر اللہ کو چھوڑ دو۔

صفحہ ۶۸ میں ہے :

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل[۴]
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے !

ابراہیم علیہ السلام کی طرح تمام بتوں کو توڑ دو۔ یہی کلمۂ طیبہ کا مقصد ہے جو غیر اللہ کی نفی سکھاتا ہے۔

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ٥

[کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے ؟]

جو اللہ کا ہو گیا اُسے کسی اور کی ضرورت نہیں۔

سورۃ الانعام (آیت ۹۲) کی آیت ابھی اُوپر آ چکی ہے۔ وہ بھی دیکھیں۔

صفحہ ۶۹ میں ہے :

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہگذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے !

برطانیہ کے زوال کے متعلق صفحہ ۵۰ میں بھی فرمایا ہے۔ وہاں کی آیت ملاحظہ ہو۔

صفحہ ۶۹ ہی میں ہے :

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک !

انسان بے شک مٹی سے بنایا گیا ہے لیکن اگر ایمان ہے تو وہ عمل صالح کے لا تعداد مظاہرے کر سکتا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ارشاد ہے:

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔]

یہ ارشاد اسی لیے ہے کہ انسان سمجھے کہ جب اُس کے لیے سب کچھ پیدا کیا گیا ہے اُسے ہاتھ پاؤں توڑ کہ بیٹھنا زیب دیتا ہے یا عمل پیش کرنا؟

صفحہ ۷۰ میں ہے:

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد!

علامہ اقبال نے اپنی کتاب ''اسلامی الٰہیات کی نئی تشکیل'' (صفحہ ۵۲) میں سورۂ ق کی اس آیت (۱۵) سے نئی تخلیق کے لیے استدلال کیا ہے:

بل ھم فی لبسٍ من خلقٍ جدیدٍ ٥

[بلکہ وہ لوگ نئی تخلیق کی طرف سے شبہ میں ہیں۔]

صفحہ ۷۰ ہی میں ہے:

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی[۴] ہے کارِ بے بنیاد!

گاندھی نے مرن برت رکھا تھا کہ اچھوتوں کو اُن کے غصب شدہ حقوق برہمنوں سے مل جائیں، لیکن اس طرح کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ موسیٰ علیہ السلام کی شانِ عمل کی وجہ سے نمایاں ہے، ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کی وجہ سے نہیں۔ اُن کے عصا کا ذکر سورۃ 'طٰہٰ'

(آیت ۱۷) وغیرہ میں کئی جگہ آیا ہے اور اُن کے عزم و حوصلے کی بات سورۃ الکہف (آیت ٦۰) میں ہے جس کے لیے صفحہ ۵۸ دیکھیں ۔

صفحہ ۱۷ میں ہے :

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی !

گویا اقبال نے فرشتوں پر ظاہر کر دیا کہ آدم اپنی تڑپ اور عشق سے کیا کیا کارنامے انجام دے سکتا ہے اور آدم کو بتایا کہ وہ خلیفۃ اللہ ہے ، اس لیے اللہ کے نائب کے منصب کے مطابق اُسے بڑے سے بڑے عمل پیش کرنے ہوں گے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱٦٦) اور سورۃ الفاطر (آیت ۳۹) کی آیتوں کا ذکر کئی جگہ اُوپر آ چکا ہے ۔ صفحہ ٦۷ کی آیتیں بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

نے مہرہ باقی ، نے مہرہ بازی — جیتا ہے رومی ، ہارا ہے رازی !

رومیؒ کا شعر یہ ہے :

گر بہ استدلال کارِ دیں بُدے — فخرِ رازی رازدارِ دیں بُدے

دراصل عقل اور فلسفہ بے کار ہے جو صرف سوچنا سکھائے ۔ رومیؒ کی طرح سخت کوشی کی دعوت دی جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے ۔

سورۃ الکہف (آیت ٦۰) اور سورۃ الرعد (آیت ۱۱) کی آیتیں اُوپر آ چکی ہے ۔ وہ ملاحظہ ہوں ۔

صفحہ ۲۷ میں ہے :

آزر کا پیشہ خارا تراشی — کارِ خلیلاں خارا گدازی !

ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر پتھر سے بت تراشتے تھے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۷۴) میں ہے :

و اذ قال ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناماً آلہۃً ج

[اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا ، کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو ؟]

اور ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ دیا ۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۵۸) میں ہے :

فجعلھم جذاذاً الا کبیراً لھم لعلھم الیہ یرجعون ہ

[پس (ابراہیم علیہ السلام نے) سب کو چورا کر دیا مگر ایک کو جو اُن سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اُس سے کچھ پوچھیں (حجت قائم ہو) ۔]

اسی طرح غیر اللہ کی نفی ضروری ہے ۔

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

تو زندگی ہے ، پایندگی ہے   باقی ہے جو کچھ سب خاک بازی !

صفحہ ۶۹ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) آ چکی ہے ۔ وہ ملاحظہ ہو ۔

اسی صفحے میں ہے :

تیری طبیعت ہے اور ، تیرا زمانہ ہے اور
تیرے موافق نہیں خانقہی سلسلہ !

اکثر موجودہ خانقاہیں جو صرف گوشہ نشینی یا ساز و آہنگ سے تعلق رکھتی ہیں وہ با عمل شخص کے لیے مناسب نہیں ۔ سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) کی آیت جس کا حوالہ صفحہ ۶۹ میں ابھی آیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب یہ دنیا سب کی سب انسان کے لیے بنائی گئی ہے تو اُسے برتنے کی ضرورت ہے ، اُس سے الگ رہنے اور تارک الدنیا ہونے سے زندگی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔

اسی صفحے میں ہے :

دل ہو غلامِ خرد یا کہ امامِ خرد
سالکِ رہ ہوشیار ! سخت ہے یہ مرحلہ !

خانقاہ کی غلامی کی طرح اس عقل اور فلسفے کی غلامی بھی زہر ہے جو صرف سوچنا سکھائے اور عمل کے لیے آمادہ نہ کرے ۔

صفحہ ٦٧ میں سورۃ الاعراف کی آیت ١٧٩ اور سورۃ الکہف کی آیت ٨٨ دیکھیں۔

صفحہ ٧٣ میں ہے:

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری[۴] بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی!

سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں ہے:

یٰایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و أولی الامر منکم ج

[اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم میں سے حاکم ہوں۔]

یہ حکم راعی اور رعایا دونوں کے لیے ہے۔ اگر حاکم اللہ کی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا تو پھر اُس کی اطاعت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے یہی پیام دیا ہے۔

صفحہ ٧٣ ہی میں ہے:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جنید[۳] و بسطامی[۳]!

ممکن ہے کہ علامہ اقبال نے پاکستان کو ایسی خوبیوں کا حامل ہونے کی یہ پیشگوئی کی ہو۔

سورۃ المجادلہ (آیت ١١) میں ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم لا و الذین اوتوا العلم درجٰت ط و اللہ بما تعملون خبیر ٥

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اُن کے جنھیں علم دیا گیا اور اللہ خوب واقف ہے اُس سے جو تم عمل کرتے ہو۔]

سورۃ النور کی آیت ۵۵ بھی دیکھیں۔

صفحہ ۴۷ میں ہے :

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ، تو کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا -]

دکھائی دے گا تو اپنے اندر اور زمین میں اللہ کی نشانیاں نظر آئیں گی -

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے :

رہے نہ ایبک و غوری کے معر کے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو !

شہاب الدین محمد غوری کے غلام قطب الدین ایبک نے ہندوستان میں ۶۰۲ھ سے ۶۰۷ھ تک حکومت کی ہے - لیکن ان سے زیادہ پائدار امیر خسرو کا کلام ہے جس میں تازگی ، شگفتگی اور سچائی ہے -

سورۃ البقرۃ (آیت ۸۳) میں ہے :

قولوا للناس حسناً ○ [لوگوں سے عمدہ طریقے سے بات کرو] -

اور سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۵۳) میں ہے :

قل لعبادی یقول التی ھی احسن ○

[میرے بندوں سے فرما دو کہ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو -]

سورۃ الاحزاب (آیت ۷۰) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً ○

[اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور بات کہو سیدھی (سچی اور پکی) -]

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے :

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش!

سورۂ ابراہیم (آیت ۴۸) میں ہے :

یوم تبدل الارض غیر الارض و السمٰوات و برزوا للہ الواحد القہار o

[جس دن (قیامت کے دن) بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان (بھی) اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے -]

اور سورۃ المومن (آیت ۱۷) میں ہے :

الیوم تجزیٰ کل نفسٍ بما کسبت ط لا ظلم الیوم ط ان اللہ سریع الحساب o

[آج ہر جان اپنے کیے کا بدلہ پائے گی - آج کسی پر زیادتی نہیں - بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے -]

صفحہ ۵۷ میں ہے :

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی !

صفحہ ۸۸ بھی میں ہے :

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

سورۃ القصص کی آیات (۲۲ تا ۲۸) میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعات ہیں کہ وہ مدین میں کس طرح شعیب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور دس سال تک اُن کی ملازمت کی - اس واقعے سے یہاں علامہ اقبال نے بھی ایک صحیح عارف کی صحبت حاصل کرنے کا مشورہ دیا ہے -

صفحہ ۶۷ میں ہے :

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک !
ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی !

صوفیہ کے نزدیک حیرت کی دو قسمیں ہیں :

(۱) حیرتِ محمود جو مشاہدۂ تجلیات سے طاری ہوتی ہے :

من عرف اللہ قل کلامہ' و دام تحیرہ' ۔

(۲) حیرتِ مذموم یعنی سرگشتگی جو منکرین کا خاصہ ہے ۔

حیرتِ محمود کی مثال موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے :

فلما تجلّٰی ربہ' للجبل جعلہ' دکاً و خر موسیٰ صعقاً ۔

[جب اُس (موسیٰ) کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اُسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرے بے ہوش ۔]

صفحہ ۶۷ ہی میں ہے :

چیتے کا جگر چاہیے ، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ !

اللہ کے آگے جھک جانے کے بعد ایسا عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں رہتی (کرمِ کتابی بننے کی ضرورت بھی نہیں رہتی) ۔

سورۂ ھود (آیت ۱۲۳) میں ہے :

و الیہ یرجع الامر کلہ' فاعبدہ و توکل علیہ ط

[اور اُسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اُس کی بندگی کرو اور اُس پر بھروسا رکھو ۔]

سورۂ مریم (آیت ٦٥) میں ہے :

رب السمٰوات و الارض و ما بینھما فاعبدہ و اصطبر لعبادتہٖ ط ھل تعلم لہٗ سمیاً o

[آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک ، تو اُسے پوجو اور اُس کی بندگی پر ثابت رہو (یعنی اُس کی بندگی کے بعد کسی چیز کی محتاجی نہیں رہتی) -]

سورۂ یونس (آیت ۸۴) میں بھی ہے :

و قال موسیٰ یٰقوم ان کنتم آمنتم باللہ فعلیہ توکلوآ ان کنتم مسلمین o

[اور موسیٰ نے کہا ، اے میری قوم ! اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اُسی پر بھروسا کرو اگر تم مسلمان ہو -]

صفحہ ٦٧ ہی میں ہے :

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے ، طاؤس فقط رنگ !

سورۂ لقمٰن (آیت ٦) میں ہے :

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علمٍ و یتخذھا ھزواً ط اولٰئك لھم عذابٌ مھین o

[اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (لہو و لعب) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں ، بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنا لیں - اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے -]

سورۃ النمل (آیت ۲۴) میں ہے :

و زین لھم الشیطٰن اعمالھم -

[اور سنوار دیے اُن کے لیے شیطان نے اُن کے اعمال -]

لہو و لعب اور شیطانی کاموں سے احتراز چاہیے -

صفحہ ۷۷ میں ہے :

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر ، فقر ہے شاہوں کا شاہ

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۳۱) میں ہے :

ولا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہ ازواجاً منهم زهرة الحیٰوة الدنیا لنفتنهم فیه ط و رزق ربك خیر و ابقیٰ o

[تو نہ دوڑا اپنی نگاہوں کو اُن چیزوں کی طرف جن سے ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو بہرہ مند کیا ہے (یعنی) دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف ۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم اس میں اُن کو آزمائیں ۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ۔]

پس جب اللہ پاک اپنے انعام کا وعدہ کر کے دنیا سے بے رغبتی اور بے نیازی کی تعلیم دے رہا ہے تو پھر بندہ کیوں غیر اللہ کا محتاج بنے ؟

صفحہ ۷۷ ہی میں ہے :

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم ، فقر مسیح[۴] و کلیم[۴]
علم ہے جویائے راہ ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر ، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب ، علم میں مستی گناہ !

یہ تمام اشعار قریب قریب ایک ہی مفہوم والے ہیں ۔ علم و حکمت کی رغبت کے لیے سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۱۴) میں یہ دعا سکھائی ہے :

رب زدنی علماً o [اے رب ، بڑھاتا رہ مجھے علم میں ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

من یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً o

[جس کو حکمت دی گئی تو گویا اُسے دولت کثیر دی گئی ۔]

علم و حکمت سے ضرور یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن یہ چیزیں "چراغِ راہ" ہیں ۔ اصل منزلِ مقصود جو غیر اللہ سے بے نیازی اور اللہ سے حضوری سکھاتی ہے وہ بندے کو اللہ کی رضا میں ضم کر دیتی ہے اور وہ کہتا ہے (الانعام ، آیت ۱۶۳) :

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔]

صفحہ ۷۸ میں ہے :

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف !

غیب یعنی حواسِ انسانی کا احوالِ خلق کی طرف متوجہ ہونا اور حضور یعنی خود کو خدا کے روبرو موجود سمجھنا ۔ یہ صوفیہ کا قول ہے ، لیکن افلاطون دوسرے طریقے سے یوں کہتا ہے کہ اشیائے کائنات کا علم محض کلیات ، تصورات اور عالمگیر صداقتوں کے ذریعے سے کسی حد تک ہو سکتا ہے لیکن چونکہ اشیا ہر وقت متغیر ہوتی رہتی ہیں ، اس لیے اُن کا علم حقیقی اور اصلی نہیں ہے ۔ چنانچہ دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ لائقِ اعتبار نہیں ۔ گویا اُس نے عالمِ موجودات کا انکار اور عالمِ غیر محسوس کا اثبات کیا ۔ اقبال کے شعر میں یہی ذکر ہے کہ افلاطون کو غیب و حضور کے متعین کرنے میں ناکامی ہوئی ۔ اور وہ ظن و تخمین ہی کی دنیا میں رہا ۔ خرد والے اور ظن و تخمین والے گھاٹے میں ہیں ۔

سورۃ التوبہ (آیت ۴۵) میں ہے :

انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الآخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون ٥

[رخصت وہی مانگتے ہیں آپ سے جو نہیں یقین کرتے اللہ پر اور

یومِ آخر پر اور شک میں پڑے ہیں دل اُن کے ، سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں -]

یہ آیت دراصل جہاد سے بچنے والوں کے متعلق ہے - یہاں حقیقت سے بچنے والوں کے لیے بھی صادق آتی ہے -

صفحہ ۷۸ ہی میں ہے :

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی ، نہ صاحبِ کشاف

فخر الدین محمد رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) نے ''تفسیر کبیر'' لکھی اور محمد بن عمر جاراللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۷ھ) نے ''تفسیرِ کشاف'' لکھی -

علامہ اقبال کے والد صاحب نے اُن کے بچپن میں یہ نصیحت کی تھی کہ ''جب تک تم یہ نہ سمجھو کہ قرآن تمھارے قلب پر بھی اسی طرح اُترتا ہے جس طرح محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس پر نازل ہوا تھا ، تلاوت کا مزہ نہیں -''٦

سورۃ النساء (آیت ۱۶۶) میں ہے :

لٰکن اللہ یشھد بما انزل الیك انزلہ' بعلمہٖ o

[لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو آپ کو نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ (نزولِ قرآن اللہ کے علم اور شہادت کے ساتھ ہے) -]

صفحہ ۷۹ میں ہے :

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

غلط قسم کے مولویوں نے اپنے حلوے مانڈے کی خاطر چھوٹی چھوٹی باتوں سے گروہ بندی کی ہے -

---

٦- رسالہ ''اقبال'' (لاہور ، اکتوبر ۱۹۷۲ تا جنوری ۱۸۷۳) ، صفحہ ۹۳ - مولانا سلیمان ندوی نے رسالہ ''جوہر'' (دہلی ، ۱۹۳۸) میں بھی یہ واقعہ دوسرے انداز سے بیان کیا ہے -

سورۃ الروم (آیات ۳۱ - ۳۲) میں ہے :

منیبین الیہ واتقوہ و اقیموا الصلٰوۃ ولا تکونوا من المشرکین ○
من الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً ط کل حزب ٍ بما لدیھم فرحون ○

[اُس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اُس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ ۔ اُن میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہوگئے - ہر گروہ (کے لوگ) اُس پر جو اُن کے پاس ہے مگن ہیں -]

صفحہ ۹۷ ہی میں ہے :

سُنا ہے میں نے سخن رس ہے ترکِ عثمانی
سنائے کون اُسے اقبال کا یہ شعرِ غریب !
سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب !

صدیوں تک تُرک نے یورپ اور ایشیا کے علاقوں پر اپنا قبضہ رکھا ، پھر پہلی جنگِ عظیم میں کمزور ہوگیا ، تاہم مصطفیٰ کمال پاشا نے اسے تقویت دی لیکن اب وہ خود کو یورپ کا ملک کہنے میں فخر محسوس کرنے لگا ہے - اگر وہ خود کو مسلمان سمجھے تو آسمانوں کی بلندی تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لاٰیٰت ٍ لقوم ٍ یتفکرون ○

[اور مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے -]

اسی صفحے میں ہے :

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہب مُلاّ و جمادات و نباتات

"مردانِ خود آگاہ" وسعتِ افلاک میں پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ ابھی سورۃ الجاثیہ کی (آیت ۱۳) دیکھی ہے۔ انسان کے علاوہ دوسری مخلوق صرف تسبیح ہی کرتی ہے۔

سورۃ الحشر (آیت ۱)، سورۃ الصف (آیت ۱):

سبح للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض ٥

[اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔]

صفحہ ۸۰ میں ہے:

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج!
اُبھر کر جس طرف چاہے نکل جا!

مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ وہ سخت کوشی اور پیہم جستجو کے لیے پیدا ہوا ہے۔ سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے پیام ہے جس کا ذکر صفحہ ۵۸ میں آ چکا ہے۔ صفحہ ۶۷ میں سورۂ ھود (آیت ۱۲۳)، سورۂ مریم (آیت ۶۵) اور سورۂ یونس (آیت ۸۴) کی آیتیں بھی ملاحظہ ہوں۔

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے:

مکانی ہوں کہ آزادِ مکانی ہوں؟
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟

مسلمان کسی مکان کا پابند نہیں اور اُسی کے لیے سارا جہان پیدا کیا گیا ہے۔ صفحہ ۶۹ میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۹ دیکھیں۔

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے :

یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی ! یقیں اللہ مستی ، خود گزینی !

یقین اور ایمان کامل ہوا تو ابراہیم علیہ السلام کی آگ بھی گلزار بن جاتی ہے ۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۶۹) میں ارشاد ہے :

قلنا یا نار کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم o

[ہم نے حکم دیا ، اے آگ ! ہو جا ٹھنڈک اور سلامتی ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے ۔]

صفحہ ۸۲ میں ہے :

ع ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل

ہر چیز میں دل ہوگا ، کیونکہ ہر چیز اُگتی اور بڑھتی ہے ۔

صفحہ ۷۳ میں سورۃ الذاریٰت کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) دیکھیں ۔ سورۃ المائدہ کی آیت (۱۰۵) بھی آ چکی ہے ، یعنی :

یٰایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم ۔ ۔ ۔ ۔

[اے ایمان والو تو اپنی فکر رکھو (اپنی خودی کی حفاظت کرو) ۔]

یہی خودی ہر مخلوق کے دل میں ہے جو اُسے آگے بڑھنے میں آمادگی سکھاتی ہے ۔

صفحہ ۸۲ ہی میں ہے :

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے !

مسلمان ہی کے لیے یہ کائنات بنائی گئی ہے ۔ سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) ، سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۵) اور سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) کی آیتیں اوپر آ چکی ہیں ۔

صفحہ ۸۳ میں ہے :

ع نہیں ممکن امیری بے فقیری !

فقیر سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا - یہی بے نیازی اصل امیری ہے - صفحہ ۷۷ میں سورۂ 'طٰہ' کی آیت ۱۳۱ مذکور ہوئی - وہ دیکھیں -

صفحہ ۸۳ ہی میں ہے :

خودی کی خلوتوں میں مصطفائی خودی کی جلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

خودی کی بہترین مثال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے جو انسانیت کی معراج ہے - اور خودی جو ہر چیز میں موجود ہے اُس کے پس پردہ اللہ کی ذات ہے جس سے خودی کی تخلیق ہوتی ہے -

سورۃ المائدہ (آیت ۱۰۵) اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) کی آیتوں کے علاوہ انسانیت کی معراج کبھی رحمۃ للعالمین (الانبیاء آیت ۱۰۷) ، کبھی رؤفٌ رحیم (التوبہ ، آیت ۱۲۸) اور کبھی خاتم النبیین (الاحزاب ، آیت ۴۰) کی شان میں نظر آتی ہے اور کبھی دین و نعمت کی تکمیل (المائدہ ، آیت ۳) کی خوش خبری سناتی ہے - یہی مقام خودی کا منتہٰی ہے -

اسی صفحے میں ہے :

؎ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی امان شاید ملے اللہ ھُو میں

قم اللیل (سورۃ المزمل آیت ۲) کا حکم بھی ہے اور امان و سکون کے لیے سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے :

الا بذکراللہ تطمئن القلوب ٥

[سن لو ، اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے -]

صفحہ ۸۳ ہی میں ہے :

جمالِ عشق و مستی نےؔ نوازی جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ زوالِ عشق و مستی حرفِ رازیؒ !

جب بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے اور جذبِ کامل حاصل کر لیتا ہے تو وہ رومیؒ کی طرح کہتا ہے :

بشنو از نے چوں حکایت می کند
و ز جدائیہا شکایت می کند

ایسا شخص تمام عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور حیدری قوتِ بازو بھی حاصل کر لیتا ہے - ایسے شخص کے لیے فخر الدین رازی کی متکلمانہ بحث کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ یقینِ کامل کا نمونہ ہوتا ہے -

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین o

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور اُنھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ ، نیکوں کے ساتھ ہے (اُن کی مدد فرماتا ہے) -]

صفحہ ۸۴ میں ہے :

مری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں میں ، حاصل نہیں میں

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[انسان نہ پائے گا مگر اپنی کوشش -]

حدیث میں بھی ہے :

السعی منی والاتمام من اللہ o

[کوشش میری اور نتیجہ اللہ کے ہاتھ ہے -]

صفحہ ۸۴ ہی میں ہے :

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے !

صفحہ ۵۱ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۸۵ میں ہے :

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے

مسلمانوں کا جوش اور ولولہ جو محبت اور عشق کے لوازمات میں سے ہے ختم ہو گیا ہے ۔ اسی کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ اُس کا ایمان یہ ہونا چاہیے جو سورۃ الانعام (آیت ۱٦۲) میں مذکور ہے کہ :

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۔]

مسلمان کی زندگی اور موت سب کچھ اللہ کے لیے ہونی چاہیے اور یہ مقام اُسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ عشق ہو اور وہ عشق جوش اور ولولے ہی سے ظاہر ہوتا ہے ۔

صفحہ ۸٦ میں ہے :

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

شاہیں بچے یعنی مسلمان ۔ شاہیں میں اسلامی فقر کی خصوصیات ملتی ہیں ، یعنی :

(۱) خوددار اور غیرت مند ہے کہ دوسرے کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا ۔

(۲) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا ۔

(۳) بلند پرواز ہے ۔

(۴) خلوت پسند ہے ۔

(۵) تیز نگاہ ہے ۔

آہِ سحر = تہجد کی بیداری ۔ سورۃ المزمل (آیت ۶) میں ہے :

ان ناشئۃ الیل ھی اشد و طاً و اقوم قیلاً ○

[بے شک رات کا اُٹھنا ، وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے ۔]

صفحہ ۸۶ ہی میں ہے :

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں — غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن — کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

اللہ کے فضل سے میں کسی بادشاہ کا غلام نہیں ہوں ۔ جو اللہ کا صحیح بندہ ہوتا ہے وہ غیر اللہ کا محتاج نہیں ہوتا ۔

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

الا لہ الخلق و الامر ○

[سن لو ، اُسی (اللہ کے) ہاتھ میں ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۔]

اور

ان رحمۃ اللہ قریبٌ من المحسنین ○ (سورۃ الاعراف ، آیت ۵۶) ۔

[بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے ۔ (پھر وہ نیک کسی غیر اللہ کا کیوں محتاج بنے ؟) ۔]

صفحہ ۸۷ میں ہے :

کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق — کبھی سوز و سرورِ انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر — کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق !

صفحہ ۸۳ میں سورۃ العنکبوت کی آیت (۶۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۸۷ ہی میں ہے :

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر — شریک و زمرہ لا یحزنون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں — مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر !

سورۂ یونس (آیت ۶۲) میں ہے:

الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم ولاھم یحزنون ہ

[سن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔]

عارفین کے نزدیک ولایت نام ہے قربِ الٰہی کا اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اُسے کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

صفحہ ۸۷ ہی میں ہے:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے

بوالحسن یعنی حضرت علیؓ سے یہ قول "نہج البلاغہ" میں منقول ہے:

انہٗ یموت من مات منا و لیس بمیت ہ

[جو مرتا ہے وہ لوگوں کے نزدیک مر جاتا ہے لیکن اُس کی روح نہیں مرتی۔]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۵) میں ہے:

قل الروح من امر ربی و مآ اوتیتم من العلم الا قلیلاً ہ

[آپ فرما دیں، روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔]

مرگِ بدن کے بعد روح کا قائم رہنا صحیح ہے لیکن انسان اس بات کو کیا سمجھ سکتا ہے!

صفحہ ۸۸ میں ہے:

ع نہ خود بیں، نے خدا بیں، نے جہاں بیں

انسان کا مقام کتنا بلند ہے کہ وہ اللہ کا نائب ہے (البقرہ، آیت ۳۰) اور اُسی کے لیے ہر چیز پیدا کی گئی ہے (البقرہ، آیت ۲۹)، لیکن جب وہ اپنے اس مقام کو نہیں پہچانتا اور احسن التقویم کی منزل سے واقف نہیں ہوتا تو پھر:

ثم رددنہ اسفل سافلین ٥ (سورۃ التین ، آیت ۵) ۔

[پھر ہم نے اُسے نیچے سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا ۔]

صفحہ ۸۸ ہی میں ہے :

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

صفحہ ۵۷ میں ذکر آ چکا ہے ۔ اس ”دو قدم“ کے متعلق حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) نے ”مکتوبات“ (دفتر اول ، مکتوب ۱۱۵) میں لکھا ہے :

”یہ راہ جسے ہم طے کرنا چاہتے ہیں سات قدموں کی ہے ۔ دو قدم عالم خلق میں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ راہ دو قدم کی ہے ۔ اُس سے اُن کی مراد عالمِ خلق اور عالمِ امر ہے (الا لہ الخلق والامر [الاعراف ، آیت ۵۴]) ۔

صفحہ ۸۹ میں ہے :

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے ! وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج یہ سب باقی ہیں تُو باقی نہیں ہے !

ہم رسمیہ مسلمان ہیں ، صحیح مسلمان نہیں ۔ ہماری مثال اُن لوگوں جیسی ہے جن کا ذکر سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

قالت الاعراب آمنا ط قل لم تؤمنوا و لٰکن قولوآ اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم ط و ان تطیعوا اللہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئاً ط ان اللہ غفورٌ رحیم ٥

[گنوار بولے ، ہم ایمان لائے ۔ آپ فرما دیں کہ تم ایمان تو نہ لائے ، ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمھارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ؟ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرو گے

تو تمھارے کسی عمل کا تمھیں نقصان نہ دے گا - بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے -]

صفحہ ۸۹ ہی میں ہے :

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی! گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار وہی مہدی ، وہی آخر زمانی!

موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا تھا لن ترانی (الاعراف ، آیت ۱۴۳) ، لیکن اب زمانہ یہ ہے کہ انسان خود نگری اور خودی کی بدولت بڑے سے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے ، یعنی عمل اور عشق اصل راز ہے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو - تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو -]

مومن کے ایمان کا تقاضا عمل اور عشق ہے -

اسی صفحے میں ہے :

ع فقط امروز ہے تیرا زمانہ

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ o [وہ ہر دن ایک دھندے میں ہے] -

اور سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

لا تاخذہٗ سنۃٌ ولا نومٌ ط [اُسے نہ اونگھ آئے نہ نیند] -

جب اللہ ایسا ہے تو اُس کا نائب کیوں بے عمل ہے اور کیوں آج بیدار نہیں ؟

صفحہ ۸۹ ہی میں ہے :

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں غریبی میں نگہبانی خودی کی!

صفحہ ۷۷ میں سورۃ 'طٰہٰ' کی آیت (۱۳۱) دیکھیں -

صفحہ ۹۰ میں ہے :

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق   خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

صفحہ ۸۹ میں سورۃ الرحمٰن کی آیت (۲۹) اور سورۃ البقرۃ کی آیت (۲۵۵) دیکھیں ۔

صفحہ ۹۰ ہی میں ہے :

میں صورتِ گل دستِ صبا کا نہیں محتاج
کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک

مسلمان غیر اللہ کا محتاج نہیں ۔ اُس کا ایمان ہی اُس کو عشق اور عمل سکھاتا ہے ۔ صفحہ ۸۹ میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (۱۳۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۹۱ میں ہے :

ہے یہی میری نماز ، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو !

جنت کی بشارت اُن لوگوں کے لیے ہے جو اُس کی طرف رجوع کریں اور رجوع کرتا ہوا دل رکھتے ہوں ۔

سورۂ ق (آیات ۳۲ - ۳۳) میں ہے :

ھٰذا ما توعدون لکل اوابٍ حفیظٍ ٥ من خشی الرحمٰن بالغیب و جاء بقلبٍ منیبٍ ٥

[یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو ہر رجوع لانے نگہداشت والے کے لیے ۔ جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ۔]

صفحہ ۹۱ ہی میں ہے :

ع   صحبتِ اہلِ صفا ، نور و حضور و سرور

سورۃ الکہف (آیت ۲۸) میں ہے :

واصبر نفسك مع الذین یدعون ربهم بالغداوة و العشی یریدون

وجهه، ولا تعد عینٰك عنهم ٥

[اور اپنے آپ کو ثابت قدم رکھ اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں ، اُس کی خوشنودی (رضا) چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں اُن سے نہ ہٹنے پائیں -]

صفحہ ۹۱ ہی میں ہے :

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ھُو

صفحہ ۸۳ میں سورۃ الرعد کی آیت (۲۸) آ چکی ہے - وہ دیکھیں -

صفحہ ۹۳ میں ہے :

سلسلہ روز و شب ، نقش گر حادثات
سلسلہ روز و شب اصلِ حیات و ممات

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶۴) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل و النهار و الفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس و ما انزل الله من السماء من ماءٍ فاحیا به الارض بعد موتها و بث فیها من کل دابةٍ و تصریف الریٰح والسحاب المسخر بین السماء و الارض لاٰیٰتٍ لقومٍ یعقلون ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے بدلنے میں اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے کے لیے چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو اس سے زندہ کیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں مسخر ہیں ، ان سب میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں -]

سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۹۰) اور سورۃ یونس (آیت ۶) وغیرہ میں بھی ایسے مضامین ہیں -

صفحہ ۹۳ ہی میں ہے :

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو ، جس میں نہ دن ہے نہ رات !

صفحہ ۸۹ میں سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) اور سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) دیکھیں ۔

صفحہ ۹۴ میں ہے :

اول و آخر فنا ، باطن و ظاہر فنا
نقش کہن ہو کہ نَو ، منزلِ آخر فنا

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۶) میں ہے :

کل من علیہا فان ہ o [زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے] ۔

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

ع عشق ہے اصلِ حیات ، موت ہے اُس پر حرام

جوش ، ولولہ ، دُھن اور لگن سے زندگی عبارت ہے ۔

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب o

[اور جو شخص شعائرِ الٰہی کا احترام کرتا ہے اُس کا طریقِ عمل قلب کے تقویٰ کا نتیجہ ہے ۔]

تقویٰ دراصل ضمیر کے اُس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام میں خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اُس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے ۔ گویا تقویٰ جو اقبال کی اصطلاح میں عشق ہے ایک ایجابی صفت ہے جو پہلے دل سے تعلق رکھتی ہے پھر تمام جوارح سے ، اور اسی سے بیداری پیدا ہوتی ہے جو انسان کو عملِ پیہم کے لیے آمادہ کرتی ہے ۔ صفحہ ۳۲ میں بھی یہ بحث آ چکی ہے ۔

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

عشق دمِ جبرئیل ، عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسول ، عشق خدا کا کلام !

''تقویٰ القلوب'' جس کا ذکر ابھی آیا ، جبریل علیہ السلام نے بھی اسی کا پیام دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسی کی عملی تعلیم دی ۔ جبریل علیہ السلام کو بھی چونکہ سورۃ التکویر میں (انہ' لقول رسولِ کریم) رسول کہا گیا ہے اس لیے یہاں بھی عشق کو (جس کا پیام جبریل علیہ السلام لائے ہیں) ''خدا کا رسول'' کہا ہے ۔ بہرحال عشق ہی خدا کا مقصد ہے ، ورنہ آدم کی تخلیق بے کار ہو جائے گی ۔

صفحہ ۹۵ میں ہے :

قطرۂ خونِ جگر ، سِل کو بناتا ہے دل
خونِ جگر سے صدا سوز و سرور و سرود !

یہی تقویٰ القلوب انسان کو جگر کاوی کے لیے آمادہ کرتا ہے ۔ مسجد قرطبہ بھی اسی کا مظاہرہ ہے ۔ اور اسی لیے :

ع عرشِ معلیٰ سے کم سینۂ آدم نہیں[۷]

صفحہ ۹۵ ہی میں ہے :

پیکرِ نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا
اس کو میسر نہیں سوز و گدازِ سجود !

فرشتے عبادت کرتے ہیں لیکن اس عبادت میں لذت صرف انسان کو اس کے قلب کے سوز کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ صفحہ ۹۱ میں سورۂ ق کی آیتیں (۳۲ - ۳۳) ملاحظہ ہوں ۔

۷۔ راقم الحروف شاعر نہیں لیکن کبھی یہ شعر کہا تھا :

قلب را عرشِ الٰہی گفتہ اند   ایں زمیں را آسمانے دیگر است

صفحہ ۹٦ میں ہے :

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں ، کہ ہے
اُس کی اذانوں سے فاش سِرِّ کلیم[۴] و خلیل[۴]

مسلمان کی اذان سے غیر اللہ کے انکار کا اعلان ہوا کرتا ہے - یہ علان اگر دل سے ہے تو گویا ابراہیم علیہ السلام کی طرح بت شکنی اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح فرعونی طاقت کی بیخ کنی کا اعلان ہے - جو مسلمان ایسا ایمان رکھتا ہے وہ کبھی مٹ نہیں سکتا -

سورۃ العنکبوت (آیت ٦۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم اُنھیں اپنے راستے (فلاح کے) دکھا دیں گے -]

صفحہ ۹۷ میں ہے :

ہاتھ ہے اللہ کا ، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کارآفریں ، کارکشا ، کارساز

ایک حدیث ہے :

العبد یتقرب الی بالنوافل حتّٰی احبہ' فاذا احبتہ' کنت سمعہ' الذی یسمع بہ، و بصرہ الذی یبصر بہ، و یدہ الذی یبطش بہ، و رجلہ الذی یمشی بہ، ٥

[بندہ مجھ سے نوافل (عبادت) کے ذریعے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے -]

سورۃ الانفال (آیت ۷) میں ہے :

و ما رمیت اذ رمیت و لٰکن اللہ رمیٰ -

[(اے محبوبؐ) جب تم نے (کنکریاں) پھینکی تھیں تو تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں -]

سورۃ الفتح (آیت ۱۰) میں ہے :

ید اللہ فوق ایدیھم ہ

[اللہ کا ہاتھ اُن کے (مومنوں کے) ہاتھوں پر ہے -]

صفحہ ۹۷ میں ہی ہے :

اُس کی امیدیں قلیل ، اُس کے مقاصد جلیل
اُس کی ادا دل فریب ، اُس کی نگہ دل نواز

مسلمان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ صفات سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۵۹) میں بیان کی گئی ہیں - انہی کا پیرو مسلمان کو ہونا چاہیے :

فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم ج و لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولک ص فاعف منھم واستغفرلھم و شاورھم فی الامر ج فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین ہ

[تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوبؐ تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج ، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے - تو تم انہیں معاف فرما دو اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسا کرو - بے شک توکل والے لوگ اللہ کو پیارے ہیں -]

صفحہ ۹۷ ہی میں ہے :

نرم دمِ گفتگو ، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

سورۃ فتح کی آخری آیت میں ہے :

محمد رسول اللہ ط والذین معہ' اشداء علی الکفار رحماء بینھم ط

[محمد رسول اللہ ہیں اور اُن کے ساتھی جو ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں

اور آپس میں نرم دل -]

اوپر کی آیت ۱۵۹ سورۂ آلِ عمران بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۹۸ میں ہے :

نقطۂ پرکارِ حق ، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

مردِ خدا کے ایمان اور یقین ہی کے گرد کے تمام عالم گھومتا ہے اور وہ سب پر غالب رہتا ہے ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ ۔ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو -]

صفحہ ۹۸ میں ہے :

عقل کی منزل ہے وہ ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ

مومنِ کامل ہر خیر کا مرجع ہے اور اُسی کی وجہ سے دنیا کی محفل میں گرمی ہے ، کیونکہ اُسی کے لیے دنیا بنائی گئی ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

اور وہ خلیفۃ اللہ بھی ہے (سورۃ الانعام ، آیت ۱۶۵) -

صفحہ ۹۸ ہی میں ہے :

آہ وہ مردانِ حق ! وہ عربی شہسوار
حاملِ خُلقِ عظیم ، صاحبِ صدق و یقیں

مردانِ حق کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سورۃ القلم (آیت ۴) میں ہے :

و انك لعلیٰ خلقٍ عظیم

[اور بے شک آپ کے اخلاق بہت بلند ہیں ۔]

صفحہ ۹۸ ہی میں ہے :

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے ، شاہی نہیں !

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں حکومت کے اہل ہونے کی یہ بشارت آئی ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰتِ لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط

[اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں خلافت (حکومت) دے گا جس طرح اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور اُن کے دین کو مضبوط کر دے جس کو اُس نے پسند کیا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا ۔]

صفحہ ۹۹ میں ہے :

بوے یمن آج بھی اُس کی ہواؤں میں ہے !
رنگِ حجاز آج بھی اُس کی نواؤں میں ہے !

ایک حدیث (گو کہ موضوع ہے) اس طرح ہے :

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن[۸] ۔

۸۔ قرآن پاک میں یعقوب علیہ السلام کے متعلق سورۂ یوسف (آیت ۹۴) میں آتا ہے کہ انھوں نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کی تھی : انی لا جد ریح یوسف ٥ [بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں] ۔

[یمن کی طرف سے مجھے خدا کی خوشبو آتی ہے -]

حضرت اویس قرنیؓ وہیں کے تھے - اُن کے متعلق یہ اشارہ ہے -۹

صفحہ ۱۰۰ میں ہے :

جس میں نہ ہو انقلاب ، موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب !

سورۃ النور (آیت ۴۴) میں ہے :

یقلب اللہ الیل و النہارط ان فی ذٰلك لعبرۃً لاولی الابصار o

[اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی - بے شک اس میں عبرت ہے نگاہ والوں کے لیے -]

اور سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۴۴) میں ہے :

و تلك الایام نداولھا بین الناس o

[اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں (کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی) -]

صفحہ ۱۰۳ میں ہے :

ع ہے سوزِ دروں سے زندگانی

سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

۹- اُس کے بعد جو اشعار ہیں ان میں دو تلمیح یہ ہیں :

ع دیکھ چکا المنی شورشِ اصلاحِ دیں

یعنی Luther (۱۴۸۳ تا ۱۵۴۶) جس نے رومن کیتھولک کے خلاف Protestants کی بنیاد ڈالی تھی - پھر French Revolutions کے مطابق تلمیح ہے :

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو - تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو -]

صفحہ ۱۰۳ ہی میں ہے :

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے !
مومن کا مقام ہر کہیں ہے !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

دیکھا بھی دکھایا بھی ، سنایا بھی سنا بھی
ہے دل کی تسلی نہ نظر میں ، نہ خبر میں !

دل کی تسلی صرف اللہ سے رشتہ رکھنے میں ہے -

سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ہے :

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب o

[سن لو ، اللہ کی یاد ہی میں دل کا چین ہے -]

صفحہ ۱۰۵ میں ہے :

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت ، نہ کشور کشائی !

شہادت ابدی زندگی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ؕ بل احیاء ولٰکن لا تشعرون o

[اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں ۔ ہاں تم کو خبر نہیں ۔]

پھر شہید کا درجہ صدیق کے بعد ہی ہوتا ہے ۔

سورۃ النساء (آیت ۶۹) میں ہے :

و من یطع اللہ و الرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصٰلحین ج و حسن اولٰئک رفیقاً ○

[اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ۔]

صفحہ ۱۰۵ ہی میں ہے :

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں !

نوح علیہ السلام کی دعا سورۂ نوح (آیت ۲۶) میں ہے :

و قال نوحؑ رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیاراً ○

[اور نوح نے عرض کی ، اے میرے رب ، ان کافروں میں سے کسی کو بھی روے زمین پر باقی نہ چھوڑ ۔]

صفحہ ۱۰۶ میں ہے :

اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پایندہ تری ذات

سورۂ فصلت (آیت ۵۳) میں ہے :

سنریھم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق ط ۔۔۔

[اب ہم دکھائیں گے اپنی نشانیاں آفاق میں اور اُن کی جانوں میں حتیٰ کہ کھل جائے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے ۔]

صفحہ ۱۰۶ ہی میں ہے :

آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالم ہوا ثابت!
میں جس کو سمجھتا ہوں کلیسا کے خرافات

عرب میں قبیلہ عذرہ کا ایک دروغ گو شخص خرافہ تھا ۔ اُسی سے یہ لفظ بنایا گیا ، یعنی لغو باتیں ۔ کلیسا والوں نے خلافِ عقل باتیں (عقائد و اعمال) شروع کر دی تھیں اس لیے اُن کے خلاف احتجاج شروع ہوا ، پھر یہ احتجاج ضد اور نفرت کی حد تک پہنچ گیا حتیٰ کہ کلیسا کے بتائے ہوئے خدا کا بھی انکار ہونے لگا ۔

سورۂ فصلت (آیت ۲۹) میں ہے :

و قال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلنا من الجن و الانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین ○

[اور کافر بولے (جہنم میں) ، اے ہمارے رب ، ہمیں دکھا وہ دونوں جن اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا کہ ہم اُنھیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں کہ وہ ہر نیچے سے نیچے رہیں ۔]

صفحہ ۱۰۷ میں ہے :

یہ علم ، یہ حکمت ، یہ تدبر ، یہ حکومت!
پیتے ہیں لہو ، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات!

یورپ والوں کے علم ، تدبر وغیرہ کا مقصد صرف خون چوسنا ہے کیونکہ اُن پر شیطان نے قابو پا لیا ہے ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط الآ ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ○

[اُن پر شیطان نے قابو پا لیا ۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے ۔ سن رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اُٹھانے والی ہے ۔]

اسی لیے اس جماعت کی وجہ سے ہے :

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس

صفحہ ۱۰۸ میں ہے :

ع ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

سورۃ الذاریٰت (آیت ۱۹) میں ارشاد ہے :

و فی اموالھم حقٌ للسائل و المحروم o

[اور اُن کے مالوں میں حق ہے سائل اور محروم کا ۔]

مزدور کو محروم رکھا جاتا ہے اور اُسے اُس کا پورا حق نہیں دیا جاتا ہے ۔

سورۃ الفجر (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

و تاکلون التراث اکلاً لماً o و تحبون المال حباً جماً o

[اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو ۔]

صفحہ ۱۰۸ ہی میں ہے :

ع کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟

معیشت پر اترانے والوں کی ہلاکت یقینی ہے ۔

سورۃ القصص (آیت ۵۸) میں ہے :

و کم اھلکنا من قریۃٍ بطرت معیشتھا o

[اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے ۔]

صفحہ ۱۰۹ میں ہے :

ع دانش و دین و علم و فن بندگیٔ ہوس تمام

صفحہ ۱۰۷ کی آیت دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۹ ہی میں ہے :

ع جوہرِ زندگی ہے عشق ، جوہرِ عشق ہے خودی

زندگی بغیر عشق کے اور عشق بغیر خودی کے نہیں ہے ۔

صفحہ ۹۴ میں سورۃ الحج کی آیت (۳۲) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۰ میں ہے :

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

صفحہ ۱۰۸ میں سورۃ الذاریٰت (آیت ۱۹) ، سورۃ الفجر (آیات ۱۹ - ۲۰) اور سورۃ القصص (آیت ۵۸) کی آیات دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۱ میں ہے :

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب!
کوہِ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں!
گرد سے پاک ہے ہوا ، برگِ نخیل دُھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!

امام صالح شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن حسن البوصیری (المتوفی ۱۲۹۶/۶۹۴) کا قصیدۂ بُردہ اس طرح شروع ہوتا ہے :

امن تذکر جیرانٍ بذی سلم
مزجت دمعاً جریٰ من مقلۃٍ بدم
ام ہبت الریح من تلقاء کاظمۃٍ
او اومض البرق فی الظلماء من اضم

[کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے کہ آنسو ملا ہوا خون

تیری آنکھوں سے جاری ہے ، یا کاظمہ کی طرف سے ہوا آ گئی ، یا اضم سے اندھیری رات میں بجلی چمکی ؟]

کاظمہ (مدینہ) اور کوہِ اضم (مدینہ کے قریب پہاڑ) کے متعلق :

آئی صدائے جبرئیل تیرا مقام ہے یہی
اہلِ فراق کے لیے عیشِ دوام ہے یہی

ایک مسلمان کے لیے کونین میں اس سے زیادہ دلکش اور راحت افزا مقام کوئی نہیں ۔ رومیؒ کہتے ہیں :

مسکنِ یار است و شہرِ شاہِ من پیشِ عاشق ایں بود حب الوطن

سورۃ الانبیاء کی آیت (۱۰۷) ہے :

و ما ارسلنٰك الا رحمةً للعالمین ٥

[اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے ۔]

ایسے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیار کی چیزیں اقبال کو کیوں عزیز نہ ہوتیں ؟

صفحہ ۱۱۲ میں ہے :

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات !

کیا پوری قوم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح حق کے لیے قربانی دینے والا اب کوئی نہیں ؟

سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں ہے :

یٰایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر ط ذٰلك خیرٌ و احسن تاویلاً ٥

[اے ایمان والو ، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور جو تم میں سے حاکم ۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا

جھگڑا اٹھے تو اللہ اور رسولؐ کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو - یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا -]

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی خلافت کو اسی لیے تسلیم نہیں کیا کہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت چھوڑ دی تھی -

اب بھی ہمارے حاکم ایسے ہی ہیں لیکن قومِ حجاز میں کوئی حسینؓ نظر نہیں آتا -

صفحہ ۱۱۲ ہی میں ہے :

صدق خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق !
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق !

ایمان کی گرمی اور ''تقویٰ القلوب'' نہ ہوتا تو یہ تمام واقعات ہمیشہ کے لیے زندگی نہ پاتے - صفحہ ۹۴ میں سورۃ الحج کی آیت (۳۲) دیکھیں -

صفحہ ۱۱۲ ہی میں ہے :

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیر یاب تو !
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جن کی منتظر کائنات رہی ہے -

سورۃ الاحزاب (آیت ۴۰) میں ہے :

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین ط و کان اللہ بکل شیءٍ علیماً o

[محمدؐ تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے -]

اگر معنیٔ دیریاب سے مراد اللہ پاک ہے تو پھر سورۃ الانعام (آیت

۶:۱۰۴) میں ارشاد ہے :

لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار و ھو اللطیف الخبیر ٥

[نگاہیں اُس کو نہیں پاتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے ۔ وہ لطیف اور باخبر ہے ۔]

صفحہ ۱۱۳ میں ہے :

لوح بھی تو ، قلم بھی تو ، تیرا وجود الکتاب !
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب !

ہر چیز مسلمانوں کے لیے ہے اور ہر چیز سے وہ بلند ہے ۔ ''ضربِ کلیم'' میں بھی کہا ہے کہ :

ع قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

صفحہ ۷۸ دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۳ ہی میں ہے :

شوکتِ سنجر و سلیم ، تیرے جلال کی نمود !
فقرِ جنید و با یزید ، تیرا جمال بے نقاب !

علامہ اقبال اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :

''دین اسلام جو ہر مسلمان کے عقیدے کی رو سے ہر شے پر مقدم ہے نفسِ انسانی اور اُس کی مرکزی قوتوں کو فنا نہیں کرتا بلکہ اُن کے عمل کے لیے حدود معین کرتا ہے ۔ ان حدود کے معین کرنے کا نام اصطلاحِ اسلام میں شریعت یا قانونِ الٰہی ہے ۔ خودی خواہ مسولینی کی ہو خواہ ہٹلر کی ، قانونِ الٰہی کی پابند ہو جائے تو مسلمان ہو جاتی ہے ۔ مسولینی نے حبشہ کو محض جوع الارض کی تسکین کے لیے پامال کیا ۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانے میں حبشہ کی آزادی کو محفوظ رکھا ۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں خودی کسی قانون کی پابند نہیں ، دوسری صورت میں قانونِ الٰہی اور اخلاق کی پابند ہے ۔ بہرحال حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے ۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس

حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے ، بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے ۔"[۱۰]

اسلامی حکومت اور اسلامی فقر دونوں کا مقصد امر بالمعروف اور دعوتِ خیر ہے ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۴) میں ہے :

و لتکن منکم امۃٌ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ط و اولٰئك ھم المفلحون o

[اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں ، اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۔]

صفحہ ۱۱۴ میں ہے :

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰؐ ! عقل تمام بولہب !

مظاہر کے عرفان میں عقل مدد تو دے سکتی ہے لیکن حقائق کو پہچاننے سے قاصر ہے ۔ عشق کا مفہوم ، جیسا کہ خود علامہ اقبال نے ایک جگہ بتایا ہے ، ہر اُس چیز کو اپنے اندر جذب کرنا ہے جو اعلیٰ اور اکمل ہو ۔ یہ صرف جذباتی چیز نہیں بلکہ قوتِ فعال بھی ہے ۔ گویا اعلیٰ

۱۰۔ ''مکاتیب اقبال'' ، ۱/۲۰۲ - ۲۰۳ ۔ صفاتِ وجود ایجابیہ (یعنی حیات ، قدرت ، علم ، ارادہ وغیرہ) جو انسان میں پائی جاتی ہیں وہ دراصل حق تعالیٰ کی صفات کا پرتو ہیں ۔ صفحہ ۹۶ میں یہ شعر آ چکا ہے :

تیرا جلال و جمال مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل

اور اکمل کی طلب ایک طرح سے عشقِ الٰہی کی مترادف ہے - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس عشق کا سب سے اعلیٰ مظہر ہیں اور اُس قسم کی عقل کا نمائندہ ابولہب ہے -

سورۂ یونس (آیت ۱۵) میں ہے :

قل ما یکون لی ان ابدلہٗ من تلقای نفسیؔ ان اتبع الا ما یوحی الی ٥

[آپ فرما دیں ، مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اپنی طرف سے (قرآنی آیات کو) بدل دوں ، میں تو اُسی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی ہوئی ہے (اعلیٰ اور اکمل کی طلب کی یہ شان ہے) -]

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۳۲) میں ہے :

و اذا قیل ان وعد اللہ حق و الساعۃ لا ریب فیھا قلتم ما ندری ما الساعۃ ان نظن الا ظناً و ما نحن بمستیقنین ٥

[اور جب کہا جاتا ، بے شک اللہ کا وعدہ سچا اور قیامت میں شک نہیں ، تم کہتے ، ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ، ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں (یہ ظن و تخمین والی عقل ایسا سوچتی ہے) -]

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ٥

[اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا -]

صفحہ ۱۱۴ ہی میں ہے :

گرمیٔ آرزو فراق ! شورش ہائے و ہو فراق !
موج کی جستجو فراق ! قطرہ کی آبرو فراق !

ہجر کی وجہ سے تڑپ پیدا ہوتی ہے اور اعلیٰ و اکمل کی طلب بھی - اقبال فنا اور وصل کے قائل نہیں بلکہ درد و اضطراب اور سوز و فراق

کو روحِ انسانی کا نقطہٴ عروج مانتے ہیں ۔

سورۃ النمل (آیت ۶۲) میں ہے :

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض ط ء الٰہٌ مع اللہ ط قلیلاً ما تذکرون ٥

[یا وہ لاچار کی سنتا ہے جب وہ اُسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمھیں زمین کا وارث کرتا ہے ۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی خدا ہے؟ بہت ہی کم دھیان کرتے ہیں ۔]

پکارنا اور اضطراب میں مبتلا ہونا طلب کی دلیل ہے ۔ پھر یہ طلب نیابتِ الٰہی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچا دیتی ہے ۔

صفحہ ۱۱۵ میں جگنو کہتا ہے :

اللہ کا سو شکر ، کہ پروانہ نہیں میں دریوزہ گرِ آتشِ بیگانہ نہیں میں

اس شعر میں سبق دیا ہے کہ غیر اللہ کی محتاجی سے بچنا چاہیے ۔

سورۂ یونس (آیت ۱۰۶) میں ہے :

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک ج فان فعلت فانک اذاً من الظٰلمین ٥

[اور اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کر سکے اور نہ برا ۔ پھر اگر تو ایسا کرے تو اُس وقت تو ظالموں میں سے ہوگا ۔]

صفحہ ۱۱۶ میں ہے :

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ !

انسان اگر یہ سمجھ لے کہ اُسی کے لیے دنیا پیدا کی گئی تو وہ غیر اللہ سے فراغت پا لے گا اور ہر طرح کے فروغ کے لیے کوشاں رہے گا ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ارشاد ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

صفحہ ۱۱۷ میں ہے :

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطان سب گدا!

ایک دنیوی بادشاہ کا کردار سورۃ الکہف (آیت ۷۹) میں حضرت خضر کے بیان میں مذکور ہے :

اما السفینة فکانت لمسٰکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها و کان وراءهم ملك یاخذ کل سفینةٍ غصباً ○

[وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں اور اُن کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا -]

عام بادشاہوں کا یہی حال ہے جو دوسروں کے مال کی بدولت بادشاہ بنے ہیں -

صفحہ ۱۱۷ ہی میں ہے :

نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقول!
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت!

صفحہ ۷۹ میں سورۃ الروم کی آیتیں (۳۱ - ۳۲) دیکھیں -

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری!

جب اللہ کے لیے حکومت تھی تو امر بالمعروف کے لیے تھی اور جب یہ حکومت دنیا کے لیے ہو گئی تو پھر ہوس ہی ہوس کارفرما ہو گئی -

صفحہ ۱۱۳ میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (۱۰۴) اور صفحہ ۱۱۷ میں سورۃ الکہف کی آیت (۷۹) دیکھیں -

صفحہ ۱۱۸ ہی میں ہے :

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دار نذیری

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بھی ہیں اور نذیر بھی۔

سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً o

[اور اے محبوب ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے ، خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا۔]

بشیر یعنی کثرت سے اللہ کے انعامات کی خوش خبری سنانے والا۔
نذیر یعنی نافرمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا۔
اس سے پہلے والی آیتیں دیکھیں۔ وہ کافی ہیں۔

صفحہ ۱۱۹ میں ہے :

دہ خدایا ! یہ زمیں تیری نہیں ، تیری نہیں !
تیرے آبا کی نہیں ، تیری نہیں ، میری نہیں !

سورۃ الرعد (آیت ۱۶) میں ہے :

قل من رب السمٰوات و الارض ط قل اللہ ط

[آپ فرما دیں کہ کون ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا۔ فرما دیں کہ اللہ۔]

اس نظم کے مضامین ، سورۃ ابراہیم کی آیات (۳۲ - ۳۴) سے ماخوذ ہیں :

اللہ الذی خلق السمٰوات و الارض و انزل من السمآء مآءً فاخرج بہٖ من الثمرات رزقاً لکم ج و سخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہٖ ج و سخر لکم الانھٰر ج و سخر لکم الشمس و القمر دآئبین و سخر لکم الیل

و النهار ج و آتکم من کل ما سالتموہ ط و ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ط ان الانسان لظلوم کفار ٥

[اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ پھل تمھارے کھانے کو پیدا کیے اور تمھارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اُس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمھارے لیے ندیاں مسخر کیں اور تمھارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمھارے لیے رات اور دن مسخر کیے اور تمھیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے ۔ بے شک انسان بڑا ظالم ، بڑا ناشکرا ہے ۔]

صفحہ ۱۲۰ میں ہے :

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں !
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی !

سورۂ فاطر (آیت ۸) میں ہے :

افمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسناً ط فان اللہ یضل من یشآء و یھدی من یشآء فلا تذھب نفسک علیھم حسرات ط ان اللہ علیم بما یصنعون ٥

[تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اُس کا برا کام آراستہ کیا گیا کہ اُس نے اُسے بھلا سمجھا ، ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا ؟ پس بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے ۔ تو تمھاری جان اُن پر حسرتوں میں نہ جائے ۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ۔]

غیر اللہ سے بے نیازی اور صرف اللہ کے آگے جھکنا اصل استغنا ہے ۔ صفحہ ۱۱۵ کی آیت بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۲۰ ہی میں ہے :

نہ ہو نومید ، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں !

سورۂ یوسف (آیت ۸۷) میں ہے:

انہ' لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون ۝

[بے شک اللہ کی رحمت سے نااُمید نہیں ہوتے مگر کافر -]

صفحہ ۱۲۰ ہی میں ہے:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

اقبال نے مسلمان کو شاہین سے تشبیہ دی ہے کہ اس میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں: (۱) خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا شکار نہیں کھاتا؛ (۲) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا؛ (۳) بلند پرواز ہے؛ (۴) خلوت پسند ہے؛ (۵) تیز نگاہ ہے -

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے:

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ۝

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

صفحہ ۱۲۱ میں ہے:

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی! انگبیں

مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی عین زندگی اور عین شباب ہے -

سورۃ الرعد کی آیت (۱۱) ہے:

ان اللہ لایغیر ما بقومٍ حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ۝

[بے شک اللہ اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے -]

صفحہ ۱۲۱ میں شاہین اپنے بچے سے کہتا ہے :

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

سورۃ الانعام (آیت ۳۸) میں ہے :

و ما من دآبۃٍ فی الارض ولا طٰئرٍ یطیر بجناحیہِ الا اُمم امثالکم ط

[اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اُڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں ۔]

اللہ پاک نے زمین پر چلنے والوں اور آسمان پر اُڑنے والوں کو تم جیسا بنایا ہے ۔ وہ بھی حرکت اور عمل کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں ۔

صفحہ ۱۲۱ ہی میں ہے :

تو شاخ سے کیوں پھوٹا ، میں شاخ سے کیوں ٹوٹا
اک جذبۂ پیدائی ! اک لذتِ یکتائی !

سورۃ الزخرف (آیت ۱۰) میں ہے :

الذی جعل لکم الارض مھداً و جعل لکم فیھا سبلاً لعلکم تھتدون o

[وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے (منازل اور مقاصد کے کی طرف) کیے کہ تم راہ پاؤ گے ۔]

اسی بات کو اسی غزل میں آگے بیان کیا ہے :

ع ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم

صفحہ ۱۲۲ سے ''ساقی نامہ'' شروع ہوتا ہے جس میں یہی عمل ، حرکت ، گرمی ، پیہم کوشش ، مسلسل جستجو اور مشکل پسندی کے پیام ہیں :

ع ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور
ع رکے جب تو سل چیر دیتی ہے یہ

ع لڑائے ممولے کو شہباز سے
ع پرانی سیاست گری خوار ہے
ع گیا دورِ سرمایہ داری گیا
ع گراں خواب چینی سنبھلنے لگے

اس کے بعد (صفحہ ۱۲۴ میں) مسلمانوں کے ادبار کا ذکر ہے کہ :

تمدن ، تصوف ، شریعت ، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام

مسلمانوں نے اپنے تمام کاموں میں قرآن و حدیث کی پیروی کے بجائے عجم کی پیروی رکھی ہے - اسی لیے :

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ اُمت روایات میں کھو گئی

سورۂ المائدہ (آیت ۴۸) میں ہے :

و انزلنآ الیك الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیه من الکتٰب و مهیمناً علیه فاحکم بینهم بمآ انزل الله ولا تتبع اهوآء هم عما جآءك من الحق ط

[اور ہم نے تیری طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری جو تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اُس سے پہلے آ چکی ہیں اور وہ اُن پر محافظ و گواہ ہے - پس تو ان میں اُسی کے مطابق فیصلہ کرنا جو اللہ نے نازل کیا ہے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اُس کو چھوڑ کر جو تیرے پاس حق کے ساتھ آیا ہے -]

خطیبوں کی لچھے دار تقریریں اور صوفیوں کے عجمی خیالات رہ گئے ہیں اور (صفحہ ۱۲۴) :

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

جوش اور گرمی ، عمل کے لیے سر گرمی اور تن دہی نہ ہونے سے

آج کا مسلمان راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے ، حالانکہ وہ عمل کے لیے پیدا کیا گیا تھا ۔

سورۃ الملک کی آیت (۲) ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط وھوالعزیز الغفور ط

[وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمھاری جانچ ہو (دنیا کی زندگی میں) کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا اور بخشش والا ہے ۔]

صفحہ ۱۲۴ ہی میں ہے :

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے ! دلِ مرتضیٰؓ سوزِ صدیقؓ دے

اے اللہ ہم کو پھر عمل کی توفیق دے تا کہ ہم صحیح معنوں میں تیرے نائب اور خلیفہ کہلائے جا سکیں ۔

سورۂ یونس (آیت ۱۴) میں ہے :

ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعد لننظر کیف تعملون ٥

[پھر ہم نے اُن کے بعد (بعض اُمتوں کے بعد) تمھیں زمین میں (اپنا) خلیفہ بنایا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ۔]

اس کے آگے آتا ہے :

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے مرا عشق ، میری نظر بخش دے

میری قوم کے نوجوان میری طرح دیکھنے کی توفیق حاصل کریں ۔

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

ولتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ

[اور چاہیے کہ ہر شخص دیکھتا رہے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے ۔]

پھر اقبال اپنے قلبی واردات اور ذاتی جذبات بیان کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم بھی اسی طرح ہو جائے۔ اس کے بعد (صفحہ ۱۲۵):

دمادم رواں ہے یمِ زندگی ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دود!
گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گِل خوش آئی اسے محنتِ آب و گِل

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے:

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔]

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے:

و لکلٍ درجٰتٌ مما عملوا o

[اور ہر ایک لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں۔]

سورۃ السجدہ (آیت ۷) میں ہے:

الذی احسن کل شیءٍ خلقہ' o [وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی]۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۲۰) میں ہے:

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدا الخلق o

[آپ فرما دیں، زمین میں سفر کر کے دیکھو، اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے۔]

پھر صفحہ ۱۲۶ میں ہے:

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات
ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

صفحہ ۱۲۱ کی آیتیں دیکھیں یعنی الرعد (آیت ۱۱)، الانعام (آیت ۳۸)، الزخرف (آیت ۱۰)۔

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

مذاق دوئی سے بنی زوج زوج
اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج

سورۂ یٰسٓ (آیت ۳۶) میں ہے :

سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لایعلمون ٥

[پاک ہے اُسے جس نے سب جوڑے بنائے اُن چیزوں سے جنھیں زمین اُگاتی ہے اور خود اُن سے (اُن کی جانوں سے) اور اُن چیزوں سے جن کی اُنھیں خبر نہیں -]

صفحہ ۱۲۷ ہی میں ہے :

زمانہ کہ زنجیرِ ایّام ہے — دموں کے اُلٹ پھیر کا نام ہے !

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۴۰) میں ہے :

و تلک الایام نداولھا بین الناس ٥

[اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں - (کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی) -]

اسی صفحے میں ہے :

یہ موجِ نفس کیا ہے ؟ تلوار ہے ! — خودی کیا ہے ؟ تلوار کی دھار ہے !
خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات ! — خودی کیا ہے ؟ بیداریِ کائنات !
خودی جلوہ بدمست و خلوت پسند ! — سمندر ہے اک بوند پانی میں بند !

سورۃ المائدہ کی آیت (۱۰۵) پہلے بھی مذکور ہوئی :

یٰایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم ج لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ط الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون ٥

[اے ایمان والو ، تم اپنی فکر رکھو (اپنی خودی کی محافظت کرو) - تمھارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو - تم سب کی

رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ پھر وہ بتا دے گا جو تم کرتے تھے۔]

بعد کے اشعار میں بھی خودی کی تعریف و تشریح آتی ہے۔

صفحہ ۱۲۸ میں ہے:

خودی کے نگہبان کو ہے زہر ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

صفحہ ۵۶ میں بھی اُنھوں نے کہا ہے:

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

غیر اللہ کی محتاجی اپنے نفس کے لالچ کی وجہ سے ہے اور خودی کے منافی ہے۔

سورۃ الحشر (آیت ۹) میں ہے:

و من یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون ○

[اور جو شخص اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔]

بندۂ حرص و ہوا کا ذکر سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۶) میں آیا ہے۔

صفحہ ۱۲۸ ہی میں ہے:

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر!
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر
خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صید!
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید!

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے:

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے:

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منه ط ان فی ذٰلك لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون o

[اور تمھارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اُس کے حکم سے - بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے -]

سورۃ الدہر کی ابتدائی تین آیتوں میں انسان کو نیست سے ہست کرنے کی منزلیں بتائی ہیں - اسی طرح سورۃ الحج کی آیت (۵) میں ہے - انسان اسی طرح منزلیں طے کرتا ہوا آگے سے آگے بڑھ سکتا ہے - جس قدر کسی چیز کی خودی قوی ہے اُسی قدر اُس کی زندگی پائیدار ہے - چنانچہ انسان کی خودی اتنی قوی ہونی چاہیے کہ وہ ہر مقاومت پر غالب آ جائے -

صفحہ ۱۲۹ میں ہے:

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ!
قریب تر ہے نمود جس کی، اُسی کا مشتاق ہے زمانہ!

ع لا تسبوالدهر فرمانِ نبیؐ ست (''اسرارِ خودی'')

یعنی زمانے کو بُرا نہ کہو - علامہ اقبال نے ڈاکٹر نکلسن کی فرمائش پر اپنے فلسفے کا جو خاکہ تیار کیا تھا اُس میں فرماتے ہیں:

''زمانے کو لمحات میں تقسیم کر دینے سے ہم اُسے مکان سے وابستہ کرتے ہیں - اسی لیے اُس کو عبور کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں - زمانے کی حقیقت اس وقت آشکارا ہو سکتی ہے جب ہم اپنی ذات میں غوطہ زنی کریں، کیونکہ حقیقی زمانہ خود ہماری حیات ہی ہے - - - - دراصل

ہم غیر زمانی ہیں اور موجودہ مقید بالزمان زندگی میں بھی کبھی کبھی ہمیں اپنے غیر زمانی ہونے کا احساس ہو سکتا ہے اگرچہ آنی ہوگا۔"

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے:

یٰایها الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد ۚ واتقوا اللہ ط ان اللہ خبیر بما تعملون o

[اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور ہر نفس دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا، اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔]

صفحہ ۱۳۱ میں ہے:

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بے تابی
خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!

عشق اور جوش (ولولہ، دُھن، لگن) کی وجہ سے انسان میں سیمابی کیفیت یعنی بے عملی سے گریز چاہیے۔

فاعبده واصطبر o (مریم، آیت ۶۵)

فاعبده وتوکل علیه ط (هود، آیت ۱۲۳)

لیس للانسان الا ما سعیٰ o (النجم، آیت ۳۹)

وغیرہ آیتیں پہلے بھی مذکور ہوئی ہیں۔

صفحہ ۱۳۱ ہی میں ہے:

ع گراں بہا ہے ترا گریۂ سحرگاہی

سورۂ مزمل (آیت ۶) میں ہے:

ان ناشئة الیل هی اشد وطأً و اقوم قیلاً o

[بے شک رات کا اُٹھنا اور زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔]

صفحہ ۱۳۳ میں ہے :

خورشیدِ جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں !
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں !
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں !
جنّت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں !

اے پیکرِ گِل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ !

صفحہ ۱۳۱ کی آیتوں کے علاوہ سورۃ الرعد کی آیت (۲۹) ہے :

الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآب ؁

[وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کو خوشی ہے اور اچھا انجام -]

سورۃ العصر بھی ملاحظہ ہو -

صفحہ ۱۳۳ ہی میں ہے :

ع محنت کش و خوں ریز و کم آزار ازل سے

صفحہ ۱۲۵ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۳۳ ہی میں ہے :

ع ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا دیکھ !

صفحہ ۵۵ کی آیتوں میں تفصیل سے بحث آ چکی ہے -

صفحات ۱۳۴ تا ۱۴۲ میں 'مریدِ ہندی (یعنی اقبال) کے سوالات آتے ہیں جن کے جوابات پیرِ رومیؒ کی ''مثنوی'' سے جمع کیے گیے ہیں -

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

علم را برتن زنی مارے بود !
علم را بر دل زنی یارے بود !

ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا تھی کہ :

ربنا و ابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیٰتك و یعلمھم الکتٰب و الحکمة و یزکیھم ط انك انت العزیز الحکیم ٥ (البقرہ، آیت ۱۲۹) -

[اے رب ہمارے اور بھیج ان میں (ہماری ذریت میں) ایک رسول اُنہی میں سے کہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور اُنھیں سکھائے تیری کتاب اور حکمت اور اُنھیں تزکیہ فرمائے - بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے -]

یعنی علم کتاب و حکمت کے بعد تزکیہ ہے اور علم کا مقصد بھی یہی ہے -

صفحہ ۱۳۵ میں ہے :

بر متاعِ راست ہر کس چیز نیست !
طعمۂ مرغکے انجیر نیست !

سورة النساء (آیت ۵۸) میں ہے :

ان اللہ یا مرکم ان تؤودا الامٰنٰت الیٰ اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط

[بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے اہل کے سپرد کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو -]

یہاں امانت وسیع معنوں میں ہے - مادی اور غیر مادی چیزیں (مثلاً علم ، ووٹ وغیرہ) بھی جن پر ہمارا قابو ہے غیر اہل کو نہیں دینا چاہیے -

صفحہ ۱۳۵ ہی میں ہے :

دست ہر نا اہل بیمارت کند ! سوے مادر آ کہ تیمارت کند !

سورة التوبہ (آیت ۱۱۹) میں ہے :

یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصٰدقین ٥

[اے ایمان والو ، اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو -]

سورۃ الاعراف (آیت ۱۹۹) میں ہے :

و اعرض عن الجٰھلین ٥ [اور کنارہ کر جاہلوں سے] ۔

اسی صفحے (۱۳۵) میں ہے :

نقشِ حق را ہم بہ امرِ حق شکن
بر زُ جاجِ دوست سنگِ دوست زن

اللہ کے حکم کے آگے چون و چرا کی گنجائش نہیں ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیائی و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[آپ فرما دیں ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے ۔]

صفحہ ۱۳۶ میں ہے :

ظاہرِ نقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو !

صفحہ ۱۳۵ کی آیتیں (التوبہ ، ۱۱۹ ، الاعراف ، ۱۹۹) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۳۶ ہی میں ہے :

مرغِ پر نا رُستہ چون پران شود
طعمۂ ہر گربۂ دران شود !

مرید ہندی کے سوال میں ہے :

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں !

سورۃ النور (آیت ۲۱) میں ہے :

لا تتبعوا خطوات الشیطٰن ط و من یتبع خطوات الشیطٰن فانہ' یامر بالفحشاء و المنکر ط

[مت پیچھے چلو شیطان کے قدموں کے ، اور جو شیطان کے قدموں

کے پیچھے چلے گا تو وہ بے شک حکم دے گا بے حیائی کا اور برے کام کا۔]

صفحہ ۱۳۶ ہی میں ہے :

قلب پہلو می زند با زر بشب ! انتظار روز می دارد ذہب

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۱) میں ہے :

و جاء الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقاً o

[حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔]

صفحہ ۱۳۷ میں ہے :

ظاہرش را پشہ‘ آرد بچرخ باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ

ضعیف البنیان انسان کے لیے سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط

[اور تمھارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب۔]

صفحہ ۱۳۷ ہی میں ہے :

آدمی دید است ، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دیدِ دوست است

اللہ کو پہچاننے والا ہی آنکھ والا ہے اور اُسے بھولنے والا اندھا ہے۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہ‘ معیشۃً ضنکاً و نحشرہ ، یوم القیٰمۃ اعمیٰ o

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لیے زندگانی تنگ ہے اور ہم قیامت کے دن اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔]

سورۂ ص آیت ۴۵ میں ابراہیم ، اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام کو

ہاتھ والا اور آنکھ والا کہا ہے ۔ سورۃ الذّٰریٰت آیات ۲۰ - ۲۱ میں آنکھوں والوں کا ذکر ہے جو زمین میں اور اپنی جانوں میں دیکھتے ہیں ۔

صفحہ ۱۳۷ ہی میں ہے :

ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود　　زانکہ بر جندل گماں بردند عود !

سورۃ المومن (آیت ۸۲) میں ہے :

افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ط کانوا اکثر منھم و اشد قوۃً و آثاراً فی الارض فمآ اغنیٰ عنھم ما کانوا یکسبون ○

[کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا ۔ وہ ان سے بہت تھے اور اُن کی قوت زیادہ اور زمین میں نشانیاں (محل اور عمارتیں) اُن سے زیادہ ، تو اُن کے کام کیا آیا جو اُنھوں نے کمایا ؟]

صفحہ ۱۳۸ میں ہے :

تا دلِ صاحبدلے نامد بہ درد　　ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد !

موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے والوں (یعنی فرعون کے قبطیوں) کی سخت پکڑ ہوئی ۔

سورۃ الحج (آیت ۴۴) میں ہے :

و کذب موسیٰ فاملیت للکفرین ثم اخذتھم فکیف کان نکیر ○

[اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی ، پھر اُنھیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب ؟]

صفحہ ۱۳۸ ہی میں ہے :

زیرکی بفروش و حیرانی بخر !　　زیرکی است و حیرانی نظر !

سورة النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا -]

سورة البقرہ (آیت ۲۵٦) میں ہے :

قد تبین الرشد من الغی o

[بے شک خوب جدا ہوگئی نیک راہ (یقین) گمراہی سے -]

صفحہ ۱۳۸ ہی میں ہے :

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی — بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی!

سورة المائدہ (آیت ۳۵) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنو اتقوا اللہ و ابتغوآ الیہ الوسیلة و جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون o

[اے ایمان والو ، اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے) اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ -]

صفحہ ۱۳۹ میں ہے :

بال بازاں را سوے سلطاں برد — بال زاغاں را بگورستاں برد

سورة الاعلیٰ (آیات ۲ - ۳) ہے :

الذی خلق فسوی o و الذی قدر فھدیٰ o

[جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک کیا اور جس نے مقدر کیا پھر راہ دکھائی -]

بے شک ہر چیز لوحِ محفوظ میں لکھ دی گئی لیکن راہِ ہدایت بھی دی ہے تاکہ اچھے برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو -

صفحہ ۱۳۹ ہی میں ہے :

مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ

اسلام نے رہبانیت نہیں سکھائی بلکہ حق و باطل کے درمیان تفریق کر کے حقوق العباد پر زیادہ زور دیا ہے۔ جہاد مومن کے لیے خصوصی فائدے پہنچاتا ہے۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۶) میں ہے :

و من جاھد فانما یجاھد لنفسہٖ ط

[اور جس نے جہاد کیا (اللہ کی راہ میں کوشش کی) تو اپنے بھلے ہی کے لیے کوشش کی۔]

صفحہ ۱۳۹ ہی میں ہے :

چوں جنازہ نے کہ برگردن برند ! بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند !

اللہ کے بندے بن جاؤ پھر سب کچھ مل سکتا ہے۔

سورۂ ھود (آیت ۱۲۳) میں ہے۔

و للہ غیب السمٰوات و الارض والیہ یرجع الامر کلہ' فاعبدہ و توکل علیہ ط و ما ربك بغافل عما تعملون ○

[اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کے غیب اور اُسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اُس کی بندگی کرو اور اُس پر بھروسا رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔]

صفحہ ۱۴۰ میں ہے :

پس قیامت شو قیامت را بہ بیں !
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں !

یعنی اخلاص ہر کام میں کامیابی دلاتا ہے۔ سورۂ ص (آیات ۴۶ - ۴۷)

میں ہے :

انا اخلصنٰهم بخالصة ٍ ذکری الدار o وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار o

[بے شک ہم نے اُنھیں (پیغمبران؏ کو) ایک خلوص کی بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی (دارِ آخرت کی) یاد ہے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں ۔]

صفحہ ۱۴۰ ہی میں ہے :

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس
لیک او کے گنجد اندر دامِ کس !

سورۂ آلِ عمران (۱۳۹) میں ہے :

ولا تهنوا ولا تحزنو و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۔]

عشق اور لگن ہو اور سستی نہ ہو تو ایمان کی برکت سے کامیابی ہوگی ۔

صفحہ ۱۴۰ ہی میں ہے :

دانہ باشی مرغکانت بر چنند !
غنچہ باشی کود کانت بر کنند !

خود کو مضبوط رکھنا چاہیے تا کہ کوئی طاقت غالب نہ آ سکے ۔

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدوا لهم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترهبون بہٖ عدواللہ وعدوکم و آخرین من دونهم لا تعلمونهم اللہ یعلمهم ط و ما تنفقوا من شیءٍ فی سبیل اللہ یوف الیکم و انتم لا تظلمون o

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے ، قوت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے ، جس سے ڈرتے رہیں اللہ کے دشمن اور تمھارے

دشمن اور دوسرے بھی ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے ، اللہ اُن کو جانتا ہے - (ان کاموں کے لیے) جو کچھ تم اللہ کی خوشنودی میں خرچ کرو گے تم کو پورا پورا دے دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا -]

اس آیت میں قوۃ کے ذیل میں اسلحہ اور جسمانی قوت بھی ہے اور رباط الخیل (گھوڑوں کی بندھی قطار) میں بری ، بحری اور فضائی انتظامات بھی آ جاتے ہیں -

صفحہ ۱۴۱ میں ہے :

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست
دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست !

صفحہ ۹۵ میں اقبال نے بھی کہا ہے :

ع عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں

سورۃ الحج کی آیت ۳۲ میں تقوی القلوب کی صلاحیتوں کا ذکر اُوپر کئی جگہ آ چکا ہے -

صفحہ ۱۴۲ میں ہے :

آں کہ بر افلاک رفتارش بود
بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود

سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) کا ذکر بھی کئی جگہ اُوپر آ چکا ہے کہ انسان کے لیے آسمانوں میں اور زمیں میں ہر چیز مسخر کر دی گئی ہے -

صفحہ ۱۴۲ میں ہے :

علم و حکمت زاید از نانِ حلال !
عشق و رقت آمد از نانِ حلال !

(۱) سورۂ 'طٰہ' (آیت ۱۱۴) میں ہے : رب زدنی علما ٥
[اے رب ، بڑھاتا رہ مجھے علم میں -]

(۲) سورۃ البقرہ (آیت ، ۲۶۹) میں ہے :

من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً ○

[جس کو حکمت دی گئی تو (گویا) اُسے دولتِ کثیر دی گئی ۔]

(۳) سورہ الانفال (آیت ۳) میں ہے :

انما المؤمنون الذین اذا ذکراللہ و جلت قلوبھم ○

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں ۔]

سورۃ المؤمنون ، آیت ۶۰ ، الزمر ، آیت ۲۳ میں بھی ایسے مضمون ہیں ۔

ایمان والوں کی پہچانیں اُوپر بتائی گئیں ۔ ایمان نہ ہو تو پھر کچھ نہیں ۔

صفحہ ۱۴۲ ہی میں ہے :

ع خلوت از اغیار باید ، نے زیار

سورۃ الاعراف (آیت ۱۹۹) میں ہے :

اعرض عن الجھلین ○ [کنارہ کر جاہلوں سے] ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۶) میں ہے :

اعرض عن المشرکین ○ [کنارہ کر مشرکوں سے] ۔

صفحہ ۱۴۲ ہی میں ہے :

کار مرداں روشنی و گرمی است
کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

سورۂ آلِ عمران (آیت ۲۰۰) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ○

[اے ایمان والو ، ثابت قدم رہو اور باہم ہمت دلاتے رہو اور جہاد

کے لیے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب رہو ۔]

اور سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا o [اور سستی مت کرو] ۔

صفحہ ۱۴۴ میں ہے :

جس کی نومیدی سے ہو سوزِ درونِ کائنات
اُس کے حق میں تقنطوا اچھا ہے یا لا تقنطوا؟

یہاں شیطان جبریل علیہ السلام سے کہہ رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کو میں نے سجدہ نہیں کیا اس لیے راندۂ درگاہ ہوا ۔ لیکن کائنات میں میری وجہ سے حق و باطل کی جنگ ہوئی اور میری وجہ سے وہاں سوز اور گرمی پیدا ہوئی ۔

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) میں ہے :

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً o

[اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو ۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے ۔]

صفحہ ۱۴۴ ہی میں ہے :

کھو دیے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے :

و اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ط

[اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے ۔]

صفحہ ۱۴۴ ہی میں ہے :

ع قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟

اسی صفحے کی اُوپر کی آیتیں دیکھیں کہ شیطان کے انکار ہی کی وجہ بنی آدم کو خیر و شر میں امتیاز کرنے کا موقعہ ملا۔

صفحہ ۱۴۵ میں ہے:

واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پر اسرار!

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے:

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو۔ یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔]

صفحہ ۱۴۶ میں ہے:

یہ جوہر اگر کارفرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!

یہ جوہر یعنی محبت اور عشق (تقوی القلوب) ہی وہ شے ہے جس کی وجہ سے علم و حکمت سراپا خیر ہے، ورنہ نہیں۔ صفحہ ۱۴۲ میں سورۂ طٰہٰ (آیت ۱۱۴)، البقرہ (آیت ۲۶۹)، الانفال (آیت ۲) وغیرہ کی آیتیں آ چکی ہیں۔

صفحہ ۱۴۶ میں ہے:

تو اے مسافرِ شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

داغِ جگر (سوزِ جگر) سحر خیزی سے حاصل ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۴۵ کی آیت دیکھیں۔

صفحہ ۱۴۷ میں ہے:

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر!

عشق (تقویٰ القلوب) کی وجہ سے بڑے بڑے کام انجام دیے جا سکتے ہیں ۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) اور سورۃ الحج (آیت ۳۲) کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۱۴۷ ہی میں ہے :

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر!

سورۃ النمل (آیت ۶۰) میں ہے :

امن خلق السمٰوات و الارض و انزل لکم من السماء ماءً فانبتنا بہٖ حدائق ذات بھجۃٍ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ط ءَ الٰہٌ مع اللہ ط بل ھم قومٌ یعدلون ○

[یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اُتارا ، تو ہم نے اس سے باغ اُگائے رونق والے ۔ تمھاری طاقت نہ تھی کہ اُن کے پیڑ اُگاتے ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ؟ بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں (جو مشرک ہیں) ۔]

صفحہ ۱۴۷ ہی میں ہے :

مرا طریق امیری نہیں ، فقیری ہے!
خودی نہ بیچ ، غریبی میں نام پیدا کر!

سورۂ فاطر (آیت ۱۵) میں ہے :

یٰایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ھو الغنی الحمید ○

[اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ۔]

جو اللہ کا محتاج ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے ۔

سورۂ یونس (آیت ۱۰۶) میں ہے :

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک ○

[اور اللہ کے سوا اُس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے اور نہ برا -]

صفحہ ۱۴۸ میں ہے :

حیران ہے بو علی کہ میں آیا کہاں سے ہوں
رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں !

حکیم ابو علی ابن سینا فلسفی تھے اور رومی اہلِ عشق تھے - اہلِ عشق اپنی منزلِ مقصود کو آسانی سے پہچان لیتا ہے لیکن فلسفی اپنی گتھیوں کے سلجھانے ہی میں عمر ختم کر دیتا ہے -

سورۃ النور (آیت ۳۱) میں ہے :

و توبوآ الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون ٥

[اور اللہ کی طرف رجوع کرو اے مسلمانو ، سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ -]

پوری طرح رجوع الی اللہ دراصل عشق سکھاتا ہے اور پھر یقینی کامیابی ہے -

صفحہ ۱۴۹ میں رومی کا شعر ہے :

ہر کہ کاہ و جو خورد قربان شود
ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

گھاس کھانے والے جانور ذبح کیے جاتے ہیں لیکن نورِ حق سے مستفید ہونے والے لوگ قرآن کی طرح ہر زمانے میں زندہ رہتے ہیں -

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۸۲) میں ہے :

و ننزل من القرآن ما ھو شفاءٌ و رحمۃٌ للمؤمنین ٥

[اور ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے -]

ایک روایت ہے کہ قرآن سے شغف رکھنے والوں کی عمر بڑھا دی جاتی ہے خواہ لوحِ محفوظ میں کم ہو -

صفحہ ۱۵۰ میں ہے:

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز!

سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے:

و ما رمیت اذ رمیت و لٰکن اللہ رمٰی ٥

[اور (اے محبوبؐ) وہ جو تم نے پھینکی تم نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی -]

یعنی مردانِ خدا کا ہر عمل خدا کا عمل ہوتا ہے -

صفحہ ۱۵۰ ہی میں ہے:

ع ہے مگر فرصتِ کردار نفس یا دو نفس

سورۃ المنافقون (آیت ۱۱) میں ہے:

و لن یؤخر اللہ نفساً اذا جاء اجلھا ٥

[اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اُس کا وعدہ (وقت) آ جائے -]

صفحہ ۱۵۰ ہی میں ہے:

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب!
ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ملت کا شباب!

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے:

ان اللہ لایغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کا خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا — حالی

اس نظم کا عنوان "مسولینی" ہے - اس کا آخری شعر یہ ہے:

فیض یہ کس کی نظر کا ہے؟ کرامت کس کی ہے؟
وہ کہ ہے جس کی نگہ مثلِ شعاعِ آفتاب!

"مکاتیب اقبال"، (حصۂ دوم ، مکتوب ۱۲۶) میں اقبال فرماتے ہیں :

"اس (مسولینی) کی نگاہ میں ایک ناممکن البیان تیزی ہے جس کو شعاعِ آفتاب سے تعبیر کر سکتے ہیں ۔"

صفحہ ۱۵۱ میں ہے :

ع کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری ؟

کیا فرومایہ لوگ دولت مند ہوتے ہیں ؟ سورۃ الکہف (آیت ۴۶) میں ہے :

المال و البنون زینۃ الحیٰوۃ الدنیا و البٰقیٰت الصّٰلحٰت خیرٌ عند ربك ثواباً و خیرٌ املاً ٥

[مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں (اعمالِ خیر) ہیں ۔ اُن کا ثواب تمھارے رب کے یہاں بہتر اور وہ اُمیدیں سب سے بھلی ۔][۱۱]

صفحہ ۱۵۲ میں ہے :

زمانے میں جھوٹا ہے اُس کا نگیں جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں

* * *

بخاکِ بدن دانۂ دل فشاں کہ ایں دانہ دارد ز حاصل نشاں !

سورۂ ق، (آیت ۳۷) میں بتایا ہے کہ دلِ بیدار ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں :

ان فی ذٰلك لذکرٰی لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھیدٌ ٥

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو (یعنی جس کی خودی بیدار ہو) ۔]

۱۱۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرّہ فرماتے ہیں کہ دنیوی اعزاز کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو کافروں کو نہ دیا جاتا ۔

صفحہ ۱۵۳ میں ہے :

سرشکِ دیدۂ نادر بہ داغِ لالہ فشاں !
چناں کہ آتشِ او را دگر فرو نہ نشاں !

نادر شاہ افغان کے جوشِ ایمانی کو سراہا گیا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین ○

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ، ضرور ہم اُنھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔]

صفحہ ۱۵۴ میں ہے :

ع قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیرٌ ○

[اے لوگو ، ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔]

صفحہ ۱۵۵ میں ہے :

اگر محصور ہیں مردانِ تاتار ! نہیں اللہ کی تقدیر محصور !

صفحہ ۱۵۰ میں سورۃ الرعد کی آیت (۱۱) دیکھیں اور اس سے پہلے والی آیت سورۃ الحجرات کی (آیت ۱۳) بھی دیکھیں۔ اس نظم کا یہ شعر بھی انھی آیات کی روشنی میں دیکھیں :

خودی را سوز و تابے دیگرے دہ جہاں را انقلابے دیگرے دہ

صفحہ ۱۵۶ میں ہے :

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

صفحہ ۱۵۲ میں سورۂ ق کی آیت (۳ـ) دیکھیں - اسی سلسلے کے یہ دو شعر ہیں :

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلاّ کی اذاں اور ، مجاہد کی اذاں اور !
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے ، شاہیں کا جہاں اور !

سورۂ ق (آیت ۸) میں ہے :

تبصرۃً و ذکری لکلِ عبدٍ منیبٍ o

[دیکھنا اور سمجھنا ہر رجوع والے بندے کے لیے ہے -]

رجوع الی اللہ کرنے سے نگاہ حقیقت کو دیکھنے لگتی ہے -

صفحہ ۱۵۷ میں ہے :

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات !

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے کہ خود کو قوت کی چیزوں سے تیار رکھا کرو :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ و رباط الخیل ترھبون بہٖ عدو اللہ و عدوکم و آخرین من دونھم ج لا تعلمونھم اللہ یعلمھم ط

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے (سامان) جس سے ڈرتے رہیں اللہ کے دشمن اور تمھارے دشمن اور دوسرے بھی ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے ، اللہ اُن کو جانتا ہے -]

حدیث میں ہے :

المؤمن القوی خیرٌ و احب الی اللہ من المؤمنین الضعیف (''صحیح مسلم''، ۲/۱۵م) -

[قوی مومن کمزور مومن سے خدا کے نزدیک زیادہ بہتر اور محبوب ہے -]

صفحہ ۱۵۸ میں ہے :

وہی بُت فروشی ، وہی بُت گری ہے
سنیما ہے یا صنعتِ آزری ہے ؟

سورۂ لقمٰن (آیت ۶) میں ہے :

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزواً ط اولٰئک لھم عذابٌ مھین o

[اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو خریدتے ہیں "باتوں کا کھیل تماشا" تاکہ ''غیر علم'' کے ذریعے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اور اُسے ہنسی مذاق (کا ذریعہ) بنائیں - اِنہی کے لیے ذلت کا عذاب ہے -]

''لھو الحدیث'' میں ہر وہ چیز شامل ہے جو انسان کا وقت ضائع کرے اور اللہ کی راہ سے ہٹائے -

صفحہ ۱۵۹ میں حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کے پیام کو اس طرح پیش کیا ہے :

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہِ فقر سے ہو طرۂ دستار !

اہل اللہ کو ظاہری شان و شوکت زیب نہیں دیتی کیونکہ یہ شان و شوکت ''خدمتِ سرکار'' کی بدولت ہے - گویا اللہ والے دنیا والوں کے محتاج ہیں -

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ ط و یخوفونك بالذین من دونہٖ ط و من یضلل اللہ فما لہ‘ من ہادٍ o

[کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ؟ اور تمھیں ڈراتے ہیں اُس کے سوا دوسروں سے ، اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ۔]

صفحہ ۱۵۹ ہی میں ہے :

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ

موجودہ سیاست میں بڑی مکاری اور عیاری ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۲۴) میں ہے :

و ما یمکرون الا بانفسھم و ما یشعرون o

[اور وہ مکر نہیں کرتے مگر خود اپنی جانوں پر اور اُنھیں شعور نہیں ۔]

صفحہ ۱۶۰ میں ہے :

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری !
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری !
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری !
اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکسیری !
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری !
میراثِ مسلمانی ، سرمایۂ شبیری !

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ (المتوفی ۱۲۴۰ھ) اپنے مکتوب نمبر ۹۳ میں لکھتے ہیں :

"(۱) فقر مذموم آنکہ از عدمِ اسباب بے صبری نماید ۔ معاذ اللہ سیاہ روئی در آخرت است ۔ خلافِ امر خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم

کردہ باشد کہ امر بصیر وقوع یافتہ و در دنیا بشکایت و اظہارِ تنگی بے آبروئی است ۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین ثابت شد ۔

"(۲) فقرِ محمود آنکہ از عدمِ اسباب صبر بلکہ رضا بلکہ التذاذ بآن نماید و در باطن عدمِ آرزو و عدمِ التغات بغیر وثوق بہ رجا و خوف و توجہ بحضرتِ کبریا سبحانہ کانک تراہ تلک قوی باشد و این گاہ مرتبہٗ احسان آنچنان غلبہ کند کہ ہر جا مشہودِ او حق باشد ۔ الفقر اذا تم ھو اللہ یعنی عدمِ التفات بغیر ۔ ۔ ۔ ۔"

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین o

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ، ضرور ہم اُنھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکی (احسان) والوں کے ساتھ ہے ۔]

صفحہ ۱۶۰ ہی میں ہے :

ع خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض

سورۃ النساء (آیت ۷۷) میں ہے :

قل متاع الدنیا قلیل ج والآخرۃ خیر لمن اتقیٰ o

[آپ فرما دیں ، دنیا کی متاع تھوڑی (حقیر) ہے اور آخرت بہتر ہے اُس شخص کے لیے جس نے تقویٰ کیا (خودی خود تقوی القلوب ہے) ۔]

صفحہ ۱۶۱ میں ہے :

شایاں ہے مجھے غمِ جدائی یہ خاک ہے محرمِ جدائی

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں آدم علیہ السلام کے اخراج کا ذکر آتا ہے :

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ o

[پس شیطان نے اُس (جنت) سے اُنھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے اُن کو الگ کر دیا ۔]

ہجر اور جدائی ہی سے آتشِ شوق بڑھتی ہے ۔

صفحہ ۱۶۱ ہی میں ہے :

ع قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے

اللہ جب اپنے بندے کے درجات بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ اُس کے اذن سے مردہ کو بھی زندہ کر سکتا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سورۃ المائدہ (آیت ۱۱۰) میں ہے :

و اذ تخرج الموتیٰ باذنی ٥

[اور جب نکال کھڑے کرتا مُردے میرے حکم سے -]

بندے کو یہ مقام اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو اللہ کی رضا میں محو کر دیتا ہے -

سورۃ الفتح (آیات ۱۸ - ۲۲) اور سورۃ الانفال (آیت ۱۷) بھی دیکھیں -

صفحہ ۱۶۲ میں ہے :

ع جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست

صفحہ ۱۵۹ میں سورۃ الانعام کی آیت (۱۲۳) دیکھیں -

صفحہ ۱۶۳ میں ہے :

اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے ، نہ ہراس
اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس

ایسے دل اور جوش والوں کے لیے جنت کی راحتیں مقرر ہیں -

سورۃ ق (آیت ۳۳) میں اُنہی کے لیے ارشاد ہے :

من خشی الرحمٰن بالغیب و جآء بقلبٍ منیبٍ ٥

[جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا -]

صفحہ ۱۶۳ ہی میں ہے :

جہاں میں لذتِ پرواز حق نہیں اُس کا
وجود جس کا نہیں جذبِ خاک سے آزاد

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوئی تو اُن کا مقام سورۃ النجم (آیت ۲) میں یوں بتایا ہے :

ما ضل صاحبکم و ما غوی o

[(کبھی) تمھارے صاحب نہ بھٹکے نہ بے راہ چلے -]

صفحہ ۱۶۴ میں ہے :

ع شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر

آج کل کے اُستادوں نے راج مزدور کا کام شروع کر رکھا ہے - شاگردوں کی تربیت سے اُن کو کوئی واسطہ نہیں - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''یزکیھم'' پر بھی زور دیا ہے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۴) میں ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ ج

[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنھی سے ایک رسول کو بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے -]

صفحہ ۱۶۴ ہی میں ہے :

ع حکیم سِرِّ محبت سے بے نصیب رہا !

فلسفی نے خرد کی گتھیاں ضرور سلجھائیں لیکن عمل کے لیے آمادگی نہ دکھائی جو محبت اور عشق والوں کا حصہ ہے -

صفحہ ۱۵۳ میں سورۃ العنکبوت کی آیت (۶۹) دیکھیں -

صفحہ ۱۶۵ میں ہے :

جھپٹنا ، پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ !

یہاں بھی سورۃ العنکبوت کی آیت ۶۹ دیکھیں -

صفحہ ۱۶۶ میں ہے :

میراث میں آئی ہے اُنھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن !

آج کل کے پیروں نے بھی دوسروں سے نذرانے لینے کی عادت سیکھ لی ہے اور جو صحیح منصب اُن کا تھا وہ اُنھوں نے چھوڑ دیا ہے - صفحہ ۱۶۴ کی آیت (آل عمران ، ۱۶۴) یہاں کے لیے بھی کافی ہے -

صفحہ ۱۶۷ میں ہے :

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے !

سورۃ السجدہ (آیت ۱۱) میں ہے :

قل یتوفٰکم ملك الموت الذی و کل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون ○

[(اے میرے محبوب ؐ) آپ فرما دیں ، تمھیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے - پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے -]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیام مسلمان سنتے ہیں اور کافر توجہ نہیں دیتے -

صفحہ ۱۶۷ ہی میں ہے :

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے !

یہاں بھی سورۃ العنکبوت کی آیت (۶۹) کافی ہے -

صفحہ ۱۶۸ میں ہے :

اُس قوم میں ہے شوخیِ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد !

جس قوم کے افراد ہر بند سے آزاد ہوں اور خدا کو بھی نہ مانیں اُن کے متعلق سورۂ ابراہیم (آیت ۱۸) میں ارشاد ہے :

مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد ن اشتدت بہ الریح فی یوم

عاصفٍ ط لا یقدرون مما کسبوا علیٰ شیءٍ ط ذٰلك هو الضلٰل البعید o

[جن لوگوں نے اپنے رب کو نہ مانا اُن کی مثال یہ ہے کہ اُن کے اعمال راکھ کی طرح ہیں کہ آندھی کے دن ہوا لے اُڑی جو کچھ اُنھوں نے کمایا۔ جو کچھ اُنھوں نے کمایا اُن میں سے کسی چیز پر اُن کا بس نہیں چلے گا۔ یہی سخت گمراہی ہے۔]

ایسے بے لگام لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ بے کار ہو کر رہتا ہے۔

صفحہ ۱۶۹ میں ہے :

ع میں نہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں !

مسلمان کے لیے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب مسخر ہو سکتا ہے۔ سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) اور سورۃ لقمٰن (آیت ۲۰) کی آیتیں اُوپر مذکور ہوئیں۔

صفحہ ۱۷۰ میں ہے :

زہر اب ہے اُس قوم کے حق میں مے افرنگ
جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنرمند

سورۃ الانعام (آیت ۵۹) میں ہے :

و لا رطبٍ ولا یابسٍ الا فی کتٰبٍ مبینٍ o

[اور کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (قرآن) میں لکھنا نہ ہو۔]

قرآن اور دینِ اسلام ما کان و ما یکون کے جملہ علوم سکھاتا ہے۔ اُسے چھوڑ کر دوسروں کی غلامی کرنا زہرِ ہلاہل ہے۔

مثنوی

ع پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

(پہلی اشاعت ۱۹۳۶)

مثنوی

مسافر

(پہلی اشاعت ۱۹۳۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

صفحہ ۵ میں ہے :

سپاہِ تازہ بر انگیزم از ولایتِ عشق
کہ در حرم خطرے از بغاوتِ خرد است

سورۃ الانعام کی مسلسل تین آیتیں اس طرح ختم ہوتی ہیں :

ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون (آیت ۱۵۲) -

ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تذکرون (آیت ۱۵۳) -

ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تتقون (آیت ۱۵۴) -

ان سب آیتوں میں اوامر اور نواہی کو ملحوظ رکھنے کے لیے احکام ہیں -

پہلی آیت یہ ہے :

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئاً و بالوالدین احساناً ج ولا تقتلوا اولادکم من املاقٍ ط نحن رزقکم و ایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا و ما بطن ج ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ط ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون o

[آپ فرما دیں ، آؤ میں تمھیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمھارے رب نے حرام کیا - یہ کہ اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث - ہم تمھیں اور اُنھیں سب کو رزق دیں گے - اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی - اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اُسے ناحق نہ مارو - یہ تمھیں حکم فرمایا ہے کہ تمھیں عقل ہو -]

چنانچہ صحیح عقل جو تقوی القلوب ہے اوامر و نواہی کو ملحوظ رکھنے پر آمادہ کرتی ہے اور غلط قسم کی عقل احکامِ الٰہی کی پروا نہیں کرتی - اقبال صحیح عقل ، تقوی القلوب اور عشق پر زور دیتے ہیں -

اسی صفحے (۵) پر یہ شعر بھی ہے :

گماں مبر کہ خرد را حساب و میزاں نیست
نگاہِ بندۂ مومن قیامتِ خرد است

جو صحیح عقل نہیں ہوتی اُس کے لیے بندۂ مومن کی نگاہ ہی قیامت ہے ، اور ایسی عقل کا محاسبہ بھی ضرور ہوگا -

سورۃ الزلزال کی آخری آیتیں ہیں :

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ ؕ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ ۝

[تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اُسے وہ دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اُسے دیکھے گا -]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے :

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا ۝

[اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمھارا حساب لیا جائے - (خدا جانے حساب کی گھڑی کب آ جائے -]

صفحہ ۷ میں ہے :

اُمتاں را زندگی جذبِ دروں کم نظر ایں جذب را گوید جنوں

حضرت حسن بصریؒ سے اُن کے ایک شاگرد نے پوچھا کہ آپ نے

تو صحابہؓ کرامؓ کو دیکھا ہے - وہ کیسے تھے ؟ فرمایا کہ اگر تم ان کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سب کے سب دیوانے ہیں - - -

جذبِ دروں ، جسے تقوی القلوب اور عشق بھی کہیے ، قوموں کو زندگی بخشتا ہے اور غلط قسم کی عقل جو وہم و گمان اور غیر یقین کی طرف آمادہ کرتی ہے محض فریب ہے -

سورۃ الحج (آیت ۳۲) میں ہے :

و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب[1] ○

[اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے -]

شعائر اللہ کو ملحوظ رکھنے والے لوگ دنیا والوں کو مجنوں نظر آتے ہیں -

صفحہ ۸ میں ہے :

مومن از عزم و توکل قاہر است　　گر ندارد ایں دو جوہر کافر است

ایک مکتوب میں علامہ لکھتے ہیں :

"اس ملک میں قناعت اور توکل کے وہ معنی لیے جاتے ہیں جو عربی زبان میں ہرگز نہیں ہیں -"[2]

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ط ان اللہ یحب المتوکلین ○

[پس جب کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسا کرو - بے شک توکل والے لوگ اللہ کو پیارے ہیں (توکل یعنی اللہ پاک پر اعتماد اور سب کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا) -]

۱- مولانا سلیمان ندوی نے "سیرۃ النبی" (اعظم گڑھ ، ۱۹۵۲) ، ۳۲۸/۵ ، میں اسی تقوی القلوب کو (اقبال کی اصطلاح کا عشق) خدا کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت سے تعبیر کیا ہے -

۲- "مکاتیب" ، ۳۱/۱ -

صفحہ ۸ ہی میں ہے:

اے خوش آن مردے کہ دل با کس نداد
بندِ غیر اللہ را از پا کشاد

کلمۂ طیبہ کا بھی یہی پیام ہے۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے:

ولا تدع مع اللہ الٰہاً آخر لا الٰہ الا ھو ۝

اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ پکارو۔ کوئی خدا (طاقت) نہیں سوائے اُس (اللہ) کے (یعنی غیر اللہ کو طاقت نہ سمجھو)۔]

صفحہ ۸ ہی میں ہے:

یوسفِ ما را اگر گُرگے برد — بہ کہ مردے ناکسے او را خرد

سورۂ یوسف (آیت ۱۷) میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد سے جھوٹ کہا کہ:

فاکلہ الذئب ۝ [پس اُسے (یوسف کو) بھیڑیا کھا گیا۔]

غلط شخص کو اگر بھیڑیا کھا لے تو اُس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ اس طرح چاہیے کہ ہماری بات صحیح آدمی تک پہنچے تاکہ وہ سمجھ سکے کہ قرآن کس طرح غیر اللہ کی محتاجی سے آزاد کرانا چاہتا ہے۔

صفحہ ۹ میں ہے:

قلزمی؟ با دشت و در پیہم ستیز — شبنمی؟ خود را بہ گلبرگے بریز

تم کو مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ آسانیوں میں رہنا تمھیں زیب نہیں دیتا۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے:

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ۝

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔]

صفحہ ۱۱ میں ہے:

چوں شود اندیشۂ قومے خراب — ناسرہ گردد بدستش سیم ناب

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے ۔ افسوس ہے مسلمان مردہ ہیں ۔ انحطاطِ ملی نے اُن کے تمام قویٰ کو شل کر دیا ہے اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے صید پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے انحطاط کا مسحور اپنے قاتل کو اپنا مربی تصور کرنے لگ جاتا ہے ۔ یہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہے ۔"[۳]

احساسِ کمتری کی وجہ سے اپنی چیزوں کو بے قیمت سمجھنے لگتے ہیں ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۱۵) میں ہے :

و الذین آتینٰھم الکتٰب یعلمون انہ' منزل' من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین ٥

[اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اُتری ہے (تو سننے والے) تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو ۔]

اسی شعر کے مضمون کے تسلسل میں کئی اشعار ہیں جو مترادف کہے جا سکتے ہیں ۔

صفحہ ۱۲ میں ہے :

تا نبوّت حکمِ حق جاری کند پشتِ پا بر حکمِ سلطاں می زند

سورۃ فاطر (آیت ۱۳) میں ہے :

ذٰلکم اللہ ربکم لہ الملک ط و الذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ٥

[یہ ہے اللہ تمہارا رب ۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اُس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو وہ دانۂ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں ۔]

صفحہ ۱۲ ہی میں ہے :

معنیٔ جبریل و قرآن است او فطرۃ اللہ را نگہبان است او

۳۔ ایضاً ، ۱/۳۴ - ۳۵ ۔

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم وجھک للدین حنیفاً ط فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ط لا تبدیل لخلق اللہ ط

[پس اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اُسی کے ہو کر ۔ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا (دینِ الٰہی پر قائم رہو جس پر اللہ نے خلق کو پیدا کیا) ۔ اللہ کی بنائی چیز کو نہ بدلنا ۔]

صفحہ ۱۲ ہی میں ہے :

اندر آہِ صبحگاہِ او حیات تازہ از صبحِ نمودش کائنات

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو ۔ یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے ۔ قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں ۔]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے غلاموں کی سحر خیزی سے کائنات کی تقدیر بدل جاتی ہے ۔

صفحہ ۱۳ میں ہے :

درسِ لا خوفٌ علیھم می دہد تا دلے در سینۂ آدم نہد

سورۂ یونس (آیت ۶۲) میں ہے :

الا ان اولیآء اللہ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون o

[سن لو ، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ۔]

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے :

چوں فنا اندر رضائے حق شود بندۂ مومن قضائے حق شود

علامہ اقبال ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

''حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے ۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے ۔ بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے ۔''[۴]

سورۃ الانفال (آیت ۱۷) میں ہے :

و ما رمیت اذ رمیت و لٰکن اللہ رمیٰ ۝

[اور (اے محبوبؐ) وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی ۔]

صفحہ ۳۱ میں ہے :

ابتدائے عشق و مستی قاہری است انتہائے عشق و مستی دلبری است

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے :

محمد رسول اللہ ط و الذین معہ‘ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ۝

[محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے رفقا کافروں پر سخت اور آپس میں بہت نرم دل ہیں ۔]

علامہ اقبال ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

''مسلم حنیف جذباتِ متناقض یعنی قہر و محبت اپنے قلب کی گرمی سے تحلیل کرتا ہے اور اس کا دائرۂ اثر اخلاق تناقضات تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام طبعی تناقضات پر بھی حاوی ہے ۔ پھر مسلم جو حامل ہے محدثیت کا اور وارث ہے موسویت کا اور ابراہیمیت کا کیونکر کسی شے میں جذب ہو سکتا ہے ۔ البتہ اس زمان و مکان کی مقید دنیا کے مرکز میں ایک ریگستان [عرب] ہے جو مسلم کو جذب کر سکتا ہے ۔ اور اُس کی قوتِ جاذبہ ذوقی اور فطری نہیں بلکہ مستعار ہے ایک کفِ پا سے جس نے اس

۴۔ ایضاً ، ۱/۲۰۲ - ۲۰۳ ۔

ریگستان کے چمکتے ذروں کو کبھی پامال کیا تھا۔" (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔۵

صفحہ ۴ ؛ ہی میں ہے :

گر بگیرد سوز و تاب از لا الٰہ　　جز بکامِ او نگردد مہر و مہ

صفحہ ۸ میں سورۃ القصص کی آیت (۸۸) دیکھیں اور سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۵ میں ہے :

حکمتِ اربابِ کیں مکر است و فن
مکر و فن ؟ تخریبِ جاں تعمیرِ تن !

سورۂ فاطر (آیت ۱۰) میں ہے :

من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً ط الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہٗ ط و الذین یمکرون السیات لھم عذابٌ شدیدٌ ط و مکر اولٰئک ھو یبور ٥

[جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت سب اللہ کے ہاتھ ہے ۔ اُسی کی طرح چڑھتا ہے (مقامِ قبول و رضا تک پہنچتا ہے) پاکیزہ کلام اور عمل صالح اُسے بلند کرتا ہے اور جو برے داؤں کرتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اُنہی کا مکر برباد ہوگا ۔]

مکر کرنے والے تعمیرِ تن اور دنیا کی عزت چاہتے ہیں تو عزت صرف اللہ کے اختیار میں ہے ۔

اسی کے آگے اقبال کہتے ہیں :

مکتب از تدبیرِ او گیرد نظام　　تا بکامِ خواجہ اندیشد غلام !

وہ ایک مکتوب میں بھی فرماتے ہیں :

"آخر اس غلامی کے زمانے میں مسلمانوں کے پاس کون سا ذریعہ ہے جس سے وہ اپنی آئندہ نسلوں کو اسلامی تصورات کے بننے اور بگڑنے کی تاریخ سے آگاہ کر سکیں ۔ غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم

۵- ایضاً ، ۱۵/۱ ۔

سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔"[۶]

اور ایسی غلام قوم کا مقصدِ زندگی یہ ہوتا ہے (صفحہ ۱۶):

ہر زماں اندر تلاشِ ساز و برگ کارِ او فکرِ معاش و ترسِ مرگ

ایسے لوگ جب خوار کیے جاتے ہیں تو اس کا ایک سبب مال کی محبت بھی ہے۔ سورۃ الفجر (آیات ۱۷ - ۲۰) میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے۔ اس کی آیت (۲۰) ہے:

و تحبون المال حباً جماً o

[اور تم مال کی نہایت محبت رکھتے ہو۔]

سورۃ الاحزاب (آیت ۱۶) میں ہے:

قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت اوالقتل و اذاً لا تمتعون الا قلیلاً o

[آپ فرما دیں، ہرگز تمھیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی۔]

صفحہ ۱۷ میں ہے:

نکتہ می گویم از مردانِ حال اُمتاں را لا جلال الا جمال

• • •

تا نہ رمزِ لا الٰہ آید بدست بندِ غیر اللہ را نتواں شکست

جب تک غیر اللہ کی قوت کا انکار نہ کیا جائے ایک انسان اپنے اللہ کا بندہ ہونے کا اہل (مستحق) نہیں۔

سورۃ الذریٰت (آیت ۵۰) میں ہے:

ففروآ الی اللہ ط

۶- ایضاً، ۱/۲۰۱ - ۲۰۲ -

[پس ہر جگہ سے بھاگ کر اللہ کے ہاں پناہ لو۔ ۷]

سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۸) میں بھی اسی خدائی آسرے کو اللہ کی مہربانی کا مترادف کہا گیا ہے :

لا ملجا من اللہ الآ الیہ ط

[کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اُسی کی طرف (یعنی اُسی کے پاس ہے)۔]

اس کے بعد اسی سلسلے کے اشعار صفحہ ۱۹ تک آتے ہیں۔

صفحہ ۲۰ میں ہے :

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل
یک نگاہِ راہ بیں ، یک زندہ دل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است
بر دو حرفِ لا الٰہ پیچیدن است
فقر خیبر گیر با نانِ شعیر
بستۂ فتراکِ او سلطان و میر
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست
ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ ؐ است

جو اللہ کا محتاج ہوتا ہے اور غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا وہی صحیح قسم کا فقر رکھتا ہے۔ پھر ایسے شخص سے خیبر شکنی ، ذوق و شوق ، تسلیم و رضا وغیرہ بکثرت صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اُس میں تمام فضائل پیدا ہو جاتے ہیں اور جو غیر اللہ کا محتاج ہوتا ہے اُس میں تمام رذائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا صحیح مردِ مومن ہی اہلِ فقر ہے اور اللہ کی جماعت میں ہے۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ہے :

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ و الیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ

۷۔ مولانا سلیمان ندوی نے ''سیرۃ النبی ؐ''، ۴/۲۰۵ ، میں یہی ترجمہ کیا ہے۔

و رسولہ' و لو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ط و یدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ط اولٰئک حزب اللہ ط الآ ان حزب اللہ ھم المفلحون ہ

[تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول ؐ سے مخالفت کی، اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں - یہ ہیں وہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور اُنھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں - ان میں ہمیشہ رہیں - اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی - یہ اللہ کی جماعت ہے - دیکھو، اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (یعنی اللہ کی جماعت والے اللہ کی رضا کے لیے اپنی محبوب سے محبوب چیز کو قربان کردیتے ہیں اور غیر اللہ کی پروا بھی نہیں اور نہ غیر اللہ کو کوئی طاقت سمجھتے) -]

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ایسے لوگوں کے ثبات و استحکام کا ذکر ہے:

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ہ

[اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیوی اور اُخروی زندگی میں مضبوط بات سے مستعد اور ثابت قدم رکھتا ہے -]

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۸) میں (ایسے لوگوں کے) حق کے متعلق ہے:

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ' فاذا ھو زاھقٌ ط

[بات یہ ہے کہ ہم حق کو باطل کے سر پر دے مارتے ہیں پس (اس طرح) وہ اس کا (باطل کا) سر توڑ دیتا ہے، پھر وہ (باطل) فنا ہو جاتا ہے -]

غرض کہ بڑی سے بڑی قوتیں بھی اہلِ فقر اور اہلِ ایمان کے آگے ہیچ ہیں -

صفحہ ۲۱ میں ہے:

قلبِ او را قوت از جذب و سلوک پیشِ سلطان نعرۂ او لا ملوک!

سورۃ الفرقان (آیت ۲) میں ہے :

و لم یکن لہ' شریک فی الملک o

[اور اُس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں (حکومت صرف اللہ کی ہے) ۔]

صفحہ ۲۲ میں ہے :

فقرِ مومن چیست ؟ تسخیرِ جہات　　بندہ از تاثیرِ او مولا صفات

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاہرۃً و باطنۃً o

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپور دے دیں گے اپنی نعمتیں ظاہر اور پوشیدہ ۔]

صفحہ ۲۲ ہی میں ہے :

فقرِ کافر خلوتِ دشت و در است　　فقرِ مومن لرزۂ بحر و بر است!

کافر سادھو اور جوگی لوگ گوشہ نشین ہو کر عبادت کرتے ہیں لیکن مومن گوشہ' نشینی کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اُس کے لیے دنیا کو برتنا اور حقوق العباد ادا کرنا ہی عبادت ہے اور بحر و بر میں صرف مومن کو غالب رہنا ہے ۔ اوپر والی آیت یہاں بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۲۳ میں ہے :

دل ز غیر اللہ بہ پرداز اے جواں
ایں جہانِ کہنہ در باز اے جواں

دل کو غیر اللہ کے تعلق سے خالی کر دو اور ایک نئی (صحیح) دنیا

تیار کرو ۔ صفحہ ۲۰ کی آیتیں دیکھیں ۔۸

صفحہ ۲۴ میں ہے :

عصرِ ما ما را ز ما بیگانہ کرد از جمالِ مصطفیٰ ؐ بیگانہ کرد

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے موجودہ زمانہ محروم اور غیر منور ہے ۔ حالانکہ صرف اُن کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی ہی سے فلاحِ دارین وابستہ ہے ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۲۱) میں ہے :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃٌ حسنۃٌ ۝

[بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی ہی میں بہتری ہے ۔]

صفحہ ۲۵ میں ہے :

اندرونِ تست سیلِ بے پناہ پیشِ او کوہِ گران مانندِ کاہ

صفحہ ۲۰ میں سورۃ الانبیاء (آیت ۱۸) دیکھیں ۔

علامہ اقبال ایک مکتوب میں بھی لکھتے ہیں :

''میں عمل کی تمام صور و اشکالِ مختلفہ کو جن میں تصادم و پیکار بھی شامل ہے ضروری سمجھتا ہوں ۔ اور میرے نزدیک اُن سے انسان کو زیادہ استحکام و استقلال حاصل ہوتا ہے ۔ چنانچہ اسی خیال کے پیشِ نظر میں نے سکون و جمود اور اس نوع کے تصوّف کو جس کا دائرہ محض قیاس آرائیوں تک محدود ہو ، مردود قرار دیا ہے ۔''۹

۸۔ صفحہ ۲۳ میں یہ شعر بھی ہے :
ز سہ قرن این امتِ خوار و زبون زندہ بے سوز و سرورِ اندرون
''بالِ جبریل'' میں بھی کہا ہے :
تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
شعر میں حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے متعلق اشارہ ہے ۔

۹۔ ''مکاتیب'' ، ۱/۶۶۵ ۔

صفحہ ۲۶ میں مردِ حُر کے اوصاف بیان ہوتے ہیں :

مردِ حُر محکم ز وردِ لا تخف ما بمیدان سربجیب ، او سر بکف

سورۂ 'طہ' (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انك انت الا علیٰ o [ڈر نہیں ، بے شک تو ہی غالب ہے] -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے :

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور نہ سستی کرو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو -]

صفحہ ۲۶ ہی میں ہے :

پاے خود را آنچناں محکم نہد نبضِ رہ از سوزِ او بر می جہد

سورۂ آل عمران (آیت ۴۹) میں عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے :

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ - - -

[کہ میں تمھارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں ، پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے -]

اللہ کے پیاروں کی وجہ سے زمین سے بھی سوز اور گرمی پیدا ہو سکتی ہے اور مردہ قوتیں بھی بے دار ہو سکتی ہیں -

سورۃ المائدہ (آیت ۱۶) میں ہے :

یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلٰم و یخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہ و یھدیھم الیٰ صراطٍ مستقیم o

[(قرآن) جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہوا اُس کی رضا کا ، بچاؤ کی راہ پر اور اُن کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُن کو چلاتا ہے سیدھی راہ -]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے متبعین کے ذریعے ، لوگوں کو صحیح راہ نصیب ہوئی اور قوموں میں زندگی پیدا ہوئی ۔

صفحہ ۲۶ ہی میں ہے :

سترِ دین ما را خبر ، او را نظر   او درونِ خانہ ، ما بیرونِ در

محمد حسین عرشی لکھتے ہیں :

"ایک دفعہ میں نے پوچھا ، مثنوی 'پس چہ باید کرد' --- میں آپ کے مصرع (علم و حکمت از کتب ، دین از نظر) میں نظر سے کیا مراد ہے ؟ فرمایا ، صحبت ۔"[۱۰]

لیکن اس مثنوی میں ایسا کوئی مصرع نہیں ہے ۔ البتہ وہ مثنوی "مسافر" (صفحہ ۶۹) میں ہے لیکن اُس کا مترادف یہاں کا مصرع ہے ، یعنی :

ع سرِ دین ما را خبر ، او را نظر

نظر یقیناً صحبت ہے ۔ صحابۂ کرامؓ اسی صحبت اور معیت کی وجہ سے صحابہ کہلائے گئے اور انبیاء بنی اسرائیل (علیھم السلام) جیسا اُن کا مقام ہوا ۔

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے :

محمد رسول اللہ ط و الذین معہ' اشدآء علی الکفار رحماء بینھم ---

[محمدؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کی معیت میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم دل ۔]

صفحہ ۲۷ میں ہے :

در جہانِ بے ثبات او را ثبات   مرگ او را از مقاماتِ حیات !

۱۰- "ملفوظاتِ اقبال" ، ص ۶۸ ۔

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ایسے لوگوں کے ثبات کا ذکر ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرہ ۝

[اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیوی اور اُخروی زندگی میں مضبوط بات سے مستعد اور ثابت قدم رکھتا ہے -]

صفحہ ۲۹ میں ہے :

''مال را گر بہر دین باشی حمول
نعم مالٌ صالحٌ گوید رسولؐ'' (رومیؒ)

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے :

نعم مالٌ صالحٌ ۝

[اگر مال دینی امور پر خرچ کرنے کے لیے جمع کیا جائے تو وہ مال صالح ہے -]

سورۃ التوبہ (آیت ۱۱۱) میں ہے :

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ط

[بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں اس بدلے میں کہ اُن کے لیے جنت ہے -]

صفحہ ۳۰ میں ہے :

تا ندانی نکتۂ اکلِ حلال بر جماعت زیستن گردد وبال

سورۃ الزخرف (آیت ۳۲) اس اکلِ حلال کی تقسیم کا ذکر ہے :

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا و رفعنا بعضھم فوقِ بعضٍ درجٰتٍ لیتخذ بعضھم بعضاً سخریاً ط

[ہم نے اُن میں اُن کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی تا کہ ایک دوسرے سے مال

کے ذریعے خدمت لے (اور دنیا کا نظام چل سکے - اس طرح نظامِ جماعت قائم رکھا گیا ہے اور کوئی کسی پر بوجھ نہیں) -]

صفحہ ۳۱ میں ہے :

حکمش از عدل است تسلیم و رضاست   بیخ او اندر ضمیرِ مصطفیٰؐ است

شریعت کا حکم ، عدل اور تسلیم و رضا کے لیے ہے - سورۃ النحل (آیت ۹۰) میں ہے :

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتای ذی القربیٰ و ینھیٰ عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ○

[بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے - تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو -]

اور تسلیم و رضا بھی مسلمان کی شان ہے - سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ○

[آپ فرما دیں ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے -]

صفحہ ۳۱ ہی میں ہے :

از شریعت احسن التقویم شو   وارثِ ایمانِ ابراہیمؑ شو

سورۃ التین (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ○

[بے شک ہم نے انسان کو بہترین طریق پر بنایا -]

اور سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ملۃ ابیکم ابراھیم ط ھو سمّٰکم المسلمین لا من قبل و فی ھذا - - -

[تمھارے باپ ابراہیمؑ کا دین ۔ اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ۔]

صفحہ ۳۱ ہی میں ہے :

پس طریقت چیست اے والا صفات　　شرع را دیدن بہ اعماق حیات

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے ۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے ۔ بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے ۔''[۱۱]

صفحہ ۳۱ کی آیت (سورۃ الانعام ، ۱۶۳) یہاں کے لیے دیکھیں ۔

صفحہ ۳۲ میں ہے :

اے کہ می نازی بہ قرآنِ عظیم　　تا کجا در حجرہ می باشی مقیم
در جہاں اسرارِ دیں را فاش کن　　نکتۂ شرع مبیں را فاش کن
کس نہ گردد در جہاں محتاجِ کس　　نکتۂ شرعِ مبیں این است و بس

علامہ اقبال ایک مکتوب میں ایک پیر صاحب کو لکھتے ہیں :

''میں نے آپ کے مخلص کا خط پڑھا ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کے احباب اور مخلصین آپ سے اُس روحانیت کی بنا پر جو آپ نے اپنے آبا و اجداد سے ورثے میں پائی ہے بہت بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہیں ۔ ان امیدوں میں میں بھی شریک ہوں ۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت ، ہمت ، اثر ، رسوخ اور دولت و عظمت کو حقائق اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف کریں ۔ اس تاریک زمانے میں حضور رسالت مآب صلعم کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے ۔ کچھ عجب نہیں کہ جلد آپ کی طبیعت میں ایک بہت بڑا انقلاب

۱۱- ''مکاتیب'' ، ۱/۲۰۲ - ۲۰۳ -

پیدا ہو جس کی ابھی تک آپ کو توقع نہیں۔ افسوس ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں جن بزرگوں نے علم اسلام بلند کیا اُن کی اولادیں دنیوی جاہ و منصب کے پیچھے پڑ کر تباہ ہو گئیں۔ اور آج اُن سے زیادہ جاہل کوئی مسلمان مشکل سے ملے گا۔ الا ماشاء اللہ۔ وقت تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ انہی بزرگوں کی اولاد سے کسی کی روحانیت کی بیدار کر دے اور کلمۂ اسلام کے اعلاء پر مامور کرے۔"[12]

سورۃ الرعد (آیت ۲۹) میں ہے:

الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآبٍ ٥

[وہ جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اُن کو خوش حالی ہے اور اچھا انجام۔]

صحیح خوش حالی اور صحیح خوشی دراصل ایمان اور عملِ صالح ہے جو غیر اللہ کی محتاجی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

صفحہ ۳۲ ہی میں ہے:

زندہ قومے بود از تاویل مُرد آتشِ او در ضمیرِ او فسرد

اور "ضربِ کلیم" میں فرمایا ہے:

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

علامہ اقبال نے ایک مکتوب میں بھی لکھا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ کسی مذہب یا قوم کے دستور العمل و شعار میں باطنی معانی تلاش کرنا یا باطنی مفہوم پیدا کرنا اصل میں اُس دستور العمل کو مسخ کر دینا ہے۔ یہ ایک نہایت subtle طریق تنسیخ کا ہے۔ اور یہ طریق وہی قومیں اختیار یا ایجاد کر سکتی ہیں جن کی فطرت گوسفندی ہو۔۔۔۔"[13]

بنی اسرائیل نے جب ایسی تاویل کی تھی اور معنی بدل دیے تھے تو اُن پر سخت عذاب نازل ہوا تھا۔

۱۲- ایضاً، ۱/۲۳۱ - ۲۳۲۔ ۱۳- ایضاً، ۱/۳۵۔

سورة البقرہ (آیت ۵۹) میں ہے :

فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قبلهم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السمآء بما کانوا یفسقون o

[تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اُس کے سوا ، تو ہم نے آسمان سے اُن پر عذاب اُتارا ، بدلہ اُن کی بے حکمی کا -]

یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہوئے -

صفحہ ۴۳ میں ہے :

اُمتے کز آرزو نیشے نہ خورد نقشِ او را فطرت از گیتی سترد

آرزو (عملِ صالح) ہی کامیابی کا راز ہے ورنہ تباہی ہے - سورة النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امناً ط

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور عملِ صالح کیے کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلے لوگوں کو دی اور ضرور اُن کے لیے مضبوط کر دے گا ان کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا (اور جو ایسا نہ ہوگا وہ ان نعمتوں سے محروم رہے گا) -]

صفحہ ۴۴ میں ہے :

آشیانش گرچہ در آب و گِل است
نہ فلک سر گشتۂ ایں یک دل است

آرزو والا دل جس کا ابھی پچھلے شعر میں ذکر آیا ہے ایمان اور عملِ صالح والا ہوتا ہے -

سورة التغابن (آیت ۱۱) میں ہے :

و من یؤمن باللہ یهد قلبہ، ط

[اور جو اللہ پر ایمان لائے (یقین رکھے) اللہ اُس کے دل کو ہدایت فرما دیتا ہے۔]

ایمان اور عملِ صالح والے کامیاب ہوتے ہیں جن کا ذکر ابھی سورۃ النور کی آیت (۵۵) میں آیا ہے اور جن کا ذکر سورۃ العصر میں بھی دیکھیں۔

سیاسیاتِ حاضر

صفحہ ۳۵ میں ہے:

گرمیٔ ہنگامۂ جمہور دید   پردہ بر روے ملوکیت کشید۱۴
سلطنت را جامعِ اقوام گفت   کارِ خود را پختہ کرد و خام گفت
در فضایش بال و پر نتواں کشود   با کلیدش ہیچ در نتواں کشود

سورۃ القصص (آیت ۵۰) میں ہے:

و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدًی من اللہ ط ان اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ہ

[اور اُس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالموں کو۔]

صفحہ ۳۶ میں ہے:

پیشِ فرعوناں بگو حرفِ کلیم   تا کند ضربِ تو دریا را دو نیم

سورۃ الشعراء (آیات ۶۳ - ۶۶) میں ہے:

فاوحینآ الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر ط فانفلق فکان کل فرقٍ کالطود العظیم ہ و ازلفنا ثم الآخرین ہ و انجینا موسیٰ و من معہٗ اجمعین ہ ثم اغرقنا الآخرین ہ

۱۴- "پیامِ مشرق" میں ہے:
گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

[تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار ۔ تو جبھی دریا پھٹ گیا ، تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ ۔ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو (یعنی فرعون اور فرعونیوں کو) ، اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اُس کے سب ساتھیوں کو ۔ پھر دوسروں کو (یعنی فرعون اور فرعونیوں کو) ڈبو دیا ۔]

صفحہ ۳۶ ہی میں ہے :

داغم از رسوائیِ ایں کارواں　　در امیرِ او ندیدم نورِ جاں
تن پرست و جاہ مست و کم نگہ　　اندرونش بے نصیب از لا الٰہ
در حرم زاد و کلیسا را مرید　　پردۂ ناموسِ ما را بر درید

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''علما میں مداہنت آ گئی ہے ۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے ۔ صوفیہ اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں ۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں ۔ اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد اُن کی زندگی کا نہیں ۔ عوام میں جذبہ موجود ہے مگر اُن کا کوئی بے غرض راہنما نہیں ہے ۔''[15]

سورۃ النساء (آیت ۵۸) میں ہے :

ان اللہ یامرکم ان تؤدو الامٰنٰت الیٰ اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط

[بے شک اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو ۔]

امانت وسیع معنی میں غیر مادی چیزوں پر بھی حاوی ہے ۔ ہر شخص کو اپنی ذمہ داری کے مطابق کام کرنا چاہیے ۔

صفحہ ۳۸ میں ہے :

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں　　عیدِ محکوماں ہجومِ مومنیں !

۱۵- ایضاً ، ۱/۲۵۰ -

سورۃ الحج (آیات ۲۷ - ۲۸) میں ہے :

و اذن فی الناس بالحج یاتوك رجالاً و علیٰ کل ضامرٍ یاتین من کل فجٍ عمیق ○ لیشھدوا منافع لھم - - - -

[اور لوگوں میں حج کی ندا عام کر دے - وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تا کہ وہ (لوگ) اپنا فائدہ پائیں (دین اور دنیا دونوں کا) -]

مسلمانوں کے اجتماع سے ''یعظم شعائر اللہ'' (سورۃ الحج ، آیت ۳۲) بھی ہے اور دین و دنیا کے فائدے بھی مقصود ہیں -

حرفے چند با اُمتِ عربیہ

صفحہ ۳۹ میں ہے :

در جہانِ نزد و دور و دیر و زود
اولیں خوانندۂ قرآں کہ بود ؟

سورۃ الشعراء (آیات ۱۹۳ - ۱۹۵) میں ہے :

نزل به الروح الامین ○ علیٰ قلبك لتکون من المنذرین ○ بلسانٍ عربیٍ مبین ○

[اسے (قرآن کو) روح الامین لے کر اُترا - تمھارے دل پر (کہ دل تمیز و عقل و اختیار کا مقام ہے) کہ تم ڈر سناؤ ، روشن عربی زبان میں -]

قرآن کے سب سے پہلے مخاطب عرب لوگ ہی ہیں -

صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

علم و حکمت ریزۂ از خوانِ کیست ؟
آیہ' فاصبحتم اندر شانِ کیست ؟

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں ہے :

- - - و اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً ج

[اور اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو ۔ جب تم میں بیر تھا ۔ اُس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے ۔]

دین ہی کی وجہ سے یہ سعادت نصیب ہوئی ۔

صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

از دمِ سیرابِ آن اُمی لقب لالہ رُست از ریگِ صحرائے عرب

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الاعراف میں دو جگہ (آیات ۱۵۷ - ۱۵۸) النبی الامی کہا گیا ہے ۔ اُن کے طفیل میں صحرائے عرب کے لوگوں کے دلوں میں عشق پیدا ہوا ۔ ابھی سورۂ آلِ عمران کی آیت (۱۰۳) مذکور ہوئی ۔

صفحہ ۴۰ میں ہے :

سطوتِ بانگِ صلوٰت اندر نبرد قراءتِ الصّٰفّٰت اندر نبرد

سورۃ الصّٰفّٰت اس طرح شروع ہوتی ہے :

و الصّٰفّٰت صفاً ٥ فالزّٰجرات زجراً ٥ فالتّٰلیٰت ذکراً ٥ ان الٰھکم لواحدٌ ٥

[قسم اُن کی کہ باقاعدہ صف باندھیں (مجاہدین کے گروہ جو دشمنانِ حق کے مقابل ہوتے ہیں) ، پھر اُن کی کہ جھڑک کر چلائیں (مجاہدین جو گھوڑوں کو ڈپٹ کر جہاد میں چلاتے ہیں) ، پھر اُن جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں ۔ بے شک تمہارا معبود ضرور ایک ہے ۔]

یہ سب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے کہ دین کے ایسے مجاہدین تیار ہوئے ۔

صفحہ ۴۱ میں ہے :

ہر کہ از بندِ خودی وارست ، مُرد
ہر کہ با بیگانگان پیوست ، مُرد

وہ عرب جس پر اسلام نے نعمتوں کے تمام دروازے کھول دیے ، اب دشمنوں کے فریب میں آ کر عرب قومیت کے نعرے لگانے لگے ہیں ۔

سورۂ آل عمران کی آیت (١٠٣) اس طرح شروع ہوتی ہے :

وَ اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا ۔ ۔ ۔ ۔

[اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا ۔]

صفحہ ١٤ ہی میں ہے :

قوّت از جمعیتِ دینِ مبیں
دیں ہمہ عزم است و اخلاص و یقیں

سورۂ محمد (آیت ٢١) میں ہے :

فاذا عزم الامر فلو صدقوا اللہ لکان خیراً لھم ٥

[پھر جب حکم ناطق ہو چکا تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو اُن کا بھلا تھا ۔]

اللہ سے سچا رہنے میں یعنی اخلاص و یقین ہی میں بھلائی ہے ۔

صفحہ ٤٣ میں ہے :

یورپ از شمشیرِ خود بسمل فتاد　　زیرِ گردوں رسمِ لا دینی نہاد

یورپ نے دین کو چھوڑ کر لا دینی اختیار کی ہے اس لیے اُس کی تباہی قریب ہے ۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ١٢٤) میں ہے :

و من اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً و نحشرہٗ یوم القیٰمۃ اعمیٰ ٥

[اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا (میری ہدایت سے رو گردانی کی) تو بے شک اُس کے لیے زندگانی تنگ (تلخ) ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے ۔]

صفحہ ٤٣ ہی میں ہے :

ہر کہ آیاتِ خدا بیند حُر است　　اصلِ ایں حکمت ز حکمِ اُنظر است

اس دوسرے مصرعے کے حاشیے میں خود علامہ اقبال نے لکھا ہے کہ یہ ''تلمیح ہے آیۂ قرآنی کی طرف: افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ہ (الغاشیہ آیت ۱۷)، یعنی نظامِ فطرت کا بغور مطالعہ کرو۔ اس آیت کے ساتھ ہی آیتیں آتی ہیں کہ: اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا اور پہاڑوں کو، کیسے قائم کیے گئے اور زمین کو کیسے بچھائی گئی۔

صفحہ ۴۴ میں ہے:

علمِ اشیا خاکِ ما را کیمیاست آہ! در افرنگ تاثیرش جداست

علمِ اشیا (سائنس) سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے:

و علم آدم الاسماء کلھا ہ

[اور اللہ نے آدم کو تمام اشیا کے نام سکھائے۔]

علم کی وجہ سے آدم مسجودِ ملائکہ ہوئے۔ اُن کا طالبِ عفو ہونا اور اللہ سے رجوع کرنا عشق کی وجہ سے ہے۔[۱۶]

صفحہ ۴۴ ہی میں ہے:

عقل اندر حکمِ دل یزدانی است چوں ز دل آزاد شد شیطانی است

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجٰتٍ ط واللہ بما تعملون خبیرٌ ہ

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور

۱۶۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ''فکرِ اقبال'' (لاہور، بزم اقبال، سالِ طباعت ندارد)، ص ۳۸۴۔

اُن کے جنھیں علم دیا گیا اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اُس سے خوب واقف ہے ۔]

یزدانی علم و عقل ایمان کے ساتھ ہوتی ہے لیکن جب وہ ایمان سے آزاد ہو جائے تو پھر وہ شیطانی ہے ۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے جیسا کہ سورۃ التغابن کی آیت ١١ میں ہے :

و من یؤمن باللہ یھد قلبہ‘ ط

[اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اُس کے دل کو ہدایت فرما دیتا ہے ۔]

صفحہ ٥٠ میں ہے :

ع در جنیوا چیست غیر از مکر و فن

جنیوا ہو یا کوئی جمعیتِ اقوام کا مرکز ہو :

ع بہرِ تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

یہ سب حزب الشیطان ہیں ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ١٩) میں ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکراللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے ۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے ۔]

صفحہ ٥٠ ہی میں ہے :

اہلِ حق را زندگی از قوت است قوتِ ہر ملت از جمعیت است

سورۃ الانفال (آیت ٦٠) میں ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ o

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور

طاقت کی چیزیں (سامان) ۔]

اسی صفحے (۴۵) میں ہے :

ہم ہنر ہم دیں ز خاکِ خاور است
رشکِ گردوں خاکِ پاکِ خاور است

تمام بڑے ادیان و مذاہب مشرق ہی سے اُٹھے اور وہ سب اسلام ہی تھے جن کے ذریعے مختلف علوم و فنون جاری ہوئے ۔

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ھو سمّٰکم المسلمین و قبل و فی ھٰذا ط

[اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴۲) میں ہے :

قل للہ المشرق و المغرب یھدی من یشآء الیٰ صراطٍ مستقیم ٥

[آپ فرما دیں کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے ۔ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے ۔]

صفحہ ۶۴ میں ہے :

دانی از افرنگ و از کارِ فرنگ
تا کجا در قیدِ زنارِ فرنگ ؟
زخم ازو ، نشتر ازو ، سوزن ازو
ما و جوئے خون و اُمیدِ رفو !
خود بدانی بادشاہی قاہری است
قاہری در عصرِ ما سوداگری است

یورپ نے جس طرح ہم لوگوں کو فریب میں رکھا ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ۔

سورۃ الانعام (آیت ١٢٣) میں ہے :

وکذٰلك جعلنا فی کل قریۃٍ اکٰبر مجرمیها لیمکروا فیها ط و ما یمکرون الا بانفسهم و ما یشعرون ہ

[اور یونہی رکھے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار، کہ مکر کریں وہاں اور جو مکر کرتے ہیں سو اپنے ہی اوپر اور نہیں بوجھتے -]

در حضور رسالت مآب ؐ

صفحہ ٨٣ پر اس عنوان کے نیچے علامہ اقبال لکھتے ہیں :

''شبِ سہ اپریل ١٩٣٦ کہ در دارالاقبال بھوپال بودم سید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ را در خواب دیدم فرمودند کہ از علالتِ خویش در حضورِ رسالت مآب [صلی اللہ علیہ وسلم] عرض کن -''

یہی بات وہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''٣ اپریل کی رات ٣ بجے کے قریب (میں اُس شب بھوپال میں تھا) میں نے سر سید علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا - پوچھتے ہیں تم کب سے بیمار ہو - میں نے عرض کیا دو سال سے اوپر مدت گزر گئی - فرمایا حضور رسالت مآب [صلی اللہ علیہ وسلم] کی خدمت میں عرض کرو - میری آنکھ اُسی وقت کھل گئی اور اس عرض داشت کے چند شعر جو اب طویل ہوگئی ہے میری زبان پر جاری ہوگئی - انشاء اللہ ایک مثنوی فارسی 'پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق' نام کے ساتھ یہ عرض داشت شائع ہوگی - ٣ اپریل کی صبح سے میری آواز میں کچھ تبدیلی شروع ہوئی - اب پہلے کی نسبت آواز صاف تر ہے اور اس میں وہ رنگ (ring) عود کر رہا ہے جو انسانی آواز کا خاصہ ہے - گو اس ترقی کی رفتار بہت سست ہے - جسم میں بھی عام کمزوری ہے - - - -''[١٧]

١٧- ''مکاتیب''، ١/٣١٣ - علامہ اقبال نے ایک خط میں یہ بھی اظہار کیا ہے کہ ''میں سر سید کو اُنیسویں صدی میں مشرق دنیا کا سب سے بڑا سیاسی مدبر سمجھتا ہوں''- دیکھیں رسالہ ''صحیفہ''، لاہور، اکتوبر ١٩٧٣، ص ٢٣٣ -

اے تو ما بے چارگاں را ساز و برگ
وارہاں ایں قوم را از ترسِ مرگ
سوختی لات و مناتِ کہنہ را
تازہ کردی کائناتِ کہنہ را
در جہانِ ذکر و فکرِ انس و جاں
تو صلوٰتِ صبح ، بانگِ اذاں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے کائنات سے غیر اللہ کی پرستش ختم ہوئی تھی اور اُنہی کے طفیل میں کائنات کو بیداری حاصل ہوئی تھی۔

سورۂ سبا (آیت ۲۸) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً ○

[اور (اے محبوبؐ) ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر۔]

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعٰلمین ○

(اور (اے محبوبؐ) ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔]

صفحہ ۴۹ میں ہے :

مومن و از رمزِ مرگ آگاہ نیست   در دلش لا غالب الا اللہ نیست !

سورۂ یوسف (آیت ۲۱) میں ہے :

واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ و لٰکن اکثر الناس لا یعلمون ○

[اور اللہ غالب رہتا ہے اپنے امر پر اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اللہ ہی غالب ہے ، موت غالب نہیں) ۔]

صفحہ ۵۰ میں ہے :

تم باذنی گوی و او را زندہ کن   در دلش اللہ ھو را زندہ کن

سورۂ آلِ عمران (آیت ۴۹) میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے ۔ یہاں اقبال نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ہے کہ افرنگ زدہ مسلمان کو آپ زندہ و بیدار فرما دیں ۔ صرف اس لیے :

ع تا مسلماں باز بیند خویش را

پھر اسی صفحہ ۵۰ میں اقبال نے اپنی آواز کی خرابی کا ذکر اس طرح کیا ہے :

نغمۂ من در گلوے من شکست شعلۂ از سینہ ام بیروں نہ جست
در نفس سوزِ جگر باقی نماند لطفِ قرآنِ سحر باقی نماند

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے :

ان قرآن الفجر کان مشھوداً ٥

[بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۔]

آگے چل کر عرض کرتے ہیں کہ جس طرح عربی قصیدۂ بردہ کے مصنف بصیریؒ کو آپ ؐ کی خدمت میں عرض کرنے سے فالج کی بیماری سے نجات ملی اُسی طرح مجھے بھی گلے کی خرابی سے نجات حاصل ہو :

صفحہ ۵۱ میں ہے :

چوں بصیریؒ از تو می خواہم کشود
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

آخر میں کہتے ہیں (صفحہ ۵۲) :

گرچہ کشتِ عمرِ من بے حاصل است
چیز کے دارم کہ نامِ او دل است
دارمش پوشیدہ از چشمِ جہاں
کز سُمِ شبدیزِ تو دارد نشاں !

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لاینفع مالٌ ولا بنون ٥ الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیم ٥

[جس دن نہ مال کام آئے گا ، نہ بیٹے ، مگر وہ جو اللہ کے حضور ہوا سلامت دل لے کر ۔]

یہ سلامت دل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی میں حاصل ہو سکتا ہے ۔

اندریں دشت و درے پہناورے   بو کہ آید کاروانے دیگرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

مسافر

یعنی سیاحتِ چند روزہ افغانستان ـــ اکتوبر ۱۹۳۳

''تجویز یہ تھی کہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ کے جشنِ استقلال کے موقع پر مولانا سلیمان ندوی ، علامہ اقبال ، سر سید راس مسعود اور ڈاکٹر ہادی حسن کابل پہنچ جائیں لیکن مولانا سلیمان ندوی کو پاسپورٹ دیر میں ملا اور وہ ۲۵ اکتوبر کو پشاور سے روانہ ہو سکے ۔ بقیہ حضرات ۲۱ اکتوبر کو وہاں سے روانہ ہو گئے تھے ۔ علامہ اقبال نے حضرت نادر شاہ کی ملاقات کا ذکر مثنوی مسافر (صفحہ ۶۱ ۔ ع شہرِ کابل ، خطۂ جنت نظیر ۔ ۔ ۔) میں کیا ہے ۔

''انجمن ادبی کابل نے بھی ان مہمانوں کا استقبال کیا ۔ ۳۰ اکتوبر کو یہ حضرات غزنین بھی گئے اور دوسرے دن وہاں سے روانہ ہوکر قندہار پہنچے ۔ وہاں خرقہ شریف کی زیارت کی جس کا ذکر علامہ اقبال نے اس مثنوی (صفحہ ۷۷ ۔ ع خرقۂ آن برزخٌ لا یبغیان ۔ ۔ ۔) میں کیا ہے ۔ ۲ نومبر کو وہاں سے چمن پہنچے ، پھر واپس اپنے اپنے مستقر کو روانہ ہوئے ۔''[۱۸]

۱۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیں مولانا عبدالسلام ندوی ، ''اقبالِ کامل'' ، (لاہور ، ۱۹۶۷) ، ص ۳۰ ۔ ۳۴ اور ''مکاتیب'' (۱/۱۷۲ ۔ ۱۷۸ ،

اس سے پہلے ۲۴ مارچ ۱۹۳۲ء کو چھ شعر ملتِ کہسار کے نام علامہ اقبال نے لکھے تھے جو ''کابل'' نام کے رسالے میں شائع ہوئے تھے :

صبا بگوی بافغانِ کوہسار از من
بمنزلے رسد آں ملتے کہ خود نگر است
مریدِ پیرِ خراباتیانِ خود بیں شو
نگاہِ او ز عقابِ گرسنہ تیز تر است
ضمیرِ تست کہ نقشِ زمانۂ تو کشد
نہ حرکتِ فلک است ایں نہ گردشِ قمر است
دگر بسلسلۂ کوہسارِ خود بنگر
کہ تو کلیمی و صبحِ تجلیٔ دگر است
بیا بیا کہ بدامانِ نادر آویزیم
کہ مردِ پاک نہاد است و صاحبِ نظر است
یکے است ضربتِ اقبال و ضربتِ فرہاد
جز ایں کہ تیشۂ ما را نشانہ بر جگر است[19]

یہ مثنوی نادر شاہ کی شہادت (نومبر ۱۹۳۳ء) کے بعد شائع ہوئی۔ اس لیے اس کی تمہید میں (صفحہ ۵۶) علامہ اقبال لکھتے ہیں :

اے صبا اے رہ نوردِ تیزگام — در طوافِ مرقدش نرمک خرام
شاہ در خواب است، پا آہستہ نہ — غنچہ را آہستہ تر بکشا گرہ
از حضور او مرا فرماں رسید — آنکہ جانِ تازہ در خاکم دمید
''سوختیم از گرمیٔ آواز تو — اے خوش آں قومے کہ داند رازِ تو

* * *

تا کجا در بندہا باشی اسیر — تو کلیمی راہِ سینائے بگیر!''

مکتوب ۸۵ تا ۹۰) میں بھی اس سفر کی تیاری کا ذکر ہے اور مکتوب ۹۰ جو ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء کا ہے اس میں نادر شاہ کی شہادت پر قلق کا اظہار ہے۔

۱۹۔ ''اسلامی تعلیم''، اقبال نمبر، لاہور، مارچ تا جون ۱۹۷۴ء، ص ۴-۵۔

سورۂ مریم (آیت ۵۲) میں ہے :

و نادینٰہ من جانب الطور الایمن و قربنٰہ نجیا ٥

[اور اُسے (موسیٰؑ کو) ہم نے طور کی جانب سے ندا فرمائی اور اُسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا ۔]

صفحہ ۵۷ میں ہے :

آہ قومے بے تب و تابِ حیات روز گارش بے نصیب از واردات !

افسوس ہے اُس قوم پر جس میں بیداری نہیں اور عمل کے لیے سرگرمی نہیں ۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ لایغیر ما بقومٍ حتی یغیروا ما بانفسھم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا] (حالی)

صفحہ ۵۸ میں ہے :

اے ز خود پوشیدہ خود را بازیاب
در مسلمانی حرام است ایں حجاب !
رمزِ دینِ مصطفیٰؐ دانی کہ چیست
فاش دیدن خویش را شاہنشہی است !
چیست دیں ؟ دریافتن اسرارِ خویش
زندگی مرگ است بے دیدارِ خویش

خود کو پہچانو کہ خدا نے تمھیں اپنا نائب بنایا ہے ۔ چنانچہ تمھارا عمل اسی منصب کے مطابق ہونا چاہیے ۔

سورۃ الانعام کی آخری آیت ہے :

و ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰتٍ لیبلوکم فی ما آتٰکم ط

[اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمھیں آزمائے اس چیز میں جو تمھیں عطا کی -]

صفحہ ۶۰ میں ہے :

برگ و ساز کائنات از وحدت است
اندریں عالم حیات از وحدت است

صرف خدا کو ایک طاقت سمجھنا اور خود کو متحد کرنا بھی وحدت ہے -

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰہاً آخر م لا الٰہ الا ھو o

[اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو طاقت نہ جان - اُس کے سوا کوئی خدا نہیں -]

اور سورۂ آل عمران (آیت ۱۰۳) میں ہے :

و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا o

[اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا -]

علامہ اقبال اپنے رفقا کے ساتھ کابل پہنچے - نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے - انھوں نے فرمایا (صفحہ ۶۳) :

غیر قرآں غمگسار من نبود قوتش ہر باب را بر من کشود

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے :

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجراً کبیراً o

[بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور

خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ اُن کے لیے بڑا اجر ہے ۔]

بابر کے مزار پر علامہ اقبال کے جذبات میں پھر گرمی پیدا ہوئی اور انھوں نے کہا (صفحہ ٦٥) :

اگرچہ پیرِ حرم وردِ لا الٰہ دارد
کجا نگاہ کہ بُرّندہ تر ز پولاد است !

زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا آسان ہے ۔ عمل سے اس کلمہ توحید کی شان کو ظاہر کرنا چاہیے کہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہ لائیں ۔ صفحہ ٦٠ میں سورۃ القصص کی آیت (٨٨) دیکھیں اور سورۃ الفتح کی آخری آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرات کے متعلق ہے کہ :

اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ٥

[وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل ۔]

صفحہ ٦٦ میں ہے :

خفتہ در خاکش حکیمِ غزنوی — از نوائے او دلِ مرداں قوی

غزنین میں حکیم سنائی (المتوفی ٥٤٥ھ) کے مزار کی زیارت کی جنھوں نے لوگوں میں صحیح عرفان کی تبلیغ کی تھی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تزکیہ نفس کے لیے سعی فرمائی تھی اُس کی اُنھوں نے پیروی کی تھی ۔[٢٠]

٢٠۔ علامہ اقبال نے سنائی کے متعلق یہیں لکھا ہے :
ع پختہ از فیضِ تو خامِ عارفاں
لیکن انھوں نے ایک مکتوب میں لکھا ہے : ''اگر اسلام افلاس کو برا کہتا ہے ، تو حکیم سنائی افلاس کو اعلیٰ درجے کی سعادت قرار دیتا ہے'' (''مکاتیب'' ، ١/٣٦) ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۶۴) میں ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ بعید o

[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے (نفس کو قوتِ عملیہ و علمیہ دے کر پاک کرتا ہے) اور اُنھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے -]

صفحات ۶۸ تا ۷۰ میں روحِ سنائی کا جواب مذکور ہے :

مومنان زیرِ سپہرِ لاجورد
زندہ از عشق اند و نے از خواب و خورد
می ندانی عشق و مستی از کجا ست ؟
ایں شعاعِ آفتابِ مصطفیٰ ست
زندۂ تا سوزِ او در جانِ تست
ایں نگہ دارندۂ ایمانِ تست

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین عشق و عمل ، حرکت اور بیداری سکھاتا ہے ، رہبانیت نہیں سکھاتا -

سورۃ الحدید (آیت ۲۷) میں ہے کہ :

و رھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنٰھا o

[اور رہبانیت کو اُن لوگوں نے خود ایجاد کر لیا تھا - ہم نے اُس کو اُن پر واجب نہیں کیا تھا -]

یہ عیسائیوں کی ایجاد تھی -

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[(اللہ) جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا ، تا کہ تمھاری آزمائش

کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے -]

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکل درجٰتٌ مما عملوا ٥

[اور ہر ایک کے مرتبے اُن کے اعمال کے مطابق ہیں -]

صفحہ ۶۹ میں ہے :

دل ز دیں سر چشمہ ہر قوت است   دیں ہمہ از معجزاتِ صحبت است

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلک لذکری لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع و ھو شھیدٌ ٥

[بے شک اس میں اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ (کم از کم دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگاتا ہو -]

اور ایسا دل ، معیت اور صحبت ہی سے تیار ہوتا ہے -

سورۃ الفتح کی آخری آیت میں معیت اور صحبت والوں ہی کے متعلق ہے کہ :

و الذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ٥

[اور وہ لوگ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت (صحبت) میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل ہیں -]

صفحہ ۶۹ ہی میں ہے :

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب ، دیں از نظر

محمد حسین عرشی لکھتے ہیں :

"ایک دفعہ میں نے پوچھا ، 'مثنوی پس چہ باید کرد' --- میں آپ کے مصرعے (علم و حکمت از کتب ، دیں از نظر) میں نظر سے کیا مراد

ہے؟ فرمایا ، صحبت ۔"۲۱

یہ مصرع مثنوی "پس چہ باید کرد" کے اِس دوسرے حصے ("مسافر") میں ہے ۔ اس کے متعلق صفحہ ۲۶ میں ذکر آ چکا ہے ۔ وہاں دیکھیں ۔

صفحہ ٦٩ ہی میں ہے :

مصطفیٰؐ بحر است و موجِ او بلند
خیز و این دریا بجوے خویش بند
مدتے بر ساحلش پیچیدۂ
لطمہ ہائے موجِ او نادیدۂ
یک زمان خود را بدریا در فگن
تا روانِ رفتہ باز آید بہ تن
اے مسلمان جز براہِ حق مرو
ناامید از رحمتِ عامے مشو
پردہ بگذار آشکارائی گزیں
تا بہ لرزد از سجودِ تو زمیں

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہو کر اُن کی تعلیم سے صحیح فائدہ نہ اُٹھانا بڑی محرومی ہے ۔ اُنہی کی تعلیم زندگی اور خویشتن شناسی سکھاتی ہے اور اُنہی کے قرآن سے پہاڑ بھی لرز جاتا ہے ۔

سورۃ الحشر (آیت ۲۱) میں ہے :

لو انزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبل لرآیتہ' خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ ط

[اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب) تو اسے دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا ۔]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۲) میں ہے :

و ننزل من القرآن ما ھو شفاءٌ و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظٰلمین الا خساراً o

[اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہیں اور ناانصافوں کو اس سے اور اُلٹا نقصان بڑھتا ہے ۔]

۲۱- "ملفوظاتِ اقبال"، ص ٦٨ ۔

صفحہ ۷۰ میں ہے :

باش تا بینی بہارِ دیگرے — از بہارِ پاستاں رنگیں ترے
ہر زماں تدبیرہا دارد رقیب — تا نگیری از بہارِ خود نصیب
بر درونِ شاخِ گل دارم نظر — غنچہ ہا را دیدہ ام اندر سفر!

حضرت سنائی کی طرف سے علامہ اقبال ایک روشن مستقبل کی اُمید دلاتے ہیں -

سورۃ المائدہ (آیت ۵۴) میں ہے :

یٰایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقومٍ یحبھم و یحبونہٗ اذلۃٍ علی المؤمنین اعزۃٍ علی الکٰفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائمٍ ط ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسعٌ علیم ○

[اے ایمان والو ، تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرے گا (کافروں کی دوستی کی وجہ سے) تو عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا ، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت - اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے - یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ، علم والا ہے -]

صفحہ ۷۱ - ۷۲ میں مزارِ سلطان محمودؒ پر حاضری کے موقع کے اشعار ہیں -

صفحہ ۷۱ میں ہے :

آنکہ چوں کودک لب از کوثر بشست
گفت در گہوارہ نامِ او نخست!

یہ دراصل فردوسی طوسی کے اس شعر میں ترمیم ہے :

چو کودک لب از شیرِ مادر بشست
ز گہوارہ محمود گوید نخست

محمود کے لیے علامہ اقبال کا شعر ہے :

زیرِ گردوں آیت اللہ رائتش   قدسیاں قرآں سرا برتر بتش

سلطان محمود نے دین کے لیے ممالک کو مسخر کیا۔ اس لیے اُسے ''آیت اللہ'' کہا ہے، مثلاً سورۃ النحل (آیت ۱۲) میں تسخیر کے سلسلے میں ارشاد ہے :

و سخر لکم الیل و النہار و الشمس و القمر ط و النجوم مسخرات بامرہٖ ط ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یعقلون o

[اور اُس نے تمھارے لیے مسخر کیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے (بھی) اُس کے حکم سے مسخر ہیں۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔]

صفحہ ۳۷-۴۷ میں غزنیں کے کھنڈر دیکھ کر علامہ اقبال کے تاثرات درج ہیں :

ہر دو آمد یک دگر را ساز و برگ   من ندانم زندگی خوشتر کہ مرگ ؟

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً o

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔]

صفحہ ۴۷ میں ہے :

ایں مسلماں از پرستاراں کیست ؟   در گریبانش یکے ہنگامہ نیست !

ابھی سورۃ الملک کی آیت (۲) سے معلوم ہوا کہ موت اور زندگی اسی لیے ہے کہ ہم اپنے عمل کی جانچ کریں بلکہ ایک دوسرے سے مقابلت اور مسابقت بھی کریں تا کہ ہمارا عمل بہتر سے بہتر بن سکے (ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کے لیے ہم پیدا نہیں کیے گئے)۔

صفحہ ۷۶ میں ہے :

ع پیرانِ حرم دیدم در صحنِ کلیسا مست !

''مکاتیب'' ، ۱/۲۵۰ ، میں علامہ اقبال نے مختلف طبقوں کے مسلمانوں کی طاغوتی پرستش کا حال لکھا ہے - ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۳ کو جب علامہ اقبال اور اُن کے رفقا قندہار پہنچے تو وہاں کے خرقہ شریف کی زیارت کی اور کہا (صفحہ ۷۷) :

خرقۂ آں ''برزخٌ لا یبغیان''
دیدمش در نکتۂ ''لی خرقتان''

پہلے مصرعے میں سورۃ الرحمٰن کی آیت (۲۰) ہے کہ اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں کہ ملے ہوئے ہیں - لیکن ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا - دوسرے مصرعے میں ایک حدیث مذکور ہے : لی خرقتان الفقر والجهاد ٥ [میرے دو خرقے ہیں ، ایک فقر اور دوسرا جہاد] - فقر یعنی غیر اللہ سے بے نیازی اور جہاد یعنی اعلاے کلمۃ الحق -

صفحہ ۷۸ میں ہے :

ع مستی و وارفتگی کارِ دل است !

عشق و مستی (یعنی عمل کے لیے دھن اور لگن ہی) دل کی زندگی ہے -

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکل درجٰتٌ مما عملوا ٥

[اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں -]

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۵) میں ہے :

ولا تکسب کل نفسٍ الا علیها ٥

[اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمے ہے (عمل ہی انسان کی زندگی کی دلیل ہے) -]

صفحات ۷۹ - ۸۰ میں احمد شاہ بابا کے مزار پر حاضری کا ذکر ہے۔ وہ افغان قوم کو بیدار کرنا چاہتے تھے ۔ علامہ اقبال نے ان کے پیام کا خلاصہ اس طرح دیا ہے (صفحہ ۸۰) :

گرمیٔ ہنگامہ می بایدش تا نخستیں رنگ و بو باز آیدش

یہ شعر بھی عمل کے لیے ہے اور ایسا عمل جو سلفِ صالحین کا تھا ۔ اُوپر کی آیتیں یہاں کے لیے بھی مناسب ہیں ۔

پھر صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۸۶ تک ظاہر شاہ (ابن نادر شاہ شہید) سے خطاب ہے اور اسی خطاب کے اندر (صفحہ ۸۴ - ۸۵ میں) ''زبورِ عجم'' (صفحہ ۱۹۱) کے چھ اشعار بھی دے دیے ہیں ۔

صفحہ ۸۲ میں ہے :

روز و شب آئینۂ تدبیرِ ماست روز و شب آئینۂ تقدیرِ ماست

سورۃ النور (آیت ۴۴) میں ارشاد ہے :

یقلب اللہ الیل و النہار ط ان فی ذٰلک لعبرۃً لاولی الابصار o

[اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی ۔ بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو ۔]

یہ تبدیلیاں انسان کی آنکھیں کھولتی ہیں اور عمل و حرکت کا پیام دیتی ہیں ۔

صفحہ ۸۲ ہی میں ہے :

ہر کہ خود را صاحبِ امروز کرد
گردِ او گردد سپہرِ گرد گرد
او جہانِ رنگ و بو را آبروست
دوش ازو ، امروز ازو ، فردا ازو ست !

سورۃ الفرقان (آیت ۶۲) میں ہے :

و ھو الذی جعل الیل و النہار خلفۃً لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً o

[اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اُس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے -]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ط

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

سورۃ القمر (آیت ۴۹) میں ہے :

انا کل شیءٍ خلقنٰہ بقدرٍ o

[بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا فرمائی -]

ہر چیز ، ہر گھڑی اور ہر کام خواہ بڑے سے بڑا ہو ، سب کچھ انسان کے لیے اگر وہ غور کرے -

صفحہ ۸۲ ہی میں ہے :

اُمتان را در جہانِ بے ثبات نیست ممکن جز بکراری حیات

مسلسل کوشش اور پیہم جستجو ہی سے زندگی حاصل ہوتی ہے -

سورۃ البلدر (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جو سعی کرے -]

سعی کے معنی ہی مسلسل کوشش کے ہیں - امام راغب ''مفردات'' میں لکھتے ہیں کہ سعی کے معنی مشی سریع (تیز روی ، لپکنا) ہیں -

پھر موسیٰ علیہ السلام کے فعل میں ہم کو سعیِ پیہم اور انتھک کوشش کا پیام ملتا ہے -

سورۃ الکہف (آیت ۶۱) میں ہے :

و اذا قال موسیٰ لفتٰہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ○

[اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا حتیٰ کہ وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر نہ ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں ۔)

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیہم سعی و کوشش کو سراہتے ہوئے اللہ پاک اُن کو فتحِ مکہ کی خوش خبری دیتا ہے ۔

سورۃ الفتح (آیت ۲۷) میں ہے :

لقد صدق اللہ رسولہ الرءیا بالحق ج لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون ط

[بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب ، بے شک تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن و امان سے ، اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف ۔]

صفحہ ۸۳ میں ہے :

صد جہاں باقی است در قرآں ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز

سورۂ ص (آیت ۲۹) میں ہے :

کتٰب انزلنٰہ الیک مبٰرک لیدبرو آیتٰہ و لیتذکر اولوا الألباب ○

[یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اُتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور عقل والے نصیحت لیں ۔]

سورۃ النحل (آیت ۸۹) میں ہے :

و نزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شیءٍ وھدیً ورحمۃً و بشری للمسلمین ○

[اور ہم نے تم پر قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (ہر چیز کی تشریح کے لیے) اور یہ ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کے لیے -]

صفحہ ۸۳ ہی میں ہے :

مردِ میدان زندہ از اللہ ہوست زیر پاے او جہانِ چار سو ست!
بندۂ کو دل بہ غیر اللہ نہ بست می تواں سنگ از زجاجِ او شکست

سورۃ المائدہ (آیت ۱۲۰) میں ہے :

للہ ملک السمٰوات والارض و ما فیھن ط وھو علیٰ کل شیءٍ قدیرo

[اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اور وہ ہر چیز پر قادر ہے -]

اور اللہ کا نائب بھی اسی لیے بڑی قدرت اور قوت والا ہے -

سورۃ الاعراف (آیت ۱۱) میں ارشاد ہے :

و لقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم -

[اور بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا ، پھر تمھارے نقشے بنائے ، پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو (سجودِ ملائک بھی بنایا گیا اور ہر مخلوق پر فضیلت بھی دی) -]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر والبحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور بے شک ہم نے برتری دی آدمؑ کی اولاد کو اور خشکی و تری میں ان کو سوار کر دیا اور عمدہ اور پاک چیزوں کی اُن کو روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی -]

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط

[اور تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اپنے حکم سے ۔)

اسی صفحہ ۸۳ میں ہے :

برگ و ساز ما کتاب و حکمت است   این دو قوت اعتبار ملت است

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سورۂ آل عمران (آیت ۱۶۴) میں ہیں :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم آیٰته و یزکیهم و یعلمهم الکتٰب والحکمة ج

[بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں بھی انھی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے ۔]

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۹) میں ہے :

و من یؤت الحکمة فقد أوتی خیراً کثیراً ط

[اور جسے حکمت دی گئی اُسے بہت بھلائی ملی ۔]

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ط

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور اُن کے جنھیں علم دیا گیا ۔]

صفحہ ۸۴ میں ہے :

لیکن از تہذیب لا دینے گریز   زاں کہ او با اہل حق دارد ستیز
فتنہ با این فتنہ پرداز آورد   لات و عزیٰ در حرم باز آورد

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیهم الشیطٰن فانسٰهم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط

اُن پر شیطان غالب آ گیا ۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے ۔]

صفحہ ۸۴ سے ۸۵ میں ''زبورِ عجم'' کے اشعار (صفحہ ۱۹۱) آتے ہیں ۔ پھر صفحہ ۸۵ میں ہے :

بر خور از قرآں اگر خواہی ثبات — در ضمیرش دیدہ ام آبِ حیات
می دہد مـا را پیـام لا تخف — می رسانـد بر مقـامِ لا تخف

سورۂ طٰہٰ (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انك انت الاعلىٰ ○

[خوف نہ کر ۔ بے شک تو ہی غالب رہے گا ۔]

صفحہ ۸۵ میں ہے :

قـوتِ سلطان و میر از لا الٰہ
ہیبتِ مردِ فـقیر از لا الٰہ

جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا ۔

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ ط [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

سورۃ الفرقان (آیت ۵۸) میں ہے :

و توکل علی الحی الذی لا یموت و سبح بحمدہٖ ○

[اور بھروسا کر اُس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور تسبیح کر اُس کی حمد کے ساتھ ۔]

صفحہ ۸۶ میں ہے :

گـوہر دریـائے قرآں سفتـہ ام — شرحِ رمزِ صبغۃ اللہ گفتہ ام

سورۃ البقرہ (آیت ۱۳۸) میں ہے :

صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ ○

[ہم نے اللہ کا رنگ لیا اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے ؟]

فکر من گردوں میسر از فیضِ اوست
جوے ساحل نا پذیر از فیضِ اوست
پس بگیر از بادۂ من یک دو جام
تا درخشی مثلِ تیغِ بے نیام !

ضربِ کلیم

(پہلی اشاعت ۱۹۳۶)



ضربِ کلیم

"۔ ۔ ۔ باقی رہی یہ کتاب [''ضربِ کلیم'']، سو یہ ایک topical چیز ہے ۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ بعض خاص خاص مضامین پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ، یہ ایک اعلانِ جنگ ہے زمانۂ حاضر کے نام اور 'ناظرین' سے میں نے خود کہا ہے کہ 'میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ' ۔ نوائے چنگ یہاں موزوں نہیں ہے ۔ اس کتاب کا realistic ہونا ضروری ہے اور نوائے چنگ کی تلافی Epigrammatic style سے کی گئی ہے ۔''[1]

صفحہ ۱۰ میں ہے :

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً o

[وہ جس نے بنایا مرنا اور جینا کہ تم کو جانچے ، کون تم میں اچھا عمل پیش کرتا ہے ۔]

زندگی کے حقائق میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے مرنے اور جینے

۱۔ ''مکاتیب'' ، ۱/۳۸۰ - ۳۸۱ ۔

کے مقصد کو سمجھے اور اپنے منصب کے مطابق عمل پیش کرے۔

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے :

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت 'لہو ترنگ' ہے غافل! نہ جل ترنگ

انسان کو مشکلات سے مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ○

[بے شک ہم نے انسان کو بنایا مشقت سہتا۔]

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ ○

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو وہ سعی کرے۔]

مشرق والوں کی روح تریاکی (افیونی) ہو چکی ہے۔ اس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں (صفحہ ۱۱) :

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بُری ہے مستیٔ اندیشہ ہائے افلاکی!

آسمانوں اور ستاروں کی راہوں کے متعلق سوچنے سے پہلے خود اپنی دنیا اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمھارے اندر۔ کیا تم کو سوجھ نہیں؟]

صفحہ ۱۱ ہی میں ہے :

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!

مر جانے سے یا مر جانے کے غم سے چھٹکارا نہیں ہو جاتا ۔

سورۃ المؤمنون (آیت ۳۷) میں ہے :

ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما نحن بمبعوثین ٥

[(کفار کہتے کہ) وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں اُٹھنا نہیں ۔]

لیکن سورۃ المؤمنون (آیت ۱۱۵) میں ارشادِ خداوندی ہے :

افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ٥

[تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمھیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ؟]

سورۃ الزلزال (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ‘ ٥ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ‘ ٥

[تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اُسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا اُسے دیکھے گا ۔]

اسی صفحے میں ہے :

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی !

مختلف واقعات اور حوادث کو اللہ پاک نے آیۃ للعالمین کہا ہے ، مثلاً سورۃ الانبیاء (آیت ۹۱) ، سورۃ العنکبوت (آیت ۱۵) ۔ پھر بھی اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسی کہ سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹)

میں ہے :

لھم قلوبٌ لا یفقھون بھا و لھم اعینٌ لا تبصرون بھا و لھم آذانٌ لا یسمعون بھا ط

[وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ بوجھ نہیں اور وہ آنکھیں رکھتے ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان رکھتے ہیں جن سے سنتے نہیں -]

صفحہ ۱۲ میں ہے :

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سرور و نظر سے محرومی !

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃً لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو - یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے - قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں -]

صفحہ ۱۴ میں ہے :

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

بندۂ مومن جب اللہ اکبر کہ کر اللہ کو سب سے بڑا سمجھنے کا اعلان کرتا ہے تو تمام غیر اللہ کا وجود لرز جاتا ہے کہ اب ایسا مومن آ گیا ہے جو ہم کو خاطر میں بھی نہیں لائے گا - اللہ کے قرآن سے پہاڑ بھی لرز جاتے ہیں تو اللہ کے سامنے کائنات کیوں نہ لرزے گی ؟

سورۃ الحشر (آیت ۲۱) میں ہے :

لو انزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبلٍ لرایتہ' خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ ط

[اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا ، پاش پاش ہوتا ، اللہ کے خوف سے -]

یہی حال قیامت کے دن ہوگا کہ لوگ لرز رہے ہوں گے اور انہیں بولنے تک کا یارا نہ ہوگا -

سورۃ المؤمن (آیت ۱۶) میں اس منظر کا بیان ہے :

لمن الملک الیوم ط للہ الواحد القھار o

[آج کس کی بادشاہی ہے ؟ (اللہ پاک کے سامنے سب خاموش ہوں گے ، پھر وہ خود ہی فرمائے گا کہ) اللہ ہی ہے جو سب پر غالب ہے -]

اسی شعر کا مترادف ''بالِ جبریل'' میں ہے :

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلاّ کی اذاں اَور ، مجاہد کی اذاں اَور

صفحہ ۱۵ میں ہے :

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ ، فساں لا الٰہ الا اللہ

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر ط

[اور مت پکار اللہ کے ساتھ کوئی اَور خدا -]

یعنی غیر اللہ کا انکار کر ، تب تو اللہ کے لائق بن سکے گا - چنانچہ تمام طاغوتی طاقتوں کے انکار ہی سے انسان میں اللہ کے لائق بننے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے اور یہ صلاحیت ایسی قوت اور استعداد پیدا کر دیتی ہے کہ انسان نہ صرف اپنے منصب کے مطابق کام پیش کرتا ہے بلکہ تمام کائنات پر چھا جاتا ہے ، کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ ہے اور اُسی کی خاطر یہ دنیا بنائی گئی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ق

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

غیر اللہ سے انکار کر کے اور اللہ کے لائق بن کر جو عمل کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے وہ خودی ہے -

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

''جہاں جہاں یہ لفظ [خودی] میں نے استعمال کیا ہے اس سے مراد تشخص ذاتی یا احساس نفس ہے - انگریزی لفظ Individuality کا یہ ترجمہ ہے - ہماری زبان میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ، جہاں تک مجھے علم ہے ، کوئی ایسا لفظ نہیں جو شعر میں کام دے سکے - تشخص یا تعین وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جن کا یہ مفہوم ہے ، مگر یہ دونوں الفاظ شعر کے لیے موزوں نہیں — انا یا انانیت بھی ایسے ہی الفاظ ہیں - لفظ خودی میں نے مجبوراً اختیار کیا ہے - - -'' (مکتوب مورخہ ۲۴ جون ۱۹۱۶)[۲] -

ایک دن پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے فلسفۂ خودی کا مآخذ علامہ اقبال سے براہِ راست دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا : ہاں سورۂ مائدہ کی (آیت ۱۰۵) استحکامِ خودی پر دال ہے :

یٰایها الذین آمنو علیکم انفسکم ج لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم ط الی الله مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون ○

[اے ایمان والو ، تم پر فرض ہے خودی کی حفاظت - اگر تم ہدایت پر ہو تو وہ شخص جو گمراہ ہے تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا - تم سبھوں کو اللہ ہی کے پاس واپس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال پر

۲- رسالہ ''صحیفہ'' ، اقبال نمبر ، حصہ اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ ، ص ۱۷۳ -

مطلع کر دے گا (تاکہ اُن کے مطابق جزا و سزا مل سکے) -][۳]

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں ، لا الٰہ الا اللہ

ابراہیم علیہ السلام کا کام بت شکنی تھا - سورۃ الانبیاء (آیت ۵۸) میں ہے :

فجعلھم جذاذاً الا کبیراً لھم لعلھم الیہ یرجعون ٥

[تو (ابراہیم علیہ السلام نے) اُن سب کو چُورا کر دیا مگر ایک کو جو اُن سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں -]

اسی طرح ایسے لوگوں کی اس زمانے میں بھی ضرورت ہے جو تمام طاغوتی طاقتوں کا چُورا کر دیں -

اسی صفحے میں ہے :

یہ مال و دولتِ دنیا ، یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گماں ! لا الٰہ الا اللہ

سورۃ الکہف (آیت ۴۶) میں ہے :

المال و البنون زینۃ الحیٰوۃ الدنیا و البٰقیٰت الصٰلحٰت خیر عند ربك ثواباً و خیر املاً ٥

[مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں (اعمالِ خیر) اُن کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی -]

اسی صفحے میں ہے :

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں ، نہ مکاں ! لا الٰہ الا اللہ

۳- فقیر سید وحید الدین ، ''روزگارِ فقیر''، (لاہور ، ۱۹۶۶) ، ۱/ ۱۸۳ -

کسی چیز کا اچھا یا برا ہونا کسی زمانے یا کسی مقام کی وجہ سے نہیں ہے - اللہ پاک کے نزدیک تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار (تقویٰ والا) ہے - سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ارشاد ہے :

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط

[بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

صفحہ ۱۶ میں ہے :

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں ، لا الٰہ الا اللہ

مکہ میں منافقین اپنی آستینوں میں بُت چھپائے رکھتے تھے اور مسلمانوں کی جماعت میں بھی شامل ہوکر خود کو مسلمان کہلانا چاہتے تھے - ٹھیک اسی طرح آج کے مسلمان ہیں کہ خود کو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن غیر اللہ کے پجاری بنے ہوئے ہیں - بہرحال ہر موقع پر اعلائے کلمۃ الحق کی ضرورت ہے -

سورۃ التوبہ (آیت ۳) میں ہے :

و اذانٌ من اللہ و رسولہٖ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریءٌ من المشرکینلا و رسولہ ط

[اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اُس کا رسولؐ -]

صفحہ ۱۶ ہی میں ہے :

'تن بہ تقدیر' ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ناخوب ، بتدریج وہی 'خوب' ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"غلام قوم مادیات کو روحانیت پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے - اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد ، قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو -"[۳]

اللہ پاک نے انسان کو خاصا اختیار دیا ہے - سورۃ البقرہ (آیت ۲۸۶) میں ہے :

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا ط لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت ط

[اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُس کی طاقت بھر - اُس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اُس کا نقصان ہے جو برائی کمائی -]

اور سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷) میں ہے :

ان احسنتم احسنتم لانفسکم و ان اساتم فلہا ط

[اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا -]

زندگی کی تسخیر کے لیے جب انسان کی حرکت اور اُس کے عمل میں نظم پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کام انجام دے سکتا ہے اور یہی اُس کی نیابتِ الٰہی کا تقاضا بھی ہے -

صفحہ ۷۱ میں ہے :

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج !

• • •

ناوک ہے مسلماں ! ہدف اُس کا ہے ثریا
ہے سرِ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج

۳- "مکاتیب" ، ۱/۲۰۱ - ۲۰۲ -

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج انسانی کمالات کا منتہیٰ ہے جو زمان و مکان کی ہر قید سے آزاد ہے ۔ سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدا میں ارشاد ہے :

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک ۔]

پھر سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتوں میں اس معراج شریف کی مزید تفصیل ہے ۔ علامہ اقبال کے نزدیک یہ سب شوق اور عشق کا مظاہرہ ہے ۔

صفحہ ۱۸ میں "ایک فلسفہ زدہ سید زادے" کو عقل اور فلسفے کی "بے عملی" سمجھاتے ہوئے اقبال کہتے ہیں :

افکار کے نغمہ ہائے بے صوت ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت !
دیں مسلکِ زندگی کی تقویم دیں سرِّ محمدؐ و براہیم !

افکار اور فلسفیانہ خیالات بقول رومیؒ :

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

سورۃ المؤمن (آیت ۸۳) میں ایسی عقل اور علم والے منکرین کا ذکر ہے :

فلما جاءتھم رسلھم بالبینٰت فرحوا بما عندھم من العلم و حاق بھم ما کانوا بہٖ یستھزءون o

[تو جب اُن (منکروں) کے پاس اُن کے رسول روشن دلائل لائے تو وہ اُسی پر خوش رہے جو اُن لوگوں کے پاس (ناقص) علم تھا اور انہی پر اُلٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے ۔]

دراصل دین ہی انسانی زندگی کا مکمل نظام ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ۔

سورۃ الحج (آیت ۷۸) میں ہے :

ملۃ ابیکم ابراھیم ط [تمھارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے] ۔

علامہ اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں :

''[میرے والد نے] فرمایا ، انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اُس کا نمونہ ہمارے سامنے محمدؐ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی میں محمدؐ ہی کے مختلف مدارج تھے ۔ وہ سلسلے گویا Muhammad in the making (تکمیلِ محمدؐ) کے منازل تھے ۔ بنیادی اصول ہر جگہ ایک تھا ۔ البتہ شعورِ انسانی کے ارتقا کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی ۔ حتیٰ کہ محمدؐ مکمل ہوگیا اور بابِ نبوّت بند ہوگیا ۔ انسانیت اپنی معراج کبریٰ تک پہنچ گئی ۔ اب ہر انسان کے سامنے معراجِ انسانیت کا نمونہ محمدؐ موجود ہے ۔''۵

صفحہ ۱۹ میں ہے :

''دل در سخنِ محمدیؐ بند ‏ ‏ ‏ اے پورِ علی ز بو علی چند
چون دیدۂ راہ بیں نداری ‏ ‏ ‏ قایدِ قرشی بہ از بخاری''۶

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''قرشی سے مراد حضور رسالت مآب [صلی اللہ علیہ وسلم] ہیں ۔ بخاری سے مراد ، بو علی سینا ۔ ۔ ۔ ۔''۷

۵- بحوالہ ''رسالہ فکر و نظر'' اسلام آباد ، اگست ۱۹۷۶ء ، ص ۱۱۹ ۔
۶- حکیم خاقانی کی ''تحفۃ العراقین'' سے ۔
۷- ''مکاتیب'' ، ۳۱/۱ ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مقامِ محبوبیت حاصل ہوتا ہے۔ سورۂ آلِ عمران (آیت ۳۱) میں ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ٥

[آپ فرما دیں کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ۔ اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا۔]

ایک فلسفی کی پیروی سے دماغی ورزش تو ہو جائے گی لیکن عملِ صالح کی آمادگی حاصل نہ ہوگی۔

صفحہ ۱۹ ہی میں ہے:

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تُو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا![8]

اوپر کی آیت یہاں کے لیے کافی ہے۔ (ناقص عقل اور) فلسفہ ایک چیز کو کبھی اچھا کہتا ہے اور کبھی برا۔ اس لیے بہتر ہے کہ "دیدۂ راہ بیں" کی غیر موجودگی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کامل و مکمل ذاتِ گرامی ہی سے استناده کیا جائے۔

صفحہ ۲۰ میں ہے:

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے مسلمان کئی صدیوں سے ایرانی تاثرات کے اثر میں ہیں۔ اُن کو عربی اسلام سے اور اُس کے نصب العین اور غرض و غایت سے

۸- اسی "ضربِ کلیم" (ص ۱۷۶) میں ہے:
بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پر آ گیا تو یہی آسماں زمیں

آشنائی نہیں - ان کے لٹریری آئیڈیل بھی ایرانی ہیں اور سوشل نصب العین بھی ایرانی ہیں -"۹

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

"افسوس ہے کہ مسلمان مردہ ہیں - انحطاطِ ملی نے اُن کے تمام قویٰ کو شل کر دیا ہے اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے صید پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے انحطاط کا مسحور اپنے قاتل کو اپنا مربی تصور کرنے لگ جاتا ہے -"۱۰

سورۃ التوبہ (آیت ۲۰) میں ہے :

الذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ ط و اولٓئک ھم الفآئزون o

[وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے ، اللہ کے یہاں اُن کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے -]

ایسے لوگ ہی جسور و غیور ہوتے ہیں -

صفحہ ۲۰ سے نظم "علم و عشق" شروع ہوتی ہے جس میں علم (عقل اور فلسفہ بھی) کو تخمین و ظن کہا گیا ہے - اسی لیے وہ سراپا حجاب ہے - اس کے برعکس عشق جو مستی و جوش سکھاتا ہے سراپا حضور ہے اور وہ صرف مشکلات کو دعوت دیتا ہے ، یقین پیدا کرتا ہے اور "حاصل" کے لیے نہیں بلکہ سعی و کوشش کے لیے بے قرار رہتا ہے - علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا عجیب قسم کی فرضی کامیڈی کا ٹریجڈی پر مبنی انجام ہے - جس ڈرامہ کی ایکٹنگ ہم آپ جیسے انسان انجام دے رہے ہیں اس کے ڈائریکٹر کی انسان نوازی پر فخر کرنا چاہیے کہ اُس نے اپنے ڈرامہ کی شوٹنگ کے لیے انسان کو مختص فرمایا - دنیا میں انسان کی کامیابی یا ناکامی کوئی معنی نہیں رکھتی - یہ دونوں بے معنی لفظ ہیں اور اسی دُھن

۹- "مکاتیب" ، ۱/۲۴ -
۱۰- ایضاً ، ۱/۳۴ -

میں دنیا کی اکثریت مبتلا ہے۔

''انسان صرف جویائے محبت اور اپنے یارِ حقیقی کی دھن میں لگا رہے۔ باقی تمام عبث اور خیالی دنیا کا بیہودہ فلسفہ ہے۔ ہم اُس کو ڈھونڈتے رہیں جو ہم کو ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ اُس کو ڈھونڈیں، خوب ڈھونڈیں اور اتنا ڈھونڈیں کہ اپنے آپ کو پا لیں۔''۱۱

اسی سلسلے میں یہ بند ہے (صفحہ ۲۱):

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُم الکتاب!

مشکلات سے بھاگنے والے لوگ شک میں گرفتار رہتے ہیں اور یقین سے تعلق نہیں رکھتے۔

سورۃ التوبہ (آیت ۴۵) میں ہے:

انما یستاذنک الذین لایؤمنون باللہ والیوم الآخر و ارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون ۝

[رخصت آپ سے وہی مانگتے ہیں جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور پچھلے دنوں پر اور شک میں پڑے ہیں دل اُن کے، سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں۔]

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے:

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ۝

[اور بے شک ظن و تخمین حقیقت کی تلاش میں کچھ کام نہیں دیتے۔]

اور انسان مشکلات ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے:

لقد خلقنا الانسان فی کبد ۝

۱۱۔ ایضاً، ۱/۲۹۷۔

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت سہتا -]

گویا اس کی فطرت ہی مشقت کو برداشت کرنے کے لیے ہے - اور اُسے اس طرح تسلی دی گئی ہے جیسا کہ سورۃ الانشراح (آیت ٦) میں ہے :

ان مع العسرا یسراً o [بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے] -

سورۃ الملک (آیت ٢) میں بھی ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً o

[جس نے بنایا مرنا اور جینا کہ تم کو جانچے، کون تم میں اچھا عمل پیش کرتا ہے -]

صفحہ ٢٢ میں ہے :

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق !

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"افسوس ہے کہ مسلمان مردہ ہیں - انحطاطِ ملی نے اُن کے قویٰ کو شل کر دیا ہے اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے صید پر ایسا اثر ڈالتا ہے ، جس سے انحطاط کا مسحور اپنے قاتل کو اپنا مُربی تصور کرنے لگ جاتا ہے - - - -

"حقیقت یہ ہے کسی مذہب یا قوم کے دستور العمل و شعار میں باطنی معانی تلاش کرنا یا باطنی مفہوم پیدا کرنا اصل میں اُس دستور العمل کو مسخ کر دینا ہے - یہ ایک نہایت subtle طریق تنسیخ کا ہے - اور یہ طریق وہی قومیں اختیار یا ایجاد کر سکتی ہیں جن کی فطرت گوسفندی ہو -"[١٢]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

"غلام قوم مادیات کو روحانیت پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے -

---

١٢- ایضاً ، ١/٣٣ - ٣٥ -

اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔"۱۳

اسی بات کو صفحہ ۲۳ کے اس شعر میں بیان کیا ہے:

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند!

انسان نے ایسے لوگوں کو خدا بنا لیا ہے جن کو خود اپنے لیے کوئی اختیار حاصل نہیں - پھر بھی ایسے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں -

سورۃ الفرقان (آیت ۳) میں ہے:

واتخذوا من دونہ آلھۃً لا یخلقون شیئاً و ھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضراً و لا نفعاً ولا یملکون موتاً ولا حیٰوۃً ولا نشوراً ○

[اور لوگوں نے اُس (اللہ) کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کیے گئے ہیں اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا اور نہ اُٹھنے کا -]

صفحہ ۲۳ ہی میں ہے:

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے علم الاسما!
مقامِ ذکر کمالاتِ رومی و عطار
مقامِ فکر مقالاتِ بوعلی سینا!
مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ

وہ انسان جس کو اللہ پاک نے تمام (اشیا) کے نام سکھائے (وعلم آدم الاسماء کلھا — البقرہ، ۳۰) جب عملی دنیا میں داخل ہوتا ہے تو

۱۳- ایضاً، ۱/۲۰۱ - ۲۰۲ -

رومی و عطار کے کمالات حاصل کرتا ہے اور بے خوف ہو کر صرف اللہ سے رشتہ جوڑتا ہے ، لیکن اگر وہ صرف فکر اور فلسفہ کو مقصد بناتا ہے تو زیادہ سے زیادہ ابو علی ابن سینا جیسے مقالات لکھ سکتا ہے جو صرف سوچنا سکھاتے ہیں اور عمل کے لیے آمادہ نہیں کرتے ۔ حالانکہ انسان کے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کو برتنا ہوگا ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ۔]

اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط

[اور تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اپنے حکم سے سب کے سب ۔]

اس لیے صرف سوچنے اور فکر کرنے کے لیے انسان پیدا نہیں کیا گیا ۔
صفحہ ۴۲ میں ہے :

ملائے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
تری نماز میں باقی جلال ہے ، نہ جمال
تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام !

آج کل کے مُلا جو رسمیہ عبادت کرتے ہیں اور عبادت کے مقصد کو پیشِ نظر نہیں رکھتے اُن سے نماز اور سحر خیزی کی حقیقت پوشیدہ ہے ۔ نماز اور عبادت کا مقصد صرف اللہ کے آگے جھکنے کی سعادت ہے اور غیر اللہ سے بیزاری کا اعلان ہے ۔

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ٥

[اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر صرف اپنی عبادت کے لیے -]

یعنی انسان صرف اللہ کے آگے جھکے اور غیر اللہ سے بے نیاز رہے -

سحر خیزی کے لیے سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

و من الیل فتھجد بہٖ نافلۃً لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ٥

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو - یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے - قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں (یہ مقامِ شفاعت ہے) -]

صفحہ ۲۵ میں ہے :

'ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بُرّانِ صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی !'

تقدیر کی نظر قوموں کے عمل پر ہوتی ہے - عمل اچھے ہوں گے تو تقدیر اچھی ہوگی ، ورنہ نہیں - صفحہ ۱۶ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۲۸۶) اور سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۷) دیکھیں -

صفحہ ۲۵ ہی میں ہے :

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے ؟ فقط اک مسئلۂ علمِ کلام !

سلفِ صالحین کے لیے اصل قوت توحید تھی یعنی وہ غیراللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتے تھے ، لیکن آج ہم توحید کو صرف علمِ کلام کے ایک مسئلے کی طرح پڑھ لیتے ہیں اور بس -

قل ھو اللہ احد [آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے] ، یعنی ہر شان میں (ربوبیت اور الوہیت میں) یگانہ و یکتا ہے۔ کلمۂ طیبہ بھی صرف اللہ کی حاکمیت اور غیر اللہ کے انکار کا عہد اور اقرار ہے اور یہی وحدتِ کردار کے لیے ضروری ہے۔ یہ عقیدہ ایسی قوت پیدا کرتا ہے کہ (ماسوا اللہ) اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہمارے امام اور لیڈر ایسی قوت سے خالی ہیں۔ علامہ اقبال کی دعا تھی کہ ''خدا تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت ، ہمت ، اثر ، رسوخ اور دولت و عظمت کو حقائقِ اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف کریں''۔[۱۴]

صفحہ ۲۶ میں ''علم و دین'' سے متعلق اشعار ہیں :

وہ علم اپنے بُتوں کا ہے آپ ابراہیم
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

• • •

وہ علم ، کم بصری جس میں ہم کنار نہیں
تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم !

صحیح علم وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح غیر اللہ کی طاغوتی طاقتوں کو ختم کر دے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ کو دیکھنا اور پہچاننا سکھائے۔ حکیم اور عاقل کی طرح سوچنا ممنوع نہیں ، لیکن عمل میں انبیا علیہم السلام کی شان ہونی چاہیے۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں اللہ پاک کا وعدہ ہے :

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین ○

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور اُنھیں اپنے راستے دکھائیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔]

یہی صحیح عقل والوں کی علامت ہے ، ورنہ غلط علم اور غلط عقل

۱۴۔ ایضاً ، ۱/۲۳۱۔

والے تو ایسے ہوتے ہیں جن کا ذکر سورۃ المؤمن (آیت ۸۳) میں آتا ہے :

فلما جاءتھم رسلھم بالبینٰت فرحوا بما عندھم من العلم و حاق بھم ما کانوا بہٖ یستھزؤن ○

[تو جب اُن کے پاس اُن کے رسول روشن دلائل لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو اُن کے پاس (غلط اور ناقص) علم تھا اور وہ اُنہی پر اُلٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے -]

صفحہ ۲۶ میں ''ہندی مسلمان'' عنوان ہے - اس مسلمان کو برہمن (ہندو) لوگ ''غدارِ وطن'' کہتے ہیں کیونکہ وہ پاکستان بنانا چاہتا ہے : انگیز اس کو ''گدا گر'' سمجھتا ہے اور غلام احمد قادیانی اس مسلمان کو کافر سمجھتا ہے - ایسے لوگوں ہی کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے (سورۃ البقرہ ، آیت ۱۵) :

اللہ یستھزئ بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون ○

[اللہ اُن سے استہزا فرماتا ہے اور اُنہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں -]

''آزادیِ شمشیر کے اعلان پر'' (صفحہ ۲۷) - تلوار کا استعمال اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے ہونا چاہیے :

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
یا خالدِ رضؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرار رضؓ!

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''میں جنگ کا حامی نہیں ہوں اور نہ کوئی مسلمان شریعت کے حدودِ معینہ کے ہوتے ہوئے اس کا حامی ہو سکتا ہے - قرآن کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی صرف دو صورتیں ہیں ــ محافظانہ اور مصلحانہ - پہلی صورت میں یعنی اُس صورت میں جب کہ مسلمانوں پر ظلم کیا جائے اور اُن کو گھروں سے نکالا جائے تو مسلمان کو تلوار اُٹھانے کی اجازت ہے (نہ حکم) -

دوسری صورت جس میں جہاد کا حکم ہے ۹ : ۹۴ میں بیان ہوئی ہے۔"۱۵

سورۃ النحل (آیت ۱۱۰) میں ارشاد ہے :

ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا و صبروآ ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ۝

[پھر بے شک تمھارا رب اُن کے لیے جنھوں نے اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے ، پھر اُنھوں نے جہاد کیا اور صابر رہے۔ بے شک تمھارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے۔]

اُوپر کے اقتباس میں علامہ اقبال نے جو حوالہ ۹ : ۹۴ دیا ہے وہ غالباً کتابت سے سہو کا شکار ہو گیا ہے۔ وہ حوالہ ۹ : ۷۳ (التوبہ ، ۷۳) ہوگا :

یٰایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین و اغلظ علیھم ط

[اے نبیؐ جہاد کیجیے کفار اور منافقوں پر اور اُن پر سخت ہو جائیے۔]

یا وہ حوالہ ۹ : ۲۹ (التوبہ ، ۲۹) ہوگا :

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ۝

[لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر۔]

غلام احمد قادیانی نے جہاد بالسیف کے بجائے جہاد بالقلم کا فتویٰ دیا تھا اور یہ صرف حکومت برطانیہ کو خوش کرنے کے لیے تھا۔

صفحہ ۲۸ میں ہے :

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر !

۱۵- ایضاً ، ۱/۲۰۳ - ۲۰۴ -

ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

جہاد سے بھاگنے والے کے لیے وعید سورۃ التوبہ (آیت ۴۵) میں یوں ہے :

انما یستاذنک الذین لایؤمنون باللہ والیوم الآخر و ارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون ٥

[تم سے چھٹی (جہاد سے بچنے کے لیے) وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن کے دل شک میں پڑے ہیں اور وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں -]

صفحہ ۲۹ میں ہے :

لا دیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک !

قوت اگر دین کے لیے استعمال کی جائے تو وہ ہر زہر کے لیے تریاک بن جاتی ہے اور اگر دین کے لیے استعمال نہ ہو تو وہ پھر زہرِ ہلاہل ہے -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۳) میں ہے :

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ط و من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہٖ سلطناً فلا یسرف فی القتل ط انہ' کان منصوراً ٥

[اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے (مظلوم مارا جائے) تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے - ضرور اس کی مدد ہونی ہے -]

صفحہ ۳۰ میں ہے :

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم !

سورۃ الشعراء (آیات ۸۸ - ۸۹) میں ہے :

یوم لاینفع مال' ولا بنون ٥ الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ ٥

[جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔]

سورۃ الصّٰفّٰت (آیات ۸۳ - ۸۴) میں ہے :

و ان من شیعتہٖ لابراھیم o اذ جاء ربہ' بقلبٍ سلیمٍ o

[اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر۔]

جب مسلمان کا قلب غیر اللہ سے آزاد ہو کر صرف اللہ کا ہو جاتا ہے تو اُسے ظاہری ساز و سامان کی بھی چنداں ضرورت نہیں رہتی ۔ اُس کا اللہ اُس کے لیے کافی ہے اور وہ باطل پر یقیناً غالب ہو جاتا ہے۔

صفحات ۳۰ - ۳۱ میں ہے :

اسلام

روح اسلام کی ہے نورِ خودی ، نارِ خودی
زندگانی کے لیے نارِ خودی نور و حضور !
یہی ہر چیز کی تقویم ، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے 'فقرِ غیور' !

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"میرے عقیدے میں حقیقت ایسے اجزا کا مجموعہ ہے جو تصادم کے واسطے سے ربط و امتزاج پیدا کر کے 'کل' کی صورت میں تبدیلی کی سعی کر رہے ہیں ۔ اور یہ تصادم لامحالہ اُن کی شیرازہ بندی اور ارتباط پر منتج ہوگا ۔ در اصل بقائے شخصی اور زندگی کے علو و ارتقا کے لیے تصادم نہایت ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میرے نزدیک بقا انسان کی بلند ترین آرزو اور ایسی متاعِ گراں مایہ ہے جس کے حصول پر انسان اپنی تمام قوتیں مرکوز کر دیتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میں عمل کی تمام صور و اشکالِ مختلفہ کو جن میں تصادم و پیکار بھی شامل ہے ضروری سمجھتا ہوں اور

میرے نزدیک اُن سے انسان کو زیادہ استحکام حاصل ہوتا ہے ---
''میں تصادم کو سیاسی حیثیت سے نہیں بلکہ اخلاقی حیثیت سے ضروری سمجھتا ہوں ۔''١٦

یہی چیز یعنی تصادم کو اقبال نے نارِ خودی سے تعبیر کیا ہے جس سے اخلاقی برائیاں دور کی جا سکتی ہیں اور جب تک ایسی قوت نہ ہو سکوت و جمود ختم نہیں ہوتا ۔ جہاد بھی انسانیت کے سڑے ہوئے عضو کے لیے نشتر ہے جس میں خیر ہی خیر ہے ۔ اللہ کے مردِ مومن کے پاس سوائے اللہ کے اور کچھ نہیں ہوتا ، لیکن اللہ کا ہونے کی وجہ سے اُس کے پاس سب کچھ ہوتا ہے ۔ یہی "فقرِ غیور" ہے اور یہی صحیح اسلام ہے ۔

سورۃ الزمر (آیت ٣٦) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ ط و یخوفونك بالذین من دونہٖ ط

[کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟ اور تمھیں ڈراتے ہیں اُس کے سوا ، دوسروں سے ۔]

صفحہ ٣١ میں ہے :

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ ُتو موت سے بھی مر نہ سکے !

اگر انسان خود کو پہچانے ، خود کو بنائے اور خود کی گرفت (محاسبہ) کرے تو وہ ایسے کام سر انجام دے سکتا ہے جن کی بدولت اُسے حیاتِ ابدی حاصل ہو سکتی ہے ۔

سورۃ الکہف (آیات ٢ - ٣) میں ہے :

و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصّٰلحٰت ان لھم اجراً حسناً o ماکثین فیہ ابداً o

[اور (یہ کتاب) ایمان والوں کو بشارت دیتی ہے جو عملِ صالح کرتے ہیں کہ اُن کے لیے اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (یہ

١٦- ایضاً ، ١/٣٦٣ - ٣٦٥ ۔

اجر حیاتِ ابدی کے لیے ہے) -]

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰت للموقنین ○ و فی انفسکم افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ۔ تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

صفحات ۳۱ - ۳۲ میں ہے :

سلطانی

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی

صفحہ ۳۰ کے ذیل میں علامہ اقبال کے ایک مکتوب کا اقتباس آ چکا ہے ۔ وہ یہاں کے لیے بھی کافی ہے ۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے :

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجراً کبیراً ○

[بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو عمل صالح کریں کہ اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے ۔]

قرآن پر عمل ہو اور برائیوں کو دور کرنے کے لیے قاہری بھی استعمال کی جائے تو پھر ایسی زندگی ہی اصل سلطانی ہے ۔

صفحہ ۳۲ میں ہے :

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے والوں کی شان میں سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے:

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ط

[ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔]

ایسے مسلمانوں کی اولاد آج کل انگریز کے لیے بکاؤ مال بن گئی ہے۔ علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"علما میں مداہنت آ گئی ہے۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے۔ صوفیہ اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد اُن کی زندگی کا نہیں۔ عوام میں جذبہ موجود ہے مگر اُن کا کوئی بے غرض راہنما نہیں ہے۔"[۱۷]

صفحہ ۳۲ میں ہے:

صوفی سے

تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن
غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا!

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"میرا تو عقیدہ ہے کہ غلو فی الزہد اور مسئلہ وجود مسلمانوں میں زیادہ تر بدھ (سمنیت) مذہب کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ خواجہ نقشبندؒ اور مجدد سرہندؒ کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے۔ یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت رکھتا ہوں، حالانکہ حضرت محی الدینؒ [جیلانی] کا مقصود اسلامی تصوف کو عجمیت سے پاک کرنا تھا۔"[۱۸]

۱۷- ایضاً، ۱/۲۵۰-

۱۸- ایضاً، ۱/۷۸-۷۹-

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ہ

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو تم میں کس کا عمل زیادہ اچھا ہے ۔]

صفحات ۳۳ - ۳۴ میں ہے :

افرنگ زدہ

ترا وجود سراپا تجلیٔ افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر !

* • *

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا !

سورۃ الحشر (آیت ۱۹) میں ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھمط اولٰئک ھم الفٰسقون ہ

[اور اُن جیسے نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنھیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا ۔ وہی فاسق ہیں ۔]

مغرب زدہ لوگ تو خدا کے منکر ہیں ۔ اس لیے ہم اُن کے منکر ہیں ۔

صفحہ ۴۴ میں ہے :

تصوف

یہ حکمتِ ملکوتی ، یہ علمِ لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ابھی صفحہ ۳۳ میں علامہ اقبال کے ایک مکتوب کا اقتباس آ چکا ہے ۔ وہ ایک دوسری جگہ ایک پیر صاحب کو لکھتے ہیں :

"دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت ، ہمت ، اثر ، رسوخ اور دولت و عظمت کو حقائقِ اسلام

کی نشر و اشاعت میں صرف کریں - اس تاریک زمانے میں حضور رسالت مآب صلعم کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے - کچھ عجب نہیں کہ جلد آپ کی طبیعت میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہو جس کی ابھی تک آپ کو توقع نہیں - افسوس ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں جن بزرگوں نے علمِ اسلام بلند کیا اُن کی اولادیں دنیوی جاہ و منصب کے پیچھے پڑ کر تباہ ہوگئیں اور آج اُن سے زیادہ جاہل کوئی مسلمان مشکل سے ملے گا - الا ماشاء اللہ -"۱۹

صفحہ ۳۵ میں ہے :

ہندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد !

امام راغبؒ نے "المفردات" میں لکھا ہے کہ "دین کی طرح ملت بھی اُس دستورِ الٰہی کا نام ہے جو اللہ اپنے بندوں کے لیے جاری فرماتا ہے تاکہ اُس پر چل کر انسان قربِ الٰہی حاصل کر سکے اور یہ دستور انبیا علیہم السلام کی وساطت سے بندوں تک پہنچتا ہے (گو کہ لفظ ملت کا اطلاق قرآن مجید میں باطل مذہب پر بھی ہوا ہے)"- تاہم ملت کا قیام وحدتِ افکار سے ہے جس سے اتحاد اور وحدتِ کردار کی بنیاد پڑتی ہے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ○

[اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا -]

اس آیت سے کچھ پہلے (آل عمران ، آیت ۱۰۱) ہے :

و من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراطٍ مستقیم ○

[اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور سیدھی راہ دکھایا گیا -]

۱۹- ایضاً ، ۲۳۱/۱ -

صفحہ ۳۶ میں ہے :

دلِ مُردہ دل نہیں ہے ، اُسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

تقوی القلوب (سورۃ الحج ، آیت ۳۲) ہی خیر کے لیے سخت آمادگی پیدا کرتا ہے - ایسے ہی لوگوں کے متعلق سورۂ ق (آیت ۳۷) میں ہے :

ان فی ذٰلك لذکریٰ لمن کان لهٗ قلبٌ او القی السمع و هو شهیدٌ ٥

[بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو -]

ایسے لوگ ہی زندہ دل والے ہوتے ہیں اور عمل کے لیے بے تاب رہتے ہیں -

صفحہ ۳۷ میں ہے :

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا
تُو ہے ، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے ، نہیں ہے !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

یعنی انسان کے لیے سب کچھ پیدا کیا گیا ہے - سب کچھ کے لیے انسان پیدا نہیں کیا گیا -

صفحہ ۳۷ ہی میں ہے :

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات !

جو شخص صرف اللہ کے آگے جھکتا ہے اُسے کسی اور کے آگے

جھکنے کی ضرورت نہیں ۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہی پیام دیا ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۸۰) میں ہے :

انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً و مآ انا من المشرکین o

[میں نے اپنا منہ اُس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائی ایک اُسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں ۔]

پھر ابراہیم علیہ السلام نے غیر اللہ سے قطعی بیزاری اختیار فرما لی ۔

صحفہ ۳۸ میں ہے :

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کار حیات !

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں اس ظن و تخمین والی عقل کے متعلق ارشاد ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور بے شک ظن و تخمین یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا ۔]

سورۃ الحجرات (آیت ۱۵) میں مومن کی پہچان یہی بتائی گئی ہے کہ وہ شک اور گمان نہیں کرتے :

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ ط اولٰئك ھم الصٰدقون o

[ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول ؐ پر ایمان لائے ۔ پھر شک نہ کیا ۔ اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ۔ وہی سچے ہیں ۔]

صفحہ ۳۹ میں ہے :

گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست !

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ○

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

انسان کی خلقت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ مشقت اُٹھائے اور مشکلات کا مقابلہ کرے -

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں بھی ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ ○

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اُس نے کوشش کی -]

سورۃ الانشراح (آیات ۵ - ۶) میں ہے کہ دشواری مقدم ہے :

فان مع العسر یسراً ○ ان مع العسر یسراً ○

[پس بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے - بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے -]

صفحہ ۳۹ ہی میں ہے :

ع اِک دل ہے کہ ہر لحظہ اُلجھتا ہے خرد سے

صفحہ ۳۸ میں ظن و تخمین والی عقل کا ذکر آ چکا ہے - اس کے مقابلے میں یقین ہے - اس کا ذکر بھی وہیں سورۃ النجم کی (آیت ۲۸) میں آ چکا ہے -

صفحہ ۴۰ میں ہے :

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیٔ کردار!

صفحہ ۳۲ کے سلسلے میں علامہ اقبال کے ایک مکتوب ("مکاتیب"، ۱/۲۵۰) کا اقتباس (صفحہ ۱۸، حاشیہ ۱۷) آ چکا ہے - وہ دیکھیں - اب ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو عمل پیش کریں تاکہ قوم ترقی

کر سکے ۔ سورۃ الرعد (آیت ۲۹) میں ہے :

الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآب ہ

[وہ جو ایمان لائے (یقین والے لوگ) اور جنھوں نے عمل صالح پیش کیے اُن کو خوشی ہے اور اچھا انجام ہے ۔]

سورۃ البینہ (آیت ۷) میں ہے :

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ ہ

[بے شک جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ۔]

صفحہ ۴۰ ہی میں ہے :

مرقد کا شبستاں بھی اُسے راس نہ آیا
آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے

قلندر سراپا عمل ہوتا ہے ۔ مرنے کے بعد بھی وہ عمل کے لیے بے قرار رہتا ہے ۔ سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء و لٰکن لا تشعرون ہ

[اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ، ہاں تم کو خبر نہیں ۔]

اس آیت کی تفسیر میں آتا ہے :

''موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہدا کو حیات عطا فرماتا ہے ۔ اُن کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں اور اُنھیں راحتیں دی جاتی ہیں اور اُن کے عمل جاری رہتے ہیں اور اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے ۔''

صفحہ ۴۱ میں ہے :

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر!
ایام کا مرکب نہیں ، راکب ہے قلندر!

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"اسلامی تصوف کا دار و مدار گسستن پر ہے ۔ تصوفِ وجودیہ کا پیوستن یا فنا پر ۔ ۔ ۔ ۔ میرا ذاتی میلان پیوستن کی طرف ہے مگر وقت کا تقاضا اَور ہے اور میں نے جوکچھ لکھا ہے اُس کے لکھنے پر مجبور تھا ۔"[۲۰]

قلندر اور صحیح مسلمان کے لیے آسمانوں اور زمین کے درمیان اور اندر ہر چیز مسخر ہے ۔

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاھرۃً و باطنۃً ہ

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمھیں بھر پور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی -]

صفحہ ۲۴ میں ہے :

فلسفہ

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گُہر سے ؟

* * *

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے !

فلاسفہ صرف الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے رہتے ہیں اور عمل کے لیے آمادہ نہیں ہوتے ۔

سورۃ الصف (آیت ۳) میں ہے :

کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون ہ

۲۰- رسالہ "صحیفہ" (اقبال نمبر ، حصہ اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ ، ص ۱۷۲) - دیکھیں "مکتوباتِ مجددی" ، ۱/۱۴۷ -

[کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ۔]

چنانچہ وہ عقل اور فلسفہ بے کار ہے جو جگر کاوی نہ سکھائے اور عمل کے لیے آمادہ نہ کرے ۔ (صفحہ ۱۸ کی آیتیں بھی دیکھیں ۔)

صفحہ ۴۳ میں ہے :

مردانِ خدا

(مردانِ خدا ، خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند)

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری

بندۂ حُر وہی ہے جو صرف خدا سے تعلق رکھتا ہے اور غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا اور قول و فعل میں ہرگز فرق نہیں کرتا ۔ سورۃ الحجرات کی (آیت ۱۵) کا ذکر اُوپر صفحہ ۳۸ کے ذیل میں آ چکا ہے ۔

سورۃ الانفال (آیت ۳۴) میں ہے :

ان اولیاؤہ' الا المتقون o [اُس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں ۔]

یہ پرہیزگاری اور تقوی القلوب ہی خیر اور عملِ صالح میں سخت رغبت پیدا کر دیتی ہے ۔[21]

صفحہ ۴۴ میں ہے :

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق

جو دنیا کا محتاج ہے وہی کافر ہے اور جو اللہ کا محتاج ہے اور جس کی محتاج دنیا ہے وہی دراصل صحیح مومن ہے ۔

۲۱- اسی تقوی القلوب کو اقبال کی اصطلاح میں عشق کہیں گے ۔ دیکھیں ''سیرۃ النبیؐ'' (اعظم گڑھ ، ۱۹۵۲) ، ۳۲۸/۵ ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۲) میں ہے :

زین للذین کفروا الحیٰوۃ الدنیا و یسخرون من الذین آمنوا ○

[رجھایا گیا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور وہ ہنستے ہیں ایمان والوں سے ۔]

اور مسلمان کی شان سورۃ الانعام (آیت ۱۶۲) میں بیان فرمائی گئی ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ○

[آپ فرما دیں ، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔]

جب مسلمان اس عقیدے میں پختہ ہو جاتا ہے تو وہ تمام آفاق کا حاکم ہو جاتا ہے ۔

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

و عد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ○

[اللہ نے وعدہ دیا کہ جو لوگ ایمان لائے اور کیے عملِ صالح ، البتہ پیچھے حاکم کرے گا اُن کو ملک میں ، جیسا کہ حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو ۔]

یعنی زمین کی حکومت اُس مومن کی ہے جو عملِ صالح والا ہوتا ہے ۔

صفحہ ۴۴ ہی میں ہے :

دنیا کو ہے اُس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار !

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"۔۔ مہدی سے مراد کوئی خاص مہدی نہیں ہے — وہی جو

عالمِ افکار میں زلزلہ پیدا کر سکے ۔''۲۲

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ یغیر ما بقومٍ حتی یغیروا ما بانفسھم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا]

سورۃ الانفال (آیت ۵۳) میں ہے :

ذٰلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃً انعمھا علیٰ قومٍ حتی یغیروا ما بانفسھم o

[یہ اس لیے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ بدل جائیں ۔]

جو اللہ کا ہو جاتا ہے اُس کے لیے اللہ ہی ہے ہر معاملے میں ۔ سورۂ انفال (آیت ۶۴) میں ارشاد ہے :

یٰایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین o

[اے نبیؐ تمھارے لیے اور یہ جتنے مسلمان تمھاری پیروی کرتے ہیں اُن کے لیے بھی اللہ کافی ہے ۔]

صفحہ ۴۵ میں ہے :

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن !

۲۲۔ ''مکاتیب'' ، ۳۳/۱ ۔ پھر ص ۵۰ میں لکھتے ہیں :
''میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص اس وقت قرآنی نقطۂ نگاہ سے زمانۂ حال کے جورس پروڈنس (اصولِ فقہ) پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر احکامِ قرآنیہ کی ابدیت کو ثابت کرے گا وہی اسلام کا مجدد ہوگا اور بنی نوع انسان کا سب سے بڑا خادم بھی وہی شخص ہوگا ۔''

سورۃ الفتح کی آخری آیات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے والوں سے متعلق ارشاد ہے:

و الذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم o

[اور وہ لوگ جو اُن (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) ساتھی ہیں، کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم دل -]

یہی مومن جنت میں فرشتوں کے لیے دلآویز ہے اور وہاں کی نعمتوں کے لیے کم آمیز ہے، کیونکہ وہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر جینا اور مرنا چاہتا ہے -

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۲) میں ہے:

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین o

[آپ فرما دیں، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے -]

صفحہ ۴۷ میں ابلیس کہتا ہے:

حرفِ استکبار، تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود!

گویا وہ اپنی آزادی کو مجبوری کہہ رہا ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے:

و اذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوآ الآ ابلیس ط ابی و استکبر و کان من الکٰفرین o

[اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، کہ وہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا -]

صفحہ ۴۸ میں ہے:

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

قرآن کی حفاظت کرنے والے لوگ (مسلمان) کیوں پریشان ہیں ؟

سورۃ النساء (آیت ۶۴) میں ہے :

و لو انھم اذ ظلموآ انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لو جدوا اللہ توابآ رحیمآ o

[اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (نافرمانی کر کے) تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے -]

نافرمان مسلمان بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے کامیابی حاصل کر سکتا ہے - اسی لیے علامہ اقبال نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت چاہی ہے :

اے بہ سرا پردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

صفحہ ۴۸ ہی میں ہے :

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایت اندیشہ و کمال جنوں

انتہا تک سوچنا اور عمل کے لیے سخت کوش ہونا ہی ایک مسلمان کی زندگی کا تقاضا ہے - اس کے عجم کا حسن طبیعت اور عرب کا سوز دروں ظاہر ہوتا ہے - صرف شعور (اندیشہ ، سمجھ) کے سلسلے میں قرآن پاک میں ۲۵ آیتیں آئی ہیں جن میں شہادت کی زندگی ، قیامت کی آمد، اعمال کی خرابی ، کافروں کی مکاری ، عنایات الٰہی وغیرہ کا ذکر ہے - تدبر ، تفقہ ، تعقل اور تفکر کے سلسلے میں بھی بکثرت آیات ہیں - علم ، نظر، بصر اور عبر کے لیے بھی اسی طرح متعدد آیات ہیں جن میں غور و فکر کی دعوت ہے -

پھر سورۃ الاعراف (آیت ۱۸۵) میں ہے :

اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوات والارض و ما خلق اللہ من شیء ٥

[کیا اُنھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو چیز اللہ نے بنائی ؟]

گویا آسمانوں اور زمین کی ہر ہر چیز اور ہر ہر معاملے پر غور و فکر کی دعوت ہے اور یہ غور و فکر اور یہ اندیشہ یا سمجھ مسلمان کی زندگی کا تقاضا ہے ۔

اور سخت کوشی جسے تقوی القلوب یا کمالِ جنوں کہیے مسلمان اور انسان کی فطرت کا تقاضا ہے جیسا کہ سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۔]

قوم کے رہبر کی خصوصیت یہ ہونی چاہیے (صفحہ ۵۰) :

موت کے آئنے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

صفحہ ۴۴ میں سورۃ الرعد (آیت ۱۱) ، سورۃ الانفال (آیت ۵۳) وغیرہ کی آیتیں آ چکی ہیں ۔ قوم کا لیڈر اللہ کے لیے مرنے کو عین زندگی سمجھتا ہے ۔

سورۃ الانعام کی آیت (۱۶۲) اوپر بھی آ چکی ہے :

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔]

شہادت یعنی دین کے لیے سر بکف ہونا اصل زندگی ہے جو صدیق کے بعد ہی اپنا مقام رکھتی ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں ہے :

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ؕ بل احیاء ولٰکن لاتشعرون ٥

[اور مت کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مُردے ہیں ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ۔]

اور مرنے کے بعد ایک مومن کو جو راحتیں ملنے والی ہیں اُن کا پورا اندازہ اگر اس کی زندگی میں ہو جائے تو وہ ایک لمحے کے لیے بھی اس دنیا میں رہنا پسند نہ کرے گا ۔ قوم کا مخلص لیڈر ایسی ہی زندگی کے لیے قوم کو آمادہ کرتا ہے ۔

صفحہ ۵۰ ہی میں ہے :

سکوں پرستیٔ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی
پسند روح و بدن کی ہے وا نمود اس کو
کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عریانی !

طالوت کو جب بادشاہ بنایا گیا تو نبیؑ نے فرمایا (البقرہ ، آیت ۲۴۷) :

ان اللہ اصطفٰہ علیکم و زادہٗ بسطۃً فی العلم والجسم ؕ واللہ یؤتی ملکہٗ من یشآء ؕ واللہ واسعٌ علیمٌ ٥

[بے شک اُسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۔]

یعنی نسل اور دولت پر سلطنت اور وراثت کا استحقاق نہیں ۔ علم اور قوت دونوں سلطنت کے لیے معین ہیں ۔ علم کا تعلق روح سے اور قوت کا تعلق بدن سے ہے ۔ مردِ مومن اسی لیے رہبانیت سے روکا گیا ہے اور دنیا کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ صفحہ ۴۸ میں سورۃ البلد کی آیت (۴) مذکور ہوئی ۔ مشکلات کا مقابلہ کرنے والا ہی خودی والا ہوتا ہے ۔

صفحات ۵۱ - ۵۲ میں ہے :

معجزۂ اہلِ فکر ، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، موسیٰ و فرعون و طور
مصلحتاً کہ دیا میں نے مسلماں تجھے
تیرے نفس میں نہیں گرمیٔ یوم النشور!

• • •

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور ، فقر ہو جس کا غیور!

فلسفۂ پیچ پیچ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ کفر و باطل اور مشکلات کا مقابلہ کرنا فخر کی بات ہے۔ وہ قوم کبھی ذلیل نہیں ہو سکتی جو مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے اور سوائے اللہ کے کسی کو خاطر میں نہیں لاتی۔

سورۃ النور کی آیت (۵۴) پہلے بھی آ چکی ہے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ط

[اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیے کہ ضرور اُنھیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی اور ضرور اُن کے لیے جما دے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری ہی عبادت کریں ، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔]

صفحات ۵۲ - ۵۳ میں ہے :

تسلیم و رضا

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا!

• • •

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

سورۂ عبس (آیات ۲۶ - ۲۷) میں ہے :

ثم شققنا الارض o شقاً فانبتنا فیها حباً o

[پھر ہم نے زمین کو خوب چیرا تو اس میں اُگایا اناج -]

اُگنے اور بڑھنے کی صلاحیت ہر چیز میں رکھی گئی ہے اور انسان کو بھی بڑھنے اور ترقی کرنے کے اسباب سجھائے گئے ہیں ، مثلاً سورۃ الزخرف (آیت ۱۰) میں ہے :

الذی جعل لکم الارض مهداً و جعل لکم فیها سبلاً لعلکم تهتدون o

[جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمھارے لیے اس میں راستے بنائے کہ تم راہ پاؤ -]

سورۂ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

واللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکو منها سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو -]

سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھوالذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبها o

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی تو اُس کے راستوں میں چلو -]

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے :

و ارض اللہ واسعۃٌ o [اور اللہ کی زمین وسیع ہے] -

صفحہ ۵۳ میں ہے :

سرور جو حق و باطل کی کار زار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے!

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۸) میں ہے :

ان الذین آمنوا ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ ط

[بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں ۔]

صفحہ ۵۴ میں ہے :

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اُس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز !

اگر فکر و عملِ صالح کے لیے کوئی شخص مستعد ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا ہے اور یہی تقویٰ ہے ۔

سورۃ الشمس (آیت ۸) میں ہے :

فالھمھا فجورھا و تقوٰھا ٥

[پھر (ہر نفس اور جان کو) الہام کیا (سمجھ دی) اُس کی بدکاری اور اُس کا تقویٰ ۔]

تقوی القلوب دراصل خیر کے لیے شدید رغبت اور شر کے لیے شدید نفرت کو کہتے ہیں ۔

صفحہ ۵۵ میں ہے :

میری مشکل ؟ مستی و شور و سرور و درد و داغ
تیری مشکل؟ مے سے ہے ساغر کہ مے، ساغر سے ہے !

فلسفی صرف سوچنا جانتا ہے ۔ اگر یہ بات بھی حل ہو جائے کہ شراب سے ساغر ہے یا ساغر کی وجہ سے شراب ہے (مرغی سے انڈا ہے یا انڈے سے مرغی ہے) ، تب بھی کون سا فائدہ حاصل ہوگا؟ ہم کو تو یہ مسئلہ حل کرنا ہے کہ فرد اور جماعت میں بیداری اور عمل کیونکر پیدا ہو ۔

سورۃ العصر میں ہے :

والعصرo ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت وتواصو بالحق وتواصوا بالصبر o

[زمانے (کی تاریخ) کی قسم! بے شک انسان ضرور گھاٹے میں ہے مگر جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی -]

گویا فرد کے لیے ایمان اور عملِ صالح ہے اور جماعت کے لیے ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تاکید - اس طرح قوم درست ہو سکتی ہے اور قوموں کی تاریخ یہی بات سکھاتی ہے -

لاہور کے مسلمانوں نے اور کراچی کے غازی عبدالقیوم وغیرہ نے دین کی خاطر جو قربانیاں دی تھیں ، اُن کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ان شہیدوں کی دیت (خون بہا) کہاں مل سکتی ہے اور یہ لوگ تو ابدی زندگی حاصل کر چکے ہیں - صفحہ ۵۵ میں ہے :

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے ؟ فقط عالمِ معنی کا سفر !

صفحہ ۴۰ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۱۵۴) دیکھیں -

صفحہ ۵۶ میں ہے :

آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں ؟
حرفِ لا تدع مع اللہ الٰھا آخر !

یہ آیت سورۃ القصص (۸۸) میں ہے ، یعنی سوائے اللہ کے کسی اور کو خدا نہ ٹھہرا (یعنی غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہ لا) -

صفحہ ۵۶ ہی میں ہے :

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام !

وہ شخص ہرگز پیغمبر نہیں ہو سکتا جو حسن بن صباح کی طرح بھنگ پلا کر اپنی جماعت میں داخل کرے اور چوری چھپے کے کام سکھائے۔ صفحہ ۵۰ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۲۴۷) آ چکی ہے کہ علم اور قوت دونوں کی ضرورت ہے۔ پھر ہمارے لیے تو یہ حکم سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے:

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہٖ عدوا اللہ و عدوکم و آخرین دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم ط و ما تنفقوا من شیءٍ فی سبیل اللہ یوف الیکم و انتم لا تظلمون ٥

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت و طاقت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے (ساز و سامان) کہ ان سے اُن کے دلوں میں بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمھارے دشمن ہیں اور ان کے سوا دوسروں کے دلوں میں (بھی) جن کو تم نہیں جانتے۔ اللہ اُنھیں جانتا ہے اور (ان کاموں کے لیے) اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمھیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے۔]

صفحہ ۵۷ میں ہے:

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انساں، نہ روح ہے، نہ بدن!

انسان روح اور بدن کا مرکب نہیں ہے بلکہ خلیفۃ اللہ ہے جو ہمیشہ اپنی شایانِ شان کارگذاریوں سے زندہ و پایندہ رہے گا۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں فرشتوں سے اللہ کا ارشاد ہے:

انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط

[بے شک میں زمین میں (انسان کو) اپنا نائب بنانے والا ہوں۔]

چنانچہ اللہ کی طرح اس کا نائب بھی زندہ و پایندہ ہے اگر وہ نائب بن کر رہے۔

صفحہ ۵۸ میں ہے :

مکے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم ؟

جنیوا میں جمعیتِ اقوام (ع بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند) قائم کی گئی تھی جہاں عقل و دانش کا دعویٰ کرتے ہوئے وہ اپنی پارٹی والی قوموں کی حمایت کرتی تھیں ، خواہ دوسری پارٹی لاکھ حق پر ہو ۔ ان کے برعکس مکہ معظمہ تمام انسانوں کے لیے (بغیر کسی رنگ و نسل کی تفریق کے) مرکز ہے ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۹۶) میں ہے :

ان اول بیتٍ وضع للناس ببکۃ مبرکاً و ھدًی للعٰلمین ○

[بے شک سب میں پہلا گھر جو انسانوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہانوں کا راہنما ۔]

جوانوں کو یہ سبق دیجیے (صفحہ ۵۸) :

ع دے ان کو سبق خود شکنی ، خود نگری کا

تاکہ وہ اپنے منصب (نیابتِ الٰہی) کو پہچانیں اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں ۔

صفحہ ۴۸ میں سورۃ البلد کی آیت (۴) دیکھیں ۔

صفحہ ۵۹ میں ہے :

ع قوموں کی حیات اُن کے تخیل پہ ہے موقوف

سورۃ الروم (آیت ۳۲) میں ہے :

کل حزبٍ بما لدیھم فرحون ○

[ہر گروہ جو اُس کے پاس ہے اُسی پر خوش ہے ۔]

اسی نظم کے آخر میں ہے :

ع ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں

اگر کوئی قوم ، باوجود زندہ ہونے کے ، کفن پہن لے اور بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے تو ہمارے نزدیک ایسی قوم ہی میت ہے ۔ سورۃ الصٰفٰت میں جنت اور دوزخ میں جانے والے دو ساتھیوں کا انجام مذکور ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ارشاد ہے (آیات ٦١ - ٦٢) :

لمثل ھٰذا فلیعمل العٰملون o ذٰلك خیرٌ نزلاً ام شجرة الزقوم o

[ایسی ہی بات کے لیے عمل والوں کو محنت کرنا چاہیے ۔ تو یہ مہمانی (جنت کی) بھلی یا تھوہر کا درخت ؟]

صفحہ ٦٠ میں "مردِ مسلمان" کے عنوان سے نظم ہے :

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان !

سورۃ الرحمٰن (آیت ٢٩) اللہ پاک کے متعلق ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ o [اُسے ہر دن کام ہے ۔]

اسی طرح خلیفۃ اللہ کو ہونا چاہیے ۔

صفحہ ٦٠ ہی میں ہے :

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان !

یہ چاروں الفاظ مختلف صیغوں میں قرآن پاک میں آئے ہیں :

(١) قہاری ۔ قہار یعنی ایسا زبردست غالب جس کے مقابلے میں سب ذلیل ہیں ۔

(٢) غفاری ۔ غفار (صیغۂ مبالغہ) ۔ غفر کے معنی ہیں کسی چیز کو محفوظ رکھنے کے لیے کسی چیز میں چھپا دینا ۔ پس غفار کے معنی بہت معاف کرنے والا ۔

(۳) قدوسی ۔ قدوس یعنی بہت پاک ذات ۔

(۴) جبروت ۔ جبار یعنی زبردست ، زور آور ۔ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ نقصانات کو پورا کرتا ہے اور احوال کو درست کرتا ہے ۔

بہرحال یہ تمام صفات اللہ کی ہیں اور اللہ کے خلیفہ میں بھی ہونی چاہییں ۔

صفحہ ۶۰ ہی میں ہے :

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم !
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے والوں کی شان سورۃ الفتح کی آخری آیت میں بیان ہوئی ہے :

و الذین معہ' اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم o

[اور جو لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں ، آپس میں بہت نرم دل ہیں ۔]

علامہ اقبال کے ظرف کی بلندی ہے کہ وہ اپنوں کے نقائص بھی برملا بیان کرتے ہیں ۔ صفحہ ۶۱ میں ''پنجابی مسلمان'' کے عنوان کے تحت ہے :

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد !

وہ اپنے ایک مکتوب میں بھی لکھتے ہیں :

''یہاں کے لوگوں میں اثر قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے ۔ سادہ دل

صحرائیوں کی طرح ان میں ہر قسم کی باتیں سننے اور اُن سے متاثر ہو کر ان پر عمل کرنے کی صلاحیت اور مقامات سے بڑھ کر ہے ۔ ایک معمولی جلسے کے لیے آٹھ دس ہزار مسلمانوں کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ بیس بیس ہزار کا مجمع بھی غیر معمولی نہیں ۔ یہ بات پنجاب کے ہندوؤں میں بھی نہیں پائی جاتی ۔''۲۳

ایسے سادہ دل لوگوں کے متعلق سورۃ التوبہ (آیت ۹۹) میں ہے :

و من الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر و یتخذ ما ینفق قربٰت عند اللہ و صلوٰت الرسول ط الآ انہا قربۃ لہم ط سیدخلہم اللہ فی رحمتہ ط ان اللہ غفور رحیم ٥

[اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسولؐ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ۔ ہاں وہ اُن کے لیے باعث قرب ہے ۔ اللہ جلد اُنھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔]

صفحہ ۶۲ میں ہے :

ہے مملکتِ ہند میں اِک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس ، مسلمان ہے آزاد !

لوگ اپنی آزادیِ رائے سے اسلام اور قرآن کی من مانی تاویل کرتے ہیں ، یعنی :

ع خود بدلتے نہیں ، قرآں کو بدل دیتے ہیں

سورۂ آلِ عمران (آیت ۷) میں ہے :

ھو الذی انزل علیک الکتٰب منہ آیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب و اخر متشٰبھٰت ط فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغآء الفتنۃ و ابتغآء تاویلہ ج

۲۳- ایضاً ، ۲/۸۰ -

[وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اُتاری ۔ اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں ۔ وہ کتاب کی اصل ہیں ۔ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۔ وہ جن کے دلوں میں کجھ ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اُس کا پہلو ڈھونڈھنے کو ۔]

صفحہ ۶۲ ہی میں ہے :

ع فرنگیوں میں اخوت کا ہے نسب پہ قیام

قرآن نے تو یہ تعلیم دی تھی :

یٰایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط (سورۃ الحجرات ، آیت ۱۳) ۔

[اے لوگو ، ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ رکھتا ہے ۔]

یعنی رنگ و نسل وغیرہ صرف آپس کی پہچان کے لیے ہے اور صحیح بزرگی تقویٰ کی وجہ سے ہے ۔

صفحہ ۶۳ میں ہے :

نہادِ زندگی میں ابتدا لا ، انتہا الا
پیام موت ہے جب لا ہوا الا سے بیگانہ !

صرف لا الٰہ کہنا گویا موت ہے اور چونکہ خدا کا انکار ہے اس لیے خدا کی پیدا کردہ ہر چیز حتیٰ کہ دنیا اور خود اپنی جان سے انکار ہے ۔ کیا کوئی اور ہستی دنیا کو پیدا کر سکتی ہے ؟

سورۃ النحل (آیت ۱۷) میں ہے :

افمن یخلق کمن لا یخلق ط

[تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہے جو نہ بنائے ؟]

صفحہ ۴۶ میں ہے :

نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا
محمدؐ عربی سے ہے عالمِ عربی !

صفحہ ۵۸ میں سورۂ آلِ عمران کی (آیت ۹۶) دیکھیں ۔

سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً o

[اور ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے بشیر اور نذیر بن کر ۔]

صفحہ ۴۶ ہی میں ہے :

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷) میں ہے :

ان احسنتم احسنتم لانفسکم و ان اسأتم فلھا ط

[اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا ۔]

یہ پیام انسان کے لیے ہے ، لیکن نباتات و جمادات اور غیر انسانی حیوانات ۔

سورۃ الاعلیٰ (آیت ۳) میں ہے :

و الذی قدر فھدیٰ o [اور جس نے مقدر کیا ، پھر ہدایت دی] ۔

یعنی انسان کی اور ہر چیز کی تقدیر بھی بنائی لیکن ہدایت بھی فرمائی کہ وہ اپنی راہ ڈھونڈ لے ۔

اسی صفحے میں ہے :

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے !
اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے !

صفحہ ۴۰ میں سورۃ البقرہ کی (آیت ۱۵۴) کی تفسیر دیکھیں۔

صفحہ ۶۵ میں ہے:

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قم باذن اللہ

مغرب والوں نے احساسِ کمتری میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ورنہ تم اگر بیدار ہو جاؤ تو عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مُردوں کو بھی زندہ کر سکتے ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ و ابریءُ الا کمہ والابرص و احی الموتیٰ باذن اللہ ج (سورۂ آلِ عمران، آیت ۴۹)۔

[کہ میں تمھارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔]

صفحہ ۶۸ میں ہے:

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

صرف حیات و موت پر نظر رکھنے کے بجائے اگر ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ہم کیا ہیں، ہمارا مقام کیا ہے اور مقصدِ زندگی کیا ہے، تو ہم وہ کام انجام دے سکتے ہیں تو حیات اور موت کے تخیل سے بھی بہت بلند ہیں۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے:

و اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط

[اور (یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔]

نیابتِ الٰہی کا تقاضا یہی ہے کہ موت و حیات سے بے نیاز ہو کر انسان وہ کام کرے جو اُس کے منصب کے مطابق ہوں۔

صفحہ ٦٩ میں ہے:

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

زمانۂ حاضر کا انسان بے شک سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر سکتا ہے لیکن خود اپنی زندگی کی تاریکی کو دور نہیں کرتا۔

سورۂ یونس (آیت ۴۴) میں ہے:

ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً و لٰکن الناس انفسھم یظلمون ○

[بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (کہ وہ غور نہیں کرتے)]۔

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے:

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم میں، تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں؟]

صفحہ ٦٩ ہی میں ہے:

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق اُن کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"غلام قوم مادیات کو روحانیت پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔"[۲۴]

۲۴- ایضاً، ۱/۲۰٦۔

سورۃ النحل (آیت ۷۵) میں ہے :

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیءٍ و من رزقنٰہ رزقاً حسناً فھو ینفق منہ سراً و جھراً ط ھل یستون ط

[اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ۔ ایک غلام ہے جو دوسروں کے بس میں ہے ۔ کسی چیز پر اس کا بس نہیں چلتا ۔ اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا کی ہے اور وہ اُس میں سے چھپا کر اور ظاہرا خرچ کرتا ہے ۔ کیا وہ برابر ہو جائیں گے ؟]

صفحہ ۷۰ میں ہے :

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا
وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

آسمان کسی کی قسمت پر اثر انداز نہیں ہوتا ۔ آسمان سے بھی بہت بلند انسان کی خودی ہے جو انسان کو قوتِ نفس کی تعلیم دیتی ہے ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ○

[اور مسخر کر دیے گئے تمھارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اپنے حکم سے ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

آج کل کے مصلحین ایسے ہیں کہ (صفحہ ۷۱) :

نئی بجلی کہاں اُن بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی !

جدید دنیا کی چالوں سے بچنے کے لیے ہمارے لیڈروں میں کوئی صلاحیت نہیں پائی جاتی بلکہ وہ تو پرانی سیاست سے بھی واقف نہیں ، حالانکہ ارشادِ خداوندی (سورۃ الانفال ، آیت ۶۰) ہے :

و اعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخیل o

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور طاقت کی چیزیں اور جنگی گھوڑے (ساز و سامان) ۔]

سورۂ آلِ عمران (آیت ۲۰۰) میں ہے :

یٰایها الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون o

[اے ایمان والو ، ثابت قدم رہو اور باہم ہمت دلاتے رہو (مقابلے میں مضبوطی کرو) اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تا کہ تم کامیاب رہو ۔]

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف !

ہر مدنیت اور ہر جگہ ایک ہی شریعت کی تھی لیکن لوگوں نے اپنی ہوا اور خواہش سے اسے بدل دیا ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) میں ہے :

لکلٍ جعلنا منکم شرعةً و منهاجاً ط و لوشآء الله لجعلکم أمةً واحدةً و لٰکن لیبلوکم فی ما آتٰکم فاستبقوا الخیراتِ ط الی الله مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون o

[ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمھیں دیا اس میں تمھیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو ۔ تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے ، تو وہ تمھیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے ۔]

اسی سورۃ المائدہ (آیت ۴۱) میں ہے :

و من یردِ الله فتنته' فلن تملک له' من الله شیئاً ط اولٰئک

الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبھم ط لھم فی الدنیا خزی ج ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم ہ

[اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اُس کا کچھ نہ بنا سکے گا ۔ وہ ہیں کہ اللہ نے اُن کا دل پاک کرنا نہ چاہا ۔ اُنھیں دنیا میں رسوائی ہے اور اُنھیں آخرت میں بڑا عذاب ۔]

اسی لیے فرنگ کے سنجیدہ لوگ اب اپنی تہذیب سے بیزار ہو رہے ہیں اور وہاں کے بہت سے لوگ اب دوسرے ملکوں میں منتقل ہونا پسند کرتے ہیں ۔

صحفہ ۷۲ میں ہے :

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد !

* * *

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ افتاد !

قوم میں ایمان اور یقین کی قوت ہو تو وہ ضرور غالب ہو کر رہے گی ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۹) میں وعدہ ہے :

ولا تھنوا ولاتحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ہ

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو ۔ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو ۔]

صفحات ۷۲ - ۷۳ میں ہے :

سلطان ٹیپو کی وصیت

تو رہ نوردِ شوق ہے ؟ منزل نہ کر قبول !
لیلٰی بھی ہم نشین ہو تو محمل نہ کر قبول !

* * *

باطل دوئی پسند ہے ، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول !

علامہ اقبالؒ ، ٹیپوؒ کے متعلق لکھتے ہیں :

”ٹیپو ہندوستان کا آخری مسلمان سپاہی تھا جس کو ہندوستان کے مسلمانوں نے جلد فراموش کر دینے میں بڑی ناانصافی سے کام لیا ہے ۔ جنوبی ہندوستان میں جیسا کہ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے اس عالی مرتبت مسلمان سپاہی کی قبر زندگی رکھتی ہے بہ نسبت ہم جیسے لوگوں کے جو بظاہر زندہ ہیں یا اپنے آپ کو زندہ ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے رہتے ہیں ۔“[۲۵]

سلطان ٹیپوؒ کی زندگی کا یہی پیغام ہے کہ غیراللہ کو خاطر میں بھی نہ لاؤ اور اللہ کے لیے آگے بڑھو ، خواہ مقصود حاصل بھی ہو چکا ہو ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۲۰۰) میں ہے :

یٰایها الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون ٥

[اے ایمان والو ، ثابت قدم رہو اور باہم ہمت دلاتے رہو اور جہاد کے لیے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو ، تا کہ تم کامیاب رہو ۔]

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے :

لاتخف انك انت الاعلیٰ ٥

[خوف نہ کر ۔ بےشک تو ہی غالب رہے گا ۔]

صفحہ ۳۷ میں ہے :

ع نہ میں اعجمی ، نہ ہندی ، نہ عراقی و حجازی

صفحہ ۶۲ میں سورة الحجرات کی آیت (۱۳) دیکھیں ۔

صفحہ ۴۷ میں ہے :

ع نہ جدا رہے نوا گر تب و تاب زندگی سے

۲۵- ایضاً ، ۲۴۶/۱ ۔

پیام پہچانے والے پر فرض ہے کہ وہ زندگی اور بیداری کا پیام پہنچائے -

سورۃ الاعراف (آیت ۶۲) میں نوح علیہ السلام کا پیام مذکور ہے :

أبلغكم رسٰلٰت ربی و انصح لکم و اعلم من اللہ ما لا تعلمون ٥

[تمھیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمھارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے -]

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے :

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے برندہ و براق !

جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ خلیفہ اللہ ہے وہ غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا اور کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھتا ، کیونکہ دنیا تو اسی کے لیے پیدا کی گئی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمعیاً ٥

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

جب تمام چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں تو پھر وہ اُن کو نہ برتے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے تو یہ بات اُس کے منصب کے منافی ہے -

صفحہ ۵۷ میں ہے :

خودی کی تربیت

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز !
یہی ہے سترِ کلیمی ہر اک زمانے میں
ہوائے دشت و شعیب و شبانیٔ شب و روز !

خودی کی تربیت ہو جاتی ہے تو ایسی قوت پیدا ہوتی ہے جس کے سامنے پوری فرعونیت ختم ہو سکتی ہے۔

"بالِ جبریل" میں بھی ہے:

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے   اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب[۴] آئے میسر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

سورۃ القصص (آیات ۲۱ تا ۲۸) میں اس تربیت کا ذکر ہے۔ یہی تربیت پھر فرعونیت پر غالب کر دیتی ہے۔

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۶۸) میں ہے:

قلنا لاتخف انک انت الاعلٰی ؀

[ہم نے فرمایا: خوف نہ کر۔ بے شک تو ہی غالب ہے۔]

صفحہ ۶۷ میں ہے:

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار   انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

صفحہ ۶۲ میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (۷) ملاحظہ فرمائیں۔

صفحہ ۶۷ ہی میں ہے:

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیان و حریر!

صفحہ ۷۵ کی آیتیں دیکھیں۔ خودی کی تربیت سے ایسی سخت کوشی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھا جاتا۔

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں موسٰی علیہ السلام کے عزم سخت کوشی کا ذکر آتا ہے:

و اذ قال موسٰی لفتٰہ لآ ابرح حتّٰی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ؀

[اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں ۔]

صفحہ ۷۷ میں ہے :

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اُسی ملت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات !

مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور صرف مشکلات کو پسند کرنا (آن آسانی کو ناپسند کرنا) کامیابی کا پیش خیمہ ہے ۔ ابھی اُوپر سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) میں اسی سخت کوشی کا پیام مذکور ہوا ہے ۔

صفحہ ۷۸ میں ہے :

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات !
آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات

* * *

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صورت گری و علمِ نباتات

علامہ اقبال ایک مکتوب میں بھی لکھتے ہیں :

''جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو ۔''[۲۶]

سورۃ الکہف (آیات ۱۰۳ - ۱۰۴) میں ہے :

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً o الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً o

---

۲۶- ایضاً ، ۱/۲۰۱ ۔

[آپ فرما دیں کہ کیا ہم تمھیں بتا دیں کہ سب سے زیادہ ناقص عمل کن لوگوں کے ہیں ؟ ۔ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ۔]

یہ لوگ قوتِ نفس اور روحِ انسانی کے ترفع کے لیے کوشاں نہیں ، بلکہ گھٹیا کام کرتے ہیں ۔

صفحہ ۷۹ میں ہے :

ع اہلِ دانش عام ہیں ، کم یاب ہیں اہلِ نظر

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ ٥ (آلِ عمران ، آیت ۱۶۴) ۔

[بے شک اللہ کا بہت بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنھی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں علم و حکمت سکھاتا ہے ۔]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اور صحبت سے جو تربیت حاصل ہوئی اُس کے سامنے کتابی علم والوں کی کوئی حقیقت نہیں ۔

صفحہ ۸۰ میں ہے :

ع نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو ، وہ جمیل

قوتِ نفس اور روحِ انسانی کے ترفع کے لیے جو تخیل ہو صرف وہ صحیح بھی ہے اور جمیل بھی ۔

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ج

[اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔]

ایسے لوگ ہی حق بات کی وجہ سے قائم اور ثابت رہتے ہیں اور یہی لوگ قوتِ نفس اور روحِ انسانی کے ترفع کو قائم کر سکتے ہیں ۔

صفحہ ۸۰ ہی میں ہے :

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام !

علامہ اقبال اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''افسوس ہے کہ مسلمان مُردہ ہیں ۔ انحطاطِ ملی نے اُن کے تمام قویٰ کو شل کر دیا ہے اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے صید پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے انحطاط کا مسحور اپنے قاتل کو اپنا مربی تصور کرنے لگ جاتا ہے ۔ یہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہے ۔''[۲۷]

انسان نے جب کبھی اپنے منصب (نیابتِ الٰہی) کو فراموش کیا تو خود کو ذلیل و خوار بنا لیا ۔

سورۃ التوبہ (آیت ۷۰) میں ہے :

الم یاتھم نبأ الذین من قبلھم قوم نوحٍ و عادٍ و ثمود و قوم ابراھیم و اصحٰب مدین و المؤتفکٰت ط اتتھم رسلھم بالبینٰت فما کان اللہ لیظلمھم و لٰکن کانوا انفسھم یظلمون o

[کیا اُنھیں اپنے اگلوں کی خبر نہیں آئی ! نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابرہیم کی قوم اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ اُلٹ دی گئیں ۔ اُن کے رسول ، روشن دلائل اُن کے پاس لائے تھے (کہ وہ غیر اللہ کو نہ پوجیں) تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے ۔]

صفحہ ۸۱ میں ہے :

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

۲۷۔ ایضاً ، ۱/۳۴ ۔

دل میں احساسِ خودی پیدا ہو جائے تو انسان اپنے منصب کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ یہ منصب خلافتِ الٰہی کا احساس اور اس شان کا عمل ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں اسی منصب کا ذکر آتا ہے:

و اذ قال ربك للملٰئکة انی جاعل فی الارض خلیفة ط

[اور (یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔]

صفحہ ۸۱ ہی میں ہے:

مُردہ لادینیٔ افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیٔ افکار سے مشرق میں غلام!

مغرب والے لوگ عمل میں سرگرم ضرور ہیں لیکن چونکہ لادین ہیں اس لیے وہ نہیں سمجھتے کہ اس عمل کے لیے کیا خطوط ہونے چاہییں۔ اس کے برعکس مشرق کے لوگ اپنے خیالات کے لحاظ سے بے ربط و نظام ہیں اس لیے وہ غلام بنے ہوئے ہیں اور صحیح عمل کی طرف نہیں بڑھتے۔

سورۃ فصّلت (آیت ۵۳) میں ہے:

سنریھم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انه الحق ط

[ابھی ہم اُنھیں دکھائیں اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود اُن کے آپے میں حتیٰ کہ کھُل جائے اُن پر کہ بے شک وہ حق ہے۔]

لیکن اگر دیکھنے والے دیکھنا ہی نہ چاہیں تو اُنھیں کیا نظر آئے گا؟

صفحہ ۸۲ میں ہے:

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں!

علامہ اقبال کے والد صاحب نے اُن کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ

جب تم قرآن پڑھو تو یہی سمجھو کہ قرآن تم پر نازل ہو رہا ہے ۔۲۸

سورۃ النمل (آیت ٦) میں ہے :

و انك لتلقی القرآن من لدن حکیمٍ علیمٍ ○

[اور آپ کو بالیقین قرآن دیا جا رہا ہے حکمت والے کی طرف سے ۔]

یہی تصور ہو تو پھر قرآن کی حقیقت اور مقصد تک پہنچ سکتے ہیں ۔

صفحہ ۸۲ ہی میں ہے :

جہاں میں تو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
کسے خبر کہ تو ہے سنگِ خارہ یا کہ زجاج

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا عمل بہتر ہے ۔]

صفحہ ۸۳ میں ہے :

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا ، جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش !
دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش !

آج کل نوکری حاصل کرنے کے لیے تعلیم حاصل کی جاتی ہے اور قوم کے جوان اب مشکلات کا مقابلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں ـــ علم اصلاحِ نفس کے لیے ہے اور رزق کے لیے معمولی سا حیلہ بھی کافی ہے ۔

۲۸۔ رسالہ ''جوہر'' ، جامعۂ ملیہ دہلی ، دسمبر ۱۹۳۸ ، ص ۱۹ - ۲۱ ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ط

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے اور اُنھیں جن کو علم دیا گیا ۔]

ایمان اور علم ساتھ ساتھ ہیں اور صحیح علم وہی ہے جو اللہ کے نزدیک درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے اور رزق تو اللہ سب کو دیتا ہے ۔

سورۂ هود (آیت ٦) میں ہے :

و ما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقها o

[اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ پر نہ ہو ۔]

صفحہ ۸۳ ہی میں ہے :

حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
نگاہ چاہیے اسرارِ لا الٰہ کے لیے

یہ شعر مفکر نطشہ (Neitzsche) کے متعلق ہے جو خدا کا منکر تھا اور بہیمانہ قوتوں پر زور دیتا تھا ۔

سورۃ الانفال (آیت ۵۵) میں ہے :

ان شر الدوآب عند اللہ الذین کفروا فهم لا یؤمنون o

[بے شک سب جانوروں میں بد تر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لائے ۔]

صفحہ ۸۴ میں ہے :

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو !

آج کل کے اساتذہ ایسے ہی ہو گئے ۔ سورۃ الروم کی آیت ۲۸ میں آقا اور غلام (استاد اور شاگرد) کی ایک مثال دی ہے ۔ پھر آیت ۲۹

میں ارشاد ہے :

بل اتبع الذین ظلموآ اھوآءھم بغیر علمٍ ج

[بلکہ ظالموں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی بغیر جانے ہوئے -]

صفحہ ۸۵ میں ہے :

ملے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ !
میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ !
فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ ما زاغ !

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں اللہ سے اتنے قریب ہوگئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم - لیکن آپ کی آنکھ بھی چکاچوند نہ ہوئی -

سورۃ النجم (آیت ۱۷) میں ہے :

ما زاغ البصر و ما طغیٰ o

[(اُن کی) آنکھ کسی طرف نہ پھری ، نہ حد سے بڑھی -]

جن کی یہ شان ہو اُن کے اُمتی کی آنکھ اگر مغرب کی بناوٹی روشنی کے سامنے خیرہ ہو جاتی ہے تو بہت افسوس کی بات ہے - اُن کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر کے عمل سے دور کر دیا گیا ہے ، حالانکہ اُسی کو سکھایا گیا ہے :

والذین آمنوا و عملوا لصٰلحٰت و آمنوا بما نزل علیٰ محمدٍ و ھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم و اصلح بالھم o (سورۂ محمد ، آیت ۲) -

[اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اُس پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے ، اللہ نے اُن کی برائیاں دور کر دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں -

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کی بھلائی کا اس آیت میں وعدہ ہے :

یٰایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم ○

[اے ایمان والو ، اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم جما دے گا۔]

ایسی اُمت کیوں بے عمل ہے اور کیوں احساسِ کمتری میں مبتلا ہے ؟

صفحہ ۸۶ میں ہے :

دین و تعلیم

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف !

* * *

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف !

علامہ اقبال (فرد اور جماعت کی خودی کے متعلق) لکھتے ہیں :

”میں اُس خودی کا حامی ہوں جو سچی بے خودی سے پیدا ہوتی ہے ، یعنی جو نتیجہ ہے ہجرت الی الحق کرنے کا اور جو باطل کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح مضبوط ہے ۔ ۔ ۔ ۔ حقیقی اسلامی بے خودی میرے نزدیک اپنے ذاتی اور شخصی میلانات ، رجحانات اور تخیلات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہو جانا ہے ۔ اس طرح پر کہ اس پابندی کے نتائج سے انسان بالکل لاپروا ہو جائے اور محض رضا و تسلیم کو اپنا شعار بنائے ۔ یہی اسلامی تصوف کے نزدیک فنا ہے ۔“[۲۹]

اہلِ کلیسا (برطانیہ) نے ہندوستان میں ایسا نظامِ تعلیم رائج کیا تھا جس سے فکرِ معاش بھی ہو اور احساسِ کمتری بھی پیدا ہو تا کہ مسلمان قوم اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکے ۔

۲۹۔ ”مکاتیب“ ، ۲/۵۹ ۔ ۶۰ ۔

سورۂ محمد (آیت ۳۲) میں ہے:

ان الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ و شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدیٰ لن یضروا اللہ شیئاً ط و سیحبط اعمالھم o

[بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسولؐ کی مخالفت کی، اُس کے بعد کہ ہدایت اُن پر ظاہر ہو چکی تھی، وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور وہ بہت جلد اُن کا کیا دھرا اکارت کر دے گا۔[۳۰]

صفحہ ۸۷ میں ہے:

دربارِ شہنشہی کے خوشتر مردانِ خدا کا آستانہ!

سورۃ النساء (آیت ۴۵) میں ہے:

واللہ اعلم باعدآئکم ط و کفیٰ باللہ ولیاً و کفیٰ باللہ نصیراً o

[اور اللہ خوب جانتا ہے تمھارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔]

جس کا کارساز اللہ ہو اُسے کیا اندیشہ؟ اللہ کے پیاروں کو اس لیے ولایت اور نصرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں اور دنیا کے بادشاہ بھی اُن کے سامنے جھکتے ہیں۔

حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہ[۳۱] (المتوفی ۱۰۳۴ھ) جن سے

۳۰۔ ان لوگوں کے عمل اکارت ہونے کی پیش گوئی اقبال نے صفحہ ۸۵ میں بھی کی ہے:

وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نفس دو نفس!
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے ایاغ!

۳۱۔ حضرت مجددؒ کے متعلق اُنھوں نے انگلستان میں بھی تقریر کی تھی (''مکاتیب''، ۱/۲۴۴)، اور اپنے انگریزی خطبے (نمبر ۷) میں بھی اُن کا ذکر کیا ہے۔ ''مکاتیب''، ۱/۹۷، اور ''بالِ جبریل'' کے اشعار بھی ان کی تعریف میں ہیں۔

علامہ اقبال متاثر ہیں ، ایک مکتوب (نمبر ۱۳۲ ، دفتر اول) میں لکھتے ہیں :

''کناسی فقراء بہ از صدر نشینیِ اغیاء است''

صفحہ ۸۷ ہی میں ہے :

جوہر میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف	تعلیم ہو گو فرنگیانہ !

جب اللہ سے رشتہ ہو جاتا ہے تو پھر کوئی بری چیز اپنا غلبہ نہیں ڈال سکتی ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۰) میں ہے :

و لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض و لٰکن اللہ ذو فضلٍ علی العٰلمین ٥

[اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہانوں پر فضل کرنے والا ہے ۔]

یہ اللہ پاک کا نظام ہے اور اللہ ہی کے رشتے سے سب بلائیں ٹل جاتی ہیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا	ہر قطرہ ہے بحرِ بیکرانہ !

اللہ پاک نے انسان کے اندر کتنی صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے اندر کی ہر چیز کو وہ مسخر کر سکتا ہے ۔

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخرلکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰتٍ لقومٍ یتفکرون ٥

[اور تمہارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب کے سب ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

صفحہ ۸۸ میں ہے :

غیرت ہے طریقتِ حقیقی غیرت سے ہے فقر کی غلامی

وہ انسان جو اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے اُس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ سوائے اللہ کے ، کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلائے ۔ کلمہ طیبہ کے یہی معنی ہیں اور سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں بھی یہی پیام ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھا اخر o

[اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکار ۔]

صفحہ ۸۹ میں ہے :

مومن کی اسی میں ہے امیری اللہ سے مانگ یہ فقیری

ابھی صفحہ ۸۸ میں سورۃ القصص کی آیت (۸۸) مذکور ہوئی - وہی یہاں کے لیے دیکھیں -

صفحہ ۹۲ میں ہے :

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

یورپ میں عورت کو مرد پر غلبہ حاصل ہے ، اسی لیے بے شمار فسادات پیدا ہو گئے ہیں ۔[۳۲] لیکن قرآن میں (سورۃ النساء ، آیت ۳۴) ارشاد ہے :

الرجال قوامون علی النساء o [مرد غالب ہیں عورتوں پر] -

اسی آیت میں مرد کی اس فضیلت کی تفصیل آتی ہے -

۳۲- نظامی گنجوی (''سکندر نامہ'') تو یہاں تک فرما گئے ہیں :
اگر نیک بودے سرانجام زن زنان را مزن نام بودے نہ زن

صفحہ ۹۳ میں ہے :

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے
وہ خلوت نشیں ہے! یہ خلوت نشیں ہے!
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے!

نہ مرد نے اپنے منصب کو پہچانا اور نہ عورت نے۔ سورۃ النساء (آیت ۳۴) میں یہ منصب اور ان میں سے ہر ایک کے فرائض بتائے گئے ہیں :

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعضٍ و بما انفقوا من اموالھم ط فالصّٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ ط و التی تخافون نشوزھن فعظوھن و اھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً ط ان اللہ کان علیاً کبیراً o

[مرد غالب ہیں عورتوں پر ، اس لیے کہ اللہ نے اُن میں ایک کو دوسرے پر فضلیت دی اور اس لیے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے ، تو نیک بخت عورتیں ادب والی ہیں ، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمھیں اندیشہ ہو اُنھیں سمجھاؤ اور اُن سے الگ سوؤ اور اُنھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھارے حکم میں آ جائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔]

اسلام میں زن و شو کے معاملات کا تخیل ہی سب سے مختلف ہے۔ اگر اُن میں سے ہر ایک کے حقوق کی حفاظت ہو تو پھر گھر بالکل جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔ زن و شو آپس میں سکون اور راحت پانے کے لیے ہیں۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۸۹) میں ہے :

و جعل منھا زوجھا لیسکن الیھا o

[اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔]

سورۃ البقرہ (۱۸۷) میں ہے :

ھن لباس لکم و انتم لباس لھن ط

[وہ تمہاری لباس ہیں اور تم اُن کے لباس -]

صفحہ ۹۴ میں ہے :

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر !

غیر مرد اور غیر عورت کے قریب آنے سے شیطان درمیان میں آ جاتا ہے - اسی خوف کا ذکر سورۃ النساء کی آیت (۳۴) میں آیا ہے جو ابھی نقل ہوئی -

صفحہ ۹۴ ہی میں ہے :

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں !

عورت بڑی بڑی کتابیں نہیں لکھ سکتی لیکن بڑی بڑی کتابوں اور بڑے بڑے درجے والوں کی ماں تو ہوتی ہے -

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۵) میں ہے :

و وصینا الانسان بوالدیہ إحسٰناً ط حملتہ امہ' کرھاً و وضعتہ کرھاً ط و حملہ' و فصٰلہ' ثلٰثون شھراً ط

[اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے - اُس کی ماں نے اپنے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور وضع کیا تکلیف سے اور اُسے اُٹھائے پھرنا اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے -]

صفحہ ۹۵ میں ہے :

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند ؟

عورتوں کا آزادی کے ساتھ پھرنا اُن کے حق میں بہتر ہے یا گھر کی مالکہ بن کر رہنا اُن کے لیے زیادہ بہتر ہے ؟ — یہ ایک ایسا سوال ہے جو

عورت کی بصیرت ہی جواب دے سکتی ہے ۔ آزادی میں اُسے جو خطرات درپیش ہوتے ہیں وہ اس کی زبان سے نہ بتائے لیکن اُس کا ضمیر اُسے بتاتا ہے ۔ ان خطرات کا اشارہ سورۃ النساء کی آیت (۳۴) میں موجود ہے جو ابھی اُوپر آ چکی ہے ۔

صفحہ ۹۶ میں ہے :

ع نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد

عورت اپنے بچپن میں والدین (بالخصوص والد) کی حفاظت میں رہتی ہے ۔ شادی کے بعد شوہر کی حفاظت میں اور ماں ہو کر اولاد کی حفاظت ہی میں اُسے عافیت بھی ہے اور عزت بھی ۔ اس لیے فرمایا گیا ہے :

الرجال قوامون علی النساء ٥ (النساء ، آیت ۳۴) ۔

[مرد غالب ہیں عورتوں پر ۔]

صفحہ ۹۶ ہی میں ہے :

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت !

عورت اور مرد کے جوڑے دنیا کی آبادی کے مقصد سے بنائے گئے ہیں ۔

سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے :

یٰایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاً کثیراً و نساءً ج

[اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلا دیے ۔]

صفحہ ۹۷ میں ہے :

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود !

مرد کو اپنے جوہر کے عیاں کرنے کے لیے عورت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن عورت کو عمر کی ہر منزل میں اور زندگی کے ہر قدم پر مرد کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ صفحہ ۹۵ کی آیت اور شعر دیکھیں۔

صفحہ ۹۷ ہی میں ہے:

ع آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود!

صفحہ ۹۵ میں سورۃ النساء کی آیت (۱) دیکھیں۔

صفحہ ۱۰۰ میں ہے:

ہوئی ہے زیرِ فلک اُمتوں کی رسوائی
خودی سے جب ادب و دیں ہوئے ہیں بیگانہ!

سورۃ التوبہ کی آیت (۷۰) آ چکی ہے:

الم یاتھم نبأ الذین من قبلھم قوم نوحٍ و عادٍ و ثمود و قوم ابراھیم و اصحٰب مدین والمؤتفکٰت ط اتتھم رسلھم بالبینٰت فما کان اللہ لیظلمھم ولٰکن کانوا انفسھم یظلمون ۝

[کیا اُنھیں اپنے اگلوں کی خبر نہیں آئی؟ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ اُلٹ دی گئیں۔ اُن کے رسول، روشن دلائل اُن کے پاس لائے تھے (کہ وہ غیر اللہ کو نہ پوجیں) تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے۔]

دین کو چھوڑنے سے ذہن میں بھی کجی آ جاتی ہے۔

صفحہ ۱۰۱ میں ہے:

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے بحرِ بیکراں پیدا!

* * *

ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا!

''ہوائے دشت'' مشکل پسندی سے عبارت ہے۔ عزم و ہمت والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو مشکل پسند اور خود آگاہ ہوتے ہیں ۔ صفحہ ۷۶ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) مذکور ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کی انتہائی سخت کوشی کا پیام ہے ۔

صفحہ ۱۰۱ ہی میں ہے :

زجاج گر کی دکاں شاعری و مُلائی
ستم ہے خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ !

آج کل کے شعرا اور علما نے اپنا شعور اور علم تن آسانی کے لیے وقف کر دیا ہے ۔ البتہ جو دیوانے دشت و در میں پھرتے ہیں یعنی جو مشکل پسند ہوتے ہیں وہی کامیاب ہیں ، گو کہ بظاہر پریشان حال ہیں ۔ ابھی اُوپر ہی سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) کا ذکر آیا ہے ۔ وہ دیکھیں ۔ اسی لیے آگے چل کر اقبال اپنے شعر سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اے شعر تو کسی شخص میں تو احساسِ نفس پیدا کر ۔

صفحہ ۱۰۳ میں پیرس کی مسجد کے متعلق کہتے ہیں :

حرم نہیں ہے ، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چھپا دی ہے روحِ بت خانہ!

گویا یہ مسجدِ ضرار کی طرح ہے جس کا ذکر سورۃ التوبہ (آیت ۱۰۷) میں آتا ہے :

والذین اتخذو مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المؤمنین و ارصاداً لمن حارب اللہ و رسولہ' من قبل ط و لیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ ط واللہ یشھد انھم لکٰذبون ٥ لا تقم فیہ ابداً ط

[اور وہ جنھوں نے مسجد (ضرار) بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اُس کے (ابو عامر راہب کے) انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اُس کے رسول!! کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں ۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ۔]

صفحہ ۱۰۳ ہی میں ہے :

عشق اب پیرویٔ عقلِ خدا داد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے

اب شعر و شاعری کو غزل تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اللہ کی باتوں کے لیے اُسے استعمال کیا جائے تاکہ قوم اور ملک کو مفید ثابت ہو سکے -

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ و یضل اللہ الظلمین و یفعل اللہ ما یشآء o

[اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہے کرے -]

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی !

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۰) میں ہے :

و ھوالذی انزل من السمآء مآءً فاخرجنا بہٖ نبات کل شیءٍ فاخرجنا منہ خضراً نخرج منہ حباً متراکباً و من النخل طلعھا قنوان دانیۃٌ و جنٰتٍ من اعنابٍ والزیتون والرمان مشتبھاً و غیر مشتابہٍ ط انظروآ الیٰ ثمرہٖ اذآ اثمرَ و ینعہٖ ط ان فی ذٰلکم لآیٰتٍ لقومٍ یؤمنون o

[اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا تو ہم نے اُس سے ہر اُگنے والی چیز نکالی - تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس سے دانے نکالتے ہیں اور ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ - اس کا پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا - بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے -]

پھر سورۃ الاعراف (آیت ۳۲) میں ہے :

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہٖ والطیبٰت من الرزق ط

[آپ فرما دیں کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق ۔]

یہ تمام جمال و زیبائی حرام نہیں لیکن ان کے لیے نظر چاہیے ۔

صفحہ ۱۰۵ میں مسجد قوۃ الاسلام (دہلی) کی شان کے متعلق لکھتے ہیں :

ہے تری شان کے شایاں اُسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بود و نبود !

اگر صحیح ایمان اور علم والے آج بھی ہوں تو اللہ پاک ان کے درجات بلند فرماتا ہے (اور اُن کی تکبیر میں بھی انقلاب انگیز شان ہوتی ہے) ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ط

[اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرماتا ہے ۔]

صفحہ ۱۰۶ میں ہے :

ع رہا نہ تُو ، تو نہ سوزِ خودی نہ سازِ حیات !

اگر انسان اپنے منصب کو بھول کر دوسروں کی غلامی اختیار کرے تو پھر وہ انسان ہی نہیں رہتا ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں انسان کے اس منصب کا ذکر آتا ہے :

و اذ قال ربك للملٰئکۃ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط

[اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا ، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔]

تو اللہ کے نائب کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ غیر اللہ کی غلامی

اور پیروی اختیار کرے -

گو کہ اقبال کا وطن (ہندوستان) مشرق کی امیدوں کا مرکز ہے (ع خاور کی امیدوں کا یہی خاک ہے مرکز)، پھر بھی شعاع کے لیے یہی حکم ہے کہ (صفحہ ۱۰۹):

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر!

جس طرح روشنی سے ہر سمت کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے اسی طرح دین اور یقین کے نور سے ہر قلب کی تاریکی دور ہو سکتی ہے -

سورۃ الطلاق (آیت ۱۱) میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس طرح بیان کی ہے:

لیخرج الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت من الظّلمٰت الی النور ط

[کہ اُنھیں جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے -]

ایسے لوگوں کے لیے مشرق یا مغرب کی کوئی تخصیص نہیں ہے - صفحہ ۱۱۰ میں ہے:

یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود!

حاضر و موجود سے مجبور ہو جانا یا زمان و مکان کا پابند ہو جانا ایک مردِ حق کا کام کبھی نہیں - اُس کا ایمان ہر زمانے اور ہر مقام کے لیے ہے اور وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا -

سورۃ یوسف (آیت ۸۷) میں ہے:

ولا تا یئسوا من روح اللہ ط انہ' لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون ٥

[اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو - بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ -]

صفحہ ۱۱۱ میں ہے :

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
ذرہ ذرہ میں ہے ذوقِ آشکارائی !

سورۂ ق (آیات ۹ - ۱۱) میں ہے :

و نزلنا من السماء ماءً مبٰرکاً فانبتنا به جنٰتٍ و حب الحصید ○ و النخل بٰسقٰتٍ لها طلعٌ نضید ○ رزقاً للعباد و احیینا به بلدةً میتاً کذٰلك الخروج ○

[اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اُتارا تو اس سے باغ اُگائے اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا گابھا ، بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس (پانی) سے مردہ شہر زندہ کیا ، یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے -]

اللہ پاک اسی طرح ہر چیز کو اُوپر نکالتا ہے -

صفحہ ۱۱۱ ہی میں ہے :

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جباری   اسی نگاہ میں ہے دلبری و رعنائی !

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور صحبت میں رہنے والوں کے متعلق سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے :

و الذین معهٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ○

[اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل ہیں -]

صفحہ ۱۱۱ ہی میں ہے :

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی !

اگر بصیرت حاصل نہیں تو انسان انسان نہیں - سورۃ الذاریٰت

(آیات ۲۰ - ۲۱) میں اسی بصیرت کے لیے پیام ہے :

و فی الارض آیٰت للموقنین o و فی انفسکم ط افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں - تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

صفحہ ۱۱۲ میں ہے :

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لیے سرخ و سپید و کبود

مسلمان کے یہاں رنگ اور نسل کوئی چیز نہیں - سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط

[بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

صفحہ ۱۱۲ ہی میں ہے :

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سپہ انس و جن ، تو ہے امیرِ جنود !

اللہ نے تجھ کو اپنا نائب بنایا اور مسجودِ ملائک بھی - اس لیے تیرا ہر ہنر اور ہر کام تیرے شایانِ شان ہونا چاہیے -

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط

[میں زمین میں (انسان کو) اپنا نائب بنانے والا ہوں -]

اسی سورۃ (آیت ۳۴) میں ہے :

اسجدوا لآدم o [سجدہ کرو آدم کو] -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

ولقد کرمنا بنی آدم o

[اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی دی ۔]

ایسی بزرگی اور فضیلت والے انسان کو یہی بات زیبا ہے کہ وہ اپنا ہنر اور کام بھی بزرگی اور فضیلت والا پیش کرے ۔

صفحہ ۱۱۳ میں ہے :

دریا میں موتی ! اے موج بیباک !
ساحل کی سوغات ؟ خار و خس و خاک !

موج بیباکی سے دریا کے اندر پہنچتی ہے اور موتی پیدا ہو جاتا ہے ، لیکن تن آسانی پسند کرنے والے ساحل میں خار و خس و خاک ہی ہوتے ہیں ۔

سورة الکہف (آیت ٦١) میں موسیٰ علیہ السلام کے عمل میں انتہائی سخت کوشی کا پیام ملتا ہے :

واذ قال موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً o

[اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں ۔]

صفحہ ۱۱۳ ہی میں ہے :

رکھتا ہے اب تک مے خانۂ شرق
وہ مے کہ جس سے روشن ہو ادراک !

مشرق (کے دین) میں اب بھی وہ گرمی ہے جو عمل کے لیے سرگرم کر سکتی ہے ۔ تمام نعمتوں کی تتمیم اور تکمیل اسلام ہی سے ہوئی ۔

سورة المائدہ (آیت ۳) میں ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ۔]

جب اسلام ہی تمام نعمتوں کی تتمیم کرتا ہے تو پھر کسی اور سے کس خیر کو طلب کیا جاتا ہے ؟

صفحہ ۱۱۴ میں ہے :

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود !

ہمارے فنونِ لطیفہ اور شعر و ادب میں بھی ہماری نیابتِ الٰہی والی شان کا مظاہرہ ہونا چاہیے اور چھوٹے چھوٹے عمل کا بھی محاسبہ ہوگا ۔

سورۃ الزلزال (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ' ○ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ' ○

[تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اُسے دیکھے گا -]

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکلٍ درجٰتٌ مما عملوا ○

[اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں -]

صفحہ ۱۱۴ ہی میں ہے :

آیا کہاں سے نالہ' نَے میں سرورِ مے
اصل اس کی نَے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نے ؟۳۳

۳۳- رومیؒ فرماتے ہیں :

بشنو از نَے چوں شکایت می کند
از جدائیہا شکایت می کند
خشک تار و خشک چوب و خشک پوست
از کجا می آید این آوازِ دوست

ہمارا ہر عمل ہماری شان (نیابتِ الٰہی) کے مطابق ہونا چاہیے ۔ شعر و ادب میں اُسی وقت زندگی مل سکتی ہے جب اُس کا پیش کرنے والا بھی زندہ ہو ۔

سورۃ الزمر (آیت ۹) میں ہے :

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط انما یتذکر اولوالالباب o

[آپ فرما دیں ، کیا برابر ہیں علم والے اور بے علم لوگ ؟ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ۔]

یعنی صحیح بات سے صرف صحیح علم والے ہی تعلق رکھتے ہیں ۔

صفحہ ۱۱۶ میں ہے :

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گلشن بھی ہے اک سترِ سرا پردۂ افلاک !

انسان خواہ خس و خاشاک میں رہے خواہ کسی عیش کے مقام پر ، لیکن وہ اپنے منصب کو فراموش نہ کرے کہ وہ کس لیے پیدا کیا گیا ہے ۔ سورۃ الذاریٰت کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) صفحہ ۱۱۱ میں دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۶ ہی میں ہے :

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر ؟

علامہ اقبال کے نزدیک ہنر میں بھی قوت اور استحکام ہونا چاہیے ۔ رجوع الی اللہ سے بڑی قوت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا :

و یٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدراراً و یزدکم قوۃً الیٰ قوتکم ولا تتولوا مجرمین o (سورۂ ھود ، آیت ۵۲) ۔

[اے میری قوم ، اپنے رب سے معافی چاہو پھر اُس کی طرف رجوع

لاؤ ، تم پر زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اُس سے اور زیادہ دے گا اور جرم کرتے ہوئے رو گردانی نہ کرو ۔]

صفحہ ۱۱۷ میں ہے :

تو ہے میت ! یہ ہنر تیرے جنازے کا امام !
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات !

''مخلوقاتِ ہنر'' نرم و نازک ہوں (گو دیکھنے میں فردوسِ نظر ہوں) تو وہ ابدیت سے محروم ہیں ۔ اگر رجوع الی اللہ ہوگا تو اُن میں بھی مضبوطی ہوگی ۔ ابھی اوپر سورۂ ہود کی آیت (۵۲) مذکور ہوئی ۔

یہی بات صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ کے اشعار میں بھی کہی گئی ہے :

مقصودِ ہنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا !

• • •

بے معجزہ دنیا میں اُبھرتیں نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا !

اسی لیے وہ اُس شاعری یا آرٹ کو ناپسند کرتے ہیں جس سے محفل میں افسردگی پیدا ہو :

ع جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا[۳۴]

اسلامی آرٹ ایسا ہے جیسا کہ کسی نے اللہ سے (خیر کے لیے) عہد کر لیا ہو ۔

سورۃ النحل (آیت ۹۱) میں ہے :

و اوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها ۝

[اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو ۔]

۳۴- دیکھیں ''مکاتیب''، ۱/۲۴، ۴۴ - ۴۵ -

صفحہ ۱۱۹ میں ہے :

ہوتا ہے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمیں دور نہیں ہے !

(صفحہ ۱۷٦ میں فرمایا ہے :

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پر آگیا تو یہی آسماں زمیں !)

سخت کوشی سے بڑی سے بڑی مشکل آسان ہو جاتی ہے - سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جو اُس نے سعی کی -]

کوشش سے سب کچھ مل سکتا ہے -

صفحہ ۱۲۰ میں ہے :

ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش و لیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے !

ایک مسلمان کو ہر قدم پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ خلیفۃ اللہ ہے (البقرہ ، آیت ۳۰) اور اس کا ہر کام اسی منصب کے مطابق ہونا چاہیے -

صفحہ ۱۲۱ میں خاقانی کا شعر نقل کیا ہے :

"خود بوے چنیں جہاں تواں برد   کابلیس بماند و بو البشر مُرد !"

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"بوے بردن فارسی محاورہ ہے جس کا مطلب کسی چیز کی اصلیت اور حقیقت کو پا جانا ہے - مطلب خاقانی کا یہ ہے کہ اس دنیا کی اصلیت تو اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اس کی آب و ہوا ابلیس کو تو راس

آ گئی جو اب تک زندہ ہے اور بے چارے آدم کو راس نہ آئی جو یہاں سے رخصت ہو گیا۔''۳۵

انسان نے اپنا منصب (نیابتِ الٰہی) فراموش کر دیا اور جس مقصد کے لیے وہ پیدا کیا گیا تھا اُسے پسِ پشت ڈال دیا۔

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵٦) میں ہے :

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون o

[اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر صرف میری اپنی عبادت کے لیے۔]

انسان جب صرف اللہ کو معبود سمجھتا ہے اور غیر اللہ کا انکار کرتا ہے تو اُس میں غیر معمولی اوصاف اور خلیفۃ اللٰہی کمالات کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، ورنہ نہیں۔

صفحہ ۱۲۱ ہی میں ہے :

غلط نگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک!
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک!

انسان نے ہنوز اپنے مقام کو نہیں سمجھا اور نہ اپنی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کیا۔

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخرلکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہٗ ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپور اپنی نعمتیں دیں، ظاہر اور چھپی ہوئی۔]

۳۵۔ ایضاً، ۱/۳۲ - ۳۳۔

صفحہ ۱۲۲ میں ہے:

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

جس قوم کے پاس اسلام اور قرآن جیسی نعمت ہو وہ دوسروں کے افکار کی گدائی[۳۶] کرے تو کس قدر بے غیرتی کی بات ہے؟ سورۃ النساء (آیت ۸۲) میں ہے:

افلا یتدبرون القرآن ط و لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً o

[تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں؟ اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔]

اللہ پاک کا کلام شروع سے آخر تک یکساں ہے اور تمام کا تمام معجزانہ مضامین سے اور اعلیٰ فصاحت و بلاغت سے پُر ہے۔ پھر غیر اللہ کی گدائی کیوں؟

صفحہ ۱۲۳ میں بیدل کا شعر ہے:

''دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود!''

دل میں وسعت ہو تو کائنات میں بھی وسعت نظر آئے گی۔

۳۶- اقبال لکھتے ہیں:
''عہدِ جدید کا ایک مسلمان اہلِ علم جب ان مسائل [معاش و معاد] کو مذہبی تجربات اور افکار کی روشنی میں بیان کرتا ہے جن کا مبدا اور سرچشمہ قرآن مجید ہے تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ جدید افکار کو قدیم لباس میں پیش کیا جا رہا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پرانے حقائق کو جدید افکار کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے'' (ایضاً، ۱/۴۷۲-۴۷۳۔)

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے :

للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃ ط و ارض اللہ واسعۃٌ ط

[جنھوں نے بھلائی کی اُن کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے -]

لیکن جن لوگوں کے دلوں میں عملِ صالح کا جذبہ نہیں وہ تنگ دل ہوتے ہیں اور اُنھیں زمین بھی تنگ دکھائی دیتی ہے -

صفحات ۱۲۳ - ۱۲۴ میں ہے :

مری نظر میں یہی ہے جمالِ زیبائی
کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک !
نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر
نِرا نفس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتشناک
مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بیباک !

قوت اور غلبہ والی قوم کا ہر قول اور ہر فعل اپنی قوت اور جوش کا آئینہ دار ہوتا ہے -

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ o

[اور تم تیار رکھو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت اور طاقت کی چیزیں -]۳۷

۳۷- ''صحیح مسلم'' (۱/۱۵/۴) میں ہے :
المؤمن القوی خیرٌ و احبٌ الی اللہ من المؤمن الضعیف o
[قوی مومن کمزور مومن سے خدا کے نزدیک زیادہ بہتر اور محبوب ہے] -

صفحہ ۱۲۴ میں ہے :

فطرت کو دکھایا بھی ہے ، دیکھا بھی ہے تو نے
آئینۂ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی !

مصوّری اور صنعت گری وغیرہ تو ضرور انسان نے سیکھ لی ہے لیکن خودی اور خود گری کا ہنوز مظاہرہ نہیں کیا ، ورنہ وہ اپنے منصب کے منافی کام نہ کرتا ۔ صالح عمل ہی اُس کے منصب کے شایانِ شان ہے ۔

سورۃ النحل (آیت ۹۷) میں ہے :

من عمل صالحاً من ذکرٍ او أنثیٰ و ھو مؤمنٌ فلنحیینہ حیٰوۃً طیبۃً ج و لنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون o

[جو عمل صالح کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ، اور وہ مومن ہو گا تو ہم ضرور (دنیا میں) اچھی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے عمل کا بہترین اجر عطا کریں گے ۔]

گویا عملِ صالح جو دونوں جہانوں کے لیے مفید ہے وہ مومن ہی کا ہو سکتا ہے جو اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور غیر اللہ کا منکر ہوتا ہے ۔

صفحہ ۱۲۵ میں ہے :

کُھل تو جاتا ہے مغنی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندہ و پایندہ تو کیا دل کی کشود !
ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود !

وہی سرود ، وہی سفر یا وہی بات ''حلال'' ہے جو انسان میں زندگی اور ثبات پیدا کر دے اور غفلت میں نہ ڈال دے ۔

ایک اَور حدیث ہے :

ان اللہ یحب معالی الامور و یبغض سفسافھا o [بے شک اللہ بلند کاموں کو پسند کرتا ہے اور حقیر کاموں کو ناپسند کرتا ہے] ۔

سورۂ ابراھیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ج

[اللہ تعالیٰ مضبوط رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں -]

صفحہ ۱۲۶ میں ہے :

اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب !

ایسا قول جو قوم کو غفلت میں ڈال دے اور بے عملی سکھائے وہ ''حرام'' ہے -

سورۃ الاعراف (آیت ۳۳) میں ہے :

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن والاثم والبغی بغیر الحق و ان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہٖ سلطٰناً و ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون o

[آپ فرما دیں کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو ، ان میں جو علانیہ ہیں وہ بھی اور ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کی اُس نے سند نہیں اُتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے -]

سورۂ لقمٰن (آیت ٦) میں ہے :

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزواً ط أولٰئک لھم عذابٌ مھینٌ o

[اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنا لیں - اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے -]

مفسرین کے نزدیک ''لهو الحدیث'' اُس کھیل یا قول کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈال دے ۔ کہانیاں ، افسانے ، شاعری وغیرہ جو اس طرح کی ہوں وہ سب لهو الحدیث میں شمار ہوں گی ۔

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

ع بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ !

اسی طرح انسان اپنی قوتِ ایمانی سے بلند ہو سکتا ہے ۔ سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

والذین جاھدوا فینا لنهدینهم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین o

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۔]

صفحہ ۱۲۷ ہی میں ہے :

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اُس قوم کے حق میں عجمی لَے !
شیشے کی صراحی ہو کہ مٹی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مَے !

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''جس قوم میں طاقت و توانائی مفقود ہو جائے جیسا کہ تاتاری یورش کے بعد مسلمانوں میں مفقود ہو گئی ، تو پھر اس قوم کا نقطۂ نگاہ بدل جایا کرتا ہے ۔ اُن کے نزدیک ناتوانی ایک حسین و جمیل شے ہو جاتی ہے اور ترکِ دنیا موجبِ تسکین ۔ اس ترکِ دنیا کے پردے میں قومیں اپنی سستی و کاہلی اور اس شکست کو جو ان کا تنازع للبقا میں ہو چھپایا کرتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔''۳۸

۳۸- ''مکاتیب'' ، ۱/۴۴ - ۴۵ -

صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ کی آیتیں ملاحظہ ہوں ۔
صفحہ ۱۲۷ ہی میں ہے :

ہر لحظہ نیا طور ، نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے !

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :
لقد خلقنا الانسان فی کبد ٍ o
[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں رہتا ہوا ۔]
گویا انسان ہر مشقت اور مشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے ۔
صفحہ ۱۲۸ میں ہے :

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز

صفحہ ۱۲۷ کا اقتباس اور صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ کی آیتیں دیکھیں ۔
صفحہ ۱۲۹ میں ہے :

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار !

صفحہ ۱۲۶ میں سورۂ لقمٰن کی آیت (۶) مذکور ہوئی۔ ''لهوالحدیث'' کے ذیل میں تمام ''ہنروران ہند'' کے ''کمالات'' آ جاتے ہیں کیونکہ وہ سب کے سب : ع چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند ۔
صفحہ ۱۲۹ میں ''مردِ بزرگ'' کی پہچان بتائی ہے :

اُس کی نفرت بھی عمیق اُس کی محبت بھی عمیق !
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق !

* * *

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق !

(الف) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور صحبت میں رہنے والوں کی شان کو سورۃ الفتح کی آخری آیت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :

والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ○

[اور جو لوگ حضورؐ کی معیت میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل ہیں ۔]

(ب) پھر جہاد بالسیف دراصل انسانیت کے سڑے ہوئے عضو پر نشتر ہو اور اس میں خیر ہی خیر ہے ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۵۴) میں ارشاد ہے :

یٰایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقومٍ یحبھم و یحبونہٗ اذلۃٍ علی المؤمنین اعزۃٍ علی الکٰفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائمٍ ط ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ واسعٌ علیمٌ ○

[اے ایمان والو، تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۔]

(ج) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رفقا اور صحابہؓ وغیرہ سے فارغ ہوتے تھے تو ''شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا'' ہو کر اللہ کی عبادت میں منہمک ہو جاتے تھے ۔

سورۃ الانشراح (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

فاذا فرغت فانصب ○ و الی ربک فارغب ○

[تو جب آپ فارغ ہو جائیں تو پھر محنت کریں اور اپنے رب کی طرف لگ جائیں ۔]

صفحہ ۱۳۰ میں ہے :

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نو کی تصویر !

اللہ پاک کی شان یہ بھی ہے جو سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ ٥ [اُسے ہر دن ایک کام ہے] -

اللہ کا نائب بھی ہمہ وقت سرگرم عمل رہتا ہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھتا (حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہنا بھی عملِ صالح ہی ہے -)

صفحہ ۱۳۱ میں ہے :

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھُلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد !

فرہاد اپنے عمل کی سرگرمی ہی کی وجہ سے فرہاد ہے - اسی طرح عملِ پیہم کی وجہ سے انسان انسان ہے - موسیٰ علیہ السلام کے عملِ پیہم اور سخت کوشی سے سبق لینا چاہیے -

سورۃ الکہف (آیت ٦١) میں ہے :

واذ قال موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً ٥

[اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ، میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (سالہا سال) چلا جاؤں -]

صفحہ ۱۳۱ ہی میں ہے :

نوا کو کرتا ہے موجِ نفس سے زہر آلود
وہ نَے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں !

صفحہ ۱۲٦ میں سورۂ لقمٰن کی آیت (٦) دیکھیں -

صفحہ ۱۳۲ میں ہے :

خودی بلند تھی اُس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاد سے دمِ تعزیر
ٹھہر ٹھہر کہ بہت دلکشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیٔ شمشیر !

گرمی ، تیزی ، قوت اور استحکام ہر وقت مطلوب و محبوب ہے ۔ لوط علیہ السلام نے بھی پریشانی کے وقت ظالموں سے بچنے کے لیے قوت اور شدت کی آرزو کی تھی ۔ گو کہ وہ موقع اس موقع سے مختلف تھا ۔

سورۂ ہود (آیت ۸۰) میں ہے :

قال لو ان لی بکم قوۃً او آوی الیٰ رکنٍ شدیدٍ ٥

[(لوط علیہ السلام) بولے ، اے کاش مجھے تمھارے مقابلے کے لیے قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط رکن کی پناہ لیتا ۔]

صفحہ ۱۳۳ میں ہے :

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل !

وہ شعر جو زندگی اور بیداری پیدا کرے وہ حیاتِ ابدی کا پیغام ہے ۔

صفحہ ۱۲۵ میں سورۂ ابراہیم کی آیت (۲۷) سے اس حیات کا پیام ملتا ہے ۔

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

یہ نکتہ پیرِ دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا
کہ ہے ضبطِ فغاں شیری ، فغاں روباہی و میشی !

ضبط و تحمل بڑی فضیلت کی چیز ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۶۳) میں ہے :

قولٌ معروفٌ و مغفرۃٌ خیرٌ من صدقۃٍ یتبعھآ اذیً ط واللہ غنیٌ حلیم ۝

[اچھی (نرم) بات کہنا اور در گذر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو ، اور اللہ بے نیاز حکم والا ہے -]

سورۃ النور (آیت ۲۲) میں ہے :

ولیعفوا و لیصفحوا ۝ [اور چاہیے کہ معاف کریں اور در گذر کریں] -

سورۂ لقمٰن (آیت ۱۷) میں ہے :

واصبر علیٰ مآ اصابک ۝

[اور صبر کرو اُس پر جو اُفتاد تجھ پر پڑے -]

صفحہ ۱۳۴ ہی میں ہے :

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
روح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی !

روح میں رقص یعنی عمل کے لیے آمادگی اور بیداری موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا بھی پیغام ہے -

صفحہ ۱۳۱ میں سورۃ الکہف کی آیت (۶۱) بھی مذکور ہوئی -

صفحہ ۱۳۶ میں ہے :

جو حرفِ 'قل العفو' میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۹) میں ہے :

و یسئلونک ماذا ینفقون ط قل العفو ط

[اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ؟ آپ فرما دیں کہ جو (ضرورت سے) فاضل ہو -]

علامہ اقبال آرزو کرتے ہیں کہ کاش یہ اشتراکیت والے اس آیت پر کار بند ہو جائیں۔

صفحہ ۱۳۷ میں ہے :

جہانِ مغرب کے بت کدوں میں ، کلیساؤں میں ، مدرسوں میں
ہوس کی خوں ریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیار کی نمائش!

مغرب والوں کی زندگی صرف حرص و ہوا کو اپنے مقصد بنائے ہوئے ہے اور اُن کی عقل کی تمام عیاری اسی مقصد کے لیے مصروفِ کار ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۹۶) میں ہے :

و لتجدنهم احرص الناس على حيٰوة ۚ و من الذين اشركوا ۚ يود احدهم لو يعمر الف سنة ۚ و ما هو بمزحزحه من العذاب ان يعمر ط والله بصير ؗ بما يعملون o

[اور بے شک تم ضرور اُنھیں (بد عمل لوگوں کو) پاؤ گے کہ سب زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں میں سے ایک ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ اُن کے کرتوت دیکھ رہا ہے۔]

یہ لوگ حرص و ہوا کو دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں ، حالانکہ حرص خیر کے لیے ہونی چاہیے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سورۃ التوبہ (آیت ۱۲۸) میں بیان ہوئی ہے کہ :

لقد جاءکم رسول ؗ من انفسکم عزیز ؗ علیه ما عنتم حریص ؗ علیکم بالمؤمنین رؤف ؗ رحیم ؗ o

[بے شک تمھارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔]

تمھاری بھلائی کے حریص ، مسلمانوں پر رأفت اور رحیمی کرنے والے۔

صفحہ ۱۳۸ میں ہے :

کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا اور نئے دور کا آغاز

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہ دے کوئی اُلّو کو اگر "رات کا شہباز"

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۸۸) میں ہے :

لا تحسبن الذین یفرحون بمآ اتوا و یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازۃٍ من العذاب و لهم عذابٌ الیمٌ ٥

[ہرگز نہ سمجھنا اُنھیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو ۔ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا ، اور اُن کے لیے درد ناک عذاب ہے ۔]

صفحہ ۱۳۹ میں ہے :

"شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط اُن کا جوہرِ ادراک !"

حکومتِ برطانیہ اپنی ہندوستانی رعایا کو مناصب دے کر صرف ان کا "جوہرِ ادراک" خریدتے تھے تاکہ اُن کے ادراک و فہم کے مطابق ان کا مداوا بھی کیا جا سکے ۔ حکومت میں شریک کرنا اُن کا مقصد نہیں تھا ۔

سورۃ النساء (آیت ۵۸) میں ہے :

و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط

[اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو ۔]

لیکن مذکورۂ بالا ذہنیت کے لوگوں سے ایسی توقع نہیں تھی ۔

صفحہ ۱۴۱ میں ہے :

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ !

شعرا ، علما اور حکما وغیرہ سب اس طرح تاویلِ مسائل کر رہے ہیں کہ :

ع باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"علما میں مداہنت آ گئی ہے - یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے - صوفیہ اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں - اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد اُن کی زندگی کا نہیں - عوام میں جذبہ موجود ہے مگر اُن کا کوئی بے غرض راہنما نہیں ہے -"۳۹

سورۃ الطارق (آیات ۱۵ - ۱۶) میں ہے :

انهم یکیدون کیداً o و اکید کیداً o

[بے شک وہ اپنا سا داؤں چلتے ہیں اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں -]

اللہ ہی قوم کا حافظ و ناصر ہے -

صفحہ ۱۷۲ میں ہے :

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے !

سورۃ الاعلیٰ (آیت ۱۰) میں ہے :

سیذکر من یخشیٰ o

[عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے (اللہ سے) -]

اللہ سے ڈرنے والے فوراً نصیحت مان لیتے ہیں اور عمل کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں - وہ آئندہ کے لیے انتظار نہیں کرتے -

صفحہ ۱۷۲ ہی میں ہے :

ع زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی !

مصطفیٰ کمال ہوں یا رضا شاہ پہلوی ہوں ہنوز اللہ کے لیے مرنے اور

۳۹- ایضاً ، ۱/۲۵۰ -

جینے والوں کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں نے (سربراہوں نے) ابھی تک اللہ کے لیے سرفروشی نہیں سیکھی۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں ہے:

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[آپ فرما دیں، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔]

صفحہ ۱۴۳ میں ہے:

بنـــایـــا ایک ہی ابلیس آگ سے تُو نے
بنائے خاک سے اُس نے دو صد ہزار ابلیس!

سیاستِ افرنگ نے ایسے ہزاروں شیطان تیار کر لیے ہیں۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے:

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکراللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ٥

[اُن پر شیطان نے قابو پا لیا۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا۔ وہ شیطان کی جماعت ہے اور، سنتے ہو، بے شک شیطان ہی کی جماعت خسارے میں ہے۔]

صفحہ ۱۴۳ ہی میں ہے:

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

علامہ اقبال اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور جب انسان میں خوئے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔''[۴۰]

۴۰۔ ایضاً، ۱/۲۰۱-۲۰۲۔

سورۃ الکہف (آیات ۱۰۳-۱۰۴) میں ہے :

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً o الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً o

[آپ فرما دیں کہ کیا ہم تمھیں بتا دیں کہ سب سے زیادہ ناقص عمل کن لوگوں کے ہیں ؟ _ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں -]

یہ لوگ قوتِ نفس اور روحِ انسانی کے ترفع کی پروا نہیں کرتے ۔

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

حرف اُس قوم کا بے سوز ، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقاید سے تہی جس کا ضمیر !

سورۃ المائدہ (آیت ۴۹) میں ایسے خام عقیدہ لوگوں سے احتراز کا حکم ہے :

و ان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوآءھم واحذرھم ان یفتنوك عن م بعض ما انزل اللہ الیك ط

[اور یہ کہ (اے مسلمان) اللہ کے اُتارے پر حکم کر اور اُن (گمراہوں) کی خواہشوں پر نہ چل اور اُن سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا ۔]

ان گمراہوں کا عمل خود ہی خراب ہے تو وہ کیا کامیاب ہوں گے !

صفحہ ۱۴۵ میں ہے :

ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیرِ محمدؐ ہے ، کبھی چوبِ کلیم !

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

”حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی میں محمدؐ ہی

کے مختلف مدارج تھے ۔ وہ گویا Muhammad in the making (تکمیلِ محمدؐ) کے منازل تھے ۔''[۳۱]

سورۂ آلِ عمران (آیت ۸۵) میں ہے :

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه و هو فی الآخرة من الخٰسرین ٥

[اور جو اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین چاہے گا وہ ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاکاروں میں سے ہے ۔]

صفحہ ۱۰۵ ہی میں ہے :

تہذیب کا کمال ، شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش !

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

''ملکیت خواہ وہ جمہوریت ہی کی قبا میں پوشیدہ کیوں نہ ہو انسان کو فوز و فلاح سے آشنا نہیں کر سکتی ۔ بلکہ انسانی فلاح تمام انسانوں کی مساوات اور حریت میں پنہاں ہے ۔ آج ہمیں اس چیز کی ضرورت ہے کہ سائنس کا محلِ استعمال قطعی طور پر بدل دیا جائے ۔ ان خفیہ سیاسی منصوبوں سے احتراز کیا جائے جن کا مقصد بھی یہ ہے کہ کمزور و زبوں حال یا ایسی اقوام جو عیاری اور حیلہ گری کے فن میں چنداں مہارت نہیں رکھتیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائیں ۔''[۳۲]

مسولینی نے حبشہ کو جس طرح تباہ کیا اس کی ''شرافت'' کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ علامہ اقبال ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

''مسولینی نے حبشہ کو محض 'جوع الارض' کی تسکین کے لیے پامال کیا ۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانے میں حبشہ کی آزادی کو محفوظ رکھا ۔ فرق اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں خودی کسی قانون کی

۳۱- رسالہ ''فکر و نظر'' ، اسلام آباد ، اگست ۱۹۷۶ ، ص ۱۱۹ -
۳۲- ''مکاتیب'' ، ۱/۳۷۰ -

پابند نہیں ۔ دوسری صورت میں قانونِ الٰہی اور اخلاق کی پابند ہے ۔"۴۳

صفحہ ۱۴۳ میں سورۃ المجادلہ کی آیت (۱۹) ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۱۴۶ میں ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام ہے کہ :

ع اہلِ حرم سے اُن کی روایات چھین لو

اس کے لیے بھی سورۃ المجادلہ کی آیت (۱۹) کافی ہے ۔

صفحہ ۱۴۷ میں ہے :

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے !

"پیامِ مشرق" میں جنیوا کی جمعیتِ اقوام کے متعلق فرمایا ہے کہ :

ع بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند

اب اقبال مسلمانوں کی جمعیت کے مرکز کے لیے ان اشعار میں فرما رہے ہیں ۔ بہرحال مسلمانوں کی مرکزیت ضروری ہے ۔ سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں ارشاد ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا ٥

[اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی ، سب مل کر ، اور پھوٹ نہ ڈالو ۔]

صفحہ ۱۴۸ میں ہے :

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دنیا میں ملوکیتِ پرویز !

صفحہ ۱۳۱ کی ذیل میں سورۃ الکہف کی آیت ۶۱ دیکھیں ۔ سورۃ النساء (آیت ۱۲۳) میں ہے :

من یعمل سوءً یجز بہ ولا یجد لہ' من دون اللہ ولیاً و لا نصیراً ٥

۴۳۔ ایضاً ، ۱/۲۰۲ ۔

[(مشرکین اور یہود و نصاریٰ میں سے) جو کوئی عمل بُرا کرے گا اُس کی سزا پائے گا اور نہ پائے گا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار ۔]

صفحہ ۱۴۹ میں ہے :

جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے[۴۴]

''پیامِ مشرق'' میں بھی ہے :

گریز از طرزِ جمہوری ، غلامے پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

جمہوریت کے دعوے دار لوگ حق کی پروا نہ کرتے ہوئے انی پارٹی کی تائید کرتے ہیں اور حزبِ اختلاف سے زیادہ ڈرتے ہیں ، اللہ سے نہیں ڈرتے ۔ اُن کی مثال اُن منافقوں جیسی ہے جن کا ذکر سورۃ الحشر (آیت ۱۳) میں آیا ہے :

لا انتم اشد رھبۃً فی صدورھم من اللہ ط ذٰلک بانھم قوم لا یفقھون ٥

[(اے مسلمانو ، وہ لوگ تم سے ڈرتے ہیں) بے شک اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمھارا ڈر ہے ۔ یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ۔]

صفحہ ۱۵۰ میں مسولینی کی غارت گری سے بھی مغرب والوں کو غیرت دلائی جا رہی ہے ۔ وہ گویا یوں کہتا ہے :

پردۂ تہذیب میں غارت گری ، آدم کُشی
کل روا رکھی تھی تم نے ، میں روا رکھتا ہوں آج !

۴۴۔ اس کے بعد یہ شعر سوریا سے متعلق آتا ہے :
صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لیے
مے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری !
آج ۱۹۷۶ میں ان عیوب کی وجہ سے جو قہرِ الٰہی نازل ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔

صفحہ ۱۰۵ میں مسولینی کی جُوع الارض کی تسکین کا ذکر آ چکا ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۲) میں ہے:

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ط

[اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اُسے ناحق نہ مارو۔]

صفحہ ۱۵۱ میں ہے:

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے!

ہندوستان کے مسلمان کس طرح غلامی کی زندگی سے دوچار ہوئے اور کس قدر ذلیل کیے گئے، اس کی تاریخ ہمیشہ یادگار رہے گی۔ مسلمان سے و یہی فرمایا گیا تھا جیسا کہ سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں ارشاد ہے:

یٰایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ٥

[اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ہو تم میں سے حاکم ہوں۔]

نی حاکم بھی تم میں سے ہوں اور وہ بھی اللہ کی اور رسول صلی اللہ لیہ وسلم کی اطاعت کریں تو پھر تم اُن کی بھی اطاعت کرو، ورنہ نہیں۔ ضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یہی پیام ہے۔

صفحات ۱۵۱ - ۱۵۲ میں فرنگیوں کی عیاری کا ذکر ہے کہ وہ لوگ ن قوموں کو غیر مہذب سمجھتے ہیں جہاں اخلاقی برائیاں نہ ہوں:

نظروران فرنگ کا ہی یہی فتویٰ
وہ سرزمیں مدنیت سے ہے ابھی عاری!

کن ہمارے لیے یہی حکم ہے:

و ما آتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا ج و اتقوا اللہ ط ن اللہ شدید العقاب ٥ (سورۃ الحشر، آیت ۷)۔

[اور جو کچھ تمہیں رسولؐ عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو - بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے -]

اب انگلستان نے ہر برائی کو قانونی جواز دینے کے بعد پچھتانا شروع کیا ہے اور وہاں کے سنجیدہ لوگ دوسرے ملکوں میں منتقل ہونے لگے ہیں -

صفحہ ۱۵۳ میں ہے :

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراولِ لشکر کلیسیا کے سفیر !

جب فرنگی قوم دوسری قوموں کو ہڑپ کرنا چاہتی ہے تو پہلے اپنے پادریوں کو (عیاری) تبلیغ کے لیے بھیجتی ہے -

کفارِ قریش جو بدر میں اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو فریب دینے کے لیے منصوبہ بنا کر آئے تھے اُن کے متعلق سورۃ الانفال کی آیت (۴۷) ہے - وہی اس موقع کے لیے بھی مناسب ہے ، یعنی :

ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئاء الناس و یصدون عن سبیل اللہ ط واللہ بما یعملون محیط ؐ ٥

[اور اُن جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اُن کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں -]

شام و فلسطین کے لوگ ترکوں کو جفا پیشہ کہ کر اُن سے باغی ہوئے اور اب ''فرنگی تہذیب'' کے شکار ہیں - صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۲ میں اس تہذیب کی عیاری کا ذکر ابھی آ چکا ہے - سورۃ المجادلہ کی آیت (۱۹) یہاں کے لیے بھی مناسب ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط اولٰئک حزب الشیطٰن ط الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ٥

[اُن پر شیطان غالب آ گیا تو اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ۔ وہ شیطان کی جماعت ہے ۔ یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اُٹھانے والی ہے ۔]

ایک فرنگی 'لرد (Lord) نے جدید تعلیم کے متعلق جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ اس طرح شعر میں دے دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) :

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر !

ایسی تعلیم ''کید'' کے ذیل میں آتی ہے ۔ سورۃ المؤمن (آیت ۲۵) میں ہے :

و ما کید الکٰفرین الا فی ضلٰل ٍ ○

[اور نہیں ہے کافروں کی چال مگر گمراہی میں (غلطی میں) ۔]

ایک بحری قزاق سکندر (بادشاہ) سے کہتا ہے :

ترا پیشہ ہے سفاکی ، مرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں ، تُو میدانی ، میں دریائی !

''جوع البطن'' یا ''جوع الارض'' کی تسکین کے لیے جس طرح کی سفاکی کی جائے مذموم ہے ۔۴۵

سورۃ الشوریٰ (آیت ۴۲) میں ہے :

انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق ط اولٰئك لهم عذاب" الیم" ○

[مواخذہ اُن پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ۔ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے ۔]

۴۵۔ ''مکاتیب'' ، ۱/۲۰۲ ۔

صفحہ ۱۵۷ میں ہے :

خوشا وہ قافلہ ، جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند !

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۴) میں صحیح امیر (حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم) کی خصوصیات بتائی گئی ہیں :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ٥

[بے شک اللہ کا بہت بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ لوگ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے -]

صفحہ ۱۵۸ میں ہے :

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مُرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی !

صفحہ ۱۶۱ میں سورۃ الطارق کی آیتیں (۱۵ - ۱۶) دیکھیں -

صفحہ ۱۵۹ میں ہے :

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام !

صفحہ ۳۷ میں فرما چکے ہیں :

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات !

اللہ کے آگے جھکنے کے لائق وہی ہے جو پہلے غیر اللہ کی نفی کرے -

کلمۂ طیبہ یہی تعلیم دیتا ہے - سورۃ الزمر (آیت ۶) میں ہے :

ذٰلکم اللہ ربکم لہ الملک ط لا الٰہ الا ھو ہ

[وہ ہے اللہ تمھارا رب ، اُسی کی بادشاہی ہے - اُس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں -]

یہ جذبہ پیدا ہو تو پھر بندے میں غیر معمولی قوت پیدا ہوتی ہے -

صفحہ ۱۶۰ میں ہے :

سنا ہے میں نے غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے !

انسان اُسی وقت خلیفۃ اللہ ہو سکتا ہے جب وہ غیر اللہ کی نفی کرے اور اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کرے جو غیر اللہ کی نفی سے تمام غیر اللہ پر غالب ہونے کے لیے ہو ، کیونکہ غلبہ اور بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے -

سورۃ المجادلہ (آیت ۲۱) میں ہے :

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ط ان اللہ قویٌ عزیز ہ

[اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب رہوں گا اور میرے رسول - بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے -]

صفحہ ۱۶۰ ہی میں ہے :

ع جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

مشرق اور مغرب کے لوگوں کو قلبِ سلیم اور نظرِ بصیرت کی محرومی ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۳) میں ہے :

افرءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ' و اضلہ اللہ علیٰ علم و ختم علیٰ سمعہ و قلبہ و جعل علیٰ بصرہ غشٰوۃً ط فمن یھدیہ من بعد اللہ ط افلا تذکرون ہ

[بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا اور

اللہ نے اُسے، باوصف علم کے، گمراہ کیا اور اُس کے کان اور دل پر مُہر لگا دی اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ۔ تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے ؟ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ؟]

دنیوی حاکم چاہتا ہے کہ غلام کو غلامی پہ رضامند رکھے ۔ صفحہ ۱۶۱ میں ہے :

رکھنے لگا مُرجھائے ہوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری !

اگر غلام میں بصیرت ہو تو وہ ایسے حاکم کی عیاری کو سمجھ سکتا ہے ۔ صفحہ ۱۸۱ کا شعر دیکھیں ۔

سورۃ الکہف (آیت ۲۸) میں ہے :

ولا تطع من اغفلنا قلبہ، من ذکرنا واتبع ھواہ و کان امرہ، فرطاً ٥

[اور اُس کی اطاعت مت کرو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد سے گزر گیا ۔]

محراب گل افغان کے افکار

علامہ اقبال لکھتے ہیں : ''محراب گل محض فرضی نام ہے''[۳۶]

محراب گل کہتا ہے (صفحہ ۱۶۴) :

اے مرے فقرِ غیور فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعتِ انگریز یا پیرہنِ چاک چاک !

مسلمان سوائے خدا کے کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا ۔ انگریز چاہتا

۳۶۔ ایضاً، ۱/۳۳ ۔

تھا کہ پٹھانوں کو خرید لے ، لیکن وہ خریدے نہ جا سکے ۔ صفحہ ۱۶۰ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۱۶۵ میں ہے :

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں لا شریک لہ‘

صفحہ ۱۶۰ کی آیتیں یہاں کے لیے بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۶۵ ہی میں ہے :

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے !

اگر تم صحیح معنی میں نیابتِ الٰہی کا احساس پیدا کر لو اور اُسی منصب کے مطابق عمل کرو تو یہ دنیا ہی نئے سرے سے تعمیر ہو جائے کیونکہ تمھارے لیے تو ہر چیز مسخر کر دی گئی ہے ۔ سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) پہلے بھی آ چکی ہے :

الم ترو ا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ‘ ظاھرۃً و باطنۃً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپور اپنی نعمتیں دیں ظاہر بھی اور چھپی ہوئی بھی ۔]

صفحہ ۱۶۶ میں ہے :

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو روباہ !
محروم خودی سے جس دم ہوا فقر
تو بھی شہنشاہ ، میں بھی شہنشاہ !

غیر اللہ کی محتاجی ایک مردِ مومن کو ذلیل کر دیتی ہے ۔ اگر غیرت مند خودی ہو (اور اللہ کے سوا کسی کو خاطر میں نہ لایا جائے)

تو وہ ایسی دولت ہے جس سے مردِ مومن شاہنشاہ بن سکتا ہے۔

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہے:

الیس اللہ ط بکافٍ عبدہ' o [کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ؟]

صفحہ ۱۶۷ میں ہے:

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو!

صفحہ ۱۶۰ میں سورۃ الجاثیہ کی آیت (۲۳) مذکور ہے جس میں ایسے علم کا ذکر ہے جس سے دنیوی خواہش کو معبود بنایا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۶۷ ہی میں ہے:

فطرت کے نوامیس پہ غالب ہے ہنرمند
شام اُس کی ہے مانند سحر صاحبِ پرتو!

جو شخص غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا اُس کے لیے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور وہ فطرت کی پوشیدہ قوتوں کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اُس کی بلند تسخیری صلاحیتوں کا ذکر ابھی صفحہ ۱۶۵ میں سورۃ لقمٰن کی آیت (۲۰) میں آ چکا ہے۔

صفحہ ۱۶۸ میں ہے:

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

خود دار شخص اگر سخت کوش ہے تو وہ کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ وہ خود ایسے کمالات تک پہنچ سکتا ہے جہاں غیر اللہ کے غلام کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے لیے بھی سورۃ لقمٰن کی آیت (۲۰) اور سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) دیکھیں۔

صفحہ ۱۷۰ میں ہے:

لیکن اے شہباز یہ مرغانِ صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر!

اُن کو کیا معلوم اُس طائر کے احوال و مقام
روح ہے جس کی دمِ پرواز سر تا پا نظر!

مردِ مومن کو اقبال نے شاہباز (شاہیں) سے تشبیہ دی ہے: (۱) خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا؛ (۲) بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا؛ (۳) بلند پرواز ہے؛ (۴) خلوت پسند ہے؛ (۵) تیز نگاہ ہے۔[۴۷]

صفحہ ۱۷۱ میں ہے:

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مُردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!
پرورش دل[۴۸] کی اگر مدِ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!

کالج کے طلبہ میں فرنگیوں کی روح تو نظر آ جائے گی لیکن صحیح تربیت والا دل نظر نہیں آتا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اشخاص کی تربیت فرمائی تھی۔ صفحہ ۱۵۷ میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (۱۶۴) دیکھیں اور صفحہ ۱۶۰ میں سورۃ الجاثیہ کی آیت (۲۳) بھی دیکھیں جہاں غلط قسم کے علم کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۷۱ ہی میں ہے:

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری!

قوم کے نوجوانوں کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا اور صحابہؓ کی طرح ہونا چاہیے جن کا ذکر سورۃ الفتح کی آخری آیت میں اس

۴۷۔ ایضاً، ۱/۲۰۵۔
۴۸۔ اورنگ زیب نے اپنے ایک شہزادے کو محل کی تعمیر پر (ایک رقعے میں) مبارک باد دیتے ہوئے یہ لکھا: ''اما تعمیرِ دل نہ کردیم''۔

طرح آیا ہے :

والذین معہ، اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ٥

(اور جو لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم دل -)

صفحہ ۱۷۲ میں ہے :

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گلہ
بندۂ حر کے لیے نشترِ تقدیر ہے نوش !

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۶) میں ہے :

و عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیرلکم و عسیٰ ان تحبو شیأ وھو شرٌ لکم ط واللہ یعلم و انتم لا تعلمون ٥

[اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں بری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں پسند آئے اور وہ تمھارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے -]

صفحہ ۱۷۲ ہی میں ہے :

نہیں ہنگامہ، پیکار کے لائق وہ جوان
جو ہوا نالۂ مرغانِ سحر سے مدہوش !

جو شخص تن آسان ہو اور مدہوش (بے عمل) ہو وہ مشکلات کا مقابلہ کیونکر کر سکے گا ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۸) میں ہے :

ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمۃ اللہ ط واللہ ھو غفورٌ رحیمٌ ٥

[بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -]

یہی لوگ مشکل پسند اور سخت کوش ہیں اور یہی کامیاب ہیں ۔

اسی صفحے میں ہے :

لا دینی ولاطینی ! کس پیچ میں اُلجھا تو !
دارو ہے ضعیفوں کا لا غـالب الا ھو

سورۂ یوسف (آیت ۲۱) میں ہے :

واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ o [اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے] ۔

اور سورۃ المجادلہ (آیت ۲۱) میں ہے :

کتب اللہ لا غلبن انا و رسلی o

[اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (بھی) ۔]

جب اللہ ہی سب پر غالب ہے تو پھر اُس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ کہاں صحیح ہو سکتا ہے ؟

صفحہ ۱۷۳ میں ہے :

بے اشکِ سحر گاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنـارِ جو !

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

و من الیل فتھجد بہٖ نـافلۃً لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقـاماً محموداً o

[اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو ۔ یہ خاص تمھارے لیے زیادہ ہے ۔ قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں ۔]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تہجد فرض تھی اور اُن کے غلاموں کے لیے یہ سنت ہے اور بلند مدارج کے حصول کا ذریعہ بھی ۔

صفحہ ۱۷۴ میں ہے :

بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی
بازو ہے قوی جس کا وہ عشق یداللّٰہی !
جو سختیٔ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی ! ناپید ہے وہ راہی !

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں رہتا ۔]

سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں موسیٰ علیہ السلام کی سخت کوشی کا ذکر ہے جو ہمارے لیے بھی مشعلِ راہ ہے ۔ سورۃ التین (آیت ۳) میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کی دشواری سے متعلق ارشاد ہے :

و ھٰذا البلد الامین ٥ [اور اس امان والے شہر کی قسم] ۔

یعنی میرے امینؐ کے شہر کی قسم ۔

صفحہ ۱۷۵ میں ہے :

خود دار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری !
افرنگ ز خود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندۂ مومن تو بشیری ! تو نذیری !

مسلمان ، غیر اللہ کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا ۔ وہ تو عالم کے لیے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں بشیری اور نذیری کے لیے آیا ہے ۔ سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے :

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً ولٰکن اکثر الناس لا تعلمون ٥

[اور آپ کو ہم نے نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے ، خوشخبری سناتا اور ڈر سناتا ، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے -]

صفحہ ۱۷۵ ہی میں ہے :

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی !
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے ؟ خدائی !

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں ارشاد ہے :

و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا o

[اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا -]

صفحہ ۱۷۶ میں ہے :

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پر آ گیا تو یہی آسماں زمیں !

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں کو صحابہ بنا دیا جن کے قدموں کی خاک کے برابر بڑے سے بڑا ولی نہیں ہو سکتا اور خود حضورؐ نے چشم زدن میں زمان و مکاں کی حدود سے آگے عرش کا سفر کیا - سورۂ بنی اسرائیل کا آغاز اسی واقعے سے ہے :

سبحٰن الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا o

[پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصا تک -]

سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں اس واقعے سے متعلق ہیں - پھر سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) اور سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) انسان کی بلند ترین صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہیں -

صفحہ ۱۷۷ میں ہے :

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
کہ امتیاز قبائل تمام تر خواری

سورة الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و اُنثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط

[اے لوگو ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے بنایا کہ آپس میں پہچان رکھو - بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

صفحہ ۱۷۸ میں ہے :

کھلے ہیں سب کے لیے غریبوں کے میخانے
علوم تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں !
اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوز لا الٰہ نہیں !

مغربی علوم حاصل کرنا گناہ نہیں ، لیکن ساتھ ہی یہ یاد رکھنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور غیر اللہ کے منکر ہیں - سورة الحج (آیت ۷۱) میں غیر اللہ کو پوجنے والوں کو صحیح علم سے محروم قرار دیا گیا ہے :

و یعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہٖ سلطٰناً و ما لیس لھم بہٖ علمٌ ط

[اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ، جس کی سند نہیں اُتاری اُس نے ، جس کی خبر نہیں اُن کو -]

صفحہ ۱۷۸ ہی میں ہے :

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کہستانی !

مشکل پسند لوگ ہی فطرت کے مقاصد کو سمجھتے ہیں اور اُن پر عمل کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۷۴ کی آیتیں دیکھیں۔ ع بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی۔
صفحہ ۱۷۹ میں ہے:

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی!

دین کا جوش اتنی قوت رکھتا ہے کہ باطل اس کے سامنے ہیچ ہو جاتا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۸۱) میں ہے:

و قل جآء الحق و زھق الباطلط ان الباطل کان زھوقاً o

[اور آپ فرما دیں کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔]

ارمغانِ حجاز

(پہلی اشاعت ۱۹۳۸)

علامہ اقبال ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ کو سر سید راس مسعود کو لکھتے ہیں :

"۔ ۔ ۔ میری صحت دن بدن ترقی کر رہی ہے ۔ آواز میں بھی فرق آ رہا ہے ۔ انشاء اللہ دربارِ رسالت میں جو کچھ میں نے عرض کیا ہے قبول ہوگا ۔ امسال دربارِ حضورؐ میں حاضری کا قصد تھا مگر بعض موانع پیش آ گئے ۔ انشاء اللہ امید ہے کہ سال (آئندہ) حج بھی کروں گا اور دربارِ رسالت میں بھی حاضری دوں گا اور وہاں سے ایک ایسا تحفہ لاؤں گا کہ مسلمانانِ ہند یاد کریں گے ۔ یہ تحفہ بھی اعلیٰ حضرت [نواب بھوپال] کی نذر کیا جائے گا ۔ خدا تعالیٰ اُنھیں عمرِ دراز عطا فرمائے ۔ ۔ ۔" ("مکاتیب"، ۱/۳۸۱) ۔

پھر ۱۱ اگست ۱۹۳۷ کو سید غلام میراں شاہ کو لکھتے ہیں :

"۔ ۔ ۔ حجِ بیت اللہ کی آرزو تو گذشتہ دو تین سال سے میرے دل میں بھی ہے ۔ خدا تعالیٰ ہر پہلو سے استطاعت عطا فرمائے تو یہ آرزو پوری ہو ۔ اور اگر آپ رفیقِ راہ ہوں تو مزید برکت کا باعث ہو ۔ عراق کی راہ جائیں تو بہت سے مقدس مقامات کی زیارت ہو جاتی ہے لیکن بغداد سے مدینہ تک چھ سو میل کا طویل سفر ہے جو لاری میں کرنا پڑتا ہے ۔ صحرائی سفر بہت دشوار ہے ۔ ۔ ۔" (ایضاً، ۱/۲۲۵) ۔

۲ دسمبر ۱۹۳۷ کو پھر سید غلام میراں شاہ کو اُن کے سفرِ حج کے موقع پر لکھتے ہیں :

''۔ ۔ ۔ میں تو اس قابل نہیں ہوں کہ حضورؐ کے روضۂ مبارک پر یاد بھی کیا جا سکوں ۔ تاہم حضورؐ کے اس ارشاد سے جرأت ہوتی ہے : الطالح لی ، یعنی گنہگار میرے لیے ہے ۔ امید ہے کہ آپ اُس دربار میں پہنچ کر مجھے فراموش نہ فرمائیں گے ۔ ۔ ۔'' (ایضاً ، ۱/۲۲۸ - ۲۲۹) ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارمغانِ حجاز

صفحہ ۳ میں ہے :

حضورِ حق

خوش آں راہی کہ سامانے نگیرد
دلِ او پندِ یاراں کم پذیرد
بہ آہے سوز ناکش سینہ بکشاے
زیک آہش غمِ صد سالہ میرد !

سورۃ البقرہ (آیت ۱۹۷) میں ہے کہ :

فان خیر الزاد التقوٰی ہ [پس بے شک بہتر زادِ راہ تقوٰی ہے ۔]

یہ تقوی اگر تقوٰی القلب[1] ہے جو اقبال کے یہاں عشق سے تعبیر کیا گیا ہے تو بے شک اس کی بدولت بڑی سے بڑی مشکل حل ہو سکتی ہے اور بڑے سے بڑا غم غلط ہو سکتا ہے ۔

سورۂ لقمٰن (آیت ۱۷) میں ہے :

و اصبر علی مآ اصابک ط ان ذٰلک من عزم الامور ہ

۱۔ اس کی تفسیر مولانا سلیمان ندوی کی "سیرۃ النبیؐ" (مطبوعہ اعظم گڑھ ، ۱۹۵۲) ، ۳۲۸/۵ ، میں دیکھیں ۔

[اور استقلال اختیار کر اُس پر جو مصیبت تجھ پر پڑے - بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے -]

صفحہ ۵ میں ہے :

دلِ ما بیدلاں بُردند و رفتند
مثالِ شعلہ افسردند و رفتند
بیا یک لحظہ با عاماں در آمیز
کہ خاصاں بادہ ہا خوردند و رفتند

موجودہ قوم کو پست ہمت بنا دیا گیا ہے گو کہ جنھوں نے بنایا ہے وہ بھی اب نہیں رہے -

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو -''[۲]

ان کی مثال (جنھوں نے قوم کو پست ہمت بنایا ہے) ایسی ہی ہے جن کا ذکر سورۃ الفرقان (آیت ۱۸) میں ہے کہ ایسے معبود اللہ کے سامنے کہیں گے :

ولٰکن متعتھم و آباءھم حتیٰ نسوا الذکر و کانوا قوماً بوراً ٥

[و لیکن تو نے اُن کو اور اُن کے بڑوں کو آسودگی دی یہاں تک کہ وہ یاد (اللہ کی) کو بُھلا بیٹھے اور وہ خود ہی برباد ہو گئے -]

اب ''عام'' لوگ (''خاص'' کے برعکس) اللہ سے یہی دعا کرتے ہیں جو سورۃ البقرہ کے آخر میں ہے :

ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ج ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ ٥

۲- ''مکاتیب'' ، ۱/۲۰۱ - ۲۰۲ -

[اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیج جیسے ہم سے پہلے کے لوگوں پر تو نے بھیجے تھے - اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈال جس کی ہم کو سہار نہ ہو -]

صفحہ ۵ ہی میں ہے :

سخن ہا رفت رفت از بود و نبودم
من از خجلت لبِ خود کم کشودم
سجودِ زندہ مرداں می شناسی
عیارِ کارِ من گیر از سجودم !

انسان کے فانی ہونے کی گفتگو کو میں خاموشی اور خجالت سے سنتا رہا لیکن ''زندہ مرد'' جب سجدہ کرتا ہے تو کائنات لرز جاتی ہے ، کیونکہ وہ غیر اللہ کا انکار پہلے کرتا ہے ، پھر اللہ کے آگے جھکنے کے لائق بنتا ہے -

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر ط

[اور مت پکار اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا -]

یہ حکم اسی لیے ہے کہ ''غیرِ خدا'' طاقت کا انکار کیا جائے - ایسا انکار کرنے والا وہ ''زندہ مرد'' ہے جو صرف اللہ کے آگے جھکنے کا سب سے بڑا معیار قائم کر دیتا ہے :

ع خدائے زندہ ، زندوں کا خدا ہے

صفحہ ۶ میں ہے :

دلِ من در کشادِ چون و چند است
نگاہش از مہ و پرویں بلند است
بدہ ویرانہ در دوزخ او را
کہ ایں کافر بسے خلوت پسند است !

میرا دل تنہائی میں ''کشادِ چون و چند'' میں لگا رہتا ہے اور ایسی زندگی اگر اُسے دوزخ میں بھی ملے تو ہرج نہیں کیونکہ ساری کائنات اُس کی ہے اور اُس کے لیے بنائی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہ ذاتِ پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب۔]

اور سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں ہے :

الم تروا ان اللہ سخرلکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ' ظاهرةً و باطنةً ط

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپور اپنی نعمتیں دیں، ظاہر اور چھپی ہوئی۔]

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں بھی اسی طرح کا مضمون ہے۔

صفحہ ۶ ہی میں ہے :

چہ شور است ایں کہ در آب و گل افتاد
ز یک دل عشق را صد مشکل افتاد
قرار یک نفس بر من حرام است
بمن رحمے کہ کارم با دل افتاد!

انسان کو احکامِ الٰہیہ کی امانت دی گئی۔ سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

و حملها الانسان o [اور انسان نے اسے اُٹھا لیا]۔

اور سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ o

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔]

سخت کوشی انسان کی فطرت میں ہے ورنہ وہ بارِ امانت نہیں اُٹھا سکتا تھا۔

صفحہ ٦ ہی میں ہے :

جہاں از خود بروں آوردۂ کیست؟
جمالش جلوۂ بے پردۂ کیست ؟
مرا گوئی کہ از شیطاں حذر کن
بگو با من کہ او پروردۂ کیست ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۱٦۴) میں ہے :

ان فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل و النهار و الفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس و مآ انزل الله من السمآءِ من مآءٍ فاحیا به الارض بعد موتها و بث فیها من کل دآبةٍ ص و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السمآء و الارض لآیٰتٍ لقومٍ یعقلون ٥

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں اُن چیزوں کو لے کر چلتی ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور اُس پانی میں جو اللہ ابر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد اور اس میں پھیلا دیتا ہے ہر طرح کے جاندار اور ہواؤں کے پلٹانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مطیع ہیں ، اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں ۔]

سورۃ الاعراف (آیت ۲۷) میں ہے :

یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنة ٥

[اے اولادِ آدم ، نہ بہکائے تم کو شیطان جیسا نکالا تمھارے ماں باپ کو بہشت سے ۔]

شیطان کہے گا کہ لوگ خود ہی بہک گئے اور میں اُن کا ذمہ دار نہیں ہوں ۔ سورۂ ابراہیم آیت ۲۲ ، سورۃ الحشر آیت ١٦ میں یہ بحث ہے ، اور سورۂ ص کے آخر میں شیطان کے استکبار کا پورا واقعہ مذکور ہے ۔

صفحہ ۷ میں ہے :

دلِ ابلیس ہم نتوانم آرزو گناہِ گاہ گاہِ من صوابیست

سورۃ الانعام (آیت ۱۰۸) میں ہے :

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ o

[اور تم برا نہ کہو جن کو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا ۔]

اے اللہ ہم تیرے ہو کر تیرے کرم سے کیوں محروم ہیں ؟

صفحہ ۷ ہی میں ہے :

اگر این ست رسمِ دوستداری بدیوارِ حرم زن جام و مینا

اقبال نیازمندانہ طور پر عرض کرتے ہیں کہ اگر ہم پر کرم نہیں ہے تو اپنے جام و مینا اپنے پاس ہی رکھے رہنے دے (یعنی اس کے برعکس یوں کہنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ ! ہم کو معاف کر دے اور ہم پر کرم کر دے) ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۸۶) میں ہے :

ربنا لا تواخذنآ ان نسینآ او اخطانا o

[اے رب ہمارے ، نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں ۔]

صفحہ ۸ میں ہے :

سجود از ما چہ میخواہی کہ شاہاں
خراجے از دہِ ویراں نہ گیرند

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون o

[اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر صرف یہ کہ میری عبادت کریں ۔]

اقبال صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم کیا اور ہمارا سجدہ کیا ؟

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

من از غمہا نمی ترسم و لیکن مدہ آں غم کہ شایانِ دلے نیست

ہم تیرے ہیں ، تو ہمارے دل کی شان کے مطابق صرف تیرا غم ہی ہمیں زیب دیتا ہے اور صرف یہی غم ہمیں مطلوب ہے ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۵۴) میں ہے :

یحبھم و یحبونہٗ ہ [اللہ اُن کو چاہتا ہے اور وہ اُس کو چاہتے ہیں] ۔

صفحہ ۸ ہی میں ہے :

مئے من از تنک جاماں نگہ دار شرابِ پختہ از خاماں نگہ دار
شرر از نیستانے دور تر بہ بخاصاں بخش و از عاماں نگہ دار !

ع دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

ہم کو ہماری شان (نیابتِ الٰہی) کے مطابق نواز دے اللہ کی امانت کو ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۲۷) میں ہے :

و حملھا الانسان ہ [اور انسان نے اسے اُٹھایا] ۔

اسی لیے انسان کو ایسا دیا کہ کوئی اور مخلوق لے بھی نہیں سکتی ۔ صفحہ ۶ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) ، سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) وغیرہ بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۹ میں ہے :

ازاں از لامکاں بگریختم من
کہ آں جا نالہ ہائے نیم شب نیست

صرف انسان کو عشق اور ”نالہ ہائے نیم شب“ نصیب ہوئے ہیں جو لامکاں میں اُسے نہ مل سکتے تھے ۔ اوپر سورۃ الاحزاب کی آیت (۷۲) اور سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) مذکور ہوئیں ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳٦) میں ارشاد ہے :

و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حین ٍ o

[اور تمھارے لیے زمین میں قیام ہے اور متاع ہے ایک وقت تک ۔]

یہ متاع دنیا کے لیے بھی اور آخرت کے لیے بھی ہے ۔ اور "نالہ ہاے نیم شب" انسان ہی کے حصے میں ہیں ۔

سورۃ المزمل (آیت ٦) میں ہے :

ان ناشئۃ الیل ھی اشد وطاً و اقوم قیلاً o

[بے شک رات کا اُٹھنا روندتا ہے (نفس کو) اور سیدھی نکلتی ہے بات ۔]

صفحہ ۹ ہی میں ہے :

ز من ہنگامہ ٔ دہ ایں جہاں را دگرگوں کن زمین و آسماں را
ز خاکِ ما دگر آدم بر انگیز بکُش ایں بندۂ سود و زیاں را

آج کا مسلمان دنیا کے سود و زیاں میں پڑ گیا ہے اور اپنی وہ صلاحیتیں پس پشت ڈال چکا ہے جن سے وہ زمین و آسمان میں ایک ہنگامہ پیدا کر سکتا ہے اور بڑے بڑے کام انجام دے سکتا ہے ۔ صفحہ ٦ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۲۹) ، سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) اور سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) کا ذکر آ چکا ہے ۔ ان سے انسانی صلاحیتوں کو پورا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

صفحہ ۱۰ میں ہے :

و لیکن گر بایں نادان بگوئی خرے را اسب تازی گو ، نگویم !

سورۃ الکہف میں کئی جوانوں کا احوال مذکور ہے جنھوں نے اپنے بادشاہ کے سامنے بتوں سے انکار کیا اور صاف کہ دیا کہ (الکہف ، آیت ۱۴) :

ربنا رب السمٰوٰت و الارض لن ندعوا من دونہٖ الٰھاً o

[ہمارا رب ہے رب آسمانوں اور زمین کا ، ہم ہرگز نہ پکاریں گے اُس کے سوا کسی اَور کو اپنا معبود ۔]

مردِ مومن ہر حالت میں حق ہی بولتا ہے ۔

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے :

دلے در سینہ دارم بے سرورے نہ سوزے در کفِ خاکم ، نہ نورے
بگیر از من کہ بر من بارِ دوش است ثوابِ ایں نمازِ بے حضورے !

وہ نماز ہی کیا جس میں حضور نہ ہو اور وہ دل ہی کیا جس میں سرور نہ ہو ۔

سورۃ المؤمنون کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

قد افلح المؤمنون ○ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ○

[تحقیق فلاح پا گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں ۔]

سورۃ الزمر (آیت ۲۳) میں ہے :

تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ج ثم تلین جلودہم و قلوبہم الیٰ ذکر اللہ ط

[بال کھڑے ہوتے ہیں اس (قرآن) سے کھال پر اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ، پھر نرم ہوتی ہیں اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ کی یاد پر ۔]

صفحہ ۱۰ ہی میں ہے :

چہ گویم قصہ دین و وطن را کہ نتواں فاش گفتن ایں سخن را
مرنج از من کہ از بے مہری تو بنا کردم ہماں دیرِ کہن را

ہم نے دین اور وطن کے تصور ہی کو بدل دیا ہے ۔ سورۃ الحج (آیت ۱۱) میں ہماری حالت بتائی گئی ہے :

و من الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف ج فان اصابہ خیرن اطمان بہ ج و ان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علی وجہہ خسر الدنیا و الآخرۃ ط

[اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر ۔ پھر اگر مل گئی اس کو بھلائی (تو) چین پکڑا اس پر ۔ اور اگر مل گئی اُس کو جانچ (آزمائش) ، پھر گیا اُلٹا اپنے منہ پر ۔ گنوائی دنیا اور آخرت ۔]

صفحہ ۱۱ میں ہے :

مسلمانے کہ در بندِ فرنگ است دلش در دستِ او آساں نیاید
ز سیمائے کہ سودم بر درِ غیر سجودے بوذر رض و سلمان رض نیاید

مسلمان اللہ کا ہوکر فرنگ (غیر اللہ) کا ہو جائے تو کس قدر شرم کی بات ہے - سورۃ الزمر (آیت ۲۹) میں اس کی ایک مثال بیان ہوئی ہے :

ضرب اللہ مثلاً رجلاً فیہ شرکاء متشاکسون و رجلاً سلماً لرجلٍ ط هل یستویٰن مثلاً ط

[اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک شخص ہے جس میں کئی ساجھی ہیں جن میں باہم ضد ہے اور ایک اور شخص ہے کہ وہ پورا ایک ہی شخص کا ہے - کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہے ؟]

صفحہ ۱۱ ہی میں ہے :

سجودے دہ کہ از سوز و سرورش
بہ وجد آرم زمین و آسماں را

صفحہ ۱۰ میں سورۃ الزمر کی آیت (۲۳) دیکھیں -

اسی صفحے میں ہے :

سحر جاوید را در سجدہ دیدم بہ صبحش چہرۂ شامم بیار اے

زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لیے دعا کی تھی - اقبال بھی جاوید (اور قوم کے نوجوانوں) کے لیے دعا کرتے ہیں - سورۂ آلِ عمران (آیت ۳۸) میں ہے :

رب هب لی من لدنك ذریةً طیبةً انك سمیع الدعآء ○

[اے رب میرے ، عطا کر مجھے اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ - بے شک تو سننے والا ہے دعا -]

صفحہ ۱۰ میں ہے :

بسے نادیدنی دیدہ ام من 'مرا اے کاشکے مادر نہ زادے'

لوط علیہ السلام نے بھی دعا کی تھی - سورۃ الشعراء (آیات ۱۶۸ - ۱۶۹) میں ہے :

قال انی لعملکم من القالین ٥ رب نجنی و اھلی مما یعملون ٥

[(لوط علیہ السلام نے) کہا ، میں تمھارے عمل سے البتہ بیزار ہوں اے رب ، خلاصی دے مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں -]

صفحہ ۱۲ ہی میں ہے :

دریں بتخانہ اولادِ براہیم نمک پروردۂ نمرود تاچند

سورۂ یونس (آیت ۸۸) میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا مذکور ہے :

و قال موسیٰ ربنا انک آتیت فرعون و ملاہٗ زینۃً و اموالاً فی الحیٰوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علیٰ اموالھم و اشدد علیٰ قلوبھم فلا یؤمنوا حتیٰ یرو العذاب الالیم ٥

[اور کہا موسیٰ نے ، اے رب ہمارے ، تو نے دی ہے فرعون کو اور اُس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں ، اے رب ، اس واسطے کہ بہکا دیں تیری راہ سے - اے رب ، مٹا دے ان کے مال اور سخت کر اُن کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھیں دکھ کی مار -]

اسی صفحے میں ہے :

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید ؟ نسیمے از حجاز آید کہ ناید ؟
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید ؟

حضرت زکریا علیہ السلام نے پوری زندگی دعوتِ اسلامی میں صرف کی ، لیکن آخر میں کوئی جانشین نظر نہ آتا تھا تو آپ نے اپنا اور آلِ یعقوب کا جانشین عطا کرنے کی درخواست کی - علامہ اقبال کے دل میں یہی آرزو مچل رہی تھی -

سورۂ مریم (آیات ۵ - ٦) میں زکریا علیہ السلام کی دعا ہے :

فھب لی من لدنك ولیاً o یرثنی و یرث من آل یعقوب o

[پس بخش مجھے اپنے پاس سے ایک جانشین جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی جگہ بیٹھے -]

صفحہ ۱۳ میں ہے :

ضمیرِ اُمتاں را می کند پاک کلیمے یا حکیمے نے نوازے

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"- - ہمیں ایک ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جو ہمارے معاشرتی مسائل کی پیچیدگیاں سلجھائے ، ہمارے تنازعات کا فیصلہ کرے اور بین الملی اخلاق کی بنیاد مستحکم و استوار کرے - [پھر پروفیسر میکنزی کے اقتباس میں سے ہے کہ] : غالباً ہمیں پیغمبر سے بھی زیادہ عہدِ نو کے شاعر کی ضرورت ہے یا ایک ایسے شخص کا وجود ہمارے لیے مفید ثابت ہوگا جو شاعری اور پیغمبری کی دو گونہ صفات سے متصف ہو - عہدِ ماضی کے شاعروں نے ہمیں فطرت سے محبت کرنے کی تعلیم دی ہے - اُنھوں نے ہمیں اس قدر ژرف نگاہ بنا دیا ہے کہ ہم مظاہرِ فطرت میں انوارِ ربانی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں - لیکن ہم ابھی ایک ایسے شاعر کے منتظر ہیں جو ہمیں اسی وضاحت کے ساتھ پیکرِ انسانی میں صفاتِ الٰہی کے جلوے دکھا دے - - - -"[۳]

سورة الشمس (آیات ۷ - ۱۰) میں ہے :

و نفس و ما سوانھا o فالھمھا فجورھا و تقوٰىھا o قد افلح من زکٰىھا o وقد خاب من دسّٰھا o

[اور جان کی (قسم) اور اُس کی جس نے اُس کو درست کیا - پھر اُس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا اُس کو القا کیا - یقیناً وہ مراد کو پہنچا

۳- ایضاً ، ۱/۳۶۱ - ۳۶۳ -

جس نے اُسے پاک کر لیا اور نامراد ہوا جس نے اُسے دبا دیا -]

انسان کے اندر فسق و فجور اور تقویٰ دونوں کی صلاحیتیں پیدا کی گئی ہیں ، لیکن تزکیہ حاصل کرنے والوں کے لیے فلاح ہے اور یہ فلاح دراصل قرآن ہی سے حاصل ہو سکتی ہے خواہ اُسے کوئی شخص کسی انداز سے پیش کرے - سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۹) میں ہے :

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجراً کبیراً ٥

[یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے اُن کو جو یقین لائے اور نیکیاں کیں کہ اُن کو ہے بہت بڑا اجر -]

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے :

متاعِ من دلِ درد آشنائے است
نصیبِ من فغانِ نارسائے است
بخاکِ مرقدِ من لالہ خوشتر
کہ ہم خاموش و ہم خونیں نوائے است

مرنے کے بعد بھی ایک عاشق اپنی فغانِ نا رسا کے اظہار کے لیے ''خونیں نوا'' لالہ کو پسند کرتا ہے ، یعنی ازل سے ابد تک عشق ہی عشق اسے مطلوب ہے - ایسے عاشق شہید ہوتے ہیں تو زندہ رہتے ہیں -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۵۴) میں بھی ہے اور سورۂ آلِ عمران (آیات ۱۶۹ - ۱۷۰) میں ہے کہ :

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً ط بل احیآء عند ربھم یرزقون ٥ فرحین بمآ آتٰھم اللہ من فضلہ ٥

[اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اُن کو مُردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں ، اپنے پروردگار کے مقرب ہیں - اُن کو رزق بھی ملتا ہے - وہ خوش ہیں اُس چیز سے جو اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی -]

اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں میں اولیا بھی شمار ہوتے ہیں جیسا کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیت (۱۵۴) کے حاشیے میں بحث کی ہے۔ "خونیں نوا" سے اقبال کا اشارہ بھی شہدا کی طرف ہے۔

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے:

دمِ خود را دمیدی اندراں خاک
کہ غیر از خوردن و مُردن نداند!

تم کھانے اور مر جانے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ یہ تو جانوروں کا کام ہے۔ تم کو بارِ امانت دیا گیا ہے اور تمھارے بدن میں دل دیا گیا ہے جو عملِ صالح کے لیے آمادہ کرتا ہے اور تقوی القلب کا تقاضا یہی ہے کہ اس خیر کے لیے شدت اختیار کی جائے۔ صفحہ ۳ کی آیتیں دیکھیں۔ جو لوگ صرف کھانا اور مر جانا ہی عینِ حیات سمجھتے ہیں وہ جانوروں جیسے ہیں۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ہے:

اولٰئک کالانعام بل ھم اضل ط اولٰئک ھم الغٰفلون ٥

[یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ (ان سے) زیادہ بے راہ ہیں - یہ لوگ غافل ہیں -]

صفحہ ۱۴ میں ہے:

دلِ ما از کنارِ ما رسیدہ   بصورت ماندہ و معنی ندیدہ

وہ دل بے کار ہے جو کہنے کو تو دل ہے لیکن حقیقت میں اس کی صلاحیتیں مفقود ہیں۔ سورۃ ق (آیت ۳۷) میں قلب اُسی کو کہا گیا ہے جس میں حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت ہے:

ان فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ' قلبٌ او القی السمع و ھو شھید ٥

[اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے اندر دل ہے یا لگا دے کان، دل لگا کر -]

صفحہ ۱۴ ہی میں ہے :

ندانـد جبرئیل ایں ہائے و ہُو را
کہ نشناسد مقامِ جستجو را !
بپرس از بندۂ بیچارۂ خویش
کہ داند نیش و نوشِ آرزو را !

"نیش و نوشِ آرزو" انسان ہی رکھتا ہے ، فرشتے نہیں رکھتے ۔
سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے :

و حملها الانسان ٥ [اور انسان نے اسے اٹھایا] ۔

اسی لیے وہ مسجودِ ملائک بھی ہوا اور خلیفۃ اللہ بھی ۔

صفحہ ۱۵ میں ہے :

چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد
کہ جبریلِ امیں را دل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند آنجا
پرستد مومن و کافر تراشد

جبریل علیہ السلام صرف اللہ کے آگے سجدہ کرنے کا پیام لائے تھے لیکن اب عجب حال ہے کہ بت خانے کی تعمیر کافر کرتا ہے اور مسلمان اُس میں پوجا کرتا ہے ۔ آج کے مسلمان نے ہوا و ہوس کی پیروی کر لی ہے ۔ (و اتبع ھواہُ ۔ سورۃ الکہف ، آیت ۲۸) اور سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ہے :

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً ٥

[اور (اُس دن) رسولؐ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا تھا ۔]

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

چناں با بندگی در ساختم من
نہ گیرم گر مرا بخشی خدائی

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"غلام قوم ، مادیات کو روحانیت پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور جب انسان میں خوے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو ۔"[۴]

سورۃ الکھف (آیت ۲۸) میں ارشاد ہے :

ولا تطع من اغفلنا قلبہ' عن ذکرنا واتبع ھوانہ' و کان امرہ' فرطاً o

[اور ایسے کا کہنا نہ مانو جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسیاتی خواہشات پر چلتا ہے اور اُس کا حال حد سے گزر گیا ہے ۔]

اسی صفحے (۱۵) میں ہے :

مسلماں فاقہ مست و ژندہ پوش است
ز کارش جبرئیل اندر خروش است
بیا نقشِ دگر ملت بریزم
کہ ایں ملت جہاں را بارِ دوش است

سورۃ النور (آیت ۵۵) میں ہے :

وعد اللہ الذین آمنو منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ط و من کفر بعد ذٰلك فاولٰئك ھم الفٰسقون o

[تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور عملِ صالح کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا (حکومت عطا کرے گا) جس طرح اُس نے خلیفہ بنایا تھا اُن کو جو اُن سے پہلے آ چکے ہیں اور البتہ اُن کے لیے اُن کے دین کو مضبوط کر دے گا جس کو اُس نے پسند

۴۔ ایضاً ، ۱/۲۰۱ - ۲۰۲ ۔

کر لیا ہے اور وہ اُن کے خوف دور کرنے کے بعد امن سے بدل دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں ، میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد اس کے نا شکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں -]

صفحہ ۱۶ میں ہے :

دگر ملت کہ کارے پیش گیرد
دگر ملت کہ نوش از نیش گیرد
نگردد با یکے عالم رضامند
دو عالم را بہ دوشِ خویش گیرد

اس قطعہ (رباعی) کا کچھ مضمون تو اُوپر کی آیت میں ابھی آیا ہے۔ پھر سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) بھی ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط

[اور مسخر کیے تمھارے لیے جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں سب اُس کی طرف سے -]

انسان میں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو مسخر کرنے کی صلاحیت ہے۔

صفحہ ۱۶ میں ہے :

ہنرور درمیانِ کارگاہاں
کشد خود را بہ عیشِ کرگسے چند

مزدور اپنا خون نچھاور کرتا ہے دوسروں کے عیش کے لیے۔

سورۃ النحل (آیت ۷۵) میں ہے :

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیءٍ و من رزقناہ منا رزقاً حسناً فھو ینفق منہ سراً و جھراً ط ھل یستون ط

[اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے - ایک غلام ہے جو دوسرے کے بس میں ہے ، کسی چیز پر اُس کا بس نہیں چلتا۔ اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اچھی روزی دی ہے اور وہ اُس میں سے چھپا کر اور ظاہرہ طور پر (جیسا بھی موقع ہو) خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ سب برابر ہیں ؟]

صفحہ ۱۷ میں ہے :

مریدے فاقہ مستے گفت با شیخ
کہ یزداں را ز حالِ ما خبر نیست
بما نزدیک تر از شہ رگِ ماست
ولیکن از شکم نزدیک تر نیست !

مرید کا خون اُس کا (مکار) پیر چوس لیتا ہے ۔ اس لیے وہ کہتا ہے کہ تم اللہ کے قرب کا دعویٰ کرتے ہو ۔ اُس سے پوچھو کہ میرے پیر نے مجھے فاقہ مست کیوں کر دیا ہے جب کہ وہ فرماتا ہے کہ میں تو تمھاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ۔ سورۂ ق (آیت ۱۶) میں ہے :

و نحن اقرب علیہ من حبل الورید ٥

[اور ہم اُس سے نزدیک ہیں شہ رگ سے زیادہ ۔]

سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) میں ہے :

ولا تتبع اھوآئھم عما جاءك من الحق ٥

[اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اُس کو چھوڑ کر جو تمھارے پاس حق سے آیا ہے ۔]

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

مجو از ما نمازِ پنجگانہ
غلاماں را صف آرائی گران است

نماز بھی استحکام اور صف آرائی کی عادت پیدا کرتی ہے لیکن ہماری مثال بنی اسرائیل جیسی ہے جو فرعون کی غلامی میں رہ کر صف آرائی فراموش کر بیٹھے تھے ۔ سورۃ المائدہ (آیت ۲۴) میں ہے کہ وہ لوگ کہتے تھے :

فاذھب انت و ربك فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون ٥

[اے موسیٰ) تو تم جاؤ اور تمھارا رب ، دونوں لڑو ، ہم یہیں بیٹھے ہیں ۔]

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے:

زمحکومی رگاں در تن چناں سست
کہ ما را شرع و آئیں بارِ دوش است

صفحہ ۱۵ میں (چناں با بندگی در ساختم من کے ذیل میں) دیکھیں۔ فرعون کی غلامی کی وجہ سے بنی اسرائیل نے توریت پر عمل کرنے سے گریز کیا۔ زبان سے سمعنا کہ دیا اور عمل سے عصینا پیش کیا۔

سورۃ البقرہ (آیت ۹۳) میں ہے:

خذوا مآ آتینٰکم بقوۃ واسمعوا ط قالوا سمعنا و عصینا ہ

[(ہم نے کہا) پکڑو مضبوطی سے جو ہم نے تم کو دیا اور سنو۔ بولے، سنا ہم نے اور نہ مانا۔]

صفحہ ۱۸ میں ہے:

یکے اندازہ کن سود و زیاں را
چو جنت جاودانی کن جہاں را!
نمی بینی کہ ما خاکی نہاداں
چہ خوش آراستیم ایں خاکداں را!

انسان اس دنیا کو زندۂ جاوید بنانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اقبال نے اس رباعی میں انسان کی اسی خواہش کا طنزیہ طور پر ذکر کیا ہے۔

سورۃ الشعراء (آیات ۱۲۸ - ۱۲۹) میں ہے:

اتبنون بکل ریعٍ آیۃً تعبثون ہ و تتخذون مصانع لعلکم تخلدون ہ

[کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان (یادگار) جس کو محض فضول بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تمھیں ہمیشہ رہنا ہے۔]

اگر یہ رباعی طنزیہ نہیں ہے تو پھر یہ معنی ہوں گے کہ انسان کو

مسلسل عمل اور پیہم جستجو کی توفیق ہو تو وہ جاوداں بنایا جا سکتا ہے۔

صفحہ ۱۸ ہی میں ہے :

ز اوقاتِ تو یک دم کم نہ گردد
اگر من جاوداں باشم ، زیاں چیست ؟

انسان اگر اللہ کی راہ میں اور اس کے کام میں فوت ہوتا ہے تو وہ یقیناً جاوداں ہے۔ صفحہ ۱۳ میں سورۃ البقرہ کی آیت (۱۵۴) اور سورۂ آل عمران کی آیتیں (۱۶۹ - ۱۷۰) آ چکی ہیں۔

اسی صفحے میں ہے :

بہ پایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضورِ خواجہؐ ما را
حسابِ من ز چشمِ او نہاں گیر

''مکاتیب''[5] سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے اسی مفہوم کی ایک اور رباعی لکھی تھی جو محمد رمضان عطائی نے اُن سے مانگ لی تھی - وہ رباعی یہ تھی[6] :

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

۵- ایضاً ، ۱/۳۳۸ -

۶- دو شعر کسی لحاظ سے رباعی نہیں کہلائے جا سکتے۔ علامہ اقبال نے اپنے قطعات کو ہر جگہ رباعی کہا ہے جو وزن کے لحاظ سے رباعی نہیں ہیں - تاہم انہیں اس بات کا احساس تھا - دیکھیں ایضاً ، ۱/۳۰۳ -

سورۃ الزلزال (آیات ۷-۸) میں ہے :

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ ۝ و من یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ ۝

[پس جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا ۔]

لیکن اے اللہ ، ہماری برائیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر نہ کر ، ورنہ اُن کو تکلیف ہوگی کہ اُن کے اُمتی ہو کر اتنے بُرے ہیں ۔ ہم جیسے نالائقوں کے متعلق حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کیا (اُس دن) اس طرح فرمائیں گے ؟

سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ہے :

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً ۝

[اور رسولؐ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا تھا ۔]

تاہم ہماری دعا یہی ہے :

و لا تخزنی یوم یبعثون ۝ (الشعراء ، آیت ۸۷) ۔

[اور جس روز سب (زندہ ہو کر) اُٹھیں گے اُس روز مجھے رسوا نہ کرنا ۔]

کس قلب اور کس قلم سے یہ اشعار (صفحہ ۱۹) نکلے ہوں گے ؟

بدن وا ماند و جانم در تگ و پوست
سوے شہرے کہ بطحا در رہِ اوست
تو باش ایں جا و با خاصاں بیامیز
کہ من دارم ہوائے منزلِ دوستؐ

ایسی تڑپ شاید ہی کسی نعتیہ شعر میں ہوگی !

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں ہے :

فبما رحمة من الله لنت لهم ٥

[تو یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپؐ ان (مسلمانوں) کے لیے نرم دل ملے -]

صفحہ ۲۱ سے "حضور رسالتؐ کے اشعار آتے ہیں اور عزت بخاری کے اس شعر سے آغاز ہوتا ہے :

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و با یزیدؒ ایں جا

سورۃ الحجرات (آیت ۲) میں ہے :

یٰایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ ولا تجهروا له' بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ٥

[اے ایمان والو ، اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے اوپر اور اس سے کھُل کر نہ بولو جس طرح کھُل کر بولتے ہو ایک دوسرے سے - کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمھارے اعمال اور تم کو خبر نہ ہو -]

پھر سورۃ التوبہ (آیت ۶۱) میں یہ تنبیہ بھی ہے :

والذین یؤذون رسول الله لهم عذابٌ الیمٌ ٥

[اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں اللہ کے رسول کی ، اُن کو دکھ کی مار ہے -]

صفحہ ۲۳ میں منوچہری کا شعر آتا ہے :

"الا یا خیمگی خیمہ فرو ہل
کہ پیش آہنگ شد بیروں ز منزل"

اور سورۃ التوبہ (آیت ۳۸) میں انفروا فی سبیل اللہ [کوچ کرو اللہ کی راہ میں] ارشاد ہے -

صفحہ ۲۳ ہی میں ہے :

خرد از راندنِ محمل فروماند زمامِ خویش دادم در کفِ دل !

اب عقل و خرد کے بس کی بات نہیں ۔ اب دل اور عشق کی بات ہے ، کیونکہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری ہو رہی ہے ۔ اور اب میں شہر اور قریہ کو چھوڑ کر محبوبؐ کے دیار میں دشت پیمائی کر رہا ہوں ۔

سورۃ الشعرآء (آیات ۸۷-۸۹) میں یوم الدین کی کامیابی کے لیے قلبِ سلیم کی شرط ارشاد فرمائی گئی ہے :

یوم لا ینفع مالٌ و لا بنون الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیمٍ o

[جس دن نہ کام آئے گا کوئی مال اور نہ بیٹے ، مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر قلبِ سلیم ۔]

بارگاہِ مصطفوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بھی قلبِ سلیم ہی کی ضرورت ہے ۔ ع نگاہے داشتم بر جوہرِ دل ۔

صفحہ ۳۰ میں پھر اسی دل کے متعلق اقبال لکھتے ہیں :

ندانم دل شہیدِ جلوۂ کیست ؟ نصیبِ او قرارِ یک نفس نیست
بصحرا بُردمش ، افسردہ ترگشت کنارِ آبجوے زار بگریست

اس دل کو کہیں لے جاؤں اسے قرار نہیں ، اگر قرار ہوگا تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر ہوگا ۔

سورۃ الحج (آیات ۳۴-۳۵) میں ہے :

و بشر المخبتین o الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم o

[اور خوش خبری سناؤ عاجزی کرنے والوں کو ۔ وہ کہ جب نام لیجیے اللہ کا تو ڈر جائیں اُن کے دل ۔]

لیکن یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ اُن کے ذکر سے دل تڑپ جاتا ہے اور آہ و زاری کرنے لگتا ہے ۔

صفحہ ۲۴ ہی میں ہے :

بایں پیری رہِ یثرب گرفتم نوا خواں از سرورِ عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سرِ شام کشاید پر بفکرِ آشیانہ

اس پیری کے زمانے میں مدینہ طیبہ کی راہ پکڑی ہے ۔ میری مثال ایسی ہے جیسے کہ شام کے وقت ایک پرند اپنے ٹھکانے کے لیے کوئی آشیانہ تلاش کرتا ہے ۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ پاک بشارت دیتے ہیں :

طوبیٰ لھم و حسن ماٰب (سورۃ الرعد ، آیت ۲۹) ۔

[خوش حالی ہے اُن کے لیے اور اچھا ٹھکانا ۔]

صفحہ ۲۵ میں عراق کا شعر ہے :

بہ آہنگِ حجازی می سرایم 'نخستیں بادہ کاندر جام کردند'

عشق و مستی کی وہ شراب جو سب سے پہلے انسان کو پلائی گئی اُسی کو "حجازی" انداز میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

اسی صفحے میں ہے :

کشادم رختِ خود را اندریں دشت کہ اندر خلوتش تنہا سرایم

سورۃ الانعام (آیت ۷۹) میں ہے :

انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً o

[میں نے اپنا منہ کیا اُسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ، ایک طرف کا ہو کر ۔]

یہ آیت اللہ پاک کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے رخ کرنے کے متعلق ہے ۔ یہی آیت یہاں بھی صادق آتی ہے کہ شاعر تنہا اور صرف حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کر عرض کر رہا ہے ۔

صفحہ ۲۵ ہی میں ہے :

سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو
کہ راکب خستہ و بیمار و پیر است
قدم مستانہ زد چندان کہ گوئی
بپایش ریگِ ایں صحرا حریر است !

سورۃ التوبہ (آیت ۱۲۰) میں ہے :

ذٰلك بانهم لا يصيبهم ظماء ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله و لا يطؤن موطئاً يغيظ الكفار ولا ينالون من عدوٍ نيلاً الا كتب لهم به عمل صالح ط ان الله لايضيع اجرالمحسنين ٥

[یہ اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لیے موجبِ غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر اُن کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا ۔ یقیناً اللہ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ۔]

صفحہ ۲۶ میں ہے :

نمِ اشک است در چشمِ سیاہش
دلم سوزد ز آہِ صبح گاہش
ہماں مے کو ضمیرم را بر افروخت
پیاپے ریزد از موجِ نگاہش !

اس ناقہ سے متعلق و العٰدیٰت ضبحاً ٥ کی ابتدائی آیتیں بھی مطابق ہو سکتی ہیں اور سورۃ الحج کی آیت (۲۷) بھی :

و اذن فی الناس بالحج یا توك رجالاً و علیٰ کل ضامرٍ یاتین من کل فج عمیقٍ ٥

[اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو ۔ لوگ تمھارے پاس چلے آئیں گے ۔ پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی ۔]

صفحہ ۲۶ ہی میں ہے:

چہ خوش صحرا کہ در وے کاروانہا
درودے خواند و محمل براند
بہ ریگِ گرمِ او آور سجودے
جبیں را سوز، تا داغے بماند!

سورۃ البقرہ (آیت ۱۲۵) میں ہے:

و عھدنا الی ابراھم و اسمعیل ان طھرا بیتی للطآئفین و العٰکفین و الرکع السجود ٥

[اور کہ دیا ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو، کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے۔]

یہاں اسی صحرا سے تعلق بتایا ہے جہاں خانۂ کعبہ ہے۔
صفحہ ۲۷ میں ہے:

امیرِ کارواں! آں اعجمی کیست ۔ سرودِ او بہ آہنگِ عرب نیست
زند آں نغمہ کز سیرابیٔ او ۔ خنک دل در بیابانے تواں زیست

یہ ''رباعی'' اقبال نے خود اپنے متعلق کہی ہے جس کے کلام سے مُردہ دلوں میں زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور:

نوائے او بہ ہر دل سازگار است ۔ کہ در ہر سینہ قاشے از دلِ اوست

سورۃ الرحمٰن (آیت ۴) میں ہے:

علمہ البیان ٥ [سکھائی اس کو گویائی]۔

یہی بیان اور گویائی صحیح طریقے پر استعمال ہو تو مُردہ دل زندہ ہو سکتے ہیں، اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان اور بیداری حاصل ہو سکتی ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ہے:

الذین آمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ ط

[وہ یقین لائے اور چین پکڑتے ہیں اُن کے دل اللہ کی یاد سے -]

ع نوائے او بہ ہر دل سازگار است ـ اس کے لیے سورۂ مریم کی آیت (۹۶) دیکھیں :

ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل لهم الرحمٰن ودّاً o

جو یقین لائے ہیں اور عملِ صالح کیے ہیں اُن کو دے گا رحمٰن محبت - (مخلوق بھی اُن سے محبت کرتی ہے) -]

صفحہ ۲۸ میں ہے :

ع غمِ پنہاں کہ بے گفتن عیاں است

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۰۴) میں ہے :

نحن اعلم بما یقولون o

[ہم کو خوب معلوم ہے جو وہ (چپکے چپکے) کہتے ہیں -]

صفحہ ۲۸ ہی میں ہے :

بہ راغاں لالہ رُست از نو بہاراں بصحرا خیمہ گستردند یاراں
مرا تنہا نشستن خوشتر آید کنارِ آبجوے کوہساراں

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۳۱) میں ہے :

ولا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجاً منهم زهرة الحیٰوة الدنیا لنفتنهم فیه ط و رزق ربك خیر و ابقیٰ o

[اور آپ اُن چیزوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن سے ہم نے اُن (کفار) کے مختلف گروہوں کو اُن کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ بدرجہا بہتر ہے اور دیرپا ہے -]

صفحہ ۲۹ میں ہے :

غمِ راہی نشاط آمیز تر کن فغانش را جنوں انگیز تر کن
بگیر اے سارباں راہِ درازے مرا سوزِ جدائی تیز تر کن

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۵) میں ہے :

فالذین ہاجروا و اُخرجوا من دیارھم و اُوذوا فی سبیلی و قٰتلوا و قتلوا لا کفرن عنھم سیاتھم ولا دخلنھم جنٰت ۔۔۔۔

[پھر جو لوگ وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ہیں ، اُتاروں گا اُن سے برائیاں اُن کی اور داخل کروں گا جنتوں میں ۔۔۔۔]

یہ آیت ہجرت کرنے والے مجاہدوں کے سلسلے میں ہے ۔

صفحہ ۲۹ ہی میں ہے :

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم　　من و تو کشتۂ شانِ جالیم
دو حرفے بر مرادِ دل بگوئیم　　بپائے خواجہؐ چشماں را بمالیم !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۵۷) میں ہے :

فالذین آمنوا بہٖ و عزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی اُنزل معہٗ اولئٰک ھم المفلحون ٥

[تو جو لوگ اس نبیؐ پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی حمایت کرتے ہیں اور اُن کی مدد کرتے ہیں اور اُس نور (قرآن) کا اتباع کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں ۔]

سورۃ الفتح ، آیت ۹ میں بھی یہی بشارت ہے ۔

صفحہ ۲۹ ہی میں ہے :

حکیماں را بہا کمتر نہادند　　بناداں جلوۂ مستانہ دادند
چہ خوش بختے ، چہ خرم روزگارے　　درِ سلطاں بہ درویشے کشادند !

حکیم اور فلسفی ہمیشہ ظن و تخمین میں مبتلا رہتے ہیں ۔ سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ٥

[اور بے شک ظن کام نہ آئے حق بات میں کچھ بھی ۔]

اور مانگنے والا (دانا ہو یا نادان) جو کچھ مانگتا ہے اللہ دیتا ہے۔

سورۂ ابراھیم (آیت ۳۴) میں ہے:

و آتٰکم من کل ما سالتموہ ط

[اور جو جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی۔]

پھر سب سے عجیب خوش بختی کی بات یہ ہے کہ سلطان (خدا اور اُس کے رسولؐ) کے در پر ایک گدا کو رسائی حاصل ہو رہی ہے۔

سورۃ الحج (آیت ۳۴) میں ہے:

و بشر المخبتین ہ

[اور خوش خبری سنا عاجزی کرنے والوں کو۔]

صفحہ ۳۰ میں ہے:

جہانِ چار سو اندر برِ من ہوائے لامکاں اندر سرِ من
چو بگذشتم ازیں بامِ بلندے چو گرد افتاد پرواز از پرِ من

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف انسانیت کی معراج ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے:

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا ہ

[پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات۔]

پھر سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں اسی عظیم الشان واقعے سے متعلق ہیں۔ اقبال بھی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کی وجہ سے اپنا نظریۂ حیات اتنا ہی بلند رکھتے ہیں۔

صفحہ ۳۰ ہی میں ہے:

دریں وادی زمانی جاودانی ز خاکش بے صور روید معانی!
حکیماں با کلیماں دوش بر دوش کہ ایں جا کس نگوید "لن ترانی"!

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حکیم اور فلسفی کے بھی تمام تخمین و ظن ختم ہو جاتے ہیں اور وہ بھی کلیم کی طرح طورِ معانی

کی سیر کرتا ہے اور زمانی بھی جاودانی بن جاتا ہے - موسیٰ علیہ السلام سے (سورۃ الاعراف ، آیت ۱۴۲) میں کہا گیا تھا :

لن ترانی ٥ [تو مجھے ہرگز نہیں دیکھے گا] -

لیکن اس بارگاہ میں سب مستفید و مستنیر ہیں -

صفحہ ۳۰ ہی میں ہے :

مسلماں آں فقیرِ کج کلاہے　　رمید از سینہٗ او سوزِ آہے
دلش نالد ! چرا نالد ؟ نداند　　نگاہے یا رسولؐ اللہ نگاہے !

اگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم ہو جائے تو آج بھی ایک ''بے نوا'' مسلمان ''سوزِ آہ'' (عشق) کی بدولت دین و دنیا سب کچھ حاصل کر سکتا ہے -

سورۃ الرعد (آیت ۲۹) میں ہے :

الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت طوبیٰ لھم و حسن مآبٍ ٥

[جو یقین لائے اور عملِ صالح کیے خوش حالی ہے اُن کو اور اچھا ٹھکانا (یعنی دونوں جہانوں میں) -]

صفحہ ۳۱ میں ہے :

بنالم زانکہ اندر کشورِ ہند　　ندیدم بندۂ کو محرمِ تست

* * *

بما کن گوشۂ چشمے کہ در شرق　　مسلمانے ز ما بیچارہ تر نیست !

مسلمانوں نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی چھوڑ دی ہے - اس لیے مجبور و معذور بن کر رہ گیا ہے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ٥

[آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو ، کہ اللہ تم سے محبت کرے گا -]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی میں دین و دنیا کی فلاح ہے -

صفحہ ۳۲ میں ہے :

ز رودادِ در صد سالش ہمیں بس کہ دل چوں کندۂ قصاب دارم !

* * *

ز کارِ بے نظامِ او چہ گویم تو می دانی کہ ملت بے امام ست

* * *

نیامِ او تہی چوں کیسۂ او بطاقِ خانۂ ویراں کتابش

برصغیر کے مسلمانوں نے قرآن کو طاق پر رکھ دیا ہے اور اسی لیے وہ دو سو سال سے غلام بنے ہوئے ہیں ۔

سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ہے :

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً o

[اور رسول کہیں گے ، اے پروردگار ، بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر دیا تھا ۔]

(صفحہ ۱۴ میں بھی ہے :

چراغے داشتم در سینۂ خویش فسرد اندر دو صد سالے کہ بگذشت)

صفحہ ۳۳ میں ہے :

دلِ خود را اسیرِ رنگ و بو کرد تہی از ذوق و شوق و آرزو کرد

* * *

بروے او درِ دل ناکشادہ خودی اندر کفِ خاکش نزادہ

* * *

گریباں چاک و بے فکرِ رفو زیست نمی دانم چساں بے آرزو زیست

آج کے مسلمان نے دنیا سے رشتہ کر لیا ہے اور عشق و آرزو کو جو خودی کا لازمہ ہے بالکل فراموش کر دیا ہے ۔ اس لیے وہ مصائب میں گرفتار ہے ۔

سورۃ الروم (آیات ۳۶ - ۳۷) میں ہے :

و اذآ اذقنا الناس رحمۃً فرحوا بہاط و ان تصبہم سیئۃٌ بما قدمت ایدیہم اذا ہم یقنطون ٥ اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشآء و یقدرط ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یؤمنون ٥

[اور جب چکھائیں ہم رحمت لوگوں کو تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر آ پڑے اُن پر کوئی برائی خود اُن کے ہاتھوں ، تو وہ آس توڑ دیتے ہیں - کیا نہیں دیکھ چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس پر چاہے اور جس پر چاہے کم کر دیتا ہے - اور اس میں پتے ہیں اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں -]

صفحہ ۴۳ میں ہے :

ع حق آں دہ کہ 'مسکین و اسیر' است

سورۃ الدھر (آیت ۸) میں ہے :

و یطعمون الطعام علٰی حبہٖ مسکیناً و یتیماً و اسیراً ٥

[اور (نیک لوگ) کھلاتے ہیں کھانا اس (اللہ) کی محبت پر ، مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو -]

آج کا مسلمان جو ایسا محتاج بن گیا ہے اُس کو اے میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیک کا ٹکڑا ہی عنایت فرما دیجیے :

ع ہوا تیز و بداماںش دو صد چاک

صفحہ ۴۵ میں ہے :

بچشمِ او نہ نور و نے سرور است نہ دل در سینۂ او ناصبور است

* * *

مسلماں زادہ و نا محرمِ مرگ ! ز بیمِ مرگ لرزاں تا دمِ مرگ !

مسلمان صحیح معنی میں مسلمان نہیں رہا - اس کے دل میں عمل کے لیے تڑپ نہیں ہے اور موت سے ہر وقت ڈرتا ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۳۹) میں ارشاد ہے :

ولا تهنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو -]

صفحہ ۳۵ ہی میں ہے :

ع ملوکیت سراپا شیشہ بازی است

ملوکیت کا کام صرف دھوکا دینا اور دوسروں کا مال ہڑپ کرنا ہے - قرآن پاک میں ایسی ملوکیت کا ذکر خضر علیہ السلام کے سلسلے میں سورۃ الکہف (۷۹) میں آتا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ :

و کان ورآءهم ملك یاخذ کل سفینةٍ غصباً o

[اور اُن کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا ہر کشتی چھین کر -]

صفحہ ۳۶ میں ہے :

ع خودی اندر وجودش رعشہ دار است !

ع کہ دینش مُرد و فقرش خانقاہی است

ع تلاشِ دانہ در صحرا گران است

آج کا مسلمان دین کی حقیقت نہیں پہچانتا اس لیے مشکلات سے گھبراتا ہے ، حالانکہ مشکلات ہی سہولتوں کا پیش خیمہ ہیں -

سورۃ الانشراح (آیات ۵ - ۶) میں صاف طور پر فرما دیا گیا ہے :

فان مع العسر یسراً o ان مع العسر یسراً o

[پس بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے - البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے]

صفحہ ۳۷ میں ہے :

مسلماں گرچہ بے خیل و سپاہے است
ضمیر او ضمیر پادشاہے است
اگر او را مقامش باز بخشند
جمال او جلال بے پناہے است!

صفحہ ۳۵ میں سورۂ آل عمران کی آیت ۱۳۹ ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۳۸ میں ہے :

دگر گوں کرد لا دینی جہاں را
ز آثار بدن گفتند جاں را
ازاں فقرے کہ با صدیقؓ داری
بشورے آور ایں آسودہ جاں را

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے صرف اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہیں :

ع صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس

سورۃ الزمر (آیت ۳۶) میں ہیں :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ ○ [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

سورۃ المنٰفقون آیت ۷) میں ہے :

و للہ خزائن السمٰوات و الارض ○

[اور آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں ۔]

پھر اُسی سے کیوں نہ مانگا جائے اور غیر اللہ کا محتاج کیوں بنے ؟

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

حرم از دیر گیرد رنگ و بوے

(صفحہ ۴۱ میں ہے : نگہبانِ حرم معمارِ دیر است ۔)

مسلمان ، اللہ کا ہو کر غیر اللہ کے پاس جائے تو کس قدر شرمناک بات ہے ! اُوپر ہی کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

فقیراں تا بمسجد صف کشیدند گریبانِ شہنشاہاں دریدند
چو آں آتش درونِ سینہ افسرد مسلماناں بہ درگاہاں خزیدند !

جو فقیر صرف اللہ کا محتاج ہوتا تھا اور غیر اللہ کو خاطر میں بھی نہ لاتا تھا ، آج دنیا والوں کے یہاں رسائی تلاش کرتا ہے ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶) میں ایسے منافقوں کے متعلق ہے :

اولٰئک الذین اشتروا الضلٰلۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ٥

[یہ وہی ہیں جنھوں نے خرید کی صحیح راہ کے بدلے گمراہی ۔ پس نفع نہ لائی اُن کی تجارت اور نہ وہ راہ پائے ۔]

صفحہ ۳۹ میں ہے :

بنالند ار کسے خشتے بگیرد ازاں مسجد کہ خود از وے گریزند !

مسلمان تو مسجدوں کو آباد کرنے کے لیے ہے ۔

سورۃ التوبہ (آیت ۱۸) میں ہے :

انما یعمر مسٰجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الآخر و اقام الصلٰوۃ و اٰتی الزکٰوۃ ولم یخش الا اللہ ٥

[وہی آباد کرے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور (جس نے) کھڑی کی نماز اور دی زکٰوۃ اور نہ ڈرا سوا اللہ کے کسی سے ۔]

صفحہ ۴۰ میں ہے :

سبوے خانقاہاں خالی از مے کند مکتب رہِ طے کردہ را طے

ز بزمِ شاعراں افسردہ رفتم نواہا مُردہ بیروں افتد از نے:

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

علما میں مداہنت آ گئی ہے ۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے ۔ صوفیہ اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں ۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد اُن کی زندگی کا نہیں ۔ عوام میں جذبہ موجود ہے مگر اُن کا کوئی بے غرض راہنما نہیں ہے ۔''ے

سورۃ الصف (آیات ۲ - ۳) میں ہے :

یٰایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون o کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لاتفعلون o

[اے ایمان والو ، کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے ؟ بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں (اس بات سے) کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ۔]

صفحہ ۴۰ ہی میں ہے :

مسلمانے کہ مرگ از وے بلرزد جہاں گر دیدم و او را ندیدم !

پہلے کے مسلمان موت کو دعوت دیتے تھے اور شہادت کی آرزو کرتے تھے کہ ہماری جان اللہ کے لیے کام آ جائے ، لیکن اب ایسا کوئی مسلمان نظر نہیں آتا ۔

سورۂ آل عمران (آیت ۱۹۵) میں ہے :

فالذین ھاجروا و اُخرجوا من دیارھم و اوذوا فی سبیلی و قٰتلو و قُتلوا لا کفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنٰتٍ o

[پھر جو لوگ وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ہیں ، اُتاروں گا اُن سے برائیاں اُن کی اور داخل کروں گا اُن کو جنتوں میں ۔]

ے۔ ایضاً ، ۱/۲۵۰ ۔

پھر سورۃ النجم (آیت ۳۱) میں ہے :

وللہ ما فی السمٰوات وما فی الارض لیجزی الذین اساءو بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ o

[اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلہ دے برائی والوں کو اُن کے کیے کا اور بدلہ دے بھلائی والوں کو بھلائی کا -]

کافر اسی لیے موت سے ڈرتے ہیں اور مسلمان نہیں ڈرتے -

صفحہ ۱۴ میں ہے :

شبے پیش خدا بگریستم زار مسلمانان چرا زارند و خوارند
ندا آمد ، نمی دانی کہ ایں قوم دلے دارند و محبوبے ندارند !

مسلمانوں کے متعلق یہ بات ظاہر کی گئی کہ ان کی زندگی بے مقصد ہے اور جس مقصد کے لیے یہ پیدا کیے گئے تھے وہ فراموش کر چکے ہیں -

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۵) میں ہے :

و ھوالذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم ط

[اور اُسی نے تم کو کیا نائب زمین میں اور بلند کیے تم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیے ہوئے حکم میں -]

اللہ نے انسان کو اپنا نائب بنایا تاکہ وہ ایسے عمل پیش کرے جو اُس کے منصب کو زیب دے سکیں -

صفحہ ۲۴ میں ہے :

نگاہ التفاتے بر سر بام کہ من با عصر خویش اندر ستیزم !

زمانے کی موجودہ غلط روش کے خلاف جنگ کرنا بھی بڑا جہاد ہے -

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین o

[اور جنھوں نے ہمارے واسطے محنت کی ۔ ہم سجھا دیں گے اُن کو اپنی راہیں ، اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے -]

صفحہ ۴۲ ہی میں ہے :

مرا تنہائی و آہ و فغاں بہ سوے یثرب سفر بے کارواں بہ
کجا مکتب ، کجا میخانۂ شوق ! تو خود فرما مرا ایں بہ ، کہ آں ؟

صفحہ ۲۵ میں سورۃ الانعام کی آیت (۷۹) ملاحظہ ہو -

صفحہ ۴۳ میں ہے :

پریدم در فضاے دلپذیرش پرم تر گشت از ابرِ مطیرش
حرم تا در ضمیرِ من فرو رفت سرودم آنچہ بود اندر ضمیرش !

مولانا احمد رضا خاںؒ کا شعر ہے :

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

اور مولانا جامیؒ کہتے ہیں :

نہ تنہا ہست جامی نعت خوانش ہمہ قرآں در شانِ محمد

سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) میں ہے :

و انزلنا علیك الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیه من الکتٰب و مهیمناً علیه o

[اور ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب اُتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی محافظ ہے -]

یہ قرآن بھی حق ہے اور آپ بھی صرف حق بولتے ہیں -

سورۃ النجم (آیات ۳ - ۴) میں ہے :

وما ینطق عن الهوی o ان هو الا وحیٌ یوحیٰ o

[اور آپ نہیں بولتے اپنی چاؤ سے ، مگر وہی جو آپ پر وحی کی جاتی ہے -]

اقبال بھی اسی حق کی ترویج و تبلیغ کرنا چاہتے ہیں جو رب العٰلمین کا پیام بھی ہے اور ذکر للعاٰمین اور رحمت للعالمین کا پیام بھی ہے۔

صفحہ ۴۳ میں ہے :

ع نہ شعر است اینکہ بروے دل نہادم

صفحہ ۴۴ میں ہے :

ع تو گفتی از حیاتِ جاوداں گوے

* * *

زبانِ ما غریباں از نگاہیست حدیثِ درد منداں اشک و آہیست !

ہماری بات اور شعر محض دل و نگاہ (بصیرت) کا فیض ہے اور یہ ایک طرح سے قول الثابت ہے۔

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ٥

[مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔]

صفحہ ۴۵ میں ہے :

خودی دادم ز خود نامحرمے را کشادم دم گلِ او زمزمے را
بدہ آں نالۂ گرمے کہ از وے بسوزم جز غمِ دیں ہر غمے را !

میں نے خودی کا احساس ایسے لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی جو اس سے بالکل نابلد تھے ۔ اب مجھے ایسا نالہ کرنے کی توفیق حاصل ہو کہ اس سے قوم میں سوائے دین کی محبت کے کوئی اور رشتہ باقی ہی نہ رہے ۔ انبیا علیہم السلام کے تشریف لانے کی غرض و غایت تو یہ تھی :

ولقد بعثنا فی کل اُمۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ٥ (سورۃ النحل آیت ۳٦) ۔

[اور ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے تاکہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو -]

انبیا علیہم السلام کے طفیل میں مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو جائے -

صفحہ ۴۵ ہی میں ہے :

تو می دانی چہ می جوید ، چہ خواہد ،
دلے از ہر دو عالم بے نیازے

(کہ اندر سینہ ہا غیر از تو کس نیست)

یہ غریب ایسا دل چاہتا ہے کہ جس میں صرف آپ ہوں اور دونوں عالم سے مجھے خلاصی ہو جائے -

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۷) میں ہے :

و ما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین ○

[اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے -]

جب آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو پھر مجھے اور کیا چاہیے !

صفحہ ۴۶ میں ہے :

در آں دریا کہ او را ساحلے نیست — دلیلِ عاشقاں غیر از دلے نیست
تو فرمودی رہِ بطحا گرفتیم — و گرنہ جز تو ما را منزلے نیست

آپ نے فرمایا تو ہم نے خانہ کعبہ کی راہ پکڑ لی ، ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ سوائے آپ کے ہمیں کہیں اور نہیں جانا ہے - دین اور کعبہ کی پہچان آپ ہی کے طفیل میں نصیب ہوئی ہے - آپ نہ ہوتے تو ہم مسلمان ہی نہ ہوتے -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۴) میں ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم ○

[بے شک اللہ پاک نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک رسول کو کھڑا کیا ۔]

اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں دین کی تکمیل اور نعمتوں کی تتمیم ہوئی ۔

سورۃ المائدہ (آیت ۴) میں ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ٥

[آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ۔]

صفحہ ۴۶ ہی میں ہے :

بفرما ہر چہ می خواہی بجز صبر　　کہ ما از کوے دو صد فرسنگ دوریم !

مجھے آپ کی محبت میں بے قراری چاہیے ، صبر نہیں چاہیے ۔

صفحہ ۴۲ میں سورۃ الحج کی آیتیں (۳۴ - ۳۵) دیکھیں ۔

سورۃ الزمر (آیت ۲۳) میں ہے :

تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکراللہ ط

[بال کھڑے ہوتے ہیں اس (قرآن) سے کھال پر اُن لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ۔ پھر نرم ہوتی ہیں اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ کی یاد پر ۔]

صفحہ ۴۷ میں ہے :

بہ افرنگی بتاں دل باختم من　　ز تابِ دیریاں بگداختم من
چناں از خویشتن بیگانہ بودم　　چو دیدم خویش را نشناختم من !

فرنگیوں اور کافروں کی صحبت میں بیٹھنے سے مسلمان خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور یہ کہ :

نشستم با نکویانِ فرنگی　　ازاں بے سود تر روزے ندیدم !

اس سے زیادہ ُبرا دن میرے لیے کوئی اور نہیں تھا جب کہ میں کسی فرنگی ''اچھے آدمی'' کے ساتھ بیٹھا تھا۔

سورۃ النساء (آیت ۱۴۴) میں ہے:

یٰایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین ط

[اے ایمان والو، مت پکڑو کافروں کو رفیق، مسلمانوں کو چھوڑ کر۔]

صفحہ ۴۷ ہی میں ہے:

مرا درسِ حکیماں دردِ سر داد   کہ من پروردۂ فیضِ نگاہم!

فلسفی کی صحبت میں تخمین و ظن کی مشقیں کرائی جاتی ہیں جو دردِ سر بن جاتی ہیں۔

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے:

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور ظن و تخمین کام نہیں آتا حق بات میں کچھ بھی۔]

مجھے تو صرف حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم کی ضرورت ہے۔

صفحہ ۴۸ میں ہے:

نویس 'اللہ' بر لوحِ دلِ من   کہ ہم خود را ہم او را فاش بینم

نقشبندیہ حضرات شروع ہی سے اللہ کا نقش دل پر بٹھاتے ہیں تا کہ اللہ سے رشتہ پختہ ہو جائے۔ سورۃ الاعلیٰ کی ابتدا اسی سے ہے:

سبح اسم ربک الاعلیٰ o

[تسبیح کیجیے اپنے رب کے اسم کی جو سب پر غالب ہے۔]

سورۃ المزمل (آیت ۸) میں ہے:

و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا o

[اور اپنے رب کا نام لیتے رہیے اور سب سے توڑ کر اُسی سے جوڑیے -]

صفحہ ۴۸ ہی میں ہے :

سرِ منبر کلامش نیشدار است | کہ او را صد کتاب اندر کنار است
حضورِ تو من از خجلت نگفتم | ز خود پنہاں و بر ما آشکار است

آج کل کے واعظ منبر پر کھڑے ہو کر قوم پر طعن و تشنیع تو کر لیتے ہیں لیکن خود کا محاسبہ نہیں کرتے -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : حاسبوآ انفسکم قبل ان تحاسبو ٥ [اپنا حساب لو قبل اس کے کہ تمھارا حساب لیا جائے] -

سورۃ التحریم (آیت ٦) میں ہے :

یٰآیہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم ناراً ٥

[اے ایمان والو ، بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے -]

صفحہ ۴۹ میں ہے :

بہ غیر اللہ کردم تکیہ یک بار | دو صد بار از مقامِ خود فتادم

مسلمان کو صرف اللہ پر تکیہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے - سورۃ المائدہ (آیت ۲۳) میں ہے :

و علی اللہ فتوکلو ان کنتم مؤمنین ٥

[اور اللہ پر بھروسا کرو اگر تم مؤمن ہو -]

صفحہ ۵۰ میں ہے :

تجلی ریز بر چشمم کہ بینی | بایں پیری مرا تابِ نظرہست !

سورۂ یونس (آیت ۴۳) میں ہے:

و منہم من ینظر الیک ط افانت تہدی العمی و لو کانوا لا یبصرون o

[اور اُن میں سے بعضے آپ کی طرف نگاہ کرتے ہیں تو کیا آپ راہ دکھائیں گے اندھوں کو اگر وہ کچھ سوجھ نہ رکھتے ہوں ؟]

لیکن اقبال ایسے اندھوں سے نفرت رکھتے ہیں اور ایسی نظر رکھتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھتی ہے -

صفحہ ۵۰ ہی میں ہے:

من و این عصرِ بے اخلاص و بے سوز !
بگو با من کہ آخر این چہ راز است ؟

اللہ پاک کا یہی راز ہے کہ ایسے "بے سوز" زمانے میں اقبال سے کام لیا جائے - اور وہ یہی پیام رکھتے ہیں جو سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۹) میں ہے:

ولا تہنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین o

[اور نہ سست پڑو اور نہ غم کرو - تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو -]

اسی شعر کے مطابق صفحہ ۵۱ کا شعر ہے:

من اندر مشرق و مغرب غریبم   کہ از یارانِ محرم بے نصیبم !

صفحہ ۵۲ میں ہے:

خدا داند کہ مانندِ براہیم   بہ نارِ او چہ بے پروا نشستم !

علمِ حاضر کے فتنوں کی میں نے کبھی پروا نہیں کی ، بلکہ ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے - سورۃ العنکبوت کی آیت (۲) ہے:

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا و ھم لا یفتنون o

[کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور اُن کو آزمایا نہ جائے گا ؟]

مومنوں کو آزمایا جاتا ہے اور اس سے ان کے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے ۔

صفحہ ۵۲ ہی میں ہے :

بچشم من نگہ آوردۂ تست فروغِ لا الٰہ آوردۂ تست
دو چارم کن بہ صبحِ من رانی شبم را تابِ مہ آوردۂ تست!

اے میرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) ، آپ ہی کے طفیل میں مجھے ایمان نصیب ہوا ہے ۔ اب آپ اس حدیث (من رآنی فقدرا اللہ ـــ جس نے مجھے دیکھا خدا کو دیکھا) کے مطابق اپنا اور اپنے اللہ کا دیدار بھی کرا دیجیے۔ سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں اللہ پاک کا ارشاد موسیٰؑ علیہ السلام کے لیے ہے کہ لن ترانی [تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا] ، لیکن میں اللہ کی رحمت سے کیوں مایوس رہوں جب کہ سورۂ ابراہیم (آیت ۳۴) میں ہے :

و اٰتٰکم من کل ما سالتموہ o

[اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی ۔]

صفحہ ۵۳ میں ہے :

بدہ او را جوانِ پاکبازے سرورش از شرابِ خانہ سازے
قوی بازوے او مانندِ حیدرؓ دلِ او از دو گیتی بے نیازے

اب ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جنھوں نے اپنے ایمان کی شراب پی لی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح قوی بازو بھی ہیں اور غیر اللہ سے بے نیاز بھی۔ صفحہ ۹۴ میں سورۃ المائدہ کی آیت (۲۳) دیکھیں۔

اسی لیے عرض کرتے ہیں (صفحہ ۵۳) کہ :

دگر آں دل بنہ در سینۂ من کہ پیچم پنجۂ کاؤس و کے را !

مسلمان میں ایسی ایمانی قوت ہونی چاہیے جو بڑی سے بڑی طاقت کو زیر کر سکے ۔ سورۃ الانفال (آیت ٦۰) میں حکم بھی ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ ٥

[اور تم تیاری رکھو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں ۔]

صفحہ ۵۴ میں ہے :

خجل ملکِ جم از درویشیٔ من   کہ دل در سینۂ من محرمِ تست !

جس نے آپ سے رشتہ جوڑا اُس نے تمام شاہوں کو چھوڑا ۔

سورۃ الزمر (آیت ۳٦) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ' [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

اور جو شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن جاتا ہے اُس کا اللہ ہی محب ہے ۔

سورۂ آلِ عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔

[آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تو خود اللہ تم سے محبت کرے گا ۔]

صفحہ ۵۵ میں ہے :

حضورِ ملّتِ بیضا تپیدم   نوائے دلگدازے آفریدم
ادب گوید سخن را مختصر گوے   تپیدم ، آفریدم ، آرمیدم !

رومی رح کہتے ہیں :

حاصلِ عمر از سہ سخن بیش نیست   خام بدم ، پختہ شدم ، سوختم

اور اقبال کہتے ہیں کہ قوم کو بیدار کرنے کے لیے میں خود بھی تڑپتا رہا ، لکھتا رہا اور پھر آرام کیا (زندگی کا سفر ختم کیا) ۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سورۃ الانعام (آیت ۱۹) میں ارشاد ہے :

قل اللہ شہیدٌ بینی و بینکم و اوحی الی ھٰذ القرآن لانذرکم بہٖ و من بلغ ط

[آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ڈراؤں -]

اقبال نے بھی قرآن کی ترجمانی کر کے قوم کو ڈرانے اور بیدار کرنے کی کوشش کی ہے -

صفحہ ٥٦ میں رومی اور اپنے متعلق کہتے ہیں :

بہ دورِ فتنۂ عصرِ کہن ، او بہ دورِ فتنۂ عصرِ رواں ، من

صفحہ ٥٦ ہی میں ہے :

اگر شایاں نیم تیغِ علیؓ را نگاہے دہ چو شمشیرِ علیؓ تیز !

اگر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح جہاد بالسیف نہیں کر سکتا تو کم از کم مجھے اُن کی طرح نگاہ حاصل ہو جو حق و باطل کی تمیز کر سکے اور تمیز کرا سکے -

سورۃ المائدہ (آیت ٥١) میں ہے :

فاحکم بینھم بمآ انزل اللہ ولا تتبع اھوآءھم عما جآءک من الحق ط

[پس حکم کرو اُن میں جو اُتارا اللہ نے اور اُن کی خوشی پر مت چلو ، حق کی راہ چھوڑ کر جو تمہارے پاس آئی ہے -]

صفحہ ٥٧ میں اقبال حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہی کے طفیل مسلم قوم کو میں نے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے :

ع کہ داد او را اُمیدِ نوبہارے ؟

اب مجھے مزید جوش اور ولولہ پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل ہو (صفحہ ۵۷) :

ع مرا شورے ز طوفانے دگر دہ !

موسیٰ علیہ السلام کی طرح اقبال بھی اپنے حوصلے کی فراخی چاہتے ہیں - سورۂ طٰہٰ (آیات ۲۵ - ۲٦) میں ہے :

رب اشرح لی صدری ○ و یسرلی امری ○

[اے میرے رب ، میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا کام آسان فرما دیجیے -]

صفحہ ۵۸ میں ہے :

گرفتم نکتۂ فقر از نیاگان ز سلطاں بے نیازی ہاے من بیں !

غیر اللہ کو خاطر میں نہ لانا ایک اہلِ فقر (مسلمان) کا شیوہ ہے - اس کے لیے اللہ ہی کافی ہے - سورۃ الزمر (آیت ۳٦) میں ہے :

الیس اللہ بکافٍ عبدہ [کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ؟]

صفحہ ۵۹ میں ہے :

چو می گویم مسلمانم ، بلرزم که دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

صفحہ ۵۲ میں سورۃ العنکبوت کی آیت (۲) دیکھیں -

صفحہ ۵۹ ہی میں ہے :

خرابِ جرأتِ آں رندِ پاکم خدا را گفت ما را مصطفیٰؐ بس !

سورۃ النساء (آیت ۸۰) میں ہے :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ○

[جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی -]

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کافی ہو جاتی ہے -

اسی صفحے میں ہے :

ہمیں یک آرزو دارم که جاوید ز عشقِ تو بگیرد رنگ و بوے

بس یہی ایک آرزو ہے کہ جاوید (اور قوم کے نوجوان) حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق پیدا کریں اور اسی عشق میں ہر فلاح ہے ۔ صفحہ ۵۹ میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (۳) دیکھیں کہ حضور کی محبت اور پیروی سے ایک شخص اللہ کا محبوب بن سکتا ہے ۔[۸]

پھر صفحہ ۶۰ میں نوجوانوں کو فرنگیوں کے فریب سے بچانے کی التجا ہے اور غیر اللہ کی پرستش سے بھی بچانے کی درخواست ہے ۔ اس کے بعد شاہ عبدالعزیز (سعودی) سے خطاب ہے جنھوں نے تمام مزارات کو منہدم کرا دیا تھا :

تو ہم آں مے بگیر از ساغرِ دوست؟
کہ باشی تا ابد اندر برِ دوست
سجودے نیست اے عبد العزیز ایں
بروبم از مژہ خاکِ درِ دوست؟

آدم علیہ السلام کو سجدہ (تعظیمی) کرایا گیا تھا (سورۃ البقرہ ، آیت ۳۴) اور یوسف علیہ السلام کو بھی (سورۂ یوسف ، آیت ۱۰۰) ۔ کیا اب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاکروبی اپنی پلکوں سے کرنے پر بھی قدغن ہے ؟

صفحہ ۶۱ میں ہے :

یکے اندر حریمِ کوچۂ دوست زچشماں اشکِ خوں ریزیم و رقصیم

سورۃ الحج (آیت ۲۹) میں ہے :

ولیطوفوا بالبیت العتیق ٥ [اور چاہیے کہ طواف کریں اس قدیم گھر کا] ۔

یہ بیت اللہ کے لیے ہے ، لیکن اہلِ عشق کے لیے حرمِ مدینہ بھی حرمِ کعبہ سے کم نہیں ۔

۸- سعد اللہ مسیحا پانی پتی کا شعر ہے :
زعشقِ مصطفیٰؐ دل ریش دارم رقابت با خدائے خویش دارم

صفحہ ۶۲ میں ہے :

مسلمانیم و آزاد از مکانیم — بروں از حلقۂ نہ آسمانیم
بما آموختند آں سجدہ کز وے — بہاے ہر خداوندے بدانیم

ہم مسلمان ہیں اس لیے کسی مقام سے پیوند نہیں اور ہم سوائے اللہ کے کسی مقام یا کسی چیز کی پرستش نہیں کرتے -

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم وجھك للدین حنیفاً ط فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ط

[پس تم یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو - اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے -]

یعنی صرف اُس ایک اللہ کی پرستش کی صلاحیت دی گئی ہے -

آخر میں پھر فرنگ کے فتنوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت ہے کہ اس کے لیے فاروقیت کی ضرورت ہے - فرنگ اور غلامانِ فرنگ کے متعلق یہ آیت (المجادلہ ، آیت ۱۹) کافی ہے :

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکراللہ ط

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے - پس اُس نے اُن کو اللہ سے غافل کر دیا ہے -]

اب قوم سے خطاب ہے

صفحہ ۶۵ میں ہے :

مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر — بحق دل بند و راہِ مصطفیٰؐ رو !

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۲) میں ہے :

و اطیعوا اللہ و الرسول لعلکم ترحمون ○

[اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کہ تم رحم کیے جاؤ گے -]

صفحہ ۶۷ میں بھی ہے :

ع مشو نومید و راہِ مصطفیٰؐ گیر

صفحہ ۶۵ ہی میں ہے :

ازاں نمرود با من سر گران است به تعمیرِ حرم کوشیده ام من

نمرود (شیطان) مجھ سے اس لیے ناراض ہے کہ میں نے حرم (دین) کی تعمیر کے لیے کوشش کی ہے۔

سورۃ الانفال (آیت ۸) میں ہے :

لیحق الحق و یبطل الباطل و لوکره المجرمون ○

[(اللہ) تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے، گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔]

صفحہ ۶۶ میں ہے :

ع نوائے از مقامِ لا تخف زن

سورۂ 'طه' (آیت ۶۸) میں ہے :

لا تخف انك انت الاعلیٰ ○

[خوف نہ کر۔ یقیناً تو ہی غالب رہے گا۔]

صفحہ ۶۶ ہی میں ہے :

خودی را گیر و محکم گیر و خوش زی
مده در دستِ کس تقدیرِ خود را

تم اپنے بلند منصب (نیابتِ الٰہی) کا احساس کرو اور اس پر پورا یقین رکھو، اور کسی سے مغلوب ہو کر نہ رہو۔

سورۂ فاطر (آیت ۳۹) میں ہے :

هو الذی جعلکم خلٰئف فی الارضط فمن کفر فعلیه کفره' ط

[وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں جانشین بنایا۔ پس جس نے کفر کیا تو اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑے گا (وہی ذلیل اور

مغلوب ہوگا ۔]

اس کے بعد تمام "رباعیاں" صفحہ ۷۰ تک خودی سے متعلق ہیں ۔

صفحہ ۷۰ میں بھی انا الحق کو "خودی" کے معنی میں پیش کیا ہے کہ :

اگر فردے بگوید سرزنش بہ ۔ اگر قومے بگوید ناروا نیست !

قوم اگر اپنی خودی پہچان لے تو زندہ رہ سکتی ہے :

بہ آں ملت انا الحق سازگار است ۔ کہ از خونش نمِ بر شاخسار است

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۸) میں ہے :

ان الذین آمنوا و الذین ہاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ ط

[بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے راہِ خدا میں ترکِ وطن کیا اور جہاد کیا ، ایسے لوگ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں ۔]

یہی لوگ اپنی جان چھڑکتے ہیں اور اللہ کی رحمتوں سے پروان چڑھتے ہیں ۔

صفحہ ۱۷ میں ہے :

نیاساید ز کارِ آفرینش
کہ 'خواب' و 'خستگی' بر وے حرام است !

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یوم ہو فی شانٍ o [ہر دن اُس کو ایک دھندا ہے] ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

لا تاخذہ سنۃٌ ولا نومٌ ط

[اُس کو اونگھ بھی دبا نہیں سکتی اور نہ نیند ۔]

سورۃ ق (آیت ۳۸) میں ہے :

و ما مسنا من لغوبٍ o [اور ہم کو نہ آئی کچھ خستگی (ماندگی)] ۔

یہ اللہ پاک کی صفات ہیں - اس لیے اُس کے نائب میں بھی یہ صفات ہونی چاہییں -

صفحہ ۱۷ ہی میں ہے :

مہ و انجم گرفتارِ کمندش بدستِ اوست تقدیرِ زمانہ

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ، ط

[اور مسخر کیے گئے تمھارے لیے جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اُس کی طرف سے -]

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں بھی اسی طرح کا مضمون ہے -

صفحہ ۲۷ میں ہے :

اگر خواہی ثمر از شاخِ منصور بہ دل لا غالب الا اللہ فرو ریز

منصور حلاج کا یہی پیام ہے کہ صرف اللہ ہر جگہ غالب ہے -

سورۂ یوسف (آیت ۲۱) میں ہے :

و اللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ o [اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر] -

صفحہ ۲۷ ہی میں ہے :

گرفتم حضرتِ 'ملا' ترش روست نگاہش مغز را نشاسد از پوست
اگر با ایں مسلمانی کہ دارم مرا از کعبہ می راند حقِ اوست

میں جانتا ہوں کہ 'ملا' ہم پر طعن کرتا ہے ، لیکن ذرا اپنا دل بھی ٹٹول کر دیکھیں کہ کیا واقعی ہم مسلمان بھی ہیں - اکبر الہ آبادی کہتے ہیں :

کہتے ہیں لوگ ہائے مسلمان ہیں تباہ
ہم کہتے ہیں کہ ہائے مسلمان ہی نہیں

مسلمان تو وہ ہے جس کا مرنا اور جینا سب اللہ کے لیے ہو -

سورۃ الانعام (آیت ۱٦۲) میں ہے :

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ○

[بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے واسطے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے -]

صفحہ ۷۳ میں ہے :

ز قرآں پیش خود آئینہ آویز دگرگوں گشتہ ! از خویش بگریز
ترازوے بنہ کردار خود را قیامت ہاے پیشیں را بر انگیز

سورۃ النحل (آیت ۸۹) میں ہے :

و نزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شیءٍ وھدی و رحمۃ و بشریٰ للمسلمین ○

[اور ہم نے آپ پر کتاب اُتاری ہر چیز کی تشریح کے لیے اور یہ ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کے لیے -]

قرآن پر عمل کرنے ہی سے مسلمان کا کردار بنتا ہے -

صفحہ ۷۴ میں ''کافر گر'' واعظ کا حال ہے کہ وہ خود اپنے احوال میں دوزخ سے کم نہیں اور آج کل کے پیروں نے ''مزار پرستی'' کو اپنی روزی کا ذریعہ بنایا ہے اور صفحہ ۷۵ میں ہے کہ آج کل نمرودوں کی کیا کمی ہے ؟ ہر جگہ آسانی سے وہ مل سکتے ہیں اور اُن کی وجہ سے آسانی سے ''پیری'' کا پیشہ چل سکتا ہے - پیر رومی کی تعریف بیان کی ہے کہ :

ع مرا با عشق و مستی آشنا کرد (صفحہ ۷٦)

ع دم او رعشہ از سیماب چیند (صفحہ ۷۷)

نصیبت از آتشے دارم کہ اول
سنائی از دلِ رومی برانگیخت۹ (صفحہ ۸۷)

صفحہ ۸۷ میں ہے :

بگو فاروق را پیغامِ فاروق رضؓ کہ خود در فقر و سلطانی بیامیز !

مصر کے شاہ فاروق کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سبق لینا چاہیے کہ امیر المؤمنین بھی تھے اور انتہائی سادہ زندگی تھی - دنیا سے بے رغبتی اور بے نیازی تھی -

سورۂ 'طٰہ' (آیت ۱۳۱) میں ہے :

لا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجاً منھم زھرة الحیٰوة الدنیا لنفتنھم فیہ ط و رزق ربك خیر و ابقیٰ o

[تو نہ دوڑا اپنی نگاہوں کو اُن چیزوں کی طرف جن سے ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو بہرہ مند کیا ہے (یعنی دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف) - یہ اس لیے ہے کہ ہم اس میں اُن کو آزمائیں ، اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے -]

صفحہ ۹۷ میں ہے :

جوان مردے کہ خود را فاش بیند جہانِ کہنہ را باز آفریند
ہزاراں انجمن اندر طوافش کہ با او خویشتن خلوت گزیند

جو شخص خود کو پہچانتا ہے وہ بڑے سے بڑے کام کر سکتا ہے اور تمام دنیا اُس کے گرد گھومتی ہے -

سورۂ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بتائی ہے :

فبما رحمة من اللہ لنت لھم و لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولك o

---

۹- رومی کہتے ہیں :
عطار روح بود و سنائی دو چشم او ما از پے سنائی و عطار آمدیم

[تو یہ کچھ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ اُن کے لیے نرم دل ملے اور اگر آپ سخت گو ، سخت دل ہوتے تو وہ منتشر ہو جاتے آپ کے گرد سے ۔]

صفحہ ۷۹ ہی میں ہے :

ع به روے عقل و دل بکشاے ہر در

سورۂ ق (آیت ۳۷) میں عقل اور دل والے کے لیے ترغیب ہے :

ان فی ذٰلك لذكرى لمن كان له‘ قلبٌ او القى السمع و هو شهيد ۝

[اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے دل ہے یا کان لگا دے دل سے (دل لگا کر) اور متوجہ ہو ۔]

صفحہ ۸۰ میں ہے :

چہ خوش زد ’ترک ملاحے سرودے — رخِ او احمرے ، چشمش کبودے
بہ دریا گر گرہ افتد بہ کارم — بجز طوفاں نمی خواہم کشودے

موسیٰ علیہ السلام کے عمل میں ایسی سخت کوشی کا پیام سورۃ الکہف (آیت ۶۰) میں مذکور ہے :

واذ قال موسىٰ لفتٰه‘ لآ ابرح حتّٰی ابلغ مجمع البحرين او امضى حقباً ۝

[اور (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنے غلام کو ، میں باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک ، یا چلتا جاؤں قرنوں (سالہا سال) ۔]

شعراے عرب سے خطاب

صفحہ ۸۱ میں ہے :

ازاں نورے کہ از قرآں گرفتم — سحر کردم صد و سی سالہ شب را

میں تو صرف قرآن ہی سے مستفیض و مستنیر ہوں اور اسی سے اپنی راتوں کو زندہ کرتا ہوں ۔

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے:

ان قرآن الفجر کان مشھوداً o

[بے شک صبح کا قرآن (نماز بھی) پڑھنا ہوتا ہے روبرو۔]

اس وقت فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں۔

صفحہ ۸۲ میں عرب کے شاعر سے اقبال فرماتے ہیں:

ع مجو غیر از ضمیرِ خویش یاری

اور صفحہ ۸۳ میں ہے:

نوا آں زن کہ از فیضِ تو او را دگر بخشند ذوقِ انقلابے!

اور صفحہ ۸۴ میں ہے:

نوائے آفریں در سینۂ خویش بہارے می تواں کردن خزاں را

اور صفحہ ۸۵ میں ہے:

چومن پا در بیابانِ حرم نہ کہ بینی اندرو پہنائے خود را

یعنی ایسا کلام ہونا چاہیے جو قوم میں زندگی اور بیداری پیدا کر دے اور اس کے لیے قرآن اور اسلام ہی سے مستفیض ہونا چاہیے (صفحہ ۸۰ - ۸۱ کی آیتیں دیکھیں)۔

فرزندِ صحرا سے خطاب

صفحہ ۸۵ میں ہے:

فرو ہل خیمہ اے فرزندِ صحرا کہ نتواں زیست بے ذوقِ رحیلے

نچلا نہیں بیٹھنا چاہیے۔ حرکت اور عمل پیش کرنا چاہیے۔

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے:

قل یٰعباد الذین آمنوا اتقوا ربکم ط للذین احسنوا فی ھٰذہ الدنیا حسنۃٌ ط و ارض اللہ واسعۃٌ ط انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب o

[آپ فرما دیں ، اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ، ڈرو اپنے رب سے - جنھوں نے اچھا کام کیا اس دنیا میں ، اُن کو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے -]

ہمت والوں کو ملنا ہے اُن کا اجر بغیر حساب کے -

سورۃ الملک (آیت ۱۵) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا و کلوا من رزقہ ط

[وہی ہے جس نے تمھارے آگے زمین کو پست کیا - اب پھرو اُس کے کندھوں پر اور کھاؤ اس کی دی ہوئی کچھ روزی -]

سورۂ نوح (آیات ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

و اللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکو منھا سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے بنا دی زمین تمھارے لیے بچھونا تا کہ چلو اس میں کشادہ راستے -]

صفحہ ۸۵ ہی میں ہے :

اگر فقر تہی دستاں غیور است جہانے را تہ و بالا تواں کرد

اگر مسلمان ایسا فقر رکھتا ہے جو اُسے غیر اللہ سے بے نیاز کر دے تو وہ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے - (ع زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی — ''ضربِ کلیم'') وہ سوائے اللہ کے کسی کو خاطر میں بھی نہیں لاتا -

سورۂ ھود (آیت ۱۲۳) میں ہے :

فاعبدہ و توکل علیہ ط

[پس اُسی کی عبادت کر اور اُسی پر بھروسا رکھ -]

سورۂ مریم (آیت ٦۵) میں ہے:

فاعبدہ و اصطبر لعبادتہٖ ط

[پس اُسی کی بندگی کر اور ٹھہرا رہ اسی کی بندگی پر۔]

ع طلوعِ اُمتان از کوہ و صحراست!

کوہ و صحرا مشکل پسندی سکھاتے ہیں۔

صفحہ ۸٦ میں ہے:

ع جنونِ زیر کے از من فرا گیر

جوش اور ولولہ میرے شعر سے پیدا ہوتا ہے۔ صفحہ ۴۳ - ۴۴ کی آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۸۷ میں ہے:

خوش آں قومے پریشاں روز گارے کہ زاید از ضمیرش پختہ کارے
نمودش سرے از اسرارِ غیب است ز ہر گردے بروں ناید سوارے ۱۰

کوئی پختہ کار (اہلِ یقین) اگر پیدا ہوتا ہے تو اسے اسرارِ غیب میں سے سمجھنا چاہیے۔ صفحہ ۸۵ کی آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۸۸ میں ہے:

چو بر گیرد زمامِ کارواں را دہد ذوقِ تجلی ہر نہاں را
کند افلاکیاں را آنچناں فاش تہِ پا می کشد نُہ آسماں را

صفحہ ۸۵ کی آیتیں یہاں کے لیے بھی کافی ہیں۔

خلافت و ملوکیت

صفحہ ۸۹ میں ہے:

عرب خود را بہ نورِ مصطفیٰؐ سوخت
چراغِ مردۂ مشرق برافروخت

۱۰- مشہور شعر ہے:
خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

و لیکن آں خلافت راہ گم کرد
کہ اول مومناں را شاہی آموخت!

پہلے خلافت صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہدایت سے مستنیر تھی - پھر وہ ملوکیت اور شہنشاہی بن گئی جو خلافت کی خلاف ورزی ہے -

سورۃ المائدہ (آیت ۱۲۰) میں ہے -

للہ ملک السمٰوات و الارض وما فیھن ط وھو علیٰ کل شیءٍ قدیرٌ ٥

[اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو اُن کے بیچ میں ہے ، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے -]

سورۃ الرعد (آیت ۴۱) میں ہے :

و اللہ یحکم لامعقب لحکمہٖ ط

[اور اللہ حکم دیتا ہے - اُس کے حکم کو ٹالنے والا کوئی نہیں -]

صفحہ ۹۰ میں ہے :

خلافت بر مقامِ ما گواہی است　　حرام است آنچہ برما پادشاہی است

''بانگِ درا'' میں ہے :

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشاہی[11]

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۹۵) میں ہے :

فالذین ھاجروا و اُخرجوا من دیارھم و آوذوا فی سبیلی و قٰتلوا و قتلوا لاکفرن عنھم سیا'تھم و لادخلنھم جنٰتٍ - - -

[پھر جو لوگ وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور

۱۱- علی برادران کی تحریک خلافت وغیرہ کے متعلق دیکھیں ''مکاتیب اقبال'' ، ۱/۲۵۵ - ۲۶۸ - نیز رسالہ ''صحیفہ'' (اکتوبر ۱۹۷۳) ، ص ۱۳۹ - ۱۴۱ دیکھیں -

ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ہیں ، اُتاروں گا اُن سے برائیاں اُن کی اور داخل کروں گا جنتوں میں -]

صفحہ ۹۰ میں ہے :

غلامِ فقر آں گیتی پناہم　　که در دینش ملوکیت حرام است

ملوکیت صرف اللہ کی ہے - دیکھیں صفحہ ۸۹ کی آیتیں -

صفحہ ۹۱ میں ہے :

مقامش عبدہٗ آمد و لیکن　　جہانِ شوق را پروردگار است

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ عبدیت خصوصی ہے اور ہر مقام سے بلند ہے -

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے :

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً ○

[پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے عبد کو راتوں رات -]

سورۃ النجم (آیت ۱۰) میں ہے :

فاوحیٰ الیٰ عبدہ مآ اوحیٰ ○

[پھر وحی کی اپنے عبد پر جو وحی کی (راز ہی راز ہے) -]

پھر سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں ہے :

عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً ○

[شاید کھڑا کرے آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود میں -]

ترکِ عثمانی

صفحہ ۹۱ میں ہے :

پنداری که رست از بندِ افرنگ　　ہنوز اندر طلسمِ او اسیر است
ک مردان که سحرِ او شکستند　　به پیمانِ فرنگی دل نه بستند

۲۵ فروری ۱۹۳۶ کو علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

''ترکوں کے متعلق مایوس نہ ہونا چاہیے - اُن کے ایک خدا پرست جرنیل کے الفاظ ہیں 'یہ الحاد کی ہوا آئی ہے کچھ دن کے بعد نکل جائے گی'۔ جو کچھ ہوا جذبہ' وطن پرستی بلکہ توران پرستی کا نتیجہ تھا -

''اب جو عراق ، افغانستان ، ایران ، اور ترکی کے معاہدے کی تجویز ہو رہی ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے 'توران پرستی' کو بحیثیت ایک پالیسی کے ترک کر دیا ہے - 'کافر نتوانی شد ناچار مسلماں شو' - حالات اس قسم کے ہیں کہ ترک اسلام کو چھوڑ کر کبھی من حیث القوم سر سبز نہیں ہو سکتے - باقی یہ بات صحیح ہے کہ ان میں افرنگ زدہ لوگ بکثرت ہیں - لیکن کیا عجب ہے کہ - - - افرنگ زدگی کے سر چشمے ہی کا خاتمہ ہو جائے - سب کچھ اللہ کے قبضہ' قدرت میں ہے - - - ''[12]

سورة المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

الا ان حزب الشیطٰن ہم الخٰسرون ٥

[یاد رکھو ، شیطان کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے -]

افرنگ نے ترکوں کو فریب میں رکھا ، پھر افرنگ کی جماعت کو زک پہنچی -

پھر صفحہ ۹۲ سے ''دخترانِ ملت'' کو خطاب ہے :

دل کامل عیار آں پاک جاں برد   کہ تیغِ خویش را آب از حیا داد

سورة الاحزاب (آیت ۵۹) میں ہے :

یدنین علیھن من جلابیبھن ط ذٰلك ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین ط

[نیچی کر لیا کریں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں - اس سے جلد پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی -]

صفحہ ۹۳ میں ہے :

جہاں تابی ز نورِ حق بیاموز   کہ او با صد تجلی در حجاب است

۱۲- ''مکاتیبِ اقبال'' ، ۱/۳۰۶ - ۳۰۷ -

دخترانِ ملت کو بھی حجاب چاہیے - سورۃ النور (آیت ۶۰) میں ہے
کہ البتہ بوڑھی عورتوں کے بے حجاب ہونے میں مضائقہ نہیں :

والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحاً فلیس علیھن جناح
ان یضعن ثیابھن غیر متبرجٰت بزینۃ ط و ان یستعففن
خیر لھن ط

[اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کوئی امید نہ رہی ہو اُن
کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ
ینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے اور
یادہ بہتر ہے -]

صفحہ ۹۳ ہی میں ہے :

جہان را محکمی از امہات است
نہادِ شان امینِ ممکنات است

مغرب کی وبا چل پڑی ہے کہ امومت کی ضرورت نہیں ، حالانکہ
ی سے دنیا قائم ہے - والدہ ہی کی بدولت اولاد کیسے عظیم الشان کارنامے
ام دیتی ہے - موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کیسی اچھی بشارت
رۃ القصص (آیت ۷) میں دی گئی ہے :

انا رآدوہ الیك و جاعلوہ من المرسلین ٥

[ہم پھر پہنچا دیں گے اس (موسیٰ) کو تیری طرف اور کریں گے
، کو رسولوں میں سے -]

سورۃ الاحقاف کی آیتیں ۱۵ - ۱۶ دیکھیں -

صفحہ ۹۴ میں ہے :

چہ پیش آید ، چہ پیش افتاد او را
تواں دید از جبینِ امہاتش

اس کے لیے اُوپر کی آیت (القصص ، آیت ۷) کافی ہو سکتی ہے اور
شعر کے لیے بھی :

ےرض باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرےرض بگیری

اسی طرح بہن کی قراءت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ متاثر ہو کر دین کی طرف بڑھے:

تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو   دگرگون کرد تقدیرِ عمرؓ را

والدہ کی طرح بہن بھی عورت تھی جس کی وجہ سے ایسا ہوا۔

عصرِ حاضر

صفحہ ۹۵ میں ہے:

جوانان را بد آموز است ایں عصر   شبِ ابلیس را روز است ایں عصر

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے:

استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ ط

[شیطان نے اُن پر قابو پا لیا ہے۔ پس اُس نے اُن کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔]

صفحہ ۹۶ میں ہے:

بہ تقلیدِ فرنگی پاے کوبی   بہ رگہاے تو آں طغیانِ خوں نیست

برہمن

صفحہ ۹۶ ہی میں ہے:

برہمن از بتاں طاقِ خود آراست   تو قرآں را سرِ طاقے نہادی!

برہمن نے اپنے طاق کو بتوں سے سجا لیا اور مسلمان نے قرآن کو بالائے طاق رکھ دیا۔

سورۃ الفرقان (آیت ۳۰) میں ہے:

و قال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً ○

[اور رسولؐ کہیں گے، اے پروردگار، بے شک میری قوم نے قرآن کو نظر انداز کر دیا تھا۔]

صفحہ ۹۷ میں ہے:

یک مسجد دو ملا می نہ گنجد   ز افسونِ بتاں گنجد یک دیر!

دنیوی ہوا و ہوس کی وجہ سے ہمارے ظاہر بیں علما میں آپس میں اتفاق نہیں ہے۔

سورۃ النّٰزعٰت (آیات ۳۷ - ۳۹) میں ہے :

فاما من طغیٰ ہ وا ٰثرالحیٰوۃ الدنیا ہ فان الجحیم ھی الماویٰ ہ

[پس جو حد سے بڑھا اور جس نے دنیوی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔]

تعلیم

صفحہ ۹۸ میں ہے :

تب و تابے کہ باشد جاودانہ سمندِ زندگی را تازیانہ
بہ فرزندان بیاموز ایں تب و تاب کتاب و مکتب افسون و فسانہ!

جوشِ عمل ہی تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے - صفحہ ۸۵ کی آیتیں دیکھیں۔

صفحہ ۹۸ ہی میں ہے :

ز علمِ چارہ سازے بے گدازے بسے خوشتر نگاہِ پاک بازے
نکو تر از نگاہِ پاک بازے دلے از ہر دو عالم بے نیازے

نگاہِ پاک باز بلکہ دلِ بے نیاز کی ضرورت ہے۔

سورۃ یوسف (آیت ۱۰۸) میں ہے :

ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃٍ انا و من اتبعنی ہ

[میں خدا کی طرف بلاتا ہوں - میں بصیرت پر قائم ہوں اور میرے ساتھی بھی۔]

صفحہ ۸۵ میں سورۃ ھود (آیت ۱۲۳) اور سورۃ مریم (آیت ۶۵) بھی دیکھیں۔

صفحہ ۹۹ میں ہے :

دارم آں مسلماں زادہ را دوست کہ در دانش فزود و در ادب کاست!

ادب اور تزکیہ کے بغیر علم و دانش بے کار ہے -

سورۃ الشمس (آیت ۹) میں ہے :

قد افلح من زکّٰها ٥

[تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو سنوارا -]

صفحہ ۱۰۰ میں ہے :

باین مکتب ، باین دانش چہ نازی
کہ نان در کف نداد و جان ز تن برد

اس تعلیم نے روٹی تو دے دی لیکن جان نکال لی - جان اور روح تو دین کے لیے اور عمل کے لیے ہیں -

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجٰتٍ ط

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور آن کے جنھیں علم دیا گیا -]

دین کا علم یا وہ علم جو دین کے نزدیک صحیح ہے -[۱۳]

صفحہ ۱۰۱ میں ہے :

مباش ایمن ازاں علمے کہ خوانی
کہ از وے روحِ قومے می تواں کُشت

جو علم دین یا قومی روح کے منافی ہو وہ حرام ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۳) میں ہے :

افرءیت من اتخذ الٰھہ' ھواہ و اضلہ اللہ علیٰ علمٍ و ختم علیٰ سمعہٖ و قلبہٖ و جعل علیٰ بصرہٖ غشٰوۃ ط

۱۳- علم آں باشد کہ جاں زندہ کند
مرد را باقی و پایندہ کند

[کیا آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور اللہ نے اُس کو باوجود علم کے (جو صحیح علم نہیں) گمراہ کر دیا ہے اور اُس کے کان اور دل پر مُہر لگا دی ہے اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے -]

صفحہ ۱۰۳ میں ہے :

تلاشِ رزق ازاں دادند ما را | کہ باشد پر کشودن را بہانہ

حضرت سعدیؒ کہتے ہیں ''خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است'' -

سورۂ ھود (آیت ۶) میں ہے :

و ما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقها ٥

[اور کوئی نہیں پاؤں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اُس کی روزی -]

اللہ نے ہر شخص کی روزی کا ذمہ لیا ہے ، صرف ذرا سا حیلہ چاہیے ، اور صرف روزی کو زندگی کا مقصد نہیں بنانا چاہیے -

صفحہ ۱۰۳ ہی میں ہے :

ع به موج آویز و از ساحل به پرهیز

مشکلات کا مقابلہ کرنے ہی کے لیے انسان پیدا ہوا ہے -

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥ [ہم نے بنایا انسان کو محنت میں] - ساری عمر محنت کرتا ہے اور کرنا چاہیے -

صفحہ ۱۰۴ میں ہے :

حرم جز قبلۂ قلب و نظر نیست | طوافِ او طوافِ بام و در نیست
میانِ ما و بیت اللہ رمزیست | کہ جبریلِ امیں را ہم خبر نیست !

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفة ٥ [مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب] -

اور سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے کہ :

حملھا الانسان o [اس (امانت) کو انسان نے اُٹھا لیا] ۔

خلیفہ بننا اور امانتِ الٰہی کو اُٹھا لینا انسان ہی کے لیے ہے اور اس میں بڑے اسرار و رموز ہیں جن کی تفسیر اقبال کے نزدیک ''قلب و نظر'' کی تعمیر ہے ۔

صفحہ ۱۰۵ سے ''حضورِ عالمِ انسانی'' کا باب شروع ہوتا ہے اور اس کے ذیل میں ''جاوید نامہ'' کا یہ شعر آتا ہے :

آدمیت احترامِ آدمی   با خبر شو از مقامِ آدمی

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر و البحر و رزقناھم من الطیبٰت و فضلناھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور اُن کو مسلط کر دیا خشکی اور تری پر اور اُن کو روزی دی اچھی اچھی چیزوں سے اور اُن کو بڑی فضلیت دی بہتوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ۔]

صفحہ ۱۰۸ میں ہے :

دریں گلشن کہ گلچینی حلال است   تو زخمے از سرِ خارے نداری !

مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی زندگی ہے ۔ صفحہ ۱۰۳ میں سورۃ البلد کی آیت (۴) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۰۹ میں ہے :

اگر خواہی خدا را فاش بینی   خودی را فاش تر دیدن بیاموز

سورۃ الحشر کی آیت (۱۹) ہے :

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ط اولٰئک ھم الفٰسقون o

[اور اُن جیسے مت ہو جاؤ جنھوں نے بُھلا دیا اللہ کو، پھر اُس نے بھلا دیے اُن کو اُن کے جی - وہ لوگ وہی ہیں بے حکم -]

یعنی خدا کو نہ بھولو گے تو خود کو پہچان سکو گے، ورنہ نہیں -

صفحہ ۱۱۰ میں ہے:

تو شاہینی و لیکن خویشتن را نگیری تا بہ دامِ خود نیائی !

اگر خود کو پہچانو گے تو شاہین کی طرح بلند پرواز اور تیز نگاہ ثابت ہو گے - سورۃ الحشر کی آیت (۱۹) سے یہاں بھی استدلال کیا جا سکتا ہے - پھر بلند پروازی تو انسان میں ودیعت کی گئی ہے -

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں ہے:

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط

[اور مسخر کیے گئے تمھارے لیے جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں سب اس کی طرف سے -]

صفحہ ۱۱۰ ہی میں ہے:

حیات جاوداں اندر یقین است رہِ تخمین و ظن گیری، بمیری !

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے:

و ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً o

[اور ظن و تخمین حقیقت کی تلاش میں کچھ کام نہیں دیتے -]

اسی صفحے میں ہے:

مرا کافر کند اندیشۂ رزق ترا کافر کنـد علمِ کتابی

کوئی رزق کی وجہ سے اور کوئی علمِ کتابی کی وجہ سے خدا کو بھول گیا ہے -

سورۃ الفاتحہ (آیت ۱) میں ہے کہ وہی رب العٰلمین ہے اور سورۃ الانعام (آیت ۸۱) میں ہے:

وسع ربی کل شیء علماً ط

[پھیل گیا ہے میرا رب ہر چیز پر علم سے -]

یعنی تمام چیزیں اُس کے علم کے احاطے میں ہے۔

صفحہ ۱۱۱ میں ہے :

بگیر از ما کہن صحرا نورداں   بہ پشتِ خویش بردن بارِ خود را

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۴) میں ہے :

ولا تزر وازرۃٌ وزر اخری ○

[اور بوجھ نہ اُٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا ۔]

صفحہ ۱۱۱ ہی میں ہے :

ز تاویلاتِ مُلایاں نکو تر   نشستن با خود آگاہے دمے چند

آج کل نیم مُلا لوگوں نے اپنے اغراض کے لیے قرآن کی نئی نئی تاویلات کی ہیں ۔ ان تاویلات کو سننے سے بہتر یہ ہے کہ خود ہی تنہائی میں قرآن پر غور و فکر کرے ۔

سورۃ القصص (آیت ۵۰) میں ہے :

و من اضل ممن اتبع هواه بغیر هدی من الله ط

[اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت کے بغیر ۔]

صفحہ ۱۱۲ میں ہے :

حکیماں را دریں اندیشہ بگذار   شرر از تیشہ خیزد یا ز سنگ است !

* * *

مشو در چار سوے ایں جہاں گم   بخود باز آ و بشکن چار سو را

فلسفی کی طرح دنیا بھر کی باتیں سوچنا بے کار ہے ۔ فلسفی سوچتا ہے کہ چنگاری تیشہ سے نکلتی ہے یا پتھر سے ۔ تو ایسی سوچ سے اُسے یا کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟ وہ خود کو پہچانے کہ وہ اطراف و اکنافِ عالم کو مسخر کر سکتا ہے اور چاہیے کہ وہ ایسا کرے ۔ صفحہ ۱۱۰ کی آیتیں یہاں بھی کافی ہیں ۔

صفحہ ۱۱۳ میں ہے :

تو اے موج اضطرابِ خود نگہدار   کہ دریا را متاعِ خانہ از تست

موج میں حرکت اور اضطراب نہ ہو تو سمندر کو کوئی سمندر نہ کہے ۔ عمل اور حرکت ہی سے زندگی کا ثبوت ملتا ہے ۔

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکل درجٰتٌ مما عملوا o

[اور ہر ایک کے رتبے اُن کے اعمال کے مطابق ہیں ۔]

صفحہ ۱۱۳ ہی میں ہے :

بہ نورِ دوش بیں امروزِ خود را   ز دوش امروز را نتواں ربودن

سورۂ یوسف (آیت ۱۱۱) میں ہے :

لقد کان فی قصصھم عبرۃٌ لاولی الالباب ط

[البتہ اُن کے احوال سے قیاس کرنا ہے عقل والوں کو ۔]

یعنی ماضی سے حال کے لیے سبق ملتا ہے ۔

صفحہ ۱۱۵ میں ہے :

و لیکن طرحِ فردائے تواں ریخت   اگر دانی بہائے ایں دمے چند !

اوپر ہی کی آیت (یوسف ، ۱۱۱) دیکھیں ۔

صفحہ ۱۱۶ میں ہے :

تہ و بالا کن ایں عالم کہ در وے   قمارے می برد نامرد از مرد !

زندگی کا ثبوت عمل سے ملتا ہے اور عمل والے ہی کو مرد کہا جا سکتا ہے ۔

صفحہ ۱۱۳ میں سورۃ الاحقاف کی آیت (۱۹) کا حوالہ آ چکا ہے ۔

صفحہ ١١٦ ہی میں ہے :

برون کن کینہ را از سینۂ خویش — کہ دودِ خانہ از روزن برون بہ
ز کشتِ دل مدہ کس را خراجے — مشو اے دہ خدا غـارت گرِ دہ

اللہ پاک نے ہم کو کینہ و بغض کے خلاف دعا بھی سکھائی ہے (سورۃ الحشر ، آیت ١٠) :

ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ربنا انک رءوفٌ رحیمٌ ٥

[اور نہ رکھ ہمارے دل میں کینہ ایمان والوں کا ، اے رب ، تو ہی نرمی والا مہربان ہے -]

اسی صفحے میں ہے :

نشانِ مردِ حق دیگر چہ گویم — چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست !

سورۃ النجم (آیات ٤٣ - ٤٤) میں ہے :

و انہ ھو اضحک و ابکیٰ ٥ و انہٗ ھوا مات و احیا ٥

[اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا -]

اللہ کے نیک بندوں کو صحیح خوشی وہی دیتا ہے اور بُرے لوگوں کو اُن کی بد اعمالی سے وہی رُلائے گا -

صفحہ ١١٧ میں ہے :

دلِ ما آتش و تن موجِ دودش — تپیدِ دم بدم سازِ وجـودش
بـذکـرِ نیم شب جمعیتِ او — چو سیمابے کہ بندو چوبِ عودش

سورۃ الذاریٰت (آیات ١٧ - ١٨) میں شب بیدار متقین پر اللہ کے انعامات کا ذکر ہے :

کانوا قلیلاً من الیل ما یھجعون ٥ و بالاسحارھم یستغفرون ٥

[وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقت معافی مانگتے -]

یہ دل کی بیداری کا ثبوت ہے اور دل کی غفلت اس کے برعکس ہے ، یعنی رات کو خوب سونا اور کبھی اللہ سے معافی نہ مانگنا ۔

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

دلِ ما گرچہ اندر سینۂ ماست و لیکن از جہانِ ما برون است

دل کی بیداری یہ بھی ہے کہ انسان اپنے تن سے باہر بھی دیکھے اور یہ کہ اُسے کیا کرنا ہے ۔

سورۃ الحشر (آیت ۱۸) میں ہے :

و لتنظر نفسٌ ما قدمت لغدٍ ط

[اور چاہیے کہ ہر نفس دیکھتا رہے کہ اُس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے ۔]

صفحہ ۱۲۰ میں ہے :

جہانِ دل جہانِ رنگ و بو نیست در و پست و بلند و کاخ و کو نیست
زمین و آسمان و چار سو نیست درین عالم بجز اللہ ھُو نیست !

دل کی دنیا میں صرف اللہ ہے اور غیر اللہ کے لیے کوئی جگہ نہیں ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر o

[اور مت پکڑو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود ۔]

سورۃ الحج (آیت ۱۲) میں ہے :

یدعوا من دون اللہ مالا یضرہ' و مالا ینفعہ' ط

[پکارتا ہے اللہ کے سوا کسی اور کو جو اُس کا نہ برا کرتا اور نہ اُس کا بھلا کرتا ۔]

صفحہ ۱۲۰ ہی میں ہے :

ع محبت چیست ؟ تاثیرِ نگاہیست

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۵۹) میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے :

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ○

[تو یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ اُن کے لیے نرم دل ملے -]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی نے ایک عالم کو ہمیشہ کے لیے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور اللہ پاک بھی تو ایسا ہی رحیم ہے -

سورۃ الانعام (آیت ۵۴) میں ہے :

کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ ○

[تمھارے رب نے اپنے اُوپر رحمت لازم کر لی ہے -]

صفحہ ۱۲۱ سے ۱۲۲ تک پھر خودی کی تشریح ہے - صفحہ ۱۲۲ میں ہے :

کفِ خاکے کہ دارم از درِ اوست گل و ریحانم از ابرِ ترِ اوست
نہ 'من' را می شناسم من ، نہ 'او' را ولے دانم کہ 'من' اندر برِ اوست

"میں" اور خودی ساتھ ساتھ ہیں ، لیکن وہ نہیں جس میں تکبر ہے بلکہ خود شناسی اور خود نگری چاہیے - سورۃ الذاریٰت کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) اُوپر آ چکی ہیں ، یعنی :

و فی الارض آیٰت للموقنین ○ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے خود تمھارے اندر - کیا تم کو سوجھ نہیں ؟]

صفحہ ۱۲۳ میں ہے :

ع کند ہر قوم پیدا مرگِ خود را

اگر قوم عمل نہیں کرے گی تو خود ہی مر جائے گی اور اگر عمل

کرے گی ، زندہ رہے گی - سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم ط

[خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا] (حالی)

صفحہ ۱۲۳ ہی میں ہے :

شنیدم مرگ با یزدان چنیں گفت چہ بے نم چشمِ آں کز ِ گل بزاید
چو جانِ او بگیرم شرمسارم ولے او را ز مُردن عار ناید !

ملک الموت کو مسلمانوں کی روح قبض کرنے میں شرمساری محسوس ہوتی ہے لیکن افسوس کہ خود مسلمان کو شرمندگی محسوس نہیں ہوتی جب اُس کی روح قبض ہوتی ہے کہ اس نے کوئی عمل پیش نہیں کیا -

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۶) میں ہے :

ان السمع و البصر و الفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولاً ۝

[بے شک کان ، آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ ہوگی -]

صفحہ ۱۲۴ میں ہے :

بغیر از جانِ ما سوزے کجا بود ترا از آتشِ ما آفریدند

شیطان سے خطاب ہے کہ تجھ میں یہ سوز اور گرمی انسان ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی - اگر تو سجدہ کر لیتا تو یہ گرمی تجھ میں پیدا نہ ہوتی -

سورۃ البقرہ (آیت ۳۴) میں ہے :

ابیٰ و استکبر و کان من الکٰفرین ۝

[اُس نے قبول نہ رکھا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکروں میں سے -]

انسان کی خلافت کا ذکر بھی اسی سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے اور اس سلسلے کے واقعات بھی اسی کے ساتھ آتے ہیں - اقبال اُس شیطان کو شیطان ہی نہیں سمجھتے جو بے عمل اور کمزور انسان کو فریب دیتا ہے -

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

من او را مُردہ شیطانے شمارم کہ گیرد چوں تو نخچیرِ زبونے !

صفحہ ۱۲۸ میں ہے :

بہ ایں نو زادہ ابلیساں نسازہ گنہگارے کہ طبعِ او غیور است

مسلمان اگر غیرت مند ہے تو گناہ گار ہونے کے باوجود وہ نئے نئے (مغرب کے) شیطانوں کے فریب میں نہیں آ سکتا ۔ ایسے مسلمان (غیرت مند) کے لیے یوں سمجھنا چاہیے کہ :

الذین یجتنبون کبٰئر الاثم و الفواحش الا اللمم ط (سورۃ النجم ، آیت ۳۲) -

[وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں ، سوائے کچھ آلودگی کے -]

بہ یارانِ طریق

صفحہ ۱۳۱ میں ہے :

قلندر جرہ بازِ آسمانہا بہ بالِ او سبک گردد گرانہا

صفحہ ۱۱۰ میں سورۃ الجاثیہ کی آیت (۱۳) دیکھیں اور سورۂ لقمٰن کی آیت (۲۰) بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۱۳۲ میں ہے :

مرا از منطق آید بوے خامی دلیلِ او دلیلِ ناتمامی !

سورۃ النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً o

[اور ظن و تخمین حقیقت کی تلاش میں کچھ کام نہیں دیتے -]

صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

دو صد دانا دریں محفل سخن گفت سخن نازک تر از برگِ سمن گفت
ولے با من بگو آں دیدہ ور کیست کہ خارے دید و احوالِ چمن گفت !

اس محفل میں بہت سے شعرا ہیں لیکن ایسے نہیں جو مشکلات میں راحتوں کے حصول کا سبق دیتے ہیں - صفحہ ۱۳۱ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۱۳۶ میں ہے :

ع زمیں را آسمانِ خود ندانم !

اپنی زمین کو میں اپنا آسمان قرار نہیں دیتا بلکہ جوشِ عمل کا پیام دیتا ہوں اور بڑے بڑے کارنامے چاہتا ہوں - یہاں بھی صفحہ ۱۳۱ کی آیتیں مفید ہیں -

صفحہ ۱۳۷ میں ہے :

دو صد بُو حامد و رازی نیرزد بنادانے کہ چشمش راہ بین است !

علم سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے -

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے :

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجٰت ط و اللہ بما تعملون خبیرٌ ٥

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور اُن کے جنھیں علم دیا گیا ، اور اللہ اُس سے جو تم عمل کرتے ہو خوب واقف ہے -]

یعنی ایمان اور اس کے علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے بلکہ اللہ تو عمل کو دیکھتا ہے -

صفحہ ۱۳۸ میں ہے :

ہمیں یک چوبِ نےؔ سرمایۂ من
نہ چوبِ منبرے نے چوب دارے

یہ چوبِ نےؔ (بانسری) یعنی آواز جو عمل کے لیے اُٹھ رہی ہے اُس کی زیادہ ضرورت ہے -

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے :

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ٥

[اللہ پاک ایمان والوں کو دنیوی اور اُخروی زندگی میں صحیح و محکم بات (کلمۂ طیبہ) پر ثابت قدم رکھتا ہے -]

صفحہ ۱۳۹ میں ہے :

بدوشِ منعمِ بے دین و دانش قبائے نیست پالانِ حریر است !

سورۃ الانفال (آیت ۵۵) میں ہے :

ان شر الدوآب عند اللہ الذین کفروا فھم لایؤمنون ٥

[بے شک بدتر سب جانداروں میں ، اللہ کے نزدیک ، وہ ہیں جو منکر ہوئے ، پھر وہ ایمان نہیں لائے -]

صفحہ ۱۴۰ میں ہے :

ع مقامِ عشق منبر نیست ، دار است

عشق محض مشکلات کی دعوت دیتا ہے - صفحہ ۱۰۳ میں سورۃ البلد کی آیت (۴) دیکھیں -

صفحہ ۱۴۲ میں ہے :

فرنگی را دلے زیرِ نگیں نیست متاعِ او ہمہ ملک است ، دیں نیست

سورۃ القصص (آیت ۵۰) میں ہے :

و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدیً من اللہ ط

[اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر -]

صفحہ ۱۴۳ میں ہے :

خدا اندر قیاسِ ما نہ گنجد شناس آں را کہ گوید ما عرفناک

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما عرفناک حق معرفتک o

[ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق ہے -]

خدا کو اگر نہیں پہچانتے تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لو جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں : لولاک لما خلقت الافلاک o [اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا] -

سورۂ سبا (آیت ۲۸) میں ہے :

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً o

[اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر -]

صفحہ ۱۴۴ میں ہے :

قبائے لا الٰہ خونیں قبائے است   کہ بر بالائے نامرداں دراز است !

لا الٰہ الا اللہ کہنے والا غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا اور ایسا ایمان ہو تو کمزور بھی طاقت ور بن سکتے ہیں - موسیٰ علیہ السلام نے مشکل پسندی اور سخت کوشی کا کیسا اچھا پیام دیا ہے (سورۃ الکہف آیت ۶۰) :

و اذ قال موسیٰ لفتٰہ لآ ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقباً o

[اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے کہا اپنے غلام سے کہ میں ہرگز باز نہ رہوں گا جب تک نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک ، یا چلتا جاؤں قرنوں (سالہا سال) -]

صفحہ ۱۴۵ میں ہے :

نداند کشتۂ ایں عصرِ بے سوز   قیامت ہا کہ در قد قامتِ اوست

تکبیر ''اللہ اکبر'' اور اقامت ''قد قامت الصلوٰۃ'' کا مقصد یہی ہے کہ غیر اللہ سے بیزاری اختیار کی جائے۔ صرف زبان سے کہ لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس نماز کی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ابھی صفحہ ۱۴۴ کی آیت آ چکی ہے۔ وہی یہاں بھی کافی ہے۔

صفحہ ۱۴۶ میں ہے:

ازاں کشتِ خرابے حاصلے نیست که آب از خونِ شبیرے ندارد!

صرف وہی کھیتی مفید ہے جو کسی شبیر کے خون سے سینچی گئی ہو، یعنی ہر ایسے حاکم سے بیزاری ہونی چاہیے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت سے بیزار ہے۔

سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں ہے:

یٰایها الذین اٰمنوآ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ط

[اے ایمان والو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور جو تم میں سے حاکم ہو (یعنی ایمان والوں میں سے حاکم ہو اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہو)۔]

اگر حاکم ایسا نہیں ہے تو پھر اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یہی پیام ہے۔

''ارمغانِ حجاز'' کی اُردو نظمیں

صفحہ ۵ میں ابلیس کہتا ہے:

(۱) میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب
(۲) میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں
(۳) میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
(۴) میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں!

(۱) فرنگی نے ملوکیت پر زور دے رکھا ہے جو غصب کرنا چاہتی ہے۔ سورۃ الکہف (آیت ۷۹) میں ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ:

یاخذ ُکل سفینۃٍ غصباً o [وہ لے لیتا ہر کشتی چھین کر] ۔

(۲) دین سے بیزاری پیدا کر دی ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۹) میں ہے :

استحوذ علیہم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہط

[شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے ۔ پس اس نے ان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے ۔]

(۳) نادار لوگ تقدیر کے قائل ہو گئے کہ کچھ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ اس لیے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں ۔

سورۃ النجم (آیت ۳۹) میں ہے :

لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جس کی سعی کی ۔]

(۴) سورۃ الھمزہ اسی سرمایہ داری کے خلاف ہے :

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ o الذی جمع مالاً وعددہ‘ o یحسب ان مالہ‘ اخلدہ‘ o

[بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو اور رو در رو طعنہ دینے والا ہو ۔ جو مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا ہو ۔ وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا ۔]

صفحہ ۶ میں ابلیس کا پہلا مشیر کہتا ہے :

(۱) ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام

(۲) یہ ہماری سعیٔ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و ملّا، ملوکیت کے بندے ہیں تمام !

(۳) طبعِ مشرق کے لیے موزوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوالی' سے کچھ کمتر نہیں 'علمِ کلام'

(۱) غلامی سیکھ لینے کے بعد قوم ہر اس چیز سے بچنا چاہتی ہے جس کا مقصد ''قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو''۔ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے رشتہ جوڑنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے ، حالانکہ سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون o

[اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر یہ کہ میری ہی عبادت کریں (یعنی اللہ کے آگے جھکنے کے لیے پیدا کیا تھا ، غیر اللہ کے آگے نہیں) ۔]

(۲) آج کل کے صوفی اور ملا" بھی غلام بن گئے ہیں اور اپنا منصب چھوڑ چکے ہیں ۔ ان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ غیر اللہ کے غلام بن جائیں ۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۲۲) میں ہے :

لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ و رسولہ' ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ط

[جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تو ایسا نہیں پائے گا کہ وہ محبت کریں ان سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے رشتہ دار ہوں ۔]

(۳) آج کل توحید کو صرف علمِ کلام یا قوالی سمجھ لیا گیا ہے ۔ یہ عمل کی چیز ہے یعنی صرف اللہ کو طاقت سمجھنا توحید ہے ۔

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰـھاً اٰخر ط

[اور مت پکار اللہ کے سوا کوئی اور حاکم ۔]

ابلیس کا پہلا مشیر یہ بھی کہتا ہے کہ اب حج بھی محض رسم رہ گیا ہے اور جہاد کو غلام احمد قادیانی نے حرام قرار دے دیا ہے - یہ سب شیطان کی فتح ہے -

صفحہ ۷ میں پھر یہی مشیر یہ کہتا ہے :

ع ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس

گویا ملوکیت اور جمہوریت ہم مقصد ہیں -

ع کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

علم کے دعوے دار صرف اپنی پارٹی کی حمایت کرتے ہیں خواہ وہ حق پر ہو یا نہ ہو -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴) میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے :

و اذا خلوا الیٰ شیٰطینہم قالوآ انا معکم ط

[اور جب وہ اکیلے جائیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں -]

صفحہ ۸ میں پھر تیسرا مشیر یہ کہتا ہے کہ جمہوریت میں ''روحِ سلطانی'' کو صرف یہودیوں کی شرارت کے جواب کے طور پر پوشیدہ کر کے رکھا ہے - پھر رومۃ الکبریٰ[۱۴] کی سیاست کا ذکر ہے کہ وہ ''معصومانِ یورپ'' جو دنیا کے پنجر سے بھی بغیر خراج لیے باز نہیں آتے ، اُن کو مسولینی کی "غارت گری" پر کیوں اعتراض ہے ؟ پھر ایک مشیر کہتا ہے (صفحہ ۱۰) :

وہ یہودی فتنہ گر ، وہ روحِ مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اُس کے جنوں سے تار تار

۱۴- تفصیل کے لیے دیکھیں ''مکاتیب'' ، ۱/۲۰۲ -

پھر ابلیس ان مشیروں کو جواب دیتا ہے کہ یہ سب "اماماں ِ سیاست" اور "کلیسا کے شیوخ" میری ایک 'ھو' سے احمق بنائے جا سکتے ہیں لیکن مجھے ڈر ہے تو صرف اس امت ِ مسلمہ سے جس میں خال خال اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں -

صفحات ۱۲ - ۱۳ میں ہے :

(۱) خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک ِ سحر گاہی سے جو ظالم ِ وضو

(۲) عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع ِ پیغمبرؐ کہیں

(۳) اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب !
پادشاہوں کی نہیں ، اللہ کی ہے یہ زمین

(۴) چشم ِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محروم ِ یقیں !

(۵) ہے یہی بہتر الٰہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۱) قرآن شب بیداری کی تعلیم دیتا ہے کہ اس طرح انسان کی خفتہ صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں -

سورۃ المزمل (آیت ۶) میں ہے :

ان ناشئة الليل هى اشد وطاً و اقوم قيلاً ٥

[بے شک رات کا اُٹھنا خوب موثر ہے کچلنے میں (نفس کے) اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے -]

(۲) سورۂ آل ِ عمران (آیت ۱۱۰) میں ہے :

كنتم خير أمةٍ أخرجت للناسِ تأمرون بالمعروفِ و تنهون عن المنكرِ و تؤمنون بالله ط

[تم بہترین امت ہو جو انتخاب کی گئی ہے لوگوں کے لیے - تم حکم دیتے ہو اچھے کاموں کا اور روکتے ہو ناپسندیدہ کاموں سے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو -]

(۳) یہی دین یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ یہ زمین اللہ کی ہے ، بادشاہوں کی نہیں -

سورۃ الحدید (آیت ۵) میں ہے :

لہٗ ملک السمٰوات والارض ط و الی اللہ ترجع الامور o

[اُسی کو حکومت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام -]

سورۂ محمد (آیت ۳۸) میں ہے :

و ان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوآ امثالکم o

[اور اگر تم پھر جاؤ گے (اللہ کے طریقے سے) تو وہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو بدل لائے گا - پھر وہ لوگ تمھاری طرح نہ ہوں گے -]

(۴) شیطان خوش ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں ہے اور خدا پر پورا یقین نہیں رکھتا - سورۃ الفرقان (آیت ۵۸) میں اس کے لیے ارشاد ہے :

و توکل علی الحی الذی لا یموت و سبح بحمدہٖ ط

[اور بھروسا کر ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جو نہیں مرے گا اور تسبیح کر اُس کی حمد کے ساتھ -]

(۵) آج کا مسلمان توحید کو علمِ کلام کا ایک مسئلہ سمجھتا ہے یا قوالی سمجھتا ہے حالانکہ صرف اللہ کو ماننا اور غیر اللہ کو پس پشت ڈالنا ہی توحید کا مقصد ہے -

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے :

فلا تخشوھم واخشون ط [پس اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو] -

ابلیس پھر آج کے مسلمان کے لیے کہتا ہے (صفحہ ۱۴) :

ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات !

جو شعر اور تصوّف انسان کو سلا دے اور زندگی (بیداری) سے دور کر دے ابلیس کے نزدیک پسندیدہ ہے -

سورۃ النور میں ہے :

انما کان قول المؤمنین اذا دعوآ الی اللہ ورسولہٖ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا و اطعنا ط و اولٰئک ھم المفلحون ٥

[مسلمانوں کا قول ، جب اُن کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے ، یہ ہے کہ وہ کہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا ، اور ایسے لوگ فلاح پائیں گے -]

یعنی مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی ہر بات میں رجوع کرتے ہیں -

صفحہ ۱۵ میں ہے :

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہ ہونا بہت بڑی قوت کا جذبہ ہے - سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر ط

[اور اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم نہ پکار -]

بڑی بے غیرتی ہے کہ کوئی اللہ کا ہو کر اللہ کے علاوہ دوسروں کا محتاج ہو -

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

اور ''بانگِ درا'' میں بھی ہے :

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

سورۃ العصر کی آیتیں ہیں :

والعصر ٥ ان الانسان لفی خسرٍ ٥ الا الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰتِ و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ٥

[زمانے کی قسم (زمانے کی تاریخ دیکھ لو) : بے شک انسان خسارے میں ہے ، مگر جو یقین لائے اور عمل صالح کیے اور آپس میں تقید کیا حق کا اور آپس میں تقید کیا صبر کا ۔]

یعنی ہر فرد کو چاہیے کہ ایمان اور عملِ صالح اختیار کرے اور جماعت کو چاہیے کہ حق اور صبر کی آپس میں تاکید اور وصیت کرے ۔

صفحہ ۱۶ میں ہے :

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

سورۃ البقرہ (آیت ۱۶) میں ہے :

اولٰئك الذین اشتروا الضلٰلة بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم و ما کانوا مھتدین ٥

[وہی ہیں جنھوں نے خرید کی ہدایت کے بدلے گمراہی ۔ تو نفع نہ لائی اُن کی تجارت اور نہ وہ راہ پا سکے ۔]

صفحہ ۱٦ ہی میں ہے :

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا

نئی تہذیب نے بدن پروری اور خود غرضی کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا ہے -

سورۂ طٰہٰ (آیت ۱۳۱) میں ہے :

لا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجاً منھم زھرة الحیٰوة الدنیا لنفتنھم فیہ ط و رزق ربك خیرٌ و ابقیٰ o

[تو نہ دوڑا اپنی نگاہوں کو اُن چیزوں کی طرف جن سے ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو بہرہ مند کیا ہے (یعنی) دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف - یہ اس لیے کہ ہم اس میں اُن کو آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے -]

سورة المنٰفقون کی آیت ۹ بھی دیکھیں -

صفحہ ۱۸ میں ہے :

خبر ، عقل و خرد کی ناتوانی نظر ، دل کی حیاتِ جاودانی

ناقص علم اور فلسفہ محض ناتوانی ہے کیونکہ یقین سے دور ہے -

سورة النجم (آیت ۲۸) میں ہے :

ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً o

[بے شک ظن و تخمین حقیقت کی تلاش میں کچھ کام نہیں دیتے -]

لیکن نظر اور بصیرت ہی سے صحیح زندگی ہے -

سورۂ یوسف (آیت ۱۰۸) میں ہے :

قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوآ الی اللہ علیٰ بصیرةٍ انا و من اتبعنی ط

[آپ فرما دیں کہ یہ میرا طریق ہے - میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں بصیرت (دلیل) پر قائم ہوں ، میں بھی اور میرے ساتھی بھی -]

صفحہ ۲۰ میں ہے :

مر کے جی اٹھنا فقط آزاد مردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی روح کی منزل ہے آغوشِ لحد

سورۃ النجم (آیت ۳۱) میں ہے :

واللہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض لیجزی الذین اساءوا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ o

[اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے ۔ انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والوں کو اُن کے کام کے عوض میں جزا دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو اُن کے نیک کاموں کے عوض میں جزا دے گا ۔]

آخرت میں وہی خوش ہوں گے جو اللہ کی مغفرت سے نوازے جائیں گے ۔

اوپر کے شعر کے برعکس ایک غلام اور محکوم سے اُس کی قبر بھی پناہ مانگتی ہے ۔ مصرع یہ (صفحہ ۲۱) ہے :

الحذر محکوم کی میت سے سو بار الحذر

سورۃ الانعام (آیت ۱۲۲) میں ہے :

او من کان میتاً فاحیینٰہ و جعلنا لہ' نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ' فی الظلمٰت لیس بخارج منہا o

[ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا ہم نے اُس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اُس کو ایک ایسا نور دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے ۔ کیا ایسا شخص اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ تاریکیوں میں ہے ، اُن سے نکلنے ہی نہیں پاتا ؟]

آزاد مرد اور محکوم مرد کی بہت اچھی مثال ہے ۔

صفحہ ۲۲ میں ہے :

ع 'شاہ' ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت

صحیح معنی میں یہ شاہ نہیں بلکہ ''معزول'' شاہ ہے جسے شہنشاہ کہا جا رہا ہے -

سورۃ النحل (آیت ۷۵) میں ہے :

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیء ٥

[اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے جو دوسروں کے بس میں ہے کہ وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا -]

صفحہ ۲۳ میں ہے :

یہ علم ، یہ حکمت ، یہ سیاست ، یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد !

تن پروری اور سرمایہ داری کے لیے آج کل کے علم و حکمت اور سیاست و تجارت کو استعمال کیا جا رہا ہے -

سورۃ العنکبوت (آیت ۳۸) میں ہے :

و زین لھم الشیطٰن اعمالھم فصدھم عن السبیل ٥

[اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں مستحسن کر دیا اور اُن کو راہ سے روک دیا -]

صفحہ ۲۵ میں ہے :

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات !

ابھی صفحہ ۲۰ میں سورۃ الانعام کی آیت (۱۲۲) آ چکی ہے - وہ یہاں بھی کافی ہے -

صفحہ ۲۸ میں ہے :

روشن تو وہ ہوتی ہے ، جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک !

سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۹) میں ہے :

ولھم اعین لا یبصرون بھا o

[اور اُن کے پاس آنکھیں ہیں ، (لیکن) اُن سے دیکھتے نہیں -]

صفحہ ۳۰ میں ہے :

رہے تیری خدائی داغ سے پاک مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر !

اگر سجدہ بے ذوق و شوق ہے تو مسلمان کے لیے باعثِ ننگ ہے - سورۃ الماعون (آیات ۴ - ۷) میں ہے :

فویل للمصلین o الذی ہم عن صلاتھم ساھون o الذین ہم یرآءون o و یمنعون الماعون o

[تو ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں ، جو ایسے ہیں (کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو) ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز (یا زکٰوۃ) نہیں دیتے -]

صفحہ ۳۰ ہی میں ہے :

حذر اُس فقر و درویشی سے ، جس نے
مسلماں کو سکھا دی سر بزیری !

علامہ اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں :

"صوفیہ اسلام سے بے پروا اور احکام کے تصرف میں ہیں -"[15]

اللہ سے رشتہ رکھنے والا اگر غیر اللہ کا غلام بن جائے تو کس قدر شرم کی بات ہے ؟ صفحہ ۱۵ میں سورۃ القصص کی آیت ۸۸ دیکھیں - یہی بات صفحہ ۳۱ میں ہے :

فرنگی بت کدے میں کھو گیا کون ؟

۱۵- ایضاً ، ۱/۲۵۰ -

صفحہ ۳۱ میں ہے :

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز ◦ جگر پُر خوں، نفس روشن، نگہ تیز!

(۱) بندۂ مومن سراپا عمل اور مجسم جوش ہوتا ہے - سورۃ الکہف کی آیت (۶۰) صفحہ ۱۴۴ (فارسی) میں بھی آ چکی ہے -

(۲) بندۂ مومن کا نفس روشن ہوتا ہے - سورۃ الشمس کی آیت (۹) میں ہے :

قد افلح من زکٰھا ○

[مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو سنوارا -]

یہاں "نفش" ہے اور اقبال نے "نفَس" استعمال کیا ہے - مقصد ایک ہی ہے -

(۳) بندۂ مومن کی نگاہ تیز ہوتی ہے - سورۃ المزمل (آیت ۶) میں ہے :

و اقوم قیلا ○ [اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے (خوب پہچان لیتا ہے) -]

صفحہ ۳۲ میں ہے :

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے ◦ اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری!

مشکلات سے مقابلہ کرنے والا ہی دوسروں کی بھی حفاظت اور خدمت کر سکتا ہے - ایثار کا مادہ ایسے ہی شخص میں ہوتا ہے -

سورۃ الحشر (آیت ۹) میں ہے :

و یؤثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ ط

[اور وہ (دوسروں کی حاجت کو) ترجیح دیتے ہیں اپنے اُوپر، گو اُن کو فاقہ (تکلیف) ہو جائے -]

صفحہ ۳۲ ہی میں ہے :

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے ؟
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے ؟

جو کوئی بھی مسلمان ہے اُسے مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی ہوگا - ہر کام کے لیے عزم اور حوصلہ کی ضرورت ہے - سورۂ لقمٰن (آیت ۱۷) میں ہے :

و اصبر علیٰ مآ اصابك ط ان ذٰلك من عزم الامور ہ

[اور استقلال اختیار کر اُس پر جو مصیبت تجھ پر پڑے - بے شک یہ بڑے حوصلے کے کاموں میں سے ہے -]

صفحہ ۳۳ میں ہے :

کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر　　کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر
کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر　　مقام اپنی خودی کا فاش تر کر !

ہر قدم پر مشکل پسندی ہی کرنا چاہیے - سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ہ

[بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں -]

صفحہ ۴۳ میں ہے :

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب !
دیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب !

دین عمل کا متقاضی ہے - صرف زبان سے دین کو تسلیم کر لینا کافی نہیں -

سورۃ الحجرات (آیت ۱۴) میں ہے :

قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم ہ

[عرب گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے - کہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے - ہاں کہو کہ ہم نے تسلیم کر لیا - حالت یہ ہے کہ تم لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا -]

صفحہ ۳۵ میں ہے :

اے کہ غلامی سے ہے روح تری مضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام

صفحہ ۶ میں غلامی کے سلسلے میں علامہ اقبال کا بیان ، پھر آیت بھی دیکھیں ۔

صفحات ۳۶ - ۳۷ میں ہے :

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہان چار سُو و رنگ و بو

* * *

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو

دلوں میں گرمی پیدا ہو تو ظالم حاکمیت قائم نہیں رہ سکتی ۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ط

[بے شک اللہ اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ۔]

اس سے معلوم ہوا کہ قوم کوشش اور ہمت کرے تو ظالم حاکم کا خاتمہ ہو سکتا ہے ۔

صفحہ ۳۸ میں ہے :

خود گیری و خود داری و گلبانگِ انا الحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اُس کے مقامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
خود مردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات !

اگر صوفی صحیح معنی میں صوفی ہے تو پھر وہ غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا ، ورنہ غیر اللہ ہی اُس کا خدا ہوتا ہے ۔ صفحہ ۳۰ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۳۸ ہی میں ہے :

شیاطینِ ملوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"غلام قوم مادیات کو روحانیات پر مقدم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور جب انسان میں خوئے غلامی راسخ ہو جاتی ہے تو ہر ایسی تعلیم سے بیزاری کے بہانے تلاش کرتا ہے جس کا مقصد قوتِ نفس اور روحِ انسانی کا ترفع ہو۔"۱۶

سورۃ العنکبوت (آیت ۳۸) میں ہے :

و زین لھم الشیطٰن اعمالھم o

[اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کی نظر میں مستحسن کر دیا۔]

صفحہ ۳۹ میں ہے :

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

جو شخص عمل کے لیے سرگرم رہتا ہے وہ کبھی پس پا نہیں ہو سکتا۔

سورۃ العنکبوت (آیت ۶۹) میں ہے :

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط

[اور جن لوگوں نے محنت کی ہمارے لیے ہم سمجھا دیں گے اُن کو اپنی راہیں۔]

صفحہ ۴۰ میں ہے :

ع حیات است در آتشِ خود طپیدن

اپنا لہو گرم رکھنا ہی زندگی کی دلیل ہے، یعنی انسان اپنے عمل ہی کی وجہ سے زندہ کہلایا جا سکتا ہے۔

۱۶- ایضاً، ۱/۲۰۱-۲۰۲۔

سورۃ الاحقاف (آیت ۱۹) میں ہے :

و لکل درجٰتٌ مما عملوا ٥

[اور ہر ایک کے مرتبے اُن کے اعمال کے مطابق ہیں -]

یعنی بے عملی کے کوئی مرتبے نہیں ہیں -

صفحہ ۱۴ میں ہے :

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہم دوش
وہ بندۂ افلاک ہے ، یہ خواجۂ افلاک

صفحات ۳۰ - ۳۸ کی آیتیں دیکھیں -

صفحہ ۲۴ میں ہے :

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں اُن کی تقدیریں

زندہ قوم بے عمل نہیں رہ سکتی -

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ٥

[وہ جس نے بنایا مرنا اور جینا کہ تم کو جانچے کہ کون تم میں اچھا عمل پیش کرتا ہے -]

جینا اسی لیے ہے کہ عمل کیے جائیں اور وہ اچھے بھی ہوں -

صفحہ ۳۴ میں ہے :

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی   کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے اور سخت کوش بنے ، لیکن آج وہ اپنی فطرت کے مطابق نہیں ہے ، زمانے کے مطابق ہے - صفحہ ۳۶ کی آیت دیکھیں -

صفحہ ۴۵ میں ہے :

ع عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

صفحات ۴۰ - ۴۲ کی آیتیں دیکھیں ۔

صفحہ ۴۶ میں ہے :

خود آگاہی نے سکھلا دی جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی

جو مردِ مجاہد اپنے تن کی پروا نہیں کرتا اور اللہ کے لیے سرفروشی کرتا ہے اُسے زرہ پوشی کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔

سورۃ التوبہ (آیت ۴۱) میں ہے :

انفروا خفافاً و ثقالاً و جاھدوا باموالکم فی سبیل اللہ ط ذٰلکم خیرٌ لکم ان کنتم تعلمون ٥

[نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے ۔]

صفحہ ۴۶ ہی میں ہے :

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور شمشیرِ پدر خواہی بازوے پدر آور

بڑا بننا ہے تو بڑوں جیسے عمل بھی پیش کرو ، اور باطل کے خلاف اپنے اندر قوت پیدا کرو ۔

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں ہے :

و اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ ٥

[اور تم تیار رکھا کرو اُن کے لیے جتنا تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں ۔]

صفحہ ۴۹ میں ہے :

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است !

سورۃ الاحزاب (آیت ۲۱) میں ہے :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃٌ حسنۃٌ ٥

[بے شک تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی میں اچھا نمونہ ہے ۔]

صفحہ ۵۰ میں ہے :

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی

سورۂ فصّلت (آیت ۵۳) میں ہے -

سنریهم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتّی یتبین لهم انه الحق ط

[اب ہم دکھا دیں گے اُن کو اپنی نشانیاں دنیا میں اور خود اُن کی جان میں ، یہاں تک کہ کُھل جائے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے -]

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ۝ و فی انفسکم ط افلا تبصرون ۝

[اور زمین میں نشانیاں یقین لانے والوں کی اور خود تمہارے اندر - کیا تم کو سوجھ نہیں ؟]

صفحہ ۵۰ ہی میں ہے :

اگر مقصودِ کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے ؟
مرے ہنگامہ ہائے نوبنو کی انتہا کیا ہے ؟

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ۝

[وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب -]

سورۃ النجم (آیات ۳۹ - ۴۳) میں ہے :

و ان لیس للانسان الا ما سعیٰ ۝ و ان سعیه‘ سوف یری ۝ ثم یجزاه الجزآء الاوفیٰ ۝ و ان الیٰ ربك المنتهیٰ ۝

[اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی اُس نے کوشش کی اور یہ کہ اُس کی کمائی اُس کو دکھانی ہے - پھر اُس کو بدلہ دینا ہے اُس کا پورا بدلہ اور یہ کہ تیرے رب تک پہنچنا ہے -]

تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

The Reconstruction of Religious Thought in Islam

۵ دسمبر ۱۹۲۸ کے مکتوب نمبر ۱۰۶ میں علامہ اقبال لکھتے ہیں :

''تین لکچر امسال لکھے گئے ہیں ، تین آئندہ سال لکھوں گا اور مدراس ہی میں دسمبر ۲۹ یا جنوری ۳۰ میں دوں گا ۔ حیدر آباد دکن بھی ٹھیروں گا ، کیونکہ عثمانیہ یونیورسٹی کا تار آیا ہے کہ لکچر وہاں بھی دیے جائیں ۔ ۔ ۔'' (''مکاتیب اقبال''، ۱/۲۱۱) ۔

کتاب ''اقبال اور قرآن'' چونکہ اُردو میں ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ محترم سید نذیر نیازی کا اردو ترجمہ (''تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' (مطبوعہ لاہور ، ۱۹۵۸) حوالے کے لیے پیشِ نظر رکھا جائے ۔ آں محترم کے حواشی سے بھی فائدہ اُٹھایا گیا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

''قرآن پاک کا رجحان زیادہ تر اس طرف ہے کہ 'فکر' کی بجائے 'عمل' پر زور دیا جائے ۔'' قرآن پاک میں تفکر کے لیے (کم و بیش) اُنیس آیتیں ہیں ، تدبر کے لیے آٹھ ، تفقہ کے لیے بیس ، شعور کے لیے اُنتیس ، تعقل کے لیے اُنچاس اور تبصر کے لیے چھیانوے (مجموعہ ۲۲۱) ، لیکن عملِ صالح کے لیے تین سو چھپن آیتیں ہیں ۔ دنیا کے لیے عمل بھی اگر اللہ کی رضا کے لیے ہو تو وہ بھی ہمارے دین میں عبادت اور آخرت کا عمل بن جاتا ہے ۔

سورۃ الانعام (آیت ۱۶۲) میں ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العٰلمین ٥

[آپ فرما دیں ، بے شک میری نماز اور میری قربانی (عبادت) اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۔]

سورۃ التوبہ (آیت ۱۱) میں ہے :

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ط

[بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے ۔]

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا کہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا عمل اچھا ہے -]

"رہا عہدِ حاضر کا انسان ، سو اُسے محسوس یعنی اس قسم کے فکر کی عادت ہو گئی ہے جس کا تعلق اشیا اور حوادث کی دنیا سے ہے اور یہ وہ عادت ہے جس کی اسلام نے اور نہیں تو اپنے تہذیبی نشو و نما کے ابتدائی ادوار میں حمایت کی ہے -"

قرآن پاک میں اس کے لیے ترغیب ہے ، مثلاً سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے :

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر والبحر و رزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً o

[اور بے شک ہم نے برتری دی آدم کی اولاد کو ، اور خشکی و تری میں اُن کو سوار کر دیا اور عمدہ اور پاک چیزوں کی اُن کو روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی -]

خشکی و تری اور فضائی وسعتوں کو بروئے کار لانے کی صلاحیت انسان کو ودیعت کی گئی ور سلفِ صالحین نے اسی لیے عظیم کارنامے پیش کیے -

ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفسٍ واحدۃٍ ط

یہ سورۂ لقمٰن کی آیت ۲۸ میں سے ہے ، یعنی "تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اُٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا" -

اس آیت میں جس حیاتی وحدت کی طرف اشارہ ہے اسے سائنس کی زبان میں سمجھنے کی ضرورت ہے تا کہ آج کل وہ انسان بھی اسے سمجھ سکے جو محسوس کا خوگر ہو چکا ہے - علامہ اقبال نے مذہب اور سائنس کی ہم آہنگی ہی کے لیے مدراس میں یہ خطبات دیے تھے -

پہلا خطبہ

علم اور مذہبی مشاہدات

(*Knowledge and Religious Experiences*)

صفحہ ۱ میں ہے :

"وہ [مذہب] فرد سے جماعت کی طرف بڑھتا اور حقیقتِ مطلقہ کے بارے میں ایک ایسی روش اختیار کرتا ہے جو حدودِ انسانی سے ٹکراتی اور اس کے دعاوی کو وسعت دیتی ہے ۔"

فرد اور جماعت کی بیداری اور اس کی صلاحیتوں کی وسعت کے لیے سورۃ العصر دیکھیں :

والعصر ० ان الانسان لفی خسر ० الا الذین آمنو و عملوا الصّٰلحٰت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ०

[زمانے کی قسم ! بے شک آدمی ضرور گھاٹے میں ہے مگر جو ایمان لائے اور عملِ صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ۔]

ایمان اور عملِ صالح "فرد" کے لیے ہے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت "جماعت" سے متعلق ہے ۔

صفحہ ۱ ہی میں ہے :

"وہ [مذہب] ہمیں توقع دلاتا ہے کہ ذاتِ مطلق کا بلا واسطہ لقا ممکن ہے ۔"

سورۃ الکہف (آیت ۱۱۰) میں ہے :

فمن کان یرجوا لقآء ربہٖ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃِ ربہٖ احداً ०

[تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اُسے چاہیے کہ عملِ صالح کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ۔]

صفحہ ۲ میں ہے :

"مذہب کا جوہر ہے ایمان اور ایمان کی مثال یہ ہے کہ ۔۔۔ ایک پرند کی طرح اپنا 'بے نشان' راستہ دیکھ لیتا ہے ۔"

اللہ سے ڈرنے والوں کی یہی تعریف ہے : الذین یؤمنون بالغیب ٥ (سورۃ البقرہ ، آیت ۳) [وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں] ۔

علامہ اقبال نے "ارمغانِ حجاز" میں یہی تشبیہ استعمال کی ہے :

چو آن مرغے کہ در صحرا سرِ شام ‍ ‍ ‍ ‍ کشاید پر بفکرِ آشیانہ

صفحہ ۴ میں ہے :

"اب جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ہم کہ سکتے ہیں کہ اس کی عقلی اساسات کی جستجو کا آغاز آنحضرت صلعم کی ذاتِ مبارک ہی سے ہو گیا تھا ۔ آپؐ ہمیشہ دعا فرماتے ، اے اللہ مجھ کو اشیا کی اصل حقیقت سے آگاہ کر" [اللھم ارنی الاشیاء کما ھی] ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۳۱) میں ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا ٥

[اور اللہ نے آدم کو تمام (اشیا) کے نام سکھائے ۔]

صفحہ ۵ میں ہے :

"شہد کی مکھی ایسی حقیر شے بھی وحیٔ الٰہی سے بہرہ ور ہوئی ۔"

سورۃ النحل (آیت ۶۸) میں ہے :

و اوحیٰ ربك الی النحل ۔۔۔

[اور تمھارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ۔]

صفحہ ۵ ہی میں ہے :

"قرآن مجید نے سمع و بصر کا شمار اللہ تعالیٰ کے گراں قدر انعامات میں کیا اور عند اللہ اپنے اعمال و افعال کا جواب دہ ٹھہرایا ۔"

سورۃ النحل (آیت ۷۸) میں ہے:

و جعل لکم السمع و الابصار و الافئدۃ یعلکم تشکرون o

[اور تمھیں کان اور آنکھ اور دل دیے کہ تم احسان مانو۔]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۶) میں ہے:

ان السمع و البصر و الفؤاد کل اولٰئک کان عنه مسئولاً o

[بے شک کان اور آنکھ اور دل ، ان سب سے سوال ہونا ہے۔]

صفحہ ۶ میں ہے:

''ابن رشد نے ۔ ۔ ۔ ارسطو کی پیروی میں بقاے عقلِ فعال کا عقیدہ وضع کیا ۔ ۔ ۔ جو میری رائے میں اس تصور کے سر تا سر خلاف ہے جو قرآن پاک نے نفسِ انسانی کی قدر و قیمت اور مقصود و منتہا کے بارے میں قائم کیا۔''

سورۂ فصّلت (آیت ۵۳) میں ہے:

سنریهم آیٰتنا فی الاٰفاق و فی انفسهم حتّی یتبین لهم انه الحق ط

[ابھی ہم دکھائیں گے اپنی نشانیاں آفاق میں اور خود اُن کے اندر حتی کہ اُن پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔]

سورۃ الذاریٰت (آیات ۲۰ - ۲۱) میں ہے:

و فی الارض اٰیٰتٌ للموقنین o و فی انفسکم افلا تبصرون o

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تم میں ۔ کیا تمھیں سوجھتا نہیں؟]

اسی سورہ کی آیت ۵۶ میں یہ بھی ہے:

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون o

[اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ صرف میری بندگی کریں]۔
یعنی غیر اللہ کے آگے نہ جھکیں کیونکہ خلیفۃ اللہ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو طاقت تسلیم کرے۔]

صفحہ ۹ میں ہے :

''جہاں تک اظہارِ ذات کا تعلق ہے فکر کی مثال ایک 'کل' کی ہے جسے اگر بقیدِ زمانہ دیکھیے تو قطعی تخصیصات کے ایک سلسلے کی شکل اختیار کر لے گا اور جن کا ادراک ہم ایک دوسرے کے حوالے ہی سے کر سکیں گے ۔ بالفاظِ دیگر اُن کے کچھ معنی ہیں تو اپنے ذاتی تشخص میں نہیں ، بلکہ اُس وسیع تر 'کل' میں جس کے وہ مخصوص پہلو ہیں اور جنھیں قرآن پاک نے 'محفوظ' سے تعبیر کیا ہے ۔''

سورۃ البروج (آیات ۲۰ - ۲۲) میں ہے :

واللہ من ورآءہم محیط ٥ بل ھو قرآنٌ مجید ٥ فی لوحٍ محفوظ ٥

[اور اللہ نے اُن کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ۔ کوئی نہیں ، یہ قرآن ہے بڑی شان والا ، لکھا ہوا لوحِ محفوظ میں ۔]

سورۃ الرعد (آیات ۳۷ - ۳۸) میں ہے :

لکل اجل کتاب ٥ یمحو اللہ ما یشآء و یثبت و عندہٗ اُم الکتٰب ٥

[ہر وعدے کی ایک لکھت ہے ۔ اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اُسی کے پاس ہے ۔]

سورۃ القمر (آیت ۵۳) میں ہے :

و کل صغیر و کبیر مستطر ٥ [ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے] ۔

صفحہ ۳ ؛ میں ہے :

''ان خطبات میں بھی میرا یہی ارادہ ہے کہ اسلام کے بعض اساسی افکار کی بحث فلسفیانہ نقطۂ نظر سے کروں تا کہ اور نہیں تو بہت ممکن ہے ہم اس حقیقت ہی کو آسانی سے سمجھ سکیں کہ بحیثیت ایک ایسے پیام کے جس کا خطاب ساری نوعِ انسانی سے ہے اسلام کے معنی کیا ہیں ۔''

سورۃ السباء (آیت ۲۸) میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے :

و ما ارسلنٰک الا کآفۃً للناس بشیراً و نذیراً ٥

[اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے ۔ خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا ۔]

صفحہ ۱۳ ہی میں ہے :

''قرآن مجید کا حقیقی مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ان گونا گوں روابط کا ایک اعلیٰ اور برتر شعور پیدا کرے جو اُس کے اور کائنات کے درمیان قائم ہیں ۔"

سورۃ النحل (آیت ۸۹) میں ہے :

و نزلنا علیك الکتٰب تبیاناً لکل شیء و ھدًی و رحمۃً و بشریٰ للمسلمین ٥

[اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اُتارا ہر چیز کی تشریح کے لیے اور یہ ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے مسلمانوں کے لیے ۔]

انسان اور کائنات کے درمیان روابط بھی اسی کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں ۔

صفحہ ۱۵ میں ہے :

''ہمارے داخل کے حیاتی اور خارج کے ریاضیاتی کا نازک فرق ہے جس سے مسیحیت متاثر ہوئی ، لیکن جس سے اسلام نے منہ نہیں موڑا ۔''

یہ انفس و آفاق کا رشتہ ہے جس کے لیے قرآن پاک میں ارشاد ہے (سورۂ فصلت ، آیت ۵۳) ۔

سنریھم آیٰتنا الاٰفاق و فی انفسھم یتبین لھم انہ الحق ٥

[ابھی ہم اُنھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں آفاق میں اور خود اُن میں یہاں تک کہ کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ۔]

صفحہ ۱۵ ہی میں ہے :

''دونوں [مسیحیت اور اسلام] کا مطالبہ ہے کہ ہم اس روحانیت کا

اثبات کریں جو ہماری ذات کے اندر موجود ہے ۔ اختلاف ہے تو اتنا کہ اسلام نے عینی اور واقعی یا حقیقت اور مجاز کے اتصال کا اعتراف کرتے ہوئے دنیائے مادیات کو رد نہیں کیا بلکہ لبیک کہتے ہوئے اُس کی تسخیر و تصرف کا راستہ دکھلایا ، تا کہ ہم اپنی زندگی کا نظم و انضباط واقعیت کی اساس پر کریں ۔''

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں اسی واقعیت (اور انسانی صلاحیت) کے متعلق ہے :

و سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعاً منہ ط ان فی ذٰلک لآیٰت لقوم یتفکرون o

[اور تمھارے لیے مسخر کیا گیا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۔]

پھر صفحہ ۱۵ سے ۲۱ تک بتایا ہے کہ تخلیقِ کائنات کا عمل کھیل نہیں ہے (سورۃ الدخان ،[1] آیات ۳۸ - ۳۹) ۔ وہ ایک حقیقت ہے (سورۂ آلِ عمران ، آیات ۱۹۰ - ۱۹۱) ۔ اس کی ترکیب میں مزید وسعت کی گنجائش ہے (سورۂ فاطر ، آیت ۱) ۔ اس کے باطن میں ایک نئی آفرینش پوشیدہ ہے (سورۃ العنکبوت ، آیت ۲۰) ۔ نس کے پُراسرار اہتزاز اور تحریک میں بھی آنکھ والے کے لیے عبرت ہے (سورۂ النور ، آیت ۴۴) ۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ فطرت پر غلبہ حاصل کرے (سورۂ لقمٰن ، آیت ۲۰ ؛ سورۃ النحل ، آیت ۱۲) ۔ گو کہ اُسے قدم قدم پر متزاحم قوتوں نے

۱۔ سورۃ الدخان کی ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے :
''اور ہم نے نہیں بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ۔ ہم نے انھیں نہیں بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے'' (یہاں ''حق کے ساتھ'' ایسی مصلحت ہے جس کو مستشرقین نے کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی) ۔

گھیر رکھا ہے (سورۃ التین ، آیات ۴ - ۵) ، اور ایک وہ زبردست امانت کا حامل ہے (سورۃ الاحزاب ، آیت ۷۲) ، اور وہ کائنات کی ترکیب میں ایک دوامی عنصر بن سکتا ہے (سورۃ القیٰمہ ، آیات ۳۶ - ۴۰) کیونکہ وہ ایسی روح اپنے اندر رکھتا ہے جو اپنے ارتقا میں ایک مرتبۂ وجود سے دوسرے میں قدم رکھتا ہے (سورۃ الانشقاق ، آیات ۱۶ - ۱۹) ، لیکن اس کے لیے (خدا کی تائید سے پہلے) انسان کو خود بھی بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے (سورۃ الرعد ، آیت ۱۱) - چنانچہ علم کی بدولت وہ اس حقیقت سے رابطہ پیدا کر سکتا ہے جو اُسے چہار طرف سے احاطہ کیے ہوئے ہے (سورۃ البقرہ ، ۳۰ - ۳۳) - علمِ انسانی کی نوعیت تصوری ہے لیکن اسی کے ذریعے وہ حقیقتِ مطلقہ کے قابلِ مشاہدہ پہلوؤں کی طرف رخ کرتا ہے (سورۃ البقرہ ، آیت ۱۶۴ ، سورۃ الانعام ، آیات ۹۸ - ۱۰۰ ، سورۃ الفرقان ، آیات ۴۵ - ۴۶ ، سورۃ الغاشیہ ، آیات ۱۷ - ۲۰ ، سورۃ الروم ، آیت ۲۲) -

صفحہ ۲۱ میں ہے :

''یہاں توجہ طلب امر قرآن مجید کی وہ اختیاری روش ہے جس سے مسلمانوں کے اندر عالمِ واقعیت کا احترام پیدا ہوا اور جس کی بدولت آگے چل کر انھوں نے علومِ جدیدہ کی بنیاد ڈالی -''

اس سلسلے کی آیتیں اوپر آ چکی ہیں -

سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں بھی ہے :

و ارض اللہ واسعۃٌ o [اور اللہ کی زمین وسیع ہے] -

سورۃ الملک (آیت ۱۴) میں ہے :

ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا و کلوا من رزقہٖ ط

[وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین رام کر دی - تو اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ -]

سورۂ نوح (آیت ۱۹ - ۲۰) میں ہے :

و اللہ جعل لکم الارض بساطاً o لتسلکوا منها سبلاً فجاجاً o

[اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو -]

سورۂ ابراہیم (آیت ۳۴) میں ہے :

و آتٰکم من کل ما سالتموہ ط [اور تمھیں بہت کچھ منہ مانگا دیا] -

صفحہ ۲۲ میں ہے :

''قرآن پاک نے ہمیں تغیر ایسی زبردست حقیقت کی طرف متوجہ کیا -''

یعنی وہی آیت (سورۃ النور ، ۴۴) میں ہے :

یقلب اللہ الیل و النهار ط ان فی ذٰلك لعبرۃً لاولی الابصار o

[اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی - بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو -]

صفحہ ۲۲ ہی میں ہے :

''قرآن مجید نے انسان کی اختیاری روش کو اس کی روحانی زندگی کا ایک ناگزیر مرحلہ ٹھہرایا -''

اس کے لیے صفحہ ۶ میں سورۂ فصّلت کی آیت ۵۳ مذکور ہوئی - سورۃ الذاریٰت کی آیتیں (۲۰ - ۲۱) بھی دیکھیں -

صفحات ۲۲ - ۲۳ میں ہے :

''قرآن پاک کی فطرت پسندی محض اس امر کا اعتراف ہے کہ انسان فطرت سے وابستہ ہے -''

اوپر سورۂ آل عمران کی آیتیں (۱۹۰ - ۱۹۱) ، سورۃ العنکبوت کی آیت (۲۰) وغیرہ آ چکی ہیں ، یعنی حقیقت صرف محسوس تک محدود نہیں -

صفحہ ۲۳ میں ہے :

"حقیقتِ مطلقہ کے تمام و کمال لقا کی خاطر ادراک بالحواس کے ساتھ ساتھ اس چیز کے مدرکات کا اضافہ بھی ضروری ہے جسے قرآن پاک نے 'فواد' یا قلب سے تعبیر کیا۔"

اس کے لیے علامہ اقبال نے سورۃ السجدہ کی آیتیں (۷ - ۹) نقل کی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں :

"قرآن مجید کے نزدیک قلب کو قوتِ دید حاصل ہے اور اس کی اطلاعات ، بشرطیکہ اُن کی تعبیر صحت کے ساتھ کی جائے ، کبھی غلط نہیں ہوتیں۔"

جیسا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سورۃ النجم (آیت ۱۱) میں ارشاد ہے :

ما کذب الفواد ما رای ٥ [دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا]۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک نے تصدیق کی جو چشمِ مبارک نے دیکھا۔

صفحہ ۲۹ میں ہے :

"[مخاطب کا] جواب ہی بلا شبہ کسی صاحبِ شعور ہستی کی موجودگی کا ثبوت ہے۔"

اس کے لیے علامہ نے سورۃ المؤمن کی آیت ۶۰ اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۶ نقل کی ہیں۔

اس کے برعکس غیر اللہ سے جواب نہ ملنا اُس کے صاحبِ شعور نہ ہونے کا ثبوت بھی تو ہے۔

سورۃ فاطر (آیت ۱۴) میں ہے :

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم و لو سمعوا ما استجابوا لکم ط

[تم اُنھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن لیں تو تمھاری حاجت پوری نہ کر سکیں۔]

صفحہ ۳۰ میں ہے :

''صوفی یا پیغمبر جب اپنے مذہبی شعور کی تعبیر الفاظ میں کرتا ہے تو اسے منطقی قضایا ہی کی شکل دے سکتا ہے ۔ یہ نہیں کہ اس کا مشمول من و عن دوسروں تک منتقل کر سکے ۔''

اس کے لیے علامہ نے سورۃ الشوریٰ کی آیت ۵۱ اور سورۃ النجم کی ابتدائی اٹھارہ آیتیں نقل کی ہیں ۔

اور اللہ پاک ایک شہد کی مکھی کو بھی شعور دے سکتا ہے ، جیسا کہ سورۃ النحل (آیت ۶۸) میں ہے :

و اوحیٰ ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً و من الشجر و مما یعرشون ○

[اور تمھارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں ۔]

لیکن اس قسم کا ابلاغ ایک صلاحیت کے لیے ہے جو نباتات اور جمادات میں بھی اللہ کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے ۔ علامہ نے بھی آگے چل کر بحث کی ہے (صفحہ ۳۵) :

''شیطان واقعی اپنی عداوت میں ایسی واردات افترا کر لیتا ہے جو صوفیانہ مشاہدات کے حلقے میں داخل ہو جاتی ہیں ۔''

اس کے لیے علامہ نے سورۃ الحج کی آیت ۵۲ نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

''اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے اُن کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ۔ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو ۔ پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۔''[۲]

۲۔ جناب مترجم کا خیال ہے کہ یہ آیت علامہ اقبال کے ارشاد پر منطبق نہیں ہوتی ۔ دیکھیں صفحہ ۳۵ پر اُن کا حاشیہ ۱۱۲ ۔

یہاں بے محل نہ ہو گا اگر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کے ایک مکتوب (دفتر اوّل ، ۲۰۷) سے ایک اقتباس نقل کر دیا جائے - فرماتے ہیں :

''وجد و حال را تا بمیزانِ شرع نسنجندند بہ نیم جیتل نمی خرند و کشوف و انہامات را تا بر محک کتاب و سنت نزنند بہ نیم جوے نمی پسندند - مقصود از سلوکِ طریقِ صوفیہ ، حصولِ ازدیادِ یقین است بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقتِ ایمان است و نیز حصولِ یسر است در ادائے احکامِ فقہیہ - نہ امرِ دیگر -''

صفحہ ۳۷ میں ہے :

''اس [مذہب] کا مقصد ہے محسوسات و مدرکات کی ایک الگ تھلگ نوع یعنی مذہبی مشاہدات کی تعبیر جس کے مدلولات کو سائنس کے مدلولات میں مدغم کرنا ممکن نہیں -''

سورۂ یونس (آیت ۵۷) میں ہے :

یٰاَیہا الناس قد جاءتکم موعظۃٌ من ربکم و شفاءٌ لما فی الصدور و ھدًی و رحمۃ للمؤمنین ٥

[اے لوگو ، تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے -]

اس ہدایت اور رحمت سے حقیقت کا علم بھی حاصل ہو سکتا ہے جس کی تائید عقل بھی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے -

دوسرا خطبہ

مذہبی مشاہدات کا فلسفیانہ معیار (علم بالوحی اور عقل)

(*The Philosophical Test of the Revelations of Religious Experience*)

ہستیٔ مطلق کے یقین تک پہنچنے کے لیے کونی ، غائی اور وجودی تین قسم کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں ، لیکن ان سب دلائل میں منطقی خامیاں موجود ہیں - علامہ اقبال نے اُن خامیوں کی نشان دہی کی ہے -

صفحہ ۴۳ میں دلیلِ غائی کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کائنات میں تنظیم اور مقصد کوشی سے جو استدلال کیا جاتا ہے اس میں خامی یہ ہے کہ ''اس طرح صرف ایک صانع کا ماننا لازم آتا ہے ، خالق کا ماننا لازم نہیں'' (گویا وہ کائنات کے کارخانے سے خارج میں بیٹھا ہوا ہے) ، حالانکہ قرآن میں وہ ''فاطر السمٰوات والارض'' مثلاً (سورۂ یوسف ، آیت ۱۰۱) بھی کہا گیا ہے اور ''خالق کل شیء'' (سورۃ الزمر ، آیت ۶۲) بھی - پھر ''ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر'' (البقرہ آیت ۲۰) بھی -

صفحہ ۴۷ میں ہے :

''دلیلِ وجودی اور غائی میں کوئی معنی پیدا ہوں گے تو صرف اس صورت میں جب یہ ثابت ہو جائے کہ ہم اپنے ارتقا کی جس منزل میں ہیں وہ آخری منزل نہیں - علیٰ ہذا یہ کہ 'فکر اور وجود' اپنی کنہ میں ایک ہیں - لیکن یہ جب ہی ممکن ہے جب ہم اپنے محسوسات و مدرکات کی تعبیر قرآن پاک کی رہنمائی میں کریں جس نے ان کو اس حقیقت کی آیات ٹھہرایا جو 'اول بھی ہے اور آخر بھی ، ظاہر بھی اور باطن بھی' -''[۳]

سورۃ الحدید (آیت ۳) میں ہے :

ھوالاول والآخر والظاہر والباطن و ھو بکل شیءٍ علیم ۝

[وہی اوّل ، وہی آخر ، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے -]

لیکن علامہ اقبال نے اس آیت سے نظریۂ وحدۃ الوجود کی تائید نہیں کی اور مترجم نے اپنی تصریحات (نمبر ج ، خطبۂ دوم) میں اس کی وضاحت کر دی ہے -

سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۵) میں ہے :

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ط

۳- وجودیہ حضرات ان آیتوں کو بھی اپنے نظریے کی تائید میں پیش کرتے ہیں ، لیکن ان سے بھی سوائے تاویل کے کوئی قطعی تائید نہیں ہوتی - علامہ اقبال نے محسوسات اور مدرکات پر مختلف زاویوں سے بحث کر کے اُن کے عوالم کی حقیقت کا انکشاف کیا ہے -

سورۃ النساء (آیت ۱۲۶) میں ہے :

و کان اللہ بکل شیء محیطاً o

[اور اللہ ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے -]

سورۃ الحدید (آیت ۴) میں ہے :

و ھو معکم این ما کنتم o

[اور وہ تمھارے ساتھ ہے تم کہیں ہو -]

صفحہ ۵۸ میں ہے :

"ذاتی طور سے تو میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ حقیقت اپنی کنہ میں محض 'روح' ہے -"

گویا یہاں روح کو مادہ کی ضد کہا گیا ہے -

سورۃ الحجر (آیت ۲۹) اور سورۂ ص (آیت ۷۲) دونوں میں یہ آیت ہے :

فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین o

[انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے بنانے کے سلسلے میں اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا : تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا -]

یہاں بھی روح کو مادہ کی ضد کہا گیا ہے -

صفحہ ۷۰ میں ہے :

"عالمِ فطرت کی یہی خصوصیت یعنی اُس کا مرور فی الزمان ہمارے محسوسات و مدرکات کا وہ سب سے زیادہ معنی خیز پہلو ہے جس پر قرآن مجید نے بالخصوص زور دیا - - - جو حقیقتِ مطلقہ کے ادراک کا بہترین ذریعہ [ہے] -"

اس کے لیے علامہ اقبال نے (پہلے خطبے کی آیات کے علاوہ) یہ آیات بھی نقل کی ہیں :

(۱) سورۂ یونس کی آیت ۶ -

(۲) سورۃ الفرقان کی آیت ۶۲ -

(۳) سورۂ لقمٰن کی آیت ۲۹ -

(۴) سورۃ الزمر کی آیت ۵ -

(۵) سورۃ المؤمنون کی آیت ۸۰ -

صفحہ ۱۷ میں ہے :

''ایسے ہی بعض دوسری آیات میں جہاں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارا حسابِ زمانی ایک اضافی امر ہے ، یہ بھی مذکور ہے کہ شعور کے بعض ایسے مراتب بھی ہیں جن کا ہمیں کوئی علم نہیں -''

(۱) یہاں اس اضافی حسابِ زمانی کے لیے سورۃ الحج کی آیات (۴۷) دیکھیں :

و ان یوماً عند ربك كالف سنةٍ مما تعدون ٥

[اور بے شک تمھارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس -]

(۲) شعور کے ایسے مراتب کے لیے جن کا ہمیں کوئی علم نہیں - مثال کے لیے سورۂ آلِ عمران کی آیتیں ۱۶۹ ! - ۱۷۰ دیکھیں :

بل احياء عند ربهم يرزقون ٥ فرحين بما آتىهم الله من فضله ٥

[بلکہ وہ (شہدا) زندہ ہیں اپنے رب کے پاس ، روزی پاتے ہیں - خوشی کرتے ہیں اُس پر جو اللہ نے دیا اُن کو اپنے فضل سے -]

صفحہ ۷۵ میں ہے :

''یہ ہے زمانِ خالص بلا شائبۂ مکان جس کے یعنی استدام کے ہی با سلسلہ اور بے سلسلہ پہلو ہیں جن کی طرف قرآن مجید کی آیاتِ ذیل میں بڑی سادگی اور بلاغت کے ساتھ اشارہ کیا ہے -''

پھر سورۃ الفرقان کی آیات (۵۸ - ۵۹) اور سورۃ القمر کی آیات (۴۹ - ۵۰) دی گئی ہیں اور لکھا ہے کہ :

''عہد نامۂ عتیق' [Old Testament] کی طرح قرآن مجید کی اصطلاح میں بھی خدا کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے'' [اُوپر بھی عرض

کیا گیا]۔

سورۃ الحج (آیت ۴۷) میں ہے:

و ان یوماً عند ربک کالف سنۃٍ مما تعدون ۔

[اور بے شک تمھارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔]

سورۃ السجدہ (آیت ۵) میں ہے:

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یومٍ کان مقدارہ' الف سنۃٍ مما تعدون o

[(اللہ) کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک۔ پھر اسی طرف رجوع کرے گا اُس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمھاری گنتی میں۔]

صفحہ ۷۵ ہی میں ہے:

"مگر ایک دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو تخلیق کا یہی عمل جو ہزارہا سال پر مشتمل ہے، ایک واحد اور ناقابل تجزیہ عمل بن جاتا ہے اور ایسا ہی تیز جیسے آنکھ کا جھپکنا۔"

سورۃ القمر (آیت ۵۰) میں ہے:

و ما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر o

[اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا۔]

صفحہ ۷۷ میں ہے:

"قرآن پاک کا بھی یہی ارشاد ہے کہ 'ہمیں نے ہر شے پیدا کی اور ہمیں نے اس کا اندازہ مقرر کیا'۔"

سورۃ القمر (آیت ۴۹) میں اس طرح ہے:

انا کل شیءٍ خلقنٰہ بقدرٍ o

[بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا فرمائی۔]

صفحہ ۸۷ میں سورۃ الرحمٰن کی آیت ۲۹ حوالہ دیا ہے :

کل یوم ٍ ھو فی شان ٍ o [اُسے ہر دن ایک کام ہے] ۔

صفحہ ۸۵ میں ہے :

'[پہلے بھی آ چکا ہے کہ] قرآن مجید کی رو سے کائنات میں اضافہ ممکن ہے ۔ گویا وہ ایک اضافہ پذیر کائنات ہے ۔"

سورۂ فاطر (آیت ۱) میں ہے :

یزید فی الخلق ما یشآء o [(اللہ) بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے ۔]

صفحہ ۸۵ ہی میں ہے :

"میرا خیال ہے کہ اب شاید ہم اس آیت کا مطلب سمجھ لیں :
'و ھو الذی جعل الیل و النہار خلفۃً لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً' "

یہ سورۃ الفرقان کی آیت (۶۲) ہے جس کا مطلب یہ ہے : "اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اُس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے ۔"

اسی صفحے میں ہے :

"یہ صرف ایک قائم و دائم 'انا' کا خود اپنی ذات میں بصیرت [لا انتہا قدرت کے اندازے] کا عمل ہے جو استدام کی کثرت یعنی آنات ِ لامتناہیہ کے اس سلسلے کو جس میں ہم اس کو منقسم پاتے ہیں ایک ترکیب ِ نامی میں جوڑتے ہوئے پھر ایک 'کل' میں بدل دیتا ہے ۔"

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم o

[اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ آپ زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ۔]

یعنی واجب الوجود بھی اور کائنات کا ایجاد کرنے والا اور تدبیر فرمانے والا بھی ۔

صفحہ ۸۶ میں ہے :

''زندہ وہی ہے جو 'میں ہوں' یا 'انا' الموجود کہ سکے ۔''

سورۂ 'طٰہٰ' (آیت ۱۴) میں ہے :

انّی انا اللہ لا الٰہ الا انا ○

[بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ۔]

صفحہ ۸۶ ہی میں ہے :

''ذاتِ بحت البتہ ، جیسا کہ قرآن پاک کا ارشاد ہے : 'غنی عن العٰلمین' ہے ۔''

سورۂ آلِ عمران کی آیت (۹۷) میں ہے :

و من کفر فان اللہ غنیٌ عن العٰلمین ○

[اور جو منکر ہو تو اللہ بے شک سارے جہانوں سے بے پروا ہے ۔]

اسی صفحے میں ہے :

''قرآن پاک کا ارشاد ہے 'لیس کمثلہٖ شیءٌ' ۔ بایں ہمہ اُس نے اُسے 'سمیع و بصیر' کہا ۔''

سورۃ الشوریٰ کی آیت (۱۱) میں ہے :

لیس کمثلہٖ شیءٌ و ھو السمیع البصیر ○

[اُس جیسا کوئی نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے ۔]

صفحہ ۸۶ ہی میں ہے :

''فطرت کو ذاتِ الٰہیہ سے وہی نسبت ہے جو سیرت اور کردار

کو ذاتِ انسانی سے - قرآن مجید نے بھی کس خوبی سے اسے 'سنت اللہ' ٹھہرایا ہے -"

ایسی کئی آیتیں ہیں ، مثلاً سورۃ الاحزاب (آیت ۳۸) میں ہے :

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ط وکان امر اللہ قدراً مقدوراً o

[اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے -]

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا ط لاتبدیل لخلق اللہ ط

[اللہ کی دی ہوئی قابلیت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا - اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا نہیں چاہیے -]

فطرت کا استعمال Naturalism اور تخلیقی قوت دونوں کے لیے ہوتا ہے -

صفحہ ۸۷ میں ہے :

"فطرت کا تصور بھی بطور ایک زندہ اور ہر لحظہ بڑھتی اور پھیلتی ہوئی وحدتِ نامیہ کی حیثیت سے کرنا چاہیے جس کے نشو و نما پر ہم خارج سے کوئی حد قائم نہیں کر سکتے - اُس کی کوئی حد ہے تو داخلی ، یعنی وہ ذاتِ مشہود جو اس میں جاری و ساری ہے اور جس نے اس کو سہارا دے رکھا ہے - قرآن پاک کا ارشاد بھی یہی ہے : و ان الی ربک المنتھی -"

یہ سورۃ النجم کی آیت (۴۲) ہے ، یعنی "اور یہ کہ بے شک تمھارے رب ہی کی طرف انتہا ہے" -

صفحہ ۸۷ ہی میں ہے :

"فطرت کا علم سننِ الٰہیہ کا علم ہے جس کے مشاہدے میں ہم

ذاتِ مطلق ہی سے قرب و اتصال کی سعی کرتے ہیں اور اس لیے یہ بھی گویا عبادت ہی کی ایک دوسری شکل ہے ۔''

سورۃ العنکبوت (آیت ۲۰) میں ہے :

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدأ الحق ہ

[آپ فرما دیں کہ زمین میں سفر کر کے دیکھو ، اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے ۔]

صفحہ ۸۹ میں ہے :

''پھر زمانِ متسلسل بھی تو دراصل استدامِ محض ہے ، گو فکر اس کو پارہ پارہ کر دیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن پاک کے اس ارشاد 'له اختلاف الیل و النهار' میں بھی میرے نزدیک یہی حقیقت پیشِ نظر ہے ۔''

یہ آیت (۸۰) سورۃ المؤمنین کی ہے :

وهو الذی یحی و یمیت و له اختلاف الیل و النهار ط افلا تعقلون ہ

[اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لیے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں ، تو کیا تمھیں سمجھ نہیں ؟]

صفحہ ۹۰ میں ہے :

''ہم اُسے [اللہ کو] زندہ کہتے ہیں تو اس لیے کہ قرآن مجید نے اُسے زندہ کہا ہے ۔''

صفحہ ۸۵ میں سورۃ آلِ عمران کی آیت (۲۵۵) آ چکی ہے ۔

صفحہ ۹۱ میں ہے :

''اُس کی حقیقی نوعیت کا اظہار مسلسل خلاقی میں ہو رہا ہے جس میں 'تھکن' کا شائبہ ہے نہ 'اونگھ' اور 'نیند' کا ۔''

اسی سورۃ آلِ عمرآن کی آیت (۲۵۵) میں یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں :

اللہ لا الٰہ الا الحی القیوم لا تاخذہ سنة و لا نوم ط

[اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ آپ زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے ۔ اُسے نہ اُونگھ آئے ، نہ نیند ۔]

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یوم ھو فی شان ٍ ٥

[اُسے ہر دن ایک کام ہے (یعنی تھکن نہیں) ۔]

صفحہ ۹۲ میں ہے :

''انسان کا 'ہنوز' کہنا تو بے شک جستجو کی علامت ہے ، ناکامی اور نامرادی کی ، لیکن خلاقِ مطلق کا 'ہنوز' عبارت ہے ان لا انتہا تخلیقی امکانات سے جو اس کے اپنے وجود میں مضمر ہیں اور لازم ہے ایک حقیقت بن کر منصۂ شہود پر آئیں ، لیکن جس کی شانِ کلیت میں اس سارے عمل کے باوجود سرِ مو فرق نہیں آتا ۔''

سورۃ الملک (آیات ۳ - ۴) میں ہے :

ما تری فی خلق الرحمٰن من تفٰوت ٍ ط فارجع البصر ھل تری من فطور ٍ ٥ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً وھو حسیرٌ ٥

[رحمٰن کے بنانے میں تو کیا فرق دیکھتا ہے ؟ تو نگاہ اٹھا کر دیکھ ۔ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے ؟ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا ۔ نظر تیری ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی ۔]

اوپر کے قول کا استدلال ان آیتوں سے بھی کیا جا سکتا ہے ۔

صفحہ ۹۳ - ۹۴ میں ہے :

''وہ [فلسفہ] گویا دور ہی سے حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے ۔ برعکس اس کے مذہب اس سے قرب و اتصال کا آرزو مند ہے ۔۔۔ لیکن یہ تقرب اور یہ اتصال جب ہی ممکن ہے کہ فکر اپنے حدود سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے ، جس میں اسے کامیابی ہوگی تو اس ذہنی روش کی بدولت جسے مذہب نے دعا سے تعبیر کیا ہے اور جو پیغمبرِ اسلام صلعم

کے لبِ مبارک پر تا دمِ آخر موجود تھی [یعنی اللھم بالرفیق الاعلیٰ] ۔"

مذہب بے شک قرب و اتصال چاہتا ہے۔ سورۃ العلق کی آخری آیت (۱۹) میں ہے :

و اسجدو اقترب [اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ] ۔

سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۶) میں ہے :

و اذا سالک عبادی فانی قریبط

[اور آپ سے جب میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں قریب ہوں ۔]

تیسرا خطبہ

ذاتِ الٰہیہ کا تصور اور حقیقتِ دعا

(The Conception of God and the Meaning of Prayer)

صفحہ ۹۵ میں ہے :

"ہمارے محسوسات و مدرکات کی اساس کوئی با بصر اور تخلیقی مشیت ہے جس کو بوجوہ ایک 'انا' ہی سے تعبیر کیا جائے گا ۔"

اس کے ساتھ علامہ اقبال نے سورۃ اخلاص کو نقل کرتے ہوئے انائے مطلق کی انفرادیت کی وضاحت کی ہے کہ فردِ کامل صرف خدا ہے جس کے اندر سے اس کا غیر کبھی صادر نہیں ہو سکتا ۔ (لم یلد ولم یولد = نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۔) ان آیتوں سے محض عقیدۂ تثلیث کی تردید منظور نہیں بلکہ خدا کے فردِ کامل ہونے کی حیثیت بھی واضح کرنی ہے ۔ سورۃ النور کی آیت (۳۵) نقل کرکے بتایا ہے (صفحہ ۹۷) کہ اللہ کو آسمانوں اور زمین کا نور کہنے سے وحدتِ وجود کا نظریہ ثابت نہیں ہوتا ، کیونکہ اس نور کے مرکز کو ایک چراغ میں اور چراغ کو فانوس کے اندر ایک طاق میں رکھنے کی تشبیہ اپنی

جگہ خود اللہ کے ذاتِ مطلق اور فردِ کامل ہونے کی دلیل ہے اور وہ زمان و مکان کی لامتناہیوں میں منتشر نہیں ہے۔

صفحہ ۹۹ - خدا کی ذات میں "[۱] خالقیت، [۲] اس کا علم، [۳] قدرتِ کاملہ، [۴] دیموت" (سرمدیت) ہے۔

سورۂ ہود (آیت ۱۰۷) میں ہے:

ان ربک فعال لما یرید ○

[بے شک تمھارا رب جب جو چاہے کرے۔]

سورۂ یٰس (آیت ۸۲) میں ہے:

إنما امرہ اذآ اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ○

[اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔]

صفحہ ۱۰۳ میں ہے:

"الٰہیاتِ اسلامیہ کے سب سے زیادہ متشرع اور تاحال مقبولِ عام مذہب یعنی اشاعرہ کے نزدیک قدرتِ کاملہ الٰہیہ کا منہاجِ تخلیق جواہر کی آفرینش ہے۔"

پھر ان کے مذہب کے لیے سورۃ الحجر کی آیت ۲۱ نقل کی ہے، یعنی:

وإن من شیءٍ الا عندنا خزآئنہ وما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم ○

[اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اُتارتے مگر ایک معلوم انداز سے۔]

صفحہ ۱۰۴ میں ہے:

"اشاعرہ کے نزدیک کائنات کی ترکیب جواہر یعنی اُن لا انتہا چھوٹے چھوٹے ذروں سے ہوئی جن کا مزید تجزیہ نا ممکن ہے۔ لیکن خالقِ کائنات کی تخلیقی فاعلیت کا سلسلہ چونکہ برابر جاری ہے اس لیے جواہر کی

تعداد بھی لامتناہی ہے - - - - قرآن مجید کا بھی یہی ارشاد ہے ['و اللہ یزید فی الخلق ما یشآء'' سورۂ فاطر ، آیت ۱ = وہ بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے] -

لیکن اشاعرہ نے جواہر کی حرکت کا کوئی معقول نظریہ پیش نہیں کیا - اشاعرہ نے نفس کو بھی ایک حادث صفت بنا دیا ، لیکن جہاں نفسی زندگی نہیں وہاں زمان نہیں اور جہاں زمان نہیں وہاں کوئی حرکت نہیں ہو سکتی -

صفحہ ۱۱۰ میں ہے :

''قرآن مجید نے بھی تو اسی لیے حقیقتِ مطلقہ کو انسان کی رگِ جان سے قریب تر ٹھہرایا -''

سورۂ ق (آیت ۱۶) میں ہے :

و نحن اقرب الیہ من حبل الورید o

[اور ہم اس سے رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں -]

صفحہ ۱۱۵ میں ہے :

''قرآن مجید نے زمانِ الٰہیہ کو 'ام الکتاب' ٹھہرایا -''

سورۃ الرعد (آیات ۳۷ - ۳۸) میں ہے :

لکل اجلٍ کتاب o یمحوا اللہ مایشآء و یثبت و عندہ' ام الکتٰب o

[ہر وعدے کی ایک لکھت ہے - اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اُسی کے پاس ہے -]

صفحات ۱۱۶ - ۱۱۷ میں ہے :

'' 'انا' کی زندگی اگر ایک طرف دیمومت کی زندگی ہے ، یعنی تغیر بے تواتر کی ، تو دوسری طرف زمانِ متسلسل کی ، ان معنوں میں کہ وہ ایک بے تغیر بے تواتر کا اور اس سے نامی طور پر وابستہ - قرآن مجید کے

اس ارشاد 'لہ اختلاف الیل و النہار' کا مطلب بھی ہم کچھ یونہی سمجھ سکتے ہیں -"

یہ آیت صفحہ ۸۹ میں آ چکی ہے -

صفحہ ۱۱۸ میں ہے :

"اللہ تعالیٰ کا علم کلی ادراک کا ایک واحد اور ناقابلِ تجزیہ عمل ہے جس میں یہ سارا عالمِ تاریخ جس کو ہم مخصوص حوادث کا ایک سلسلہ قرار دیتے ہیں ، بلا واسطہ اور بطور ایک دوامی آن کے اُس کے علم میں آ جاتا ہے -"

سورۃ الطلاق (آیت ۱۲) میں ہے :

و ان اللہ قد احاط بکل شیءٍ علماً o

[اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے -]

صفحہ ۱۲۰ میں ہے : "زندگی میں از خود عمل کی استعداد موجود ہے -" اس کے متعلق سورۃ البقرہ کی آیت (۲۸۶) میں ارشاد موجود ہے :

لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت o

[اُس (نفس) کا فائدہ ہے جو اچھا کسب کیا اور اُس کا نقصان ہے جو بُرا کسب کیا -]

صفحہ ۱۲۱ میں ہے :

"قرآن مجید نے بہ صراحت کہا ہے کہ عالمِ فطرت یا ہمدگر مربوط قویٰ کا ایک نظام ہے ، اور اس لیے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ میں اس کی حکمت کو بڑا دخل ہے -"

اس کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت (۱۶۴) پر بھی غور کرنا مفید ہوگا :

ان فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل و النہار و الفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس و ما انزل اللہ من السماء من ماءٍ

فاحیا بہ الارض بعد موتھا و بث فیھا من کل دآبۃٍ و تصریف الریاح و السحاب المسخر بین السمآء و الارض لآیٰت لقومٍ یعقلون o

[بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں اُن چیزوں کو لے کر چلتی ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور اُس پانی میں جو اللہ ابر سے اُتارتا ہے اور جس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اُس کی موت کے بعد اور اُس میں پھیلا دیتا ہے ہر طرح کے جان دار۔ اور ہواؤں کے پھیلانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مطیع ہیں، اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔]

صفحہ ۱۲۱ ہی میں ہے:

"قرآن مجید کا یہ بھی تو ارشاد ہے کہ جو بھی خیر ہے اُسی کے ہاتھ میں ہے۔"

سورۂ آل عمران (آیت ۲۶) میں ہے:

بیدک الخیر ط انک علیٰ کل شیءٍ قدیر o

[ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔]

صفحہ ۱۲۳ میں ہے:

"قرآن مجید کی تعلیمات بھی جس کا یہ کہنا ہے کہ انسان عملِ صالح اور قوائے طبیعی کی تسخیر پر دسترس رکھتا ہے، رجائیت ... ہیں۔"

سورۃ العصر (آیات ۱ - ۳) میں ہے:

و العصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین آمنوا و عملوا

الصٰلحٰت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ٥

[زمانے کی قسم ! بے شک انسان ضرور گھاٹے میں ہے سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی -]

سورۂ لقمٰن (آیت ۲۰) میں تسخیر کی صلاحیت کا ذکر ہے :

الم تروا ان اللہ سخرلکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃً و باطنۃً ٥

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور تمھیں بھرپور نعمتیں اپنی دے دیں ، ظاہر بھی اور چھپی ہوئی بھی ؟]

سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۳) میں بھی اسی طرح کا ذکر ہے -

صفحہ ۱۲۴ سے ''ہبوطِ آدم'' کا واقعہ شروع ہوتا ہے - بتایا ہے کہ عہد نامۂ عتیق یعنی Old Testament اور قرآن کے انداز میں کیا فرق ہے اور کیوں ؟ پھر صفحہ ۱۲۵ میں لکھتے ہیں : ''یوں بھی بہ حیثیت ایک ذی روح ، انسان کی آفرینش کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے ، قرآن پاک نے اس کے لیے 'بشر' اور 'انسان' کے الفاظ استعمال کیے ہیں ، 'آدم' کا لفظ استعمال نہیں کیا -'' مثلاً سورۂ آل عمران (آیات ۷۴ - ۷۹) ، المائدہ (آیت ۱۸) ، الانعام (آیت ۹۱) ، ابراہیم (آیات ۱۰ - ۱۱) وغیرہ میں بشر کا لفظ دیکھیں ، اور سورۃ النساء (آیت ۲۸) ، یونس (آیت ۱۲) ، ھود (آیت ۹) ، یوسف (آیت ۵) وغیرہ میں لفظ انسان کے استعمالات دیکھیں -

صفحہ ۱۲۵ میں ہے :

''لفظ آدم سے مقصود تو صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ انسان کے اندر نیابتِ الٰہیہ کی صلاحیت موجود ہے -''

سورۃ البقرہ (آیت ۳۰) میں ہے :

انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃً ط

[میں بنانے والا ہوں زمین میں اپنا خلیفہ ۔]

صفحہ ۱۲۶ میں اوپر کے قول کی مزید وضاحت ہے :

''آدم کا لفظ بے شک حذف نہیں ہوا ، لیکن یہاں اس کا اشارہ کسی مخصوص انسان کی طرف نہیں ۔ اس کی حیثیت ایک تصور کی ہے جس کی تائید قرآن پاک ہی سے ہو جاتی ہے اور جس کا ذیل کی آیت ایک قطعی اور واضح ثبوت ہے'' [یہاں سورۃ الاعراف کی آیت ۱۱ مذکور ہے] ۔

صفحہ ۱۲۶ ہی میں ہے :

''قرآن مجید نے اس قصے کو دو الگ الگ حکایتوں میں تقسیم کر دیا ہے ، ایک جس میں صرف 'الشجرہ' کا ذکر ہے اور دوسری وہ جس میں 'شجرۃ الخلد' اور 'ملکِ لا یبلیٰ' کا ۔''

سورۃ الاعراف کی آیات ۱۹ ، ۲۰ اور ۲۲ میں الشجرہ کا ذکر ہے اور سورۃ 'طٰہٰ' کی آیت ۱۲۰ میں ہے :

فوسوس الیہ الشیطٰن قال یٰاٰدم ھل ادلک علیٰ شجرۃ الخلد و ملکٍ لا یبلیٰ ہ

[تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا ۔ بولا ، اے آدم ، کیا میں تمہیں بتا دوں ہمیشہ جینے کا پیڑ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ۔]

صفحہ ۱۲۶ ہی میں ہے :

''قرآن مجید کے نزدیک وہ [زمین] انسان کا مستقر اور متاع ہے ۔''

سورۃ البقرہ (آیت ۳۶) میں ہے :

و لکم فی الارض مستقرٌ و متاعٌ الیٰ حینٍ ہ

[اور تمھارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے -]

اس دنیا میں رہنے کے لیے اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے - اس کے لیے سورۃ الاعراف کی آیت (۱۰) نقل کی ہے -

صفحہ ۱۲۷ میں ہے :

''قرآن پاک نے کہیں یہ نہیں کہا کہ انسان کی حیثیت اس [زمین] میں اجنبی کی ہے 'واللہ انبتکم من الارض نباتاً [سورۂ نوح ، آیت ۱۷ = اور اللہ نے تمھیں سبزے کی طرح زمین سے اُگایا] - لہٰذا یہ جنت جس کا اس قصے میں ذکر آیا ہے ، نیکوکاروں کا وہ مسکن نہیں جہاں وہ ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے [یعنی خلود جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۸۲ ، آلِ عمران کی آیت ۱۰۷ اور الاعراف کی آیت ۳۶ وغیرہ میں ذکر ہے] ، کیونکہ ان معنوں میں جہاں کہیں جنت کا ذکر آیا ہے اُس کی تعریف قرآن مجید نے ان الفاظ میں کی ہے : یتنازعون فیھا کاساً لا لغوٌ فیھا ولا تاثیماً ٥ [سورۂ الطور ، آیت ۲۳ = ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی اور نہ گنہگاری ہے] - نیز ان الفاظ میں 'لا یمسھم فیھا نصبٌ وما ھم منھا بمخرجین ٥ [سورۃ الحجر ، آیت ۴۸ = نہ اُنھیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں] - - - - چنانچہ آگے چل کر اسی قصے کی دوسری حکایت میں اسی باغ [جنت] کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے 'ان لك الا تجوع فیھا ولا تعری ٥ و انك لا تظمؤا فیھا ولا تضحیٰ ٥ [طٰہٰ ، آیات ۱۱۸ - ۱۱۹ = بے شک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہوگا ، نہ ننگا ہوگا ، اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ] - اور اس لیے میں سمجھتا ہوں قرآن پاک کی اس روایت میں لفظ جنت کا اشارہ حیاتِ انسانی کے اُس ابتدائی دور کی طرف ہے جس میں انسان کا اپنے ماحول سے ابھی عملاً کوئی رشتہ قائم نہیں ہوا تھا -''

صفحہ ۱۲۸ میں ہے :

''اس [انسان] کی پہلی نافرمانی وہ پہلا اختیاری عمل تھا جو اُس نے اپنے ارادے اور اپنی مرضی سے کیا اور یہی وجہ ہے کہ ارشادِ قرآنی کے مطابق آدم کا یہ گناہ معاف کر دیا گیا -''

سورۃ البقرہ (آیت ۳۷) میں ہے:

فتلقیٰ آدم من ربہٖ کلمٰتٍ فتاب علیہِ ط انہٗ ھو التواب الرحیم ٥

[پھر سیکھ لیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔]

صفحہ ۱۲۹ میں ہے:

"یوں بھی جس ہستی کی تخلیق 'احسن تقویم' پر ہوئی مگر جسے پھر 'اسفل سافلین' میں لوٹا دیا گیا، اُس کی مخفی قوتوں کی تربیت کچھ یونہی ممکن تھی کہ اس طرح کا خطرہ برداشت کر لیا جاتا۔"

سورۃ التین (آیات ۴-۵) میں ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسنِ تقویم ٥ ثم رددنٰہ اسفل سافلین ٥

[بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔ پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا۔]

اُوپر کے جملے کے ساتھ ہی یہ جملہ ہے: "قرآن مجید کا ارشاد ہے: 'و نبلوکم بالشرِ والخیر فتنۃ'" [سورۃ الانبیاء، آیت ۳۵ = اور ہم تمھاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے جانچنے کو]۔

صفحہ ۱۲۹ ہی میں ہے:

"اب ذات یا خودی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اپنے آپ کو بحیثیتِ ذات برقرار رکھے، لہٰذا اسے علم کی جستجو ہے ــ افزائشِ نسل اور طاقت، یا بالفاظِ قرآنی ــ 'ملک لا یبلیٰ' کی۔"

دیکھیں صفحہ ۱۲۶۔

صفحہ ۱۲۹-۱۳۰ میں ہے:

"قرآن مجید میں جب اس پہلو سے کہ آدم کو اشیا کے نام معلوم ہیں، فرشتوں پر اُس کی برتری ظاہر کی گئی تو پھر اسی کے ساتھ دوسری حکایت کا ذکر بھی کر دیا [آدم کے بھکائے جانے کا]۔ لہٰذا ان آیات سے۔ جیسا

کہ ہم اس سے پہلے عرض کر آئے ہیں ، یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ علمِ انسانی کی نوعیت تصوری ہے [دیکھیں خطبہ اول ـ بحث تعلیاتِ قرآنی] ـ دوسری یہ کہ ـ ـ ـ آدم کو اس درخت کا پھل چکھنے سے روکا گیا تو اس لیے کہ ـ ـ ـ وہ ایک دوسری قسم کے علم کا اہل تھا ، یعنی اس علم کا جو نتیجہ ہے صبر آزما مشاہدے کا اور جس میں رفتہ رفتہ ہی اضافہ ممکن ہے ـ"

سورۃ البقرہ کی آیات (۳۰ تا ۳۸) میں یہ واقعات بیان ہوئے ہیں ـ

صفحہ ۱۳۰ میں ہے : "وہ فطرتاً 'عجول' ہے ـ"

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۱۱) میں ہے :

و کان الانسان عجولاً o [اور انسان بڑا جلد باز ہے] ـ

اور سورۃ الانبیاء (آیت ۳۷) میں ہے :

خلق الانسان من عجلٍ o [آدمی جلد باز بنایا گیا] ـ

صفحہ ۱۳۱ میں سورۂ 'طٰہٰ' کی آیات ۱۲۰ - ۱۲۲ نقل کی ہیں یعنی :

فوسوس الیہ الشیطٰن قال یٰاٰدم ھل ادلک علیٰ شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ o فاکلا منہا فبدت لھما سواتھما و طفقا یخصفٰن علیھما من ورق الجنۃ و عصیٰ آدم ربہ' فغویٰ o ثم اجتبٰہ ربہ' فتاب علیہ و ھدیٰ o

[تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا ـ بولا ، اے آدم کیا میں تمھیں بتا دوں ہمیشہ جینے کا پیڑ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ـ تو اُن دونوں نے اس میں سے کھا لیا ـ اب ان پر اُن کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں اور جنت کے پتے اپنے اُوپر چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اُس کی راہ نہ پائی ـ پھر اُس کے رب نے چُن لیا تو اُس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قربِ خاص کی راہ دکھائی ـ]

اس موقع پر علامہ اقبال لکھتے ہیں (صفحہ ۱۳۱ - ۱۳۲) :

''قرآن مجید نے اس تناسلی علامت سے احتراز کیا جو قدیم فن میں استعمال ہوتی تھی - اس نے صرف آدم کی اُس پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے جو بباعثِ شرم اُسے اپنے برہنہ جسم کے چھپانے میں پیش آئی اس جنسی فعل کی طرف اشارہ کر دیا -''

صفحہ ۱۳۲ میں ہے : ''ارشادِ قرآنی بھی یہی ہے 'تم ایک دوسرے کے دشمن ہو' -''

سورۂ 'طٰہٰ' ہی میں (آیت ۱۲۳) ہے :

قال اهبطا منها جميعاً بعضكم لبعض عدوٌ ٥

[فرمایا ، تم دونوں مل کر جنت سے اُترا ، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے -]

صفحہ ۱۳۲ ہی میں ہے :

''قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ یہ شخصیت کا بارِ گراں ایک امانت ہے جسے آسمانوں اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا مگر جسے انسان نے خود اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اٹھایا -''

اس کے لیے سورۃ الاحزاب کی آیت (۷۲) بھی نقل کر دی ہے - پھر صفحہ ۱۳۳ میں ہے :

''قرآن مجید کے نزدیک تو انسان ہونا نام ہی اس بات کا ہے کہ ہر قسم کی سختیاں اور مصائب برداشت کی جائیں -''

سورۃ البلد (آیت ۴) میں ہے :

لقد خلقنا الانسان فی کبدٍ ٥

[بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں رہتا پیدا کیا -]

سورۃ البقرہ (آیت ۱۷۷) میں بھی ہے :

و الصٰبرین فی الباساء و الضرآء و حین الباس ط

[اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت ۔]

اوپر کی بحث میں علامہ اقبال نے سورۂ یوسف کی آیت (۲۱) بھی نقل کی ہے یعنی :

و اللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ و لٰکن اکثر الناس لا یعلمون ○

[اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے ، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ۔]

صفحہ ۱۳۵ میں ہے :

''فکر کی حالت میں تو ہمارا ذہن حقیقتِ مطلقہ کا مشاہدہ کرتا اور اُس کے اعمال و افعال پر نظر رکھتا ہے ، لیکن دعا [عبادت] کی صورت میں وہ ایک آہستہ گام کلیت کی منزل بہ منزل رہنائی کو چھوڑ کو فکر سے آگے بڑھتا اور حقیقتِ مطلقہ پر تصرف حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔''

سورۂ یوسف (آیت ۴۰) میں ہے :

ان الحکم الا للہ ط امر ان لاتعبدوآ الا ایاہ ط ذٰلك الدین القیم ط

[حکومت صرف اللہ کی ہے ۔ اُس نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔ یہی سیدھا طریقہ ہے ۔]

جب اُس کو حاکم مان کر اُس کے آگے سر جھکا دیا تو پھر فکر کی گنجائش کہاں رہی ؟

صفحہ ۱۳۷ میں ہے :

''در اصل علم کی جستجو جس رنگ میں بھی کی جائے ، عبادت ہی کی ایک شکل ہے اور اس لیے فطرت کا علمی [سائنسی] مشاہدہ بھی کچھ ویسا ہی عمل ہے جیسے حقیقت کی طلب میں صوفی کا سلوک و عرفان کی منزلیں طے کرنا ۔''

سورۃ المجادلہ (آیت ۱۱) میں ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتو العلم درجٰت ط

[اللہ درجے بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو تم میں ایمان لائے اور اُن کے جنہیں علم دیا گیا۔]

صفحات ۱۳۸ - ۱۳۹ میں ہے:

"ذرا خیال تو فرمائیے کہ روزمرہ کی صلٰوۃ باجماعت کے ساتھ ساتھ جب ہر سال مسجدِ حرام کے ارد گرد مکہ معظمہ میں حج کا منظر ہماری آنکھوں میں پھر جاتا ہے تو ہم کس خوبی سے سمجھ لیتے ہیں کہ اسلام نے اقامتِ صلٰوۃ کے ذریعے عالمِ انسانی کے اتحاد و اجتماع کا حلقہ کس طرح وسیع سے وسیع تر کر دیا ہے!"

سورۂ آلِ عمران (آیت ۹۶) میں ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکاً و ھدیً للعٰلمین o

[بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہانوں کا راہنما۔]

سورۃ الحج (آیت ۲۷) میں ہے:

و اذن فی الناس بالحج یا توک رجالاً و علیٰ کل ضامرٍ یاتین من کل فجٍ عمیق o

[اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دو۔ وہ تمہارے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اُونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں۔]

پھر عبادت کے مختلف طریقوں کے سلسلے میں علامہ اقبال نے سورۃ الحج کی آیتیں ۶۷ - ۶۹ نقل کی ہیں اور اس کے بعد سورۃ البقرہ کی آیتیں ۱۱۵ - ۱۱۷ بھی اسی مقصد کے لیے نقل کی ہیں۔

صفحات ۱۴۰ - ۱۴۱ میں ہے:

"قرآن مجید نے نسل اور قوم اور شعوب و قبائل کی تقسیم کو تعارف کا ایک ذریعہ ٹھہرایا تو اس کی وجہ بھی یہی ہے [وحدتِ انسانی] ۔ ۔ ۔

صلٰوۃ باجماعت سے اس تمنا کا اظہار بھی مقصود ہے کہ ان سب امتیازات کو مٹاتے ہوئے جو انسان اور انسان کے درمیان قائم ہیں ، اپنی اس وحدت کی ترجمانی جو گویا ہماری خلقت میں داخل ہے ، اس طرح کریں کہ ہماری عملی زندگی میں اس کا اظہار سچ مچ ایک حقیقت کے طور پر ہونے لگے -''

ع ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ط

[اور ہم نے تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں تعارف رکھو - بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے -]

چوتھا خطبہ

خودی ، جبرو قدر ، حیات بعد الموت

(*The Human Ego—Its Freedom and Immortality*)

صفحہ ۱۴۲ میں ہے :

''انسان کے بارے میں اس [قرآن] کا یہی نظریہ ہے جس کی بنا پر نہ تو [۱] کوئی دوسرے کا بوجھ اٹھا سکتا ہے ، [۲] نہ یہ ممکن ہے کہ اسے اپنی کوشش سے سوا کچھ ملے اور جس کے پیش نظر قرآن پاک نے [مسیحی] کفارے کا تصور رد کر دیا -''

(۱) سورۃ النجم (آیت ۳۸) میں ہے :

الا تزر وازرۃٌ و زر اُخریٰ ٥

[کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھاتی -]

سورۃ الانعام ((آیت ۱٦۴) ، بنی اسرائیل (آیت ۱۵) ، فاطر (آیت ۱۸) اور الزمر (آیت ۷) میں بھی ایسی آیت ملتی ہے -

(۲) سورۃ النجم (آیت ۳۹) ہی میں ہے :

و ان لیس للانسان الا ما سعیٰ o

[اور یہ کہ انسان نہ پائے گا مگر اپنی کوشش کا -]

اس کے بعد علامہ نے انسان کے برگزیدہ ہونے سے متعلق سورۂ 'طٰہٰ' کی آیت ۱۲۲ نقل کی ہے - نیابتِ الٰہی کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت ۳۰ ، سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۵ اور آزاد شخصیت کے امین ہونے کے بارے میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ تحریر کی ہے -

صفحہ ۱۴۴ میں ہے :

''یہ صرف تصوّف تھا جس نے کوشش کی کہ عبادات اور ریاضت کے ذریعے وارداتِ باطن کی وحدت تک پہنچے - قرآن پاک کے نزدیک یہ واردات علم کا ایک سرچشمہ ہیں -''

خطبۂ اوّل میں یہ بحث آ چکی ہے اور آیات بھی درج ہیں - بالخصوص صفحہ ۱۹ - ۲۵ -

پھر صفحات ۱۴۵ - ۱۴۶ میں علامہ اقبال نے ان احوال و مشاہدات کی علمی تحقیق پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان ''اسلام پر بحیثیت ایک نظامِ فکر از سرِ نو غور کریں'' -

صفحہ ۱۵۴ میں ہے :

''خودی کی زندگی اطناب کی ایک حالت ہے جس کو اُس نے اپنے ماحول پر اثر آفرینی یا اس سے اثر پذیری کی خاطر پیدا کر رکھا ہے - لہٰذا یہ کہنا غلط ہوگا کہ اثر آفرینی اور اثر پذیری کی اس کشمکش میں خودی کا وجود اس سے باہر رہتا ہے -''

اس کے لیے علامہ اقبال نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۸۵) نقل کی ہے ، یعنی :

و یسئلونك عن الروح ط قل الروح من امر ربی و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا o

[اور آپ سے لوگ روح کے متعلق پوچھتے ہیں - آپ فرما دیں ، روح

میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمھیں علم نہیں ملا ، مگر تھوڑا -]

اس آیت کے ذیل میں علامہ نے فرمایا ہے کہ "لفظ 'امر' کا مطلب سمجھنے کے لیے ہمیں اس امتیاز کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جو قرآن پاک نے امر اور خلق میں کیا ہے"۔

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

الا لہ الخلق و الامر ط تبٰرک اللہ رب العٰلمین ٥

[اُسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور امر کرنا - بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہانوں کا -]

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر میں یہاں لکھتے ہیں : "یاد رکھو ، اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا (جیسا خلق سے معلوم ہوا) اور حاکم ہونا (امر سے معلوم ہوا) - پھر وہ "مسائل السلوک" میں یہاں لکھتے ہیں کہ خلق تحتِ عرش ہے اور امر ، فوقِ عرش -

علامہ اقبال نے صفحہ ۱۵۵ میں ان دونوں آیتوں میں سے "امرِ ربی" اور "خلقِ امر" کی تشریح کی ہے اور پھر فرمایا ہے کہ "اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود ان تغیرات کے جو باعتبار ایک وحدت خودی کی حدِ وسع ، توازن اور اثر آفرینی میں پیدا ہوتے ہیں اس کا ایک مخصوص اور منفرد وجود ہے -" پھر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۸۴ نقل کی ہے :

کلٌ یعمل علیٰ شاکلتہٖ ط فربکم اعلم بمن ہو اھدیٰ سبیلاً ٥[۴۰]

اور اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے کہ "میں شے نہیں ، عمل ہوں" -

۴۰- آیت کا ترجمہ یہ ہے : سب اپنے کینڈے پر کام کرتے ہیں ، تو تمھارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے -

صفحہ ۱۵۶ میں ہے :

''زمان و مکان کی اس دنیا میں خودی کا صدور کیونکر ہوا ؟ اس بحث میں بھی قرآن مجید کے ارشادات بالکل صاف اور واضح ہیں ۔''

یہاں سورۃ المؤمنون کی آیات ۱۲ - ۱۴ نقل کی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے :

اور بے شک ہم نے انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا ۔ پھر اُسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا ، پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی ، پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں ، پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا ، پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی ۔ تو بڑی برکت والا ہے اللہ ، سب سے بہتر خالق ۔

اس آخری آیت میں ''خلقاً آخر'' (اور صورت میں تخلیق) کا ذکر ہے ۔ علامہ لکھتے ہیں (صفحات ۱۵۶ - ۱۵۷) :

''اس 'خلق آخر' کا نشو و نما نظامِ جسمانی کی بنا پر ہوتا ہے اور نظامِ جسمانی کیا ہے ؟ کمتر خودیوں کی وہ بستی جس کے اندر سے ایک عمیق تر خودی [یعنی ہماری اپنی ذات] مجھ پر عمل کرتی اور مجھے اس امر کا موقعہ دیتی ہے کہ میں اپنے محسوسات و مدرکات کو ایک باقاعدہ وحدت میں سمو ڈالوں ۔''

صفحہ ۱۵۹ میں ہے :

''بدنی افعال ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتے رہتے ہیں ۔ لہٰذا بدن کو روح کے اعمال کا حاصل جمع کہیے ، یا یہ کہ وہ اس کی 'عادت' ہے اور اس لیے اس سے ناقابلِ فصل ۔''

سورۃ الطور (آیت ۲۱) میں ہے :

کل امریء بما کسب رھین ٥

[ہر آدمی اپنے عمل میں گروی ہے (یعنی اپنے عمل کا نتیجہ ضرور پائے گا) ۔]

اس آیتِ مبارکہ میں بدن اور روح دونوں کی ذمہ داری مذکور ہے ۔

صفحہ ۱۶۱ میں ہے :

''طبیعی سطح کوئی سطح بھی نہیں ، ان معنوں میں کہ مادہ ہے تو لیکن اس تخلیقی ائتلاف [Synthesis] کا جسے ہم حیات اور نفس سے تعبیر کرتے ہیں ، نشو و نما چونکہ اس کی سرشت ہی میں داخل نہیں ، لہٰذا ایک وراء الورا خدا کی ہستی تسلیم کرنا پڑی جو اس کو عقل اور نفس کی صفات عطا کرتا ہے ۔ حالانکہ وہ مطلق انا جس کی بدولت صادر کا صدور ہوتا ہے ، فطرت میں جاری و ساری ہے اور بفحوائے آیہٗ قرانی 'اول و آخر بھی ہے ، ظاہر اور باطن بھی' ۔''

یہ سورۃ الحدید کی آیت ۲ پہلے بھی آ چکی ہے :

ھو الاول و الآخر والظاھر و الباطن و ھو بکل شیء ٍ علیم ٥

[وہی اول ، وہی آخر ، وہی ظاہر ، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے ۔]

صفحہ ۱۶۴ میں ہے :

''ہمارے شعوری کردار کی آزادی کی تائید قرآن مجید کے اس نظریے سے بھی ہو جاتی ہے جو اس نے خودی کے اعمال و افعال کے بارے میں قائم کیا ۔ چنانچہ آیاتِ ذیل میں اس حقیقت کی طرف قطعی اشارہ موجود ہے [ترجمہ] :

''آپ فرما دیں کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے ۔ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے (سورۃ الکہف ، آیت ۲۹) ۔

''اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنا بھلا کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا (سورۂ بنی اسرائیل ، آیت ۷) ۔''

صفحہ ۱۶۴ ہی میں ہے :

''اوقاتِ صلٰوۃ کی تعیین بھی جو قرآن مجید کے نزدیک خودی کو زندگی اور اختیار کے حقیقی سرچشمے سے قریب تر لا کر اُسے 'اپنی ذات پر

قابو' حاصل کرنے کا موقعہ دیتی ہے اسی مقصد کے پیشِ نظر کی گئی تاکہ ہم نیند اور کسبِ معاش کے میکانیت آفریں اثرات سے محفوظ رہیں۔"

سورۃ النساء (آیت ۱۰۳) میں ہے:

فاذا قضیتم الصلٰوۃ فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم فاذا اطمانتم فاقیموا الصلٰوۃ ان الصلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتٰباً موقوتاً ۝

[پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسبِ دستور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔]

اس تعیین سے واقعی نیند اور کسبِ معاش کے میکانیت آفریں اثرات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔۵

صفحہ ۱۶۵ - ۱۶۶ میں ہے:

"کائنات کی طرف 'حیاتی' طریق ہی پر قدم بڑھانا وہ چیز ہے جسے قرآن پاک نے ایمان سے تعبیر کیا ہے ---- یہ تیقن اور اعتماد کی وہ کیفیت ہے جس کے لیے انسان کو بڑی نادر واردات اور تجربات سے گزرنا پڑتا ہے اور جس کی اہل صرف وہ شخصیتیں ہو سکتی ہیں جو نہایت درجہ مضبوط

۵- مولانا سلیمان ندوی نے ''سیرۃ النبی'' (اعظم گڑھ، ۱۹۵۲) کی جلد پنجم کے صفحہ ۱۱۳ میں لکھا ہے:

''ہر انسان ہر روز مختلف قسم کے کاموں میں اپنی عمر کے یہ چوبیس گھنٹے بسر کرتا ہے۔ صبح کو یہ بیدار ہوتا ہے، دوپہر تک کام کر کے تھوڑی دیر سستاتا ہے، پھر سہ پہر تک وہ اپنا بقیہ کام انجام دیتا ہے اور اُس کو تمام کر کے سیر و تفریح اور دلچسپ مشاغل میں دل بہلاتا ہے۔ شام ہوتی ہے تو گھر آ کر خانگی زندگی کا آغاز کرتا ہے اور کھا پی کر تھوڑی دیر کے بعد طویل آرام اور غفلت کی نیند کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اسلامی نمازوں کے اوقات پر ایک غائر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے روزانہ کے ان مختلف انسانی مشاغل کے ہر آغاز پر ایک وقت کی نماز رکھی ہے تاکہ پورے اوقات خدا ہی کی یاد میں محسوب ہوں۔''

ہوں اور اس قسم کی تقدیر پرستی کو جو اس صورت میں ناگزیر ہے برداشت کرنے کی اہل -"

صحیح دلی یقنیات اور مضبوط دماغی اور ذہنی تصورات ہی کے ذریعے ہم اپنے لیے راہِ عمل تلاش کر سکتے ہیں - اسی لیے قرآن پاک میں ایمان کے ساتھ ساتھ ہمیشہ عملِ صالح کا ذکر کیا گیا ہے -

سورۃ الحدید (آیت ۲۲ - ۲۳) میں ہے :

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتٰب من قبل ان نبراھا ط ان ذٰلك علی اللہ یسیر ٥ لکیلا تاسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم ط واللہ یحب کل مختال فخور ٥

[کوئی مصیبت نہیں آتی زمین میں اور نہ خود تم میں مگر یہ کہ وہ ایک کتاب (کتابِ الٰہی) میں اپنی پیدائش سے پہلے درج ہوتی ہے - بے شک یہ اللہ کو آسان ہے ، اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اُس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اُس پر جو تم کو دیا - اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا -]

اور سورۂ آل عمران (آیات ۱۴۵ - ۱۴۶) میں ہے :

و ما کان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللہ کتٰباً مؤجلاً ط و من یرد ثواب الدنیا نؤتہٖ منھا و من یرد ثواب الآخرة نؤتہٖ منھا ط و سنجزی الشٰکرین ٥ و کاین من نبیٍ قتل معہٗ ربیون کثیرٌ فما وھنوا لمآ اصابھم فی سبیل اللہ و ما ضعفوا و ماااستکانو ط واللہ یحب الصٰبرین ٥

[اور کسی کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر سکے- یہ لکھا ہوا مقرر ہے - اور جو کوئی دنیا کا معاوضہ چاہے گا تو ہم اس کو اس میں سے کچھ دیں گے اور جو آخرت کا معاوضہ چاہے گا تو ہم اس میں سے کچھ (یہاں) دیں گے اور پورا معاوضہ شکر کرنے والوں کو آئندہ (وہاں) دیں گے - اور کتنے ہی انبیا نے جہاد کیا - اُن کے ساتھ بہت سے خدا والے

تھے - تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انھیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے اور اللہ کو صبر والے محبوب ہیں -]

ان آیتوں سے واضح ہے کہ تقدیر پرستی کا نتیجہ پست ہمتی نہیں بلکہ عزم و حوصلہ اور استقلال و ثبات ہے -۶

صفحہ ۱۶۶ میں ہے :

''اسلامی تصوف کے اعلیٰ مراتب میں اتحاد و تقرب سے یہ مقصود نہیں تھا کہ متناہی خودی لامتناہی خودی میں جذب ہو کر اپنی ہستی فنا کر دے ، بلکہ یہ کہ لامتناہی متناہی کے آغوشِ محبت میں آ جائے - مولانا رومؒ نے کیا خوب کہا ہے :

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود — ایں سخن کے باورِ مردم شود

''لہٰذا اس تقدیر پرستی کا تقاضا نفیٔ ذات نہیں - - - یہ زندگی ہے وہ بے پایاں طاقت اور قدرت جو کسی مزاحمت کو تسلیم نہیں کرتی -''

اتحاد و تقرب جو اسلامی تصوف کی تعلیم ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سے حاصل ہو سکتا -

سورۂ آل عمران (آیت ۳۱) میں ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم ط

[آپ فرما دیں کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو - (پھر) اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا -]

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی ہی سے لامتناہی متناہی کے آغوشِ محبت میں آ سکتا ہے - اور اس پیروی سے وہ نتیجے نکلتے ہیں جن کا ذکر ابھی سورۃ الحدید (آیات ۲۲ - ۲۳) اور سورۂ آل عمران

۶- تقدیر سے متعلق خطبۂ دوم میں بھی علامہ اقبال نے مفصل بحث کی ہے -

(آیات ۱۴۵ - ۱۴۶) میں ہم پڑھ چکے ہیں ۔۷

صفحہ ۱۶۹ میں ہے :

''ابن رشد نے [ما بعد الطبیعیات کے راستے قدم بڑھا کر] حواس اور عقل میں ایک امتیاز قائم کیا اور اس کی بنا شاید قرآن مجید کے الفاظ 'نفس' اور 'روح' پر رکھی ۔''

سورۃ الشمس (آیات ۷ - ۸) میں ہے :

و نفس و ما سواھا ٥ فالھمھا فجورھا و تقوٰھا ٥

[اور جان کی (قسم) اور اُس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا ۔ پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی ۔]

سورۃ الحجر (آیت ۹۰) اور سورۂ ص (آیت ۷۲) میں ہے :

فاذا سویتہ' و نفخت فیہ من روحی ٥

۷۔ علامہ اقبال نے ''مکاتیب''، حصہ' اول کے مکتوب نمبر ۱۰۳ (ص ۲۰۲ - ۲۰۳) میں لکھا ہے :

"حدودِ خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے ۔ جب احکام الٰہی خودی میں اس حد تک سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ اقبال و عواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصود ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیہ اسلام نے فنا کہا ہے ، بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے ۔''

مکتوب نمبر ۳۵ (ص ۷۸ - ۷۹) میں بھی لکھتے ہیں :

"میرا تو عقیدہ ہے کہ غلو فی الزہد اور مسئلہ' وجود مسلمانوں میں زیادہ تر بدھ (سمنیت) مذہب کے اثرات کا نتیجہ ہیں ۔ خواجہ نقشبند اور مجدد سرہند کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے ۔ یہی حال سلسلہ' قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت رکھتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔''

[پھر جب میں اُسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ۔]

غالباً ابن رشد نے ان آیات سے استدلال کیا ہوگا ۔

صفحہ ۱۷۵ - ۱۷۶ میں ہے :

''قرآن مجید نے تقدیر انسانی [مقصود و منتہا] کا جو نظریہ قائم کیا ہے [جس کا ایک پہلو حیات بعد الموت بھی ہے] کچھ تو اخلاقی ہے اور کچھ حیاتی - - - [حیاتی کی مثال] برزخ - - - جسے گویا موت اور بعثت بعد الموت کے درمیان توقف و انتظار کی ایک حالت سے تعبیر کرنا چاہیے۔ بعینہٖ بعثت بعد الموت کا تصور بھی سر تا سر مختلف ہے ۔ اس لیے کہ - - - وہ حیات کا ایک عالمگیر مظہر ہے جس کا اطلاق ایک حد تک وحوش و طیور پر بھی کیا جا سکتا ہے ۔''

سورۃ الانعام (آیت ۳۸) میں ہے ۔

و ما من دآبۃ فی الارض ولا طٰئرٍ یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ط

[اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اُڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں ہیں ۔]

سورۃ التکویر (آیت ۵) میں ہے :

و اذا الوحوش حشرت ٥ [اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں] ۔

صفحہ ۱۷۶ میں ہے :

''قرآن پاک کی رُو سے نا ممکن ہے انسان پھر اس کرۂ ارضی میں واپس آئے ۔''

اس کے لیے سورۃ المؤمنون کی آیات ۹۹ - ۱۰۰ ، سورۃ الانشقاق کی آیات ۱۸ - ۹ ؛ اور سورۃ الواقعہ کی آیات ۵۸ - ۶۱ نقل کی ہیں ۔

صفحہ ۱۷۷ میں ہے :

''متناہیت [نفسِ انسانی] کو بدبختی سے تعبیر کرنا غلطی ہے۔'' اس کے لیے سورۂ مریم کی آیتیں ۹۳ - ۹۵ نقل کی ہیں اور یہ کہ ''متناہی

خودی لا متناہی خودی کے سامنے حاضر ہوگی۔" سورۃ الانعام کی آیت ۹۴ میں ہے :

و لقد جئتمونا فرادیٰ ٥ [اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے۔]

کیونکہ "اپنے گذشتہ اعمال و افعال کو دیکھ کر وہ اس امر کا اندازہ کر سکتی ہے کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا۔" اس کے لیے سورۂ بنی اسرائیل کی آیتیں ۱۳ - ۱۴ نقل کی ہیں۔

صفحہ ۱۷۷ - ۱۷۸ میں ہے :

"اس [انسان] کے 'اجر غیر ممنون' [سورۃ التین کی آیت ۶ ، یعنی اُنھیں بے حد ثواب ہے] کا مطلب ہے اس کے ضبطِ نفس ، اس کی یکتائی اور بحیثیت ایک خودی اس کی فعالیت کا زیادہ سے زیادہ شدت اختیار کرتے جانا ، حتیٰ کہ عالمگیر تباہی کا وہ منظر بھی جس سے قیامت کی ابتدا ہوگی [جیسا کہ سورۂ ابراہیم کی آیت ۴۸ وغیرہ میں ذکر ہے۔] اس قسم کی تربیت یافتہ خودی کے سکون و اطمینان پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوگا۔"

اس کے لیے سورۃ الزمر کی آیت ۶۸ نقل کی ہے کہ "اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے۔")

صفحہ ۱۷۸ میں (اوپر کے قول کے سلسلے میں) ہے :

"لیکن ظاہر ہے اس قسم کے استثنا کا اطلاق اُنہی شخصیتوں پر ہو سکتا ہے جن میں خودی کی شدت انتہا کو پہنچ گئی ہو ، لہٰذا امر کے نشو و نما کا معراج کمال یہ ہے کہ ہم اُس خودی سے براہِ راست اتصال میں بھی جو سب پر محیط ہے اپنے آپ کو قائم اور برقرار رکھ سکیں جیسا کہ قرآن پاک نے حضور سرور کائنات صلعم کے مشاہدۂ ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا :

" 'ما زاغ البصر و ما طغیٰ' (۵۳ : ۱۷) [آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی] -

"یہ ہے اسلام کے نزدیک انسانیتِ کامل کا تصور۔"

صفحہ ۱۷۹ میں ہے:

''قرآن پاک کی رو سے یہ عین ممکن ہے کہ ہم انسان کائنات کے مقصود و مدعا میں حصہ لیتے ہوئے غیر فانی ہو جائیں۔''

اس کے لیے سورۃ القیٰمہ کی آیتیں ۳٦ - ۴۰ نقل کی ہیں۔ اور ایسی ہستی ''کائنات کے مقصود و مدعا میں شریک ہوگی، تو ایک روز افزوں خودی کی حیثیت سے'' [اس کے لیے سورۃ الشمس کی آیتیں ۷ - ۱۰ نقل کی ہیں]۔

صفحہ ۱۸۰ - روح کی افزوانی کے لیے عمل کی ضرورت ہے (اس کے لیے سورۃ الملک کی آیت ۲ نقل کی ہے)۔

پھر فرماتے ہیں کہ خودی کو برقرار رکھنے کے لیے وہی اعمال ضروری ہیں ''جن کی بنا اس اصول پر ہے کہ ہم بلا امتیازِ من و تو خودی کا احترام کریں۔''

''جاوید نامہ'' میں ہے:

آدمیت احترامِ آدمی باخبر شو از مقامِ آدمی

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۰) میں ہے:

و لقد کرمنا بنی آدم ٥

[اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو بزرگی دی۔]

صفحہ ۱۸۰ - ۱۸۱ میں ہے:

''خودی نے اپنے عمل اور سعی کی بدولت اسی زندگی میں اتنا استحکام پیدا کر لیا ہے کہ موت کے صدمے سے محفوظ رہے تو اس صورت میں موت کو بھی ایک راستہ [بقائے دوام] کا تصور کیا جائے گا۔ وہ راستہ جسے قرآنِ پاک نے برزخ کہا ہے۔''

برزخ سے متعلق ابھی سورۃ المؤمنون کی آیتیں ۹۹ - ۱۰۰ صفحہ ۱۷٦ میں آ چکی ہیں۔ سورۃ التکاثر میں بھی اس برزخ کے متعلق ہے۔

صفحہ ۱۸۲ میں ہے :

قرآن مجید کا بھی یہی ارشاد ہے کہ ہم اپنی حیاتِ ثانیہ کا قیاس خلقِ اول کی مماثلت پر کریں ۔''

اس کے لیے سورۂ مریم کی آیتیں ۶۶ - ۶۷ اور سورۃ الواقعہ کی آیتیں ۶۰ - ۶۲ نقل کی ہیں ۔

پھر صفحہ ۱۸۴ میں حیاتِ عملی کی تکمیل کے لیے اس انفرادیت کا ذکر ہے جو اس ماحول میں اپنے انتزاع و انتشار کے باوجود اپنے آپ کو قائم اور برقرار رکھ سکے اس کے لیے سورۂ ق کی آیتیں ۳ - ۴ نقل کی ہیں ۔
اسی سلسلے میں صفحہ ۱۸۵ میں ہے کہ ''قرآن مجید کی تعلیمات اس باب میں - - - یہ ہیں کہ بعث بعد الموت پر انسان کی بصارت تیز ہو جائے گی ۔''

سورۂ ق (آیت ۲۲) میں ہے :

لقد کنت فی غفلة من هـٰذا فکشفنا عنك غطآءك فبصرك الیوم حدید ○

[بے شک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے ۔]

''وہ اپنی گردن میں خود اپنی طیار کردہ قسمت کا حال آویزاں پائے گا ۔''

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۱۳) میں ہے :

و کل انسانٍ الزمنٰه طٰئره فی عنقه ط و نخرج له یوم القیٰمة کتٰباً یلقٰه منشوراً ○

[اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اُس کے گلے سے لگا دی اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا ۔]

صفحہ ۱۸۵ - دوزخ کے متعلق سورۃ الهمزہ کی آیتیں ۵ - ۶ نقل کی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے : ''اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے ۔ وہ جو دلوں

پر چڑھ جائے گی -"

"بہشت کا مطلب ہے فنا اور ہلاکت کی قوتوں پر غلبے اور کامرانی کی مسرت -"

جنت میں جانے والے کو فنا نہیں ہے ، مثلاً سورۃ التوبہ (آیت ۱۰۰) میں ہے :

و اعد لهم جنٰت تجری تحتها الانهٰر خٰلدین فیهآ ابدآ ط ذٰلك الفوز العظیم ٥

[اور اُن کے لیے تیار کی ہیں جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں - ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں - یہی بہت بڑی کامیابی ہے -]

صفحہ ۱۸۶ میں ہے :

"قرآن مجید نے لفظ 'خلود' [ہمیشگی] کی تشریح بھی دوسری آیات میں اس طرح کر دی ہے کہ اس سے مراد محض ایک مدتِ زمانی (۷۸ : ۲۳) ہے -"

لٰبثین فیها احقاباً (النبا ، آیت ۲۳) [اس میں قرنوں رہیں گے] -

صفحہ ۱۸۶ ہی میں ہے :

"جہنم بھی کوئی 'ھاویہ' نہیں جسے کسی منتقم خدا نے [یہودیوں کے خیال کے مطابق] اس لیے طیار کر رکھا ہے کہ گنہ گار ہمیشہ اس میں گرفتارِ عذاب رہیں -"

سورۃ القارعہ (آیات ۸ - ۱۱) میں ہے :

و اما من خفت موازینه' ٥ فامه' هاویة ٥ و مآ ادراٰك ماهیه ٥ نارٌ حامیةٌ ٥

[اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ (مرنے کے بعد) نیچا دکھانے والی گود میں ہے - اور تو نے کیا جانا ، کیا نیچا دکھانے والی ، ایک آگ شعلہ مارتی -]

"وہ درحقیقت تادیب کا ایک عمل ہے تا کہ جو خودی پتھر کی طرح

سخت ہوگئی ہے [فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ٥ (وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ سخت) سورۃ البقرہ ، آیت ۷۴] وہ پھر رحمتِ خداوندی کی نسیمِ جان فزا کا اثر قبول کر سکے ۔''

گناہ گار کو عارضی عذاب ہوگا لیکن کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا جیسا کہ سورۃ الجن میں ہے :

و من یعص اللہ و رسولہٗ فان لہٗ نار جھنم خٰلدین فیھآ ابدآ ٥

[اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا تو اُس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ۔]

صفحات ۱۸٦ - ۱۸۷ میں ہے :

''زندگی ایک ہے اور مسلسل [باعتبارِ ماہیت] اور اس لیے انسان بھی اس ذاتِ لامتناہی کی نو بہ نو تجلیات کے لیے جس کی ہر لحظہ ایک نئی شان ہے [کل یوم ھو فی شان ٥ (وہ ہر دن ایک کام میں ہے) ، سورۃ الرحمان ، آیت ۲۹] ۔ پھر جس کسی کے حصے میں یہ سعادت آئی ہے کہ تجلیاتِ الٰہیہ سے سرفراز ہو وہ صرف ان کے مشاہدے پر قناعت نہیں کرے گا ۔''

سورۃ التحریم (آیت ۸) میں ہے :

نورھم یسعیٰ بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و اغفرلنا ٥

[ان (ایمان والوں) کا نور اُن کے سامنے اور داہنے دوڑے گا اور وہ کہیں گے ، اے ہمارے پروردگار ، ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہمیں مغفرت فرما دے ۔]

پانچواں خطبہ

اسلامی ثقافت کی روح

(*The Spirit of Muslim Culture*)

یہ خطبہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ (المتوفی ۹۴۵ھ) کے

اس قول سے شروع ہوتا ہے : ''محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) درقاب قوسین او ادنیٰ رفت و باز گردید۔ و اللہ ما باز نہ گردیم ۔''[۸]

اس قول میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مبارک کا مقام مذکور ہے ، جیسا کہ سورۃ النجم (آیت ۹) میں ہے :

فکان قاب قوسین او ادنیٰ ٥

[پھر رہ گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم ۔]

علامہ اقبال نے اسی قول سے نبوّت اور ولایت کا فرق ظاہر کیا ہے کہ ولی اپنے وارداتِ اتحاد سے ہٹنا نہیں چاہتا لیکن نبی کو ایک نئی دنیا تعمیر کرنی پڑتی ہے ۔ اس لیے ان واردات سے واپس آ جاتا ہے ۔

صفحہ ۱۹۰ - یہاں سب سے پہلے عقیدۂ ختمِ نبوّت کی ثقافتی قدر و قیمت سمجھنے کی دعوت دی ہے ۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۴۰) میں ارشاد ہے :

ما کان محمد ابا احدٍ رجالکم ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبین ٥

[محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ۔]

اسی لیے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے مرد ہونے سے پہلے فوت ہو گئے ۔ خاتم النبیین سے یہ بھی مطلب نکلتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ بھی اپنی شریعت پر نہیں بلکہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چلیں گے اور اس کے بغیر چارہ نہیں

۸- مولوی اعجاز الحق قدوسی نے اپنی کتاب ''شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ'' (کراچی ، ۱۹٦۱) کے صفحہ ۲۴۲ میں لطائفِ قدوسی کے حوالے سے یہ فقرہ نقل کیا ہے ۔ سید نذیر نیازی نے اپنے حاشیے میں وضاحت کی ہے کہ چونکہ انہیں اصل عبارت دستیاب نہیں ہو سکی ، لہٰذا انگریزی اقتباس کا یہ فارسی ترجمہ قیاسی ہے : ''محمد عربی بر فلک الافلاک رفت و باز آمد ۔ و اللہ اگر من رفتمے ہرگز باز نیامدمے ۔''

کیونکہ یہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔

صفحہ ۱۹۱ میں وحی کی حقیقت اور اس کی قسمیں بتائی ہیں۔ پھر فرمایا ہے :

"بنی نوع انسان کے عالمِ صغر سنی میں ایسا بھی ہوا کہ اس کی نفسی توانائی کا نشو و نما [یعنی غور و فکر، ارادہ و اختیار، ادراک و تعقل، حکم، تصدیق وغیرہ] شعور کی وہ صورت اختیار کر لے جسے ہم نے شعورِ نبوت سے تعبیر کیا ہے۔"

اس شعورِ نبوت کی خصوصیات یہ ہیں :

یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ (آلِ عمران، آیت ۱۶۴) -

[اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنھیں پاک کرتا ہے اور اُنھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔]

صفحہ ۱۹۱ ہی میں ہے :

"یہ نہیں کہ اُنھیں [افراد کو] اس بارے میں [راہِ عمل کے لیے] خود اپنے فکر اور انتخاب سے کام لینا پڑے۔"

یعنی اوامر و نواہی کی تعین نبی کر دیتا ہے۔ سورۃ الحدید (آیت ۲۵) میں ہے :

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت و انزلنا معھم الکتٰب و المیزان لیقوم الناس بالقسط ؀

[بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔]

نبی کو وحی، الہام اور کشف تینوں سے علم حاصل ہوتا ہے اور یہ سب مکالمۂ الٰہی کے ذیل میں ہیں۔ دیکھیں سورۃ الشوریٰ، آیت ۵۱)۔

صفحہ ۱۹۳ میں ہے :

"پیغمبرِ اسلام صلعم کی ذاتِ گرامی کی حیثیت دنیائے قدیم و

جدید کے درمیان ایک واسطہ کی ہے۔ بہ اعتبار اپنے سرچشمۂ وحی کے آپؐ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے لیکن بہ اعتبار اس کی روح کے دنیائے جدید سے۔"

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴۳) میں ہے:

و کذٰلک جعلنٰکم أمۃً وسطاً لتکونوا شھدآء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیداً ط

[اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں کیا اُمتِ معتدل (اس لیے سب میں افضل) کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ ہیں۔]

سورۃ السبا (آیت ۲۸) میں ہے:

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً o

[اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔]

صفحہ ۱۹۳ ہی میں ہے: "اسلام میں نبوت ---- اپنے معراجِ کمال کو پہنچ گئی۔"

سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

[آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔]

صفحہ ۱۹۴ میں ہے: "قرآن مجید نے 'آفاق و انفس' دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔"

سورۂ فصلت (آیت ۵۳) میں ہے:

سنریھم آیٰتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انہ الحق ط

[ابھی ہم اُنھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں آفاق میں اور خود اُن کی ذات میں ، یہاں تک کہ اُن پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ۔]

صفحہ ۱۹۵ میں ہے :

''اسلامی کلمہ [لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ] کے جزو اوّل نے انسان کے اندر یہ نظر پیدا کی کہ عالمِ خارج کے متعلق اپنے محسوسات و مدرکات کا مطالعہ نگاہِ تنقید سے کرے اور قوائے فطرت کو الوهیت کا رنگ دینے سے باز رہے ۔''

اسلامی کلمہ یہی سکھاتا ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر طاقت سے بغاوت اور نفی کی جائے ۔ سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں بھی ہے :

و لا تدع مع اللہ الٰھاً آخر ۝

[اور مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود ۔]

صفحہ ۱۹٦ میں ہے :

''لیکن مشاہداتِ باطن صرف ایک ذریعہ ہیں علمِ انسانی کا ۔ قرآن پاک کے نزدیک اس کے دو سرچشمے اور ہیں — ایک عالمِ فطرت ، دوسرا عالمِ تاریخ — جن سے استفادہ کرنے میں عالمِ اسلام کی بہترین روح کا اظہار ہوا ۔ قرآن پاک کے نزدیک یہ [۱] شمس و قمر ، یہ [۲] سایوں کا امتداد ، یہ [۳] اختلافِ لیل و نہار ، یہ [۴] رنگ اور زبان کا فرق ، اور یہ [۵] قوموں کی زندگی میں کامیابی اور ناکامی کے دنوں کی آمد و شد ، حاصل کلام یہ کہ سارا عالمِ فطرت جیسا کہ بذریعۂ حواس ہمیں اس کا ادراک ہوتا ہے حقیقتِ مطلقہ کی آیات ہیں ۔ ۔ ۔ ۔''

(۱) سورۃ فصلت (آیت ۳۷) میں ہے :

و من آیٰتہ الیل و النھار و الشمس و القمر ط

[اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ۔]

(۲) سورۃ الفرقان (آیات ۴۵ - ۴٦) میں ہے :

الم تر الی ربک کیف مد الظل و لوشآء لجعلہٗ ساکناً ثم جعلنا

الشمس علیه دلیلا o ثم قبضنٰه الینا قبضاً یسیراً o

[کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کو کہ کیسا پھیلایا سایہ اور اگر چاہتا تو اُسے ٹھہرایا ہوا کو دیتا ۔ پھر سورج کو ہم نے اُس پر دلیل کیا ۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا ۔]

(۳) سورۂ یونس (آیت ۶) میں ہے :

ان فی اختلاف الیل و النهار و ما خلق الله السمٰوات و الارض لاٰیٰت لقوم یتقون o

[بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا اُن میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لیے ۔]

(۴) سورۃ الروم (آیت ۲۲) میں ہے :

و من آیٰته خق السمٰوات و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم ط ان فی ذٰلك لاٰیٰت للعٰلمین o

[اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے ۔]

(۵) سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۴۰) میں ہے :

ان یمسسکم قرحٌ فقد مس القوم قرحٌ مثله، ط و تلك الایام نداولها بین الناس o

[اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں ۔ کبھی کسی کی ، کبھی کسی کی ۔]

اس طرح کی اور بھی آیتیں ہیں ۔

صفحات ۱۹۶ - ۱۹۷ میں ہے :

''جو کوئی اس زندگی میں اندھوں کی طرح ان آیات سے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے وہ آگے چل کر بھی اندھا ہی رہے گا ۔''

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۷۲) میں ہے :

و من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلاً o

[اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور اور بھی زیادہ گمراہ -]

صفحہ ۱۹۸ میں ہے :

''سورۂ 'شعرا' میں اس دعویٰ کا اثبات کہ انبیاء [علیھم السلام] کی تکذیب سے عذاب لازم آتا ہے تاریخی نظائر کے حوالے سے کیا گیا ہے -''

سورۃ الشعراء (آیت ۱۳۹) میں ہے :

فکذبوہ فاھلکنٰھم ط ان فی ذٰلک لآیۃً ط

[تو اُنھوں نے اُسے جھٹلایا تو ہم نے اُنھیں ہلاک کر دیا - بے شک اس میں ضرور نشانی ہے -]

سورۂ ص (آیت ۱۴) میں بھی ہے :

ان کلٌ الا کذب الرسل فحق عقاب o

[ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا -]

صفحہ ۲۰۲ میں ہے :

''علم کی ابتدا محسوس سے ہوتی ہے ، کیونکہ جب تک ہمارا ذہن اسے اپنی گرفت اور قابو میں نہیں لے آتا ، فکرِ انسانی میں یہ صلاحیت پیدا نہیں ہوتی کہ اس [محسوس] سے آگے بڑھ سکے - قرآن پاک کا ارشاد ہے [الرحمٰن ، ۳۳] :

''یٰمعشر الجنِ والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰتِ والارضِ فانفذوا ط لا تنفذون الا بسلطٰنٍ o

"[اے جن و انس کے گروہ ، اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ ، تو نکل جاؤ - جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے -]''

صفحہ ۲۰۳ میں ہے :

''ہم سمجھتے ہیں متناہی گویا ایک سد ہے جس نے ذہنِ انسانی کو [لامتناہی کی طرف] حرکت سے روک رکھا ہے اور جس کی حدود سے آگے نکلنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہمارا ذہن زمانِ متسلسل اور مکانِ مرئی کی خلائیت محض پر غالب آ جائے۔ قرآن مجید کا بھی ارشاد ہے 'و ان الی ربک المنتھی' [سورۃ النجم ، آیت ۴۲ = اور بے شک تمھارے رب ہی کی طرف انتہا ہے] ۔''

صفحہ ۲۰۷ میں ہے :

''لیکن یہ نفسیاتِ مذہب ہے جس میں ہم تقریباً اسی مرحلے پر جا پہنچتے ہیں جس میں زمان و مکان کے مسئلہ پر کچھ ویسے ہی انداز میں بحث کی گئی تھی جیسے عصرِ حاضر میں اور جس کے لیے ہمیں عراق اور خواجہ محمد پارسا[۹] سے رجوع کرنا چاہیے - - -

''عراق کے نزدیک مکان کی موجودگی تو ذاتِ الٰہیہ کی نسبت سے بھی

۹- خواجہ محمد پارسا رح (المتوفی ۸۲۲ھ) کا کوئی قول یہاں علامہ اقبال نے نقل نہیں کیا - خواجہ رح نے رسالہ ''در زمان و مکان'' لکھا تھا لیکن وہ اب نایاب ہے - ملک محمد اقبال صاحب نے خواجہ رح کا ''رسالہ قدسیہ'' مرتب کیا ہے (راولپنڈی ، ۱۹۷۵) - اس کے مقدمے (پیشِ گفتار) کے صفحہ ۳۴ میں خواجہ رح کے زمان و مکان کے مسئلے کا تھوڑا سا ذکر ہے کہ وہ زمان و مکان دونوں کو جسمانی بھی اور روحانی بھی قرار دیتے تھے ، اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم در شبِ معراج از تنگنای زمان و مکان بیروں شد'' - لیکن حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ' (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے دفترِ اول کے مکتوب ۲۸۳ میں فرمایا ہے کہ 'رویت آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در شبِ معراج در دنیا واقع نہ شدہ است بلکہ در آخرت واقع شدہ - زیرا کہ آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در ان شب چون از دائرۂ مکان و زمان بیرون جست و از تنگیِ مکان بر آمد ازل و ابد را در آنِ واحد یافت و بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد دید - - -''

ناگزیر ہے ۔ چنانچہ وہ اس کا استدلال آیاتِ ذیل سے کرتا ہے [ہم صرف ترجمہ دیتے ہیں :

''[(الف) المجادلہ ، آیت ۷) : کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی ، تو چھٹا وہ ۔ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی ، مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں وہ ہوں ۔

''[(ب) یونس ، آیت ۶۱ : اور تم کسی کام میں اور اُس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ، ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمھارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی ۔ کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ۔

''(ج) ق ، آیت ۱۶ : اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اُس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی اُس سے زیادہ نزدیک ہیں] ۔''

صفحہ ۲۱۲ میں ہے : ''قرآن پاک نے تاریخ کو ایام اللہ سے تعبیر کیا اور اسے علم کا ایک سرچشمہ ٹھہرایا ہے ۔''

سورۂ ابراہیم (آیت ۵) میں ہے :

و ذکرھم بایّٰم اللہ ط [اور اُنہیں اللہ کے دن یاد دلا] ۔

صفحہ ۲۱۲ ہی میں ہے :

''(قرآن نے) توجہ دلائی کہ نوعِ انسانی کے گذشتہ اور موجودہ احوال و شیون کے مطالعے میں غور و فکر سے کام لیں ۔''

پھر سورۂ ابرہیم کی آیت ۵ نقل کی ہے (ترجمہ یہ ہے) :

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں لے کر بھیجا کہ اپنی

قوم کو اندھیروں سے اُجالے میں لا اور اُنھیں اللہ کے دن یاد دلا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر والے شکر گذار کے لیے۔''

سورۃ الاعراف کی آیتیں (۱۸۱ - ۱۸۳) ہیں:

''اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں، اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے اُنھیں خبر نہ ہوگی اور میں اُنھیں ڈھیل دوں گا۔ بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے۔''

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۳۷) میں ہے:

''تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آ چکے ہیں، تو زمین میں چل کر دیکھو، کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔''

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۴۰) میں یہ بھی ہے:

''اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں۔''

سورۃ الاعراف (آیت ۳۴) میں ہے:

و لکل اُمۃٍ اجلٌ ۵ [اور ہر گروہ کا ایک وعدہ (وقتِ معین) ہے]۔

صفحہ ۲۱۳ میں ہے:

["ابنِ خلدون] نے بحیثیت ایک قوم عربوں کی سیرت اور کردار کی بحث میں جو کچھ لکھا ہے قرآن پاک ہی کی اس آیت کی تفصیلِ مزید ہے۔ [ترجمہ]:

''[سورۃ التوبہ، آیات ۹۷ - ۹۸: گنوار لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے ہیں اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے — اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اُسے تاوان سمجھیں

اور تم پر گردش آنے کے انتظار میں رہیں - اُنھی پر ہے بری گردش - اور اللہ سنتا جانتا ہے] -"

صفحہ ۲۱۳ ہی میں ہے :

"قرآن مجید نے تاریخی تنقید کا ایک بنیادی اصول قائم کیا - - - کہ ہم ان [راوی] کی سیرت اور کردار کا ٹھیک اندازہ کر سکیں -"

سورۃ الحجرات کی آیت (۶) ہے :

"اے ایمان والو ، اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو -"

اس آیت سے راوی کی سیرت اور کردار کے سمجھنے کی ہدایت ملتی ہے -

صفحہ ۲۱۴ - زندگی اور زمانے کی ماہیت کے سمجھنے کے لیے بعض اساسی تصورات بھی قرآن سے ماخوذ ہیں - وحدتِ مبداء حیات کے لیے سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے :

"اے لوگو ! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں نفسِ واحد سے پیدا کیا -"

صفحہ ۲۱۶ میں ہے : "زندگی - - - عبارت ہے ایک مسلسل اور مستقل حرکت سے -"

سورۃ الملک (آیت ۲) میں ہے :

الذی خلق الموت و الحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط

[وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا عمل اچھا ہے -]

اسی آیت سے اوپر کے قول کے لیے استدلال لایا جا سکتا ہے -

صفحہ ۲۱۷ میں ہے :

"قرآن مجید کا یہ ارشاد کہ 'اختلاف لیل و نہار' کو حقیقتِ مطلقہ

کی جس کی 'ہر لحظہ ایک نئی شان ہے' ایک آیت تصور کرنا چاہیے۔"

سورۂ یونس (آیت ۶) میں ہے :

ان فی اختلاف الیل و النہار و ما خلق اللہ فی السمٰوات و الارض لاٰیٰتٍ لقومٍ یتقون ٥

[بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ، ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لیے۔]

سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۹) میں ہے :

کل یومٍ ھو فی شانٍ ٥ [اُسے ہر دن ایک کام ہے] ۔

پھر علامہ اقبال نے مسیحِ موعود اور مہدیِ باطل کی تردید میں دلائل قائم کیے ہیں اور ابن خلدون کے نظریۂ تاریخ کی تصدیق کی ہے۔ ضربِ کلیم میں فرماتے ہیں :

دنیا کو ہے اُس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

چھٹا خطبہ

الاجتہاد فی الاسلام

(*The Principle of Movement in the Structure of Islam*)

صفحہ ۲۲۳ میں ہے : [''اسلام کائنات کو] متحرک قرار دیتا ہے۔''

سورۂ فاطر (آیت ۱) میں ہے :

یزید فی الخلق ما یشاء ٥

[وہ (اللہ) بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے۔]

صفحہ ۲۲۳ ہی میں ہے :

''اس [اسلام] نے رنگ و خون [وطن اور نسل] کے رشتے ٹھکرا دیے

اور اپنی توجہ صرف فرد کی ذاتی قدر و قیمت پر رکھی ۔''

سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں ہے :

یٰایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی و جعلنٰکم شعوباً ص و قبآئل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیمٌ خبیر o

[اے لوگو ! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۔]

اسی صفحے میں ہے : ''نوعِ انسانی ایک ہے اور اس کی زندگی کا مبدا اصلاً روحانی ہے ۔''

سورۃ البقرہ (آیت ۲۱۳) میں ہے :

کان الناس اُمةً واحدةً o [پہلے سب لوگ ایک ہی اُمت تھے] ۔

سورۃ الفرقان (آیت ٦٢) میں ہے :

و ھوالذی جعل الیل و النھار خلفة لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً o

[اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اُس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے ۔]

صفحہ ۲۲۷ میں ہے : ''اس نئی تہذیب [اسلام] نے اتحادِ عالم کی بنا اصولِ توحید پر رکھی ۔''

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے :

ولا تدع مع اللہ الٰھاً آخر o

[اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکار ۔]

صفحہ ۲۲۷ ہی میں ہے :

"اس اصول کا تقاضا ہے کہ ہم صرف اللہ کی اطاعت کریں ، نہ کہ ملوک و سلاطین کی -"

سورۃ المائدہ (آیت ۹۲) میں ہے :

و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و احذروا ٥

[اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور ہوشیار رہو -]

سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۲۳) میں ہے :

و قضیٰ ربك الا تعبدوآ الآ ایاہ ٥

[اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو -]

اسی صفحے میں ہے : ''اللہ کی اطاعت فطرتِ صحیحہ کی اطاعت ہے -"

سورۃ الروم (آیت ۳۰) میں ہے :

فاقم وجهك للدين حنيفاً ط فطرت الله التى فطر الناس عليها ط

[پس اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اُسی کے ہو کر ــ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا -]

صفحہ ۲۲۷ ہی میں ہے :

''اسلام کے نزدیک حیات کی یہ روحانی اساس ایک قائم و دائم وجود ہے جسے ہم اختلاف اور تغیر میں جلوہ گر دیکھتے ہیں -"

سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۵) میں ہے :

الله لا الٰه الا هو الحى القيوم ٥

[اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں - وہ خود زندہ ہے اور اوروں

کا قائم رکھنے والا ۔]

سورۂ یونس کی آیت (٦) اور سورۃ الرحمٰن کی آیت (۲۹) ابھی صفحہ ۲۱۷ میں مذکور ہوئیں ۔

صفحہ ۲۲۷ ہی میں ہے :

"مسلسل تغیر کی اس بدلتی ہوئی دنیا میں ہم اپنا قدم مضبوطی سے جما سکتے ہیں تو دوامی ہی کی بدولت ۔"

سورۂ آل عمران (آیت ۷) میں ہے :

ھو الذی انزل علیك الکتٰب منه آیٰتٌ محکمٰتٌ ھن ام الکتٰب ۝

[وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اُتاری ۔ اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں ۔ وہ کتاب کی اصل ہیں ۔]

اسی صفحے میں ہے : "تغیر وہ حقیقت ہے جسے قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی آیت ٹھہرایا ہے ۔" دیکھیں صفحہ ۲۱۷ ۔

صفحہ ۲۲۸ میں ہے :

"لغوی اعتبار سے تو اجتہاد کے معنی ہیں کوشش کرنا ، لیکن فقہ اسلامی کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے وہ کوشش جو کسی قانونی مسئلے میں آزادانہ رائے قائم کرنے کے لیے کی جائے اور جس کی بنا جیسا کہ میں سمجھتا ہوں شاید قرآن مجید کی اس آیت 'الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا' پر ہے ۔"

سورۃ العنکبوت (آیت ٦۹) میں ہے :

و الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط و ان اللہ لمع المحسنین ۝

[اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم اُنھیں اپنے راستے دکھائیں گے ۔ اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۔]

صفحہ ۲۳۷ میں ہے :

''وہ عمل 'دنیوی' ہے جس میں ہم زندگی کی اس لامتناہی کثرت کو جو ہر عمل کے پیچھے واقع ہے نظر انداز کر دیتے ہیں اور وہ روحانی جس میں اس ساری کثرت کا لحاظ رکھ لیا جائے ۔''

انما الاعمال بالنیات [بے شک اعمال نیتوں سے ہیں] ۔ اسی لیے ہم کو سورۃ الانعام (آیت ۱۶۳) میں یہ تعلیم دی گئی ہے :

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین ۝

[آپ فرما دیں ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۔]

اوپر کے قول کے مطابق علامہ اقبال نے پھر کہا ہے (صفحہ ۲۳۸) :

''انسان عبارت ہے جس وحدت سے جب اُس کے اعمال و افعال کا مشاہدہ عالمِ خارجی کے حوالے سے کیا جائے تو ہم اسے بدن ، لیکن جب اُن کی حقیقی غرض و غایت اور نصب العین پر نظر رکھی جائے تو روح کہیں گے ۔''

سورۃ الذاریٰت (آیت ۵۶) میں ہے :

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ۝

[اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر صرف میری اپنی عبادت کے لیے ۔]

(تاکہ ہر عمل میں وہ میری رضا کو مقدم رکھیں)

صفحہ ۲۴۶ میں ہے :

''اسلام نہ تو وطنیت ہے ، نہ شہنشاہیت ، بلکہ ایک انجمنِ اقوام جس نے ہمارے خود پیدا کردہ حدود اور نسلی امتیازات کو تسلیم کیا ہے تو محض سہولتِ تعارف کے لیے ۔''

اس کے لیے صفحہ ۲۲۳ میں سورۃ الحجرات کی آیت (۱۳) دیکھیں۔

صفحہ ۲۵۸ میں ہے:

"اس [اسلام] کا مقصد ہے ایک ایسا نمونہ [فرد و جماعت کے طرزِ زندگی کا] پیش کرنا جو اتحادِ انسانی کی اس شکل کے لیے جو بالآخر ظہور میں آئے گی مختلف [ہو]۔"

سورۃ البقرہ (آیت ۱۴۳) میں ہے:

و کذٰلک جعلنٰکم امۃً وسطاً لتکونوا شھدآء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیداً ط

[اور یہ بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں کیا سب امتوں میں معتدل (افضل) کہ لوگوں پر تم گواہ رہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ۔]

اوپر کے قول کے ساتھ ہی یہ بھی ہے: "[وہ] ایک ایسی امت کی شکل دے جس کا اپنا ایک شعورِ ذات ہو۔"

سورۂ آل عمران (آیت ۱۱۰) میں ہے:

کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ ط

[تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔]

اس کے بعد اسلامی قانون کے معنی و منشا پر بحث آتی ہے۔۱۰

۱۰- دراصل چھٹے خطبے میں صفحہ ۲۵۰ سے آخر تک فقہ اسلامی اور اجتہاد پر مختلف زاویوں سے بحث ہے۔ علامہ اقبال نے مولانا سلیمان ندوی سے اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۶ میں اور اس کے بعد کے دو خطوں میں بھی انھی مسائل سے متعلق استفسار کیا ہے۔ اس کے بعد کے خطوں میں زمان سے متعلق بھی استفسارات ہیں۔ دیکھیں "مکاتیب اقبال"، حصہ اول، مکاتیب نمبر ۷۰ تا ۷۳، ۷۶ تا ۸۰، ۸۲۔ مکتوب نمبر ۱۹ بھی دیکھیں۔

صفحہ ۲۶۲ میں ہے : ''قرآن مجید کا صاف و صریح ارشاد ہے : و لھن مثل الذی علیھن [بالمعروف] [سورۃ البقرہ ، آیت ۲۲۸ = اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا اُن (شوہروں) پر ، شرع کے مطابق - قانونِ وراثت میں لڑکی کا حصہ اگر کم متعین ہوا ہے تو کسی کمتری کی وجہ سے نہیں - علامہ اقبال نے خود ہی اس کے دوسرے حصوں کی نشان دہی (بعد کی سطور میں) کر دی ہے -[11]

بعد کے صفحات میں قرآن ، حدیث ، اجماع اور قیاس کی اہمیت کا استقصاء کیا گیا ہے ، کیونکہ فقہ اسلامی کے ماخذ یہی ہیں - اور علامہ چاہتے ہیں کہ ان سے صحیح فائدہ اُٹھا کر اپنے فقہ کی نئی تشکیل کی جائے -

ساتواں خطبہ

کیا مذہب کا امکان ہے ؟

(*Is Religion Possible ?*)

صفحہ ۲۷۹ میں ہے :

[مذہبی زندگی کا] تیسرا دور آتا ہے تو ما بعد الطبیعیات کی جگہ نفسیات کے لیے خالی ہو جاتی ہے اور انسان کو یہ آرزو ہوتی ہے کہ حقیقتِ مطلقہ سے براہ راست اتحاد و اتصال قائم کرے - چنانچہ یہی مرحلہ ہے جس میں مذہب کا معاملہ زندگی اور طاقت و قدرت کا معاملہ بن جاتا ہے اور جس میں انسان کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ ایک آزاد اور با اختیار شخصیت حاصل کر لے ، شریعت کے حدود و قیود کو توڑ کر نہیں ، بلکہ خود اپنے اعماقِ شعور میں اُس کے مشاہدے[12] سے ، جیسا

۱۱- محترم نذیر نیازی نے بھی ترجمہ کے صفحہ ۲۶۲ (حاشیہ ۱۵۱ میں) میں اس پر بحث کی ہے -

کہ صوفیہ' اسلام میں ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب تک مومن کے دل پر بھی کتاب کا نزول ویسے نہ ہو جائے جیسے آنحضرت صلعم پر ہوا تھا اس کا سمجھنا محال ہے۔''

بال جبریل میں ہے :

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی ، نہ صاحبِ کشاف

اور جس بزرگ کا قول اوپر کے اقتباس میں نقل ہوا ہے وہ در اصل خود علامہ اقبال کے والد ماجد تھے۔ اور خود علامہ نے اُن کا واقعہ نقل کیا ہے کہ :

''جب میں ایف اے میں پڑھتا تھا تو صبح کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ والد صاحب مسجد سے نماز پڑھ کر آتے تو کچھ منزل ختم کر چکا ہوتا ، کبھی جاری ہوتی۔ ایک دن آ کر پوچھتے ہیں کہ کیا پڑھتے تھے؟ مجھے حیرت بھی ہوئی اور غصہ بھی آ گیا کہ چھ مہینے اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھتا ہوں ، پھر یہ سوال کیسا ؟ نہایت نرمی سے فرمایا : میں پوچھتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے ؟ اب میرا استعجاب اور غصہ جاتا رہا اور کہا ، کچھ عربی جانتا ہوں ، کہیں کہیں سمجھ میں آ جاتا ہے۔ بات ختم ہو گئی۔ کوئی چھ ماہ بعد ایک دن لے کر بیٹھ گئے اور فرمایا ، بیٹا ، قرآن کریم اُس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر یہ نازل ہوتا ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کریم کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا ۔۔۔۔ فرمایا ۔۔۔ یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ قرآن کریم حضورؐ کے بعد اب کسی پر نازل ہی نہیں ہو سکتا۔ میں پھر حیران ہوا تو فرمایا ، انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اُس کا نمونہ ہمارے سامنے محمدؐ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی محمدؐ ہی کے مختلف مدارج تھے۔ وہ سلسلے گویا (Muhammad in the making) تکمیلِ

۱۲- ''پس چہ باید کرد'' مثنوی کا ایک شعر ہے :
پس تصوف چیست اے والا صفات   شرع را دیدن بہ اعماقِ حیات

ﷺ کے منازل تھے ۔ بنیادی اصول ہر جگہ ایک تھا ، البتہ شعورِ انسانی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ فروعات کی تکمیل ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ ﷺ مکمل ہوگیا ، بابِ نبوت بند ہوگیا ، انسانیت اپنے معراجِ کبریٰ تک پہنچ گئی ۔ اب ہر انسان کے سامنے معراجِ انسانیت کا نمونہ ﷺ موجود ہے ۔ کوئی انسان جتنا محمدیت کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اتنا ہی قرآن اس پر نازل ہوتا جاتا ہے ۔ یہ مفہوم تھا میرے کہنے کا ، کہ قرآن کریم اس کی سمجھ میں آسکتا ہے جس پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے'' ۔۱۳

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (۷۸) سے استدلال کیا جا سکتا ہے ۔ ارشاد ہے :

ان قرآن الفجر کان مشھوداً ٥

[بے شک قرآن پڑھنا صبح کا ہوتا ہے رو برو ۔]

مفسرین لکھتے ہیں کہ ''حدیث میں ہے کہ فجر و عصر کے وقت دن اور رات کے فرشتوں کی بدلی ہوتی ہے ۔ لٰہذا ان دو وقتوں میں جب لیل و نہار کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو ہماری قراءت اور نماز ان کے رو برو (مشہود) ہوئی جو مزید برکت و سکینہ کا موجب ہے اور اُس وقت اوپر جانے والے فرشتے خدا کے یہاں شہادت دیں گے کہ جب ہم گئے تب بھی ہم نے تیرے بندوں نماز (قرآن) پڑھتے دیکھا اور جب آئے تب بھی'' ۔ چنانچہ صبح کا قرآن مشہود بھی ہے اور مقصود بھی (گویا یہ اُسی کے لیے ہے جو اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہے) ۔

صفحات ۲۸۱ - ۲۸۲ میں ہے :

''عراقی نے کہا ہے کہ زمان و مکان کے متعدد نظامات میں ، حتیٰ کہ ایک وہ زمان و مکان بھی ہے جو صرف ذاتِ الٰہیہ سے مخصوص ہے'' ۔

۱۳- رسالہ ''فکر و نظر''، اسلام آباد ، اگست ۱۹۷۶ ، صفحہ ۱۱۹ - ''مکاتیب اقبال'' (حصہ اول ، مکتوب نمبر ۷) میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے کہ : ''مسلم جو حامل ہے محدثیت [محمدیت] کا اور وارث ہے موسویت کا اور ابراہمیت کا ، کیونکر کسی شے میں جذب ہو سکتا ہے ؟''

مثلاً سورۃ السجدہ (آیت ۴) میں ہے :

اللہ الذی خلق السمٰوات والارض و ما بینھما فی ستۃ ایامٍ ○

[اللہ نے جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے ہے چھ دن میں بنائے ۔]

اس کے بعد کی آیت ہے :

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یومٍ کان مقدارہ' الف سنۃٍ مما تعدون ○

[کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک ، پھر اُسی کی طرف رجوع کرے گا اُس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمھاری گنتی میں ۔]

صفحہ ۲۸۳ میں ہے :

''یہ جو سلوک و عرفان کے اُن طریقوں سے جو ازمنۂ متوسط میں صوفیہ نے وضع کیے اب اس قسم کے افراد پیدا نہیں ہو رہے جو قدیم حق و صداقت کا پھر سے انکشاف کریں ، تو اس کی سب سے بڑی وجہ بھی ہماری یہی قدامت پرستی ہے'' ۔

اس قول کی وضاحت کے لیے صفحہ ۱۶۶ کے ذیل میں علامہ اقبال کے مکتوب نمبر ۳۵ ، ۱۰۳ (''مکاتیب'' ، حصۂ اوّل) کا حوالہ آ چکا ہے ۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں ۔

صفحہ ۲۸۳ - ۲۸۴ میں ہے :

''خودی کی وہ روش جو نتیجہ ہے خود ہمارے اندرونِ ذات میں زبردست حیاتی تغیرات کا اور جس کو نا ممکن ہے کہ منطق کے مقولات اپنے دام میں لا سکیں ۔ ان کا اظہار ہوگا تو کسی ایسے عمل سے جو عالمِ انسانی کو زیر و زبر کر دے ، یا پھر یہ کہ ان سے ایک نئی دنیا تعمیر کی جائے ۔''

سورۃ الذاریٰت کی آیات (۲۰ - ۲۱) ہیں :

و فی الارض آیٰتٌ للموقنین ○ و فی انفسکم افلا تبصرون ○

[اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور خود تمھاری ذات میں ، تو کیا تمھیں سوجھتا نہیں ؟]

ان آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اندرونِ ذات میں کیا کیا صلاحیتیں ہیں ۔

صفحہ ۲۸۹ میں ہے :

''عصرِ حاضر کی ذہنی سرگرمیوں سے جو نتائج مترتب ہوئے اُن کے زیرِ اثر انسان کی روح مردہ ہو چکی ہے ، یعنی وہ اپنے ضمیر اور باطن سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے ۔''

سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۴) میں بھی اسی مادیت کا ذکر ہے :

و قالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما یھلکنا الا الدھر و ما لھم بذٰلک من علمٍ ان ھم الا یظنون ٥

[اور وہ (منکرینِ بعثت) بولے ، وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے (یعنی اس زندگی کے علاوہ کوئی زندگی نہیں) ۔ مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ اور اُنھیں اس کا علم نہیں ۔ وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں ۔]

اسی سورۃ کی آیت ۳۲ بھی دیکھیں ۔

صفحہ ۲۹۴ میں ہے :

''ان واردات کی سنجیدگی سے تحقیق کریں جن کی بدولت غلاموں کے اندر وہ صفات پیدا ہوئیں کہ اُنھوں نے دنیا کی امامت اور رہنمائی کا فریضہ ادا کیا اور جن کی زیرِ اثر قوموں اور نسلوں کے اخلاق و کردار اس طرح بدلے کہ ان کی زندگی نے ایک بالکل نئی شکل اختیار کر لی ۔''

سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۰۳) میں اللہ پاک نے اس نعمت اور رحمت کا ذکر فرمایا ہے :

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً ٥

[اور اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو - جب تم میں بَیر تھا اُس نے تمھارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے -]

سورۃ الانفال کی آیت ٦۳ میں بھی اس نعمت کا ذکر ہے اور سورۃ النصر کی آیات ۱ - ۲ میں بھی -

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱٦۴) میں بھی ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم آیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب و الحکمۃ ط

[بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان ہی میں سے ایک رسول کو کھڑا کیا جو اُن کو اُس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے (اللہ کے احکام سناتا ہے) اور ان کو (عیب و خرابی سے) پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے -]

''و یزکیھم'' والی صفت نے عالم کے اخلاق و کردار کو بدل کر زندگی کی ایک بالکل نئی شکل عطا کی جس کی شہادت تاریخ میں موجود ہے -

صفحہ ۲۹۸ میں ہے :

''نفسیاتِ حاضرہ نے مذہبی زندگی کا گویا قشر تک بھی نہیں چھوا - وہ اس تنوع اور گونا گونی سے بالکل بے خبر ہے جو مذہبی واردات اور مشاہدات میں پائی جاتی ہے ، لیکن جس کا تھوڑا بہت اندازہ شاید آپ سترھویں صدی کے ایک بہت بڑے مرشدِ کامل حضرت شیخ احمد سرہندی کی ایک عبارت سے کر سکیں گے -''

پھر حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کے ایک مکتوب (نمبر ۲۵۳ ، دفتر اول) سے ایک اقتباس پیش کیا ہے جس کا یہ فقرہ (صفحہ ۳۰۰) خاص ہے : ''ان بے مثال واردات

اور مشاہدات سے پہلے ، جو وجودِ حقیقی کا مظہر ہیں ، عالمِ امر[۱۴] یعنی اس دنیا سے گریز کرنا ضروری ہے جسے ہم رہنما توانائی کی دنیا کہتے ہیں ۔"

سورۃ الاعراف (آیت ۵۴) میں ہے :

الا له الخلق و الامر ط

[سن لو اُسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۔]

صفحہ ۱۵۴ بھی دیکھیں ۔

صفحات ۳۰۵ - ۳۰۶ میں ہے :

"اسلامی تصوف نے تو اس خیال سے کہ ہمارے مشاہدات میں جذبات کی آمیزش نہ ہونے پائے موسیقی تک کو عبادت میں جگہ نہیں دی ۔ بعینہ اس نے صلٰوۃ باجماعت پر زور دیا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے مراقبوں اور ہمارے ذکر و فکر سے مصالح جماعت کو نقصان پہنچے ۔"

حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے دفترِ اوّل کے مکتوبات ۲۲۱ ، ۲۳۴ ، ۲۶۱ ، ۲۶۶ میں اور دفترِ سوم کے مکتوب ۴۳ میں سرود و نغمہ کی سختی سے تردید فرمائی ہے ۔ اسی طرح صلٰوۃ (باجماعت) کے لیے ان کے دفترِ اوّل کے مکتوب ۱۳۷ ، ۲۶۱ ، ۲۶۶ ، ۳۰۵ ملاحظہ ہوں ۔ نماز کے متعلق مکتوب ۲۶۱ میں سے چند جملے یہ ہیں (ترجمہ) :

"ذوق و مواجید اور علوم و معارف اور احوال و مقامات اور انوار و الوان اور تلونیات و تمکینات اور تجلیاتِ باکیف و بے کیف اور ظہورات

۱۴- عالمِ خلق کا تعلق مادیات سے اور عالمِ امر کا مجردات سے ہے ۔ صوفیہ اس مسئلے کے لیے سورۃ الاعراف کی یہی آیت (۵۴) پیش کرتے ہیں ۔ عالمِ امر کے لیے حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب نمبر ۲۵۷ (دفترِ اوّل میں) بھی ملاحظہ فرمائیں ۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۲ میں انگلستان میں حضرت مجددؒ پر ایک تقریر کی تھی ۔ دیکھیں اُن کا مکتوب نمبر ۲۶۵ ("مکاتیبِ اقبال" ، حصہ اوّل) ۔

رنگا رنگ و بے رنگ ان میں سے جو کچھ نماز کے بغیر میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال و امثال ہے بلکہ وہم و خیال سے وہ پیدا ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ جو نمازی کہ نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے وہ نماز کے ادا کرتے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا اُس وقت وہ اُس دولت سے حصہ لیتا ہے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے اور اصل سے ظلیت کی آمیزش کے بغیر فائدہ حاصل کر لیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔''

صفحہ ۳۰۶ میں ہے : ''خودی کا نصب العین یہ نہیں کہ کچھ دیکھے بلکہ ، یہ کہ کچھ بن جائے ۔''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (مکتوب ۳۹ ، دفتر اول) فرماتے ہیں :

''کام کا مدار دل پر ہے ۔ اگر دل حق تعالیٰ کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب و ابتر ہے ، محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ۔ ماسوائے حق کی طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمال صالحہ ، جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجا لانے کا حکم دیا ، دونوں درکار ہیں ۔''

دفتر اوّل کے مکتوب ۴۲ ، ۴۶ ، ۶۱ وغیرہ بھی دیکھیں ۔ نیز خوارق عادات اور کشف کے غیر معتبر ہونے کے متعلق دفتر اول کے مکتوب ۲۱۶ - ۲۹۳ ، نیز دفتر دوم کا مکتوب ۹۲ وغیرہ دیکھیں ۔

اسی صفحے (۳۰۶) میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ :

''اس [خودی] کا آخری عمل فکر کا عمل نہیں ۔ وہ ایک حیاتی عمل ہے جو اس میں گہرائی اور پختگی پیدا کرتا اور اس کے ارادوں کو تقویت دیتے ہوئے ایک شان خلاقی کے ساتھ اس تیقن کا باعث ہوتا ہے کہ دنیا محض دیکھنے یا افکار و تصورات کی شکل میں سمجھنے کی چیز نہیں ، بلکہ ایک ایسی چیز جس کو ہم اپنے مسلسل عمل سے بار بار بناتے اور بنا کر پھر بناتے رہتے ہیں ۔''

سورۃ البقرہ (آیت ۲۹) میں ہے :

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً o

[وہ ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے وہ سب جو زمین میں ہے -]

سورۂ لقمٰن اور سورۃ الجاثیہ کی آیات ۲۰ اور ۱۳ بھی اُوپر آ چکی ہیں کہ انسانی خودی میں آسانوں اور زمین کی ہر چیز کو مسخر کرنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے - چنانچہ ان سب کے حصول کے لیے مسلسل اور ان تھک عمل کی ضرورت ہے جو سخت کوش اور مشکل پسند ہو -

آخر میں علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' کی ''تمہید زمینی'' کے چودہ اشعار نقل کر کے خطبۂ ہفتم کو ختم کیا ہے -

تمّت بالخیر ـــ الحمد للہ